﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبة:۱۱۹)

ملفوظات مع مختصر سوانح

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

تصحیح و اضافہ شدہ تیسرا جدید ایڈیشن

علم حدیث سے متعلق بیش بہا معلومات، اصلاح و تربیت کے
سلسلے میں گراں قدر ہدایات، دسیوں علمی اِفادات، قیمتی ملفوظات،
تجربات، مشاہدات اور خلفاء کی فہرست پر مشتمل مجموعہ۔

مُرتّب و جامع

محمد جابر بن عمر پالن پوری غفرلہٗ

استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، ضلع بھروچ، گجرات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبة:۱۱۹)

ملفوظات مع مختصر سوانح

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

تصحیح و اِضافہ شدہ تیسرا جدید ایڈیشن

علم حدیث سے متعلق بیش بہا معلومات، اصلاح و تربیت کے سلسلے میں گراں قدر ہدایات، دسیوں علمی اِفادات، قیمتی ملفوظات، تجربات، مشاہدات اور خلفاء کی فہرست پر مشتمل مجموعہ۔

مرتب و جامع

محمد جابر بن عمر پالن پوری غفرلہٗ
استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، ضلع بھروچ، گجرات

تفصیلات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : ملفوظات مع مختصر سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ
مرتب وجامع : مفتی محمد جابر بن عمر پالن پوری (استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)
کمپیوٹر کتابت : رشید احمد آچھودی (فون:09428689113)
طبع سوم : ۱۴۴۱ھ مطابق: ۲۰۲۰ء
تعدادِ صفحات : ۵۵۳

کتاب مندرجۂ ذیل پتہ پر دستیاب ہے۔

(۱) مفتی محمد جابر بن عمر بادر پوری (9979107088)
جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، تحصیل انکلیشور، ضلع بھروچ، گجرات
Pin no. 394115

(۲) مکتبۂ حکیم الامت، سہارن پور، Mob.09759870037

(۳) مولانا صادق صاحب (+91 97198 03731)
(جامعہ ضیاء العلوم خانقاہ پٹھیر، چلکانہ، سہارن پور، یو. پی.)

فہرست

عناوین **صفحہ**

عرضِ مرتب وجامع (بہ موقع طبع ثالث) ۵
کلماتِ دعائیہ از: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدت فیوضہم ۷
مقدمہ از: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) ۸
کلماتِ بابرکت از: مرشد ربانی حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۱۰
تقریظ از: حضرت اقدس مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم (ناظم مظاہر علوم) ۱۵
تقریظ از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی دامت برکاتہم ۱۶
تقریظ از: شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم ۱۷
عرضِ مرتب (بہ موقع طبع اوّل) ۲۱
مختصر سوانح امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ ۲۶
حضرتؒ کا خاندان ۲۶
حضرتؒ کے والد ماجدؒ ۲۷
حضرتؒ کی والدہ ماجدہ ۲۷
حضرتؒ کا وطن ۲۸
حضرتؒ کی ولادت ۲۹
حضرتؒ کا بچپن اور گاؤں کا حال ۲۹
ابتدائی تعلیم ۳۱
دل چسپ واقعہ ۳۲
ضیاء العلوم مانی کلاں میں ۳۲
مشفق اُستاذ ۳۴

مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ ۳۶
طلب علم میں یکسوئی ۳۷
غم فرقت و کرمِ الٰہی ۳۸
مظاہر علوم میں مسندِ تدریس پر ۳۹
شیخ الحدیث کے منصب تک ۳۹
درسِ حدیث کے لیے اہتمام ۴۰
درس کی بے مثال پابندی ۴۰
کیفیتِ مطالعہ اور کتابوں سے شغف ۴۲
تین پیشین گوئیاں جو پوری ہوئیں ۴۳
یومیہ معمولات ۴۴
معمولاتِ رمضان ۴۸
حرمین شریفین کا سفر ۵۱
ورع وتقویٰ ۵۲
رُفقاء، خدام اور طلبہ کی دل جوئی ۵۴
اتباعِ رسول ومحبت رسول ﷺ ۵۵
آلِ رسول ﷺ سے غیر معمولی محبت ۵۷
نماز کا اشتغال اور کیفیت ۵۸
حضرتؒ کا تحمل ۵۹
مدرسہ کے مال میں احتیاط ۶۰
مشتبہ چیزوں سے احتیاط ۶۱
آپؒ کا جذبۂ احسان شناسی ۶۱
حضرتؒ کی کرامت کے دو واقعات ۶۳

مرض ۶۴
سحر اور دِل کا دورہ ۶۴
گردوں میں انفیکشن ۶۵
مرض الوفات ۶۶
سانحۂ ارتحال ۷۰
جنازہ ہسپتال سے مظاہر علوم ۷۱
غسل وکفن ۷۱
نمازِ جنازہ ۷۲
تدفین ۷۳
حضرتؒ کے باقیاتِ صالحات ۷۳
بیعت کے کلمات ۷۵
ملفوظات بہ روایت جامع ومرتب ۷۷
عقائد ۷۷
عبادات ۸۱
معاملات ۹۳
معاشرت ۱۰۱
طلب علم ۱۲۶
تصوف وسلوک ۱۷۷
دعوت وتبلیغ ۲۲۲
متفرقات ۲۲۵
آخری دعا ۲۷۵
ملفوظات (منتخب از بیان ودرس حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدظلہٗ) ۲۸۲

ملفوظات بہ روایت مفتی محمد ادریس صاحب موسالی ۲۹۸
ملفوظات بہ روایت مفتی زبیر احمد صاحب ڈونگری ۳۳۰
ملفوظات بہ روایت حضرت مفتی آصف صاحب بھلسوی ۳۳۴
ملفوظات بہ روایت مولانا یوسف بن شبیر احمد صاحب (بلیک برن، یو.کے.) ۳۳۹
ملفوظات بہ روایت مولانا محمد امین صاحب کھولوڑی فلاحی ۳۷۳
ملفوظات بہ روایت مفتی محمد انور صاحب ہتھوڑوی ۳۷۹
ملفوظات بہ روایت مولانا ہاشم صاحب فرخ آبادی ۳۹۸
ملفوظات از کتاب: شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحبؒ بہ روایت مولانا محمود حسن صاحب ۴۱۰
ملفوظات از ماہنامہ مظاہر علوم بابت: ۱۹۹۸ء و بابت: ۲۰۱۷ء ۴۲۰
منتخب ملفوظات از کتاب التوحید/تقریر درسِ بخاری شریف حضرت شیخ محمد یونس صاحبؒ ۴۳۰
ملفوظات بہ روایت مفتی محمد مصطفیٰ صاحب مظاہری ۴۳۶
ملفوظات بہ روایت مولانا سید محمد نشاط عالم صاحب مظاہری ۴۵۵
ملفوظات بہ روایت مفتی صدیق اللہ صاحب ۴۶۱
ملفوظات بہ روایت حضرت مولانا مفتی لیاقت علی صاحب ۴۷۲
ملفوظات بہ روایت مولانا عبدالرحیم صاحب لمباڈا ۴۷۴
ملفوظات بہ روایت مفتی سلمان صاحب منصور پوری و مفتی عفان منصور پوری ۴۷۹
ملفوظات از: مقالہ ''نقوشِ جاویداں'' بہ روایت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب مدظلہٗ ۴۸۳
ملفوظات بہ روایت مولانا عبدالاحد صاحب فلاحی ۴۸۵
ملفوظات بہ روایت مفتی محمد طلحہ مظاہری صاحب ۴۹۲
فہرست خلفاء و مجازین ۵۴۹

تم بحمد اللہ

عرضِ مرتب وجامع

(بہ موقع طبع ثالث)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کتابِ ہٰذا کے دو ایڈیشن ۱۴۳۹ھ میں شائع ہوکر مقبولِ عام و خاص ہوچکے ہیں، اہل علم وفضل نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا، علماء وطلبہ سبھی نے قدردانی فرمائی، بزرگانِ دین نے اپنی محبت کی نظروں سے گزارا، احقر کے لیے دعائے خیر فرمائی اور حوصلہ بخش کلمات سے نوازا۔ دوسرا ایڈیشن ختم ہونے کے بعد بھی کئی حضرات کی طرف سے اس کا مسلسل تقاضا ہوتا رہا۔

لہٰذا جب احقر نے تیسرا ایڈیشن شائع کرنے کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ اس طبع جدید میں اِفادۂ عام کی خاطر قدرے ترمیم کی جائے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ملفوظات میں مزید اضافہ کیا جائے، **بایں سبب احقر نے اس ایڈیشن میں اپنے جمع کردہ ملفوظات کو چند مرکزی عناوین مثلاً عبادات، معاملات، طلب علم، تصوف وسلوک اور دعوت وتبلیغ وغیرہ میں منقسم کردیا اور ہر ملفوظ کو ذیلی عنوان سے آراستہ کیا، نیز حضرت شیخ رحمہ اللہ کے چند معتمد شاگردانِ باتوفیق کے جمع کردہ یا ان کے بیان کردہ ملفوظات کو اُن حضرات کی طرف منسوب کرکے کتاب کا حصہ بنایا، تاکہ یکجا طور پر ملفوظات سے استفادہ آسان رہے۔ احقر نے اُن ملفوظات میں بھی ذیلی عناوین کا اہتمام کیا،** ان میں سے بیشتر ملفوظات علمی جواہر پارے ہیں اور بہت سے ملفوظات متصوفین وسالکین اور معرفت الٰہی کی وادیوں میں آبلہ پائی کرنے والے حضرات کے لیے قیمتی ہدایات ہیں۔

نیز اس ایڈیشن میں کچھ بابرکت شخصیات کے بابرکت کلمات اور تحریرات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے دعائیہ کلمات، مرشد

الامت حضرت اقدس مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ) اور مرشد کامل حضرت مولانا منیر احمد صاحب (أطال الله بقاء هم و نفع الأمة بهم) کی تحریروں نے کتاب کو ہر لحاظ سے بیش قیمت بنا دیا۔ راقم ان حضرات کا تہہِ دل سے سپاس گزار ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور صحت و سلامتی کے ساتھ ان حضرات کے سایۂ عاطفت کو اُمت مسلمہ کے سر پر تا دیر قائم رکھے اور ملت اسلامیہ کو ان کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

اس موقع پر بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ان حضرات کا شکر ادا نہ کیا جائے جنہوں نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے جمع کردہ ملفوظات کی شکل میں راقم کو اپنی زندگی کا بیش بہا سرمایہ عطا فرما کر کتاب کی قیمت کو دو چند کر دیا۔

نیز عاجز شکر گزار ہے مولانا سجاد حسین صاحب قاسمی (اُستاذِ فقہ و اَدب دار العلوم وقف دیوبند) اور مولانا اسماعیل صاحب کوثر (استاذِ حدیث دار العلوم مرکز اسلامی انکلیشور) کا، جنہوں نے اپنے علمی مشاغل کی کثرت کے باوجود اس تیسرے ایڈیشن پر نظر ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اسی طرح راقم مولانا احسان اللہ صاحب قاسمی (استاذِ فقہ و ادب جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا بھی شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ جنہوں نے ذیلی عناوین سازی میں احقر کی معاونت کی، نیز محمد سہیل میواتی (متعلم جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا بھی بندہ شکر گزار ہے۔ جزاکم اللہ خیرا.

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سابقہ ایڈیشنوں کی طرح اس کو بھی قبول فرمائے اور حضرتؒ کے فیض کو چہار دانگ عالم میں عام و تام فرمائے۔ ...... ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محتاجِ دعا

محمد جابر بن عمر بادر پوری

استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ

١٦/ رجب/ ١٤٤١ھ

مطابق: ١٢/ مارچ/ ٢٠٢٠ء

کلماتِ دعائیہ

از: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدت فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمتِ محترم مولانا محمد جابر پالن پوری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا ارسال کردہ ہدیہ یعنی کتاب **"ملفوظات مع مختصر سوانح شیخ محمد یونس صاحبؒ"** وصول ہوئی، میں آپ کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ.

کتاب پر کچھ لکھنا بغیر پڑھے مناسب نہیں۔ اور پوری پڑھنے کا عموماً موقع نہیں ملتا، اس لیے کچھ لکھنے سے معذرت خواہ ہوں۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مقاصدِ حسنہ میں کامیابی عطا فرمائیں۔ آمین۔ بندے کے لیے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام۔

بندہ محمد تقی عثمانی

۱۴/رجب/۱۴۴۱ھ

مطابق: ۱۰/مارچ/۲۰۲۰ء

بروز: منگل

مقدمہ

از: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم

(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد للّٰہ رب العالمین، و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین، سیدنا محمد بن عبداللّٰہ الأمین، و علی الہٖ و صحبہ أجمعین، و علی من تبعھم بإحسان، و دعا بدعوتھم إلی یوم الدین. أما بعد......

صلحاء اور اصحابِ علم وفضل کی سیرت، ان کی تحریروں، ملفوظات اور مواعظ وغیرہ کا اثر پڑنا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس سے شروع سے کام لیا جارہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض صالحین اور مقبول بندوں کے احوال اور ان کے اَقوال ذکر کرکے اس کی اِفادیت واہمیت اور زیادہ واضح کردی ہے، جس میں انبیاء اور رسولوں کے علاوہ دوسرے صالح ومقبول بندوں کا بھی تذکرہ ہے۔ احادیث نبویہ کے ذخیرے میں بھی اس کے نمونے ملتے ہیں اور بعد کی عہد بہ عہد شخصیات کے احوال واقوال پر کتابوں کا ایسا سلسلہ سامنے آیا جس نے علم الرجال کو مستقل فن کی حیثیت دے دی۔

ہمارے موجودہ عہد کی شخصیات پر بھی اچھا خاصا کام ہوا ہے اور ہورہا ہے، ان ہی شخصیات میں ہماری ایک معاصر، صاحب فضل وکمال شخصیت حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمۃ اللہ علیہ کی گزری، جو برصغیر کی معروف اور مستند دینی درسگاہ مظاہر علوم کے شیخ الحدیث تھے۔ اور ان کی شہرت اپنے ادارے اور ملک کے باہر بلادِ عربیہ اور دوسرے ممالک

اسلامیہ میں بھی حدیث کے ایک بڑے عالم کے طور پر اور مربی و مرشد شخصیت کے طور پر بھی تھی۔ ان کے متعلق بھی کئی اہم کتابیں اب تک سامنے آچکی ہیں، جن میں ایک تفصیلی سوانحی کتاب عزیز القدر مولوی سید محمود حسن حسنی ندوی کی بھی ہے، جو دینی و علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھی گئی۔

اور ان کے ملفوظات پر ایک اہم کتاب مولانا محمد جابر پالن پوری (استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کی ایک لائق قدر کتاب ہے، جو مولانا محمد یونس صاحبؒ کے شاگرد و مسترشد بھی ہیں۔ اور اچھے انداز سے ترتیب دی ہے کہ سوانحی حالات بھی درج کر دیے ہیں، طبع سوم آنے پر مجھ سے بھی کچھ لکھوانا چاہا، اپنی سعادت سمجھ کر قدر دانی کے یہ الفاظ تحریر کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نفع کو زیادہ سے زیادہ عام کرے۔

محمد رابع حسنی ندوی
ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۱۱/رجب/۱۴۴۱ھ
۷/مارچ/۲۰۲۰ء

کلماتِ بابرکت

از: مرشدِ ربانی حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم

(سرپرست: ادارہ فیضِ منیر کالینا، بمبئی ۹۸)

”ملفوظات“ صاحبِ ملفوظات کا ایک حقیقی آئینہ

بندے کے محبوب ومکرم اور محسن ومشفق استاذ، امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب جون پوری ثم سہارن پوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی مبارک شخصیت کو اللہ پاک جل شانہ نے اس صدی میں جو مقبولیت، محبوبیت، مرجعیت اور امت کے عوام وخواص میں جو نافعیت عطا فرمائی ہے، اسے دیکھ کر اور سن کر اسلافِ عظام اور مرکز جذب وعشق کی شان رکھنے والے پاسبانِ ملت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور یقین کامل کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت استاذی الکریم کی فنائیت، تواضع، عجز وانکسار، اخلاص وللّٰہیت اور ذاتِ پاک ﷺ سے گہری اور راسخ وارفتگی اور قوی اتباع کا ثمرۂ عظیمہ ہے کہ ربِ کریم جل شانہ کی طرف سے اس خصوصی تحفۂ مقبولیت ومحبوبیت سے امتیازی شان سے نوازے گئے۔

﴿وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ (البقرة:١٠٥)

تاریخ کے اوراق سے یہ شہادت ملتی ہے کہ اللہ پاک تعالیٰ شانہ اپنے مقبول ومحبوب بندوں کے نام اور کام کی بقا ونافعیت کا انتظام فرماتے ہیں، اسی لیے ان محبوب بندوں کی حیاتِ مبارکہ میں جیسے ان کا نام اور کام دونوں محبوب، مقبول اور نافع ہوتے ہیں اسی طرح ان بندوں کے اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرمانے کے بعد بھی ان کے نام اور کام کو

نافع اور محبوب بنا کر باقی رکھا جاتا ہے۔ حضرت استاذی نوّر اللہ مرقدہٗ کی مبارک زندگی سے بھی اس حقیقت کی کھلی تائید ہوتی ہے کہ آپؒ کی مبارک زندگی حق وہدایت کے طلبگاروں کے لیے کوچۂ محبت ومعرفت میں چلنے والوں کے لیے خضرِ راہ اور توشۂ سفر ہے، اللہ پاک ہمیں اس کی بھرپور قدر کرنے اور اسے دستورِ زندگی بنا کر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرتؒ کے وصال کے بعد آپؒ کی شخصیت، اوصاف وکمالات، علمی اور عملی خصوصیا اور خدمات پر الحمدللہ مختلف جہات سے کام ہوا، آپؒ کی جامع شخصیت اور متنوع خدمات پر باقاعدہ ایک تاریخی سیمینار منعقد ہوا، جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، بھروچ، گجرات کو اس کی سعادت حاصل ہوئی، ۱۹/ جمادی الآخرہ/ ۱۴۳۹ھ مطابق: ۸/ مارچ/ ۲۰۱۸ء روزِ جمعرات جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کے لیے بڑا تاریخی اور باعث عز وشرف تھا کہ اس تاریخ میں منتخب نفوسِ قدسیہ کا ایک بڑا مبارک مجمع اکابر ومشائخ کی سرپرستی میں جمع ہوا اور ایک بہت بڑی تعداد میں مقالات پیش کیے گئے، جن کی روشی میں حضرتؒ کے علمی، عملی اور روحانی کمالات سامنے آئے اور اب وہ مطبوع ہوکر محفوظ ہوگئے ہیں۔

اسی طرح حضرتؒ کے دروس، سوانح وملفوظات کی جمع وترتیب بھی شروع ہوئی اور اس کا بھی ایک بڑا حصہ مطبوع ہوکر سامنے آگیا، قریبی دنوں میں حضرتؒ کی سوانح وشخصیت پر کافی جامع، مدلل اور تحقیقی انداز میں حضرتؒ کی سوانح چھپ کر آئی ہے، جو حضرت مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی زادہ اللہ علمًا وفضلاً کی قلمی کاوش کا مبارک ثمرہ ہے، جو ''سید احمد شہید اکیڈمی'' رائے بریلی دارِ عرفات سے شائع ہوئی ہے اور بہت وقیع اور ممتاز ہے۔

یہ سب وہ دلائل ہیں جو حضرتؒ کی عنداللہ وعندالناس مقبولیت ومحبوبیت کو واضح کر رہے ہیں، حضرتؒ کی خدمات اور شخصیت پر جو کام ہوئے ہیں ان میں ایک بہت نفع بخش اور

موثر کام حضرتؒ کی تعلیمات، ہدایات، ارشادات اور ملفوظات کی جمع وترتیب پر مشتمل ہے۔ اور اس باب میں نمایاں توفیق حضرت استاذی نوّر اللہ مرقدہٗ سے بہت محبت، ادب، تعلق اور اُنس رکھنے والے خاص خادم مولانا جابر صاحب پالن پوری استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کو میسر ہوئی کہ انہوں نے حضرتؒ کی مختصر سوانح اور ملفوظاتِ مبارکہ کا ایک ایسا بیش بہا اور قیمتی ذخیرہ تیار کیا جو حضرتؒ کی شخصیت اور کارناموں کے تذکرے میں مرجع اور اصل کا درجہ رکھتا ہے، جناب مولانا جابر صاحب کی حضرتؒ سے گہری وابستگی تھی، وہ حضرتؒ کی خدمت میں رہ کر پوری طرح متوجہ ہو کر حضرتؒ کے ملفوظات وارشادات کو جمع فرماتے رہے اور آج اس کی اشاعت کر کے حضرتؒ کے نام اور کام دونوں کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

اربابِ علم وفضل کے نزدیک ملفوظات و ارشادات کی اہمیت اور نافعیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، کیوں کہ ملفوظات درحقیقت آئینہ ہوتے ہیں صاحب ملفوظات کا، جس میں صاحب ملفوظات کے افکار، خیالات، نظریات، خصائل، محامد، اوصاف وکمالات اور سوز وساز پوری طرح جھلکتے ہیں اور صاحب ملفوظات کے رنگ میں رنگ جانے کا سچا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں، اسی لیے تربیت وتعمیر زندگی میں ان کی بڑی اہمیت ہے، حضرت محدثِ عصر استاذی الجلیلؒ کے ملفوظات وارشادات کے مطالعہ ومذاکرہ سے اس حقیقت کی حقیت اس دورِ مصنوعیت میں ایک ناقابل انکار حقیقت بن کر سامنے آتی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ آتی رہے گی۔

(۱) سب سے اہم اور جلی خصوصیت تو ان ملفوظات کی قوتِ تاثیر ہے، جو قاری کو اپنی طرف جذب کرتی ہے، ”از دل خیزد، بر دل ریزد“ کی بات ہے اور یہ ملفوظات اس کے پورے مصداق ہیں، عربی میں اسی کو کہتے ہیں: ”كلمة تخرج من قلب، تدخل في قلب“.

دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے   پر نہیں؛ طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

حضرتؒ کے قلب سوزاں کی گہرائی سے نکلے ہوئے یہ ملفوظات ہیں، جو طالب اور قاری کے دل پر گہرا اثر کرتے ہیں اور عملی تحریک پیدا کرتے ہیں۔

(۲) اسی کے ساتھ دوسری خصوصیت حضرتؒ کا غایت درجہ اخلاص اور للّٰہیت ہے، جو خود ایک گراں قدر اُسوہ اور کامل نمونہ ہے، اخلاص سے کہی ہوئی بات دل کو بدل دیتی ہے، جب بھی کسی سے کچھ بھی کہتے، کسی کی رہنمائی فرماتے تو اس میں صرف اللہ پاک کی خوشنودی ورضا کو سامنے رکھ کر ارشاد فرماتے، اس کے سوا کسی دوسری موافق یا مخالف چیز کی پرواہ نہیں فرماتے۔

(۳) طالب دین اور امت مسلمہ کے ساتھ غایت درجہ کی خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ ہوتا تھا، طلبہ کی تربیت واصلاح کی فکر اور درد تھا، جس کی وجہ سے ان کی سچی خیر خواہی میں جو بات بھی ضروری خیال فرماتے صاف صاف ارشاد فرمادیتے تھے، روک ٹوک سے ان کی تربیت ورہنمائی فرماتے، اس میں مخلوق کے خوش یا ناخوش ہونے کی رعایت نہ کرتے، یہی غایت درجہ کی نصح المسلم ہے اور اسی جذبۂ خیر خواہی کا میٹھا اثر تھا کہ مخاطب بظاہر کڑوی بات کو بھی شیریں خیال کرتا اور اسے قبول کرلیتا تھا۔

ان خصائص سے آراستہ حضرتؒ کے ملفوظات وارشادات کا یہ مجموعہ جو ہمارے ہاتھوں میں ہے ایک قیمتی سوغات اور اَنمول تحفہ ہے، اس پر عمل کر کے ہم اپنے مبدأ اور معاد دونوں کو سنوار سکتے ہیں اور دونوں جہان میں رب سبحانہ وتعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے بن سکتے ہیں، اس مجموعہ کی مقبولیت اور صاحب ملفوظات کی برکات کا کھلا نتیجہ ہے کہ یہ تیسرا ایڈیشن طبع ہونے جارہا ہے، مرتب موصوف نے اس مجموعے میں کچھ گراں قدر اضافہ بھی کیا ہے، جس پر وہ ہم سب بلکہ پوری امت کی طرف سے بہت شکریہ اور قدر دانی کے مستحق ہیں۔

بندہ دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک مرتب موصوف کو بہت جزاءِ خیر عطا فرمائے، مزید توفیقاتِ حسنہ سے نوازتا رہے اور ہمیں اور پوری امت کو اس مجموعے سے پوری طرح فیض یاب ہونے کی سعادت وتوفیق سے نوازے اور صاحب ملفوظات حضرت استاذی نوّر اللہ مرقدہٗ کے درجاتِ عالیہ کو اعلیٰ علیین میں دوبالا فرمائے، ان کے فیوضِ مبارکہ سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مرتب موصوف کے مطالبہ پر بندے نے یہ کچھ معروضات وتاثرات سپردِ قرطاس کیے ہیں، اللہ پاک اسے قبول فرمائیں اور دین کے غلبہ وسربلندی کا ذریعہ بنا کر ہم سب کو عزت وعافیت کے ساتھ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

والسلام
بندہ راقم

(حضرت مولانا) منیر احمد (صاحب مدظلہ)
۱۰/ جمادی الآخرہ/ ۱۴۴۱ھ
مطابق: ۵/ فروری/ ۲۰۲۰ء

تقریظ

از: حضرت اقدس مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری دامت برکاتہم

(ناظم: مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدهٗ و نصلّي علی رسوله الكريم......أما بعد

عزیزم مولوی محمد جابر سلّمہٗ گجرات کے ایک صالح نوجوان، مظاہر علوم کے فضلاء فارغین میں سے ہیں اور گجرات کے ایک بافیض دینی اِدارے میں خدماتِ دین انجام دے رہے ہیں، انہوں نے اپنی تعلیمی زندگی میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک معتد بہ وقت اپنے اور ہمارے اُستاذ، شیخ و مربی، اُستاذ الاساتذہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں گزارا اور تعلیم کے ساتھ تربیت کے اسباق بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ سے پڑھے۔

اس دوران انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ اہم کام انجام دیا کہ اپنے شیخ کے اِفادات، اِرشادات و ملفوظات کو قلم بند کرلیا، جو آنے والوں کے لیے ایک بڑا قیمتی علمی و اِصلاحی سرمایہ ہے۔

مجھے یہ معلوم ہوا تو مسرّت ہوئی کہ انہوں نے اس کو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے، مشایخ کے ملفوظات و ارشادات کو جمع کرنے اور شائع کرنے کا معمول قدیم زمانے سے ہے اور وہ فیض رَسانی اور استفادہ کے اعتبار سے خود صاحبِ ارشاد شیخ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اِس مبارک خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کو خوب استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط

محمد سلمان

(ناظم: مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور)

مؤرخہ: ۱۷/صفر المظفر/ ۱۴۳۹ھ

تقریظ

از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدظلہ العالی

(خلیفۂ اجل شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوری نوّر اللہ مرقدہٗ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی، وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، أما بعد......

عزیزم مفتی جابر سلّمہٗ (استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، ضلع بھروچ) ہمارے حضرت شیخ مربی و مرشدؒ کے شاگرد اور خادم خاص رہے ہیں، رمضان المبارک کا بہت سا وقت حضرتؒ کے پاس گزارا ہے، حضرتؒ کے پاس جب بھی ان کی حاضری ہوتی تھی تو حضرتؒ کے درد بھرے الفاظ جو آپؒ محبت اور پیار بھرے طریقے سے ارشاد فرماتے تھے ان کو جمع کرتے رہتے تھے، تاکہ اپنی ذات، امت اور خصوصاً مجھ جیسے ناکارہ کی اصلاح کے کام آسکیں، ان ملفوظات کی طباعت سے قبل مفتی جابر صاحب نے مجھ سے کہا کہ کچھ لکھ دیں، بڑوں پر کچھ نہیں لکھا جاتا، وہ خود ایک آئینہ ہوتے ہیں جو اپنے قلب نورانی کے ذریعہ لوگوں کو راستہ بتاتے ہیں، وہ خود ایک عطر ہوتے ہیں جو مہکتا رہتا ہے اور لوگوں کو معطر کرتا رہتا ہے، خصوصاً ہمارے حضرت والاؒ اسوۂ نبی ﷺ میں مکمل طور پر ڈھلے ہوئے تھے، آپؒ کی زاہدانہ زندگی ایک نمونہ تھی، آپؒ اصحابِ صفہ کے نمونہ تھے، جن کے بارے میں کہا گیا: "أَعۡمَقُهُمۡ عِلۡمًا وَ أَقَلُّهُمۡ تَكَلُّفًا وَ أَبَرُّهُمۡ قُلُوۡبًا" ہمارے حضرتؒ بھی اس کے مصداق تھے، آپؒ کی ہر ادا میں اتباعِ سنت نمایاں تھی، آپؒ خود بھی سنت پر عمل پیرا تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے تھے۔

حضرتؒ سے متعلق لکھنا میری ہمت سے باہر ہے، لیکن بار بار کے اصرار پر چند جملے لکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرتؒ کے ملفوظاتِ عالیہ سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرتؒ کو اعلیٰ علیین میں عالی مرتبہ نصیب فرمائے، آمین۔

محمد حنیف لوہاروی
جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ
۱۲/صفر المظفر/ ۱۴۳۹ھ
مطابق: ۲/ نومبر/ ۲۰۱۷ء

تقریظ

از: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی مدظلہٗ

(خلیفۂ اجل شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوری نوّر اللہ مرقدہٗ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم، أما بعد......

فأعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

قال اللّٰہ تعالیٰ : ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾

بقول حضرت الاستاذ مولانا سید ابرار احمد صاحب دھولیویؒ ”جہاں اہل سیاست و لیڈران کی آمد ہوتی ہے وہاں راستے بدل جاتے ہیں اور جہاں اہل اللہ و اہل دِل کی آمد ہوتی ہے وہاں راستہ چلنے والے بدل جاتے ہیں۔“

واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبتِ کیمیا اثر اور ان کی لسانِ فیض ترجمان میں وہ تاثیر رکھی ہے کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والا اور ان کی باتیں سننے والا اپنی زندگی میں عجیب انقلاب محسوس کرتا ہے، اس کے دل کی دُنیا آباد ہو جاتی ہے اور علم و عمل کے برگ و بار کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔

سچ کہا ہے:

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریاء

چنانچہ کیسے بگڑے لوگ ان کی صحبت میں سنور گئے اور ہادی و رہبر بن گئے، دلوں کی سرد پڑی انگیٹھیاں ان کے انفاسِ قدسیہ کی برکت سے نورِ معرفت اور عشقِ الٰہی سے گرما گئیں۔

پھر ان صحبت یافتہ لوگوں نے ان حضرات سے جہاں خود استفادہ کیا وہیں آئندہ

نسلوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ان حضرات کے سینوں سے برآمد ہونے والے دُررِ بے بہا و گنجہائے گراں مایہ کو سفینوں میں منتقل کرنے کی کوشش بھی کی۔

اس سلسلۃ الذہب کی پہلی کڑی حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت ہے، جس نے اپنے نبی ﷺ سے وہ دلچسپی لی جس کی نظیر انبیاءِ سابقین کی امتوں میں نایاب ہے، ان حضرات نے نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال حتیٰ کہ تقریرات تک کو محفوظ کرلیا اور احادیث مبارکہ کا زبردست ذخیرہ امت کے حوالہ فرمادیا۔

ان حضرات نے حضور ﷺ کے سراپائے مقدس کو بیان فرمایا تو اس انداز سے کہ شیریں و فرہاد اور لیلیٰ و مجنوں کے عشق و محبت کی داستانیں اس کے سامنے پھیکی معلوم ہوتی ہیں، جس کی تفصیل کا نہ موقع ہے نہ ضرورت، شمائل کی کتابیں اس کی شاہد عدل ہیں۔

یہ سلسلہ چلتا رہا، پھر صحابۂ کرامؓ سے تابعین و اتباعِ تابعین اور ان کے تلامذہ نے ان کے اقوال و افعال کو جمع فرمایا، جو کتاب و سنت کی شرح بنتے چلے گئے اور کتاب و سنت کی سب سے بہتر و مستند شرح قرار پائے، یہ طریقہ الیٰ یومنا ہٰذا جاری و ساری ہے، چنانچہ ماضی قریب میں ہمارے اسلافِ کرام علماءِ سہارن پور و دیوبند ادام اللہ فیوضہم علینا کے دروس و مواعظ، مکاتیب و ملفوظات جو کتاب و سنت کے صحیح ترجمان ہوا کرتے تھے ان کے باتوفیق شاگردوں نے جمع کیے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بہترین زادِ راہ فراہم فرمایا۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی پیش نظر مجموعۂ ملفوظات ہے، جو دراصل شیخنا و سندنا امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جون پوری رحمۃ اللہ علیہ کی لسانِ فیض ترجمان سے صادر ہونے والے کلماتِ طیبات ہیں، جو آپؒ نے مختلف مجالس و مواقع میں امت کی اصلاح و تربیت کی خاطر ارشاد فرمائے ہیں، جن کو حضرت والاؒ

کے محبّ صادق، تلمیذ رشید اور مرید باصفا جناب مفتی محمد جابر صاحب پالن پوری زید مجدہٗ نے جمع فرمایا ہے، حضرت والاؒ کی حینِ حیات ہی میں انہوں نے یہ مجموعہ حضرتؒ کی خدمت میں نشر واشاعت کی اِجازت طلب کرنے کی غرض سے پیش کیا تھا؛ مگر حضرت والاؒ پر چوں کہ عامۃً عاجزی، انکساری اور کسرِ نفسی کا غلبہ رہتا تھا، لہٰذا اس وقت یہ فرما کر حضرتؒ نے ان کو روک دیا کہ ''بھائی! میرے کیا ملفوظات؟ ملفوظات تو حضرت تھانویؒ کے ہیں۔'' چنانچہ ''نبراس الساری شرحِ بخاری'' کی اس قدر تاخیر کی بھی یہی وجہ رہی، پھر جب ارادہ بھی کیا اور شروع فرمایا تو بار بار یہی فرماتے کہ ''بھائی! نیت یہی ہے کہ کسی طالب علم کو اس سے کچھ فائدہ ہو جائے۔'' کبھی فرماتے: ''اللہ پاک قبول فرمالیں تب ہے، ورنہ کیا ہے؟'' اور یہ کہتے ہوئے آپؒ پر گریہ طاری ہو جاتا۔

اب جب کہ حضرت والاؒ دنیا سے رُخصت ہو گئے تو حضرتؒ کے متعلقین نے جہاں حضرت والاؒ کے باقی ماندہ علمی سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کیا وہیں آپؒ کے جمع کردہ ان ملفوظات کی نشر واشاعت کا بھی ارادہ کیا، کہ آئندہ آنے والے اصلاح وتربیت کے شائقین کو اس سے نفع ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ، نیز یہ مجموعہ حضرت والاؒ کے اندازِ اصلاح و تربیت اور فکر ونظر کا آئینہ دار ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جناب مفتی جابر صاحب زید مجدہٗ کی طرح دیگر حضرات نے بھی اس طرح کے کچھ مجموعے محفوظ کیے ہیں، ان سبھی حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے طور پر ان کی نشر و اشاعت کی کوشش کریں۔

جناب مفتی جابر صاحب زید مجدہٗ خصوصاً حضرت والاؒ کے جمیع متعلقین کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے بڑی جانفشانی وعرق ریزی سے اس ذخیرہ کو محفوظ کیا،

محفوظ رکھا اور نشر و اشاعت کی منزل تک پہنچایا، اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی کو قبول فرمائے، اس کو قبولیت عند اللہ و مقبولیت عند الناس حاصل ہو، اور صرف حضرت والاؒ کے متعلقین ہی نہیں؛ بلکہ پوری امت کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، اور حضرت والاؒ کے جو منصوبے ناقص رہ گئے ہیں خاصۃً ''نبراس الساری شرحِ بخاری'' کی تکمیل کے فیصلے فرمائے، جو لوگ اس خدمت و محنت میں لگے ہوئے ہیں ان کی بھرپور نصرت فرمائے اور حضرت والاؒ کو جمیع متعلقین و امت کی طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔

و صلّی اللّٰه علی سیدنا و مولانا محمد و علی آله و أصحابه و أتباعه و ذریاته و أهل بیته و علماء أمته و محبیه أجمعین، و بارك و سلّم تسلیما کثیرا.

فقط

یکے از تلامذۂ شیخ الحدیثؒ

محمد یوسف ٹنکاروی

۱۳/صفر/۱۴۳۹ھ

مطابق: ۳۰/نومبر/۲۰۱۷ء

☆……☆……☆

عرضِ مرتب

(بہ موقع طبع اوّل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين، والصلوٰة والسلام على سيد الأنبياء و المرسلين، أما بعد......

سیدی ومولائی امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس شیخ محمد یونس صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کی خدمت عالیہ میں پہلی مرتبہ حضرت اقدس مولانا کفایت اللہ صاحب پالن پوریؒ کی معیت میں رمضان کے آخری دو عشرے گزارنے کے لیے ۱۴۲۴ھ مطابق: ۲۰۰۳ء میں حاضری ہوئی، یہ میری سب سے پہلی زیارت وملاقات تھی، اس کے بعد کئی بار بحمد اللہ حضرت اقدسؒ کی خدمت عالیہ میں حاضری ہوتی رہی۔

پھر ۱۴۲۶ھ اور ۱۴۲۷ھ دو سال مظاہر علوم میں درجۂ مشکوٰۃ و دورۂ حدیث پڑھنے کا موقع ملا، اس دو سالہ مدتِ تعلیم میں حضرت اقدسؒ کی مجلس میں جانے کا معمول رہا، جو نمازِ عصر کے بعد ہوا کرتی تھی، گرچہ حضرت اقدسؒ مجلس میں بیٹھے تسبیحات کا وِرد فرماتے رہتے؛ مگر گاہے گاہے نصیحت بھی فرماتے، تو راقم السطور ان نصائح قیمہ کو حضرتؒ کے الفاظ میں ہو بہو نقل کرنے کی کوشش کرتا، اسی طرح درسِ بخاری و مسلم میں حضرت اقدسؒ کی درسی تقریر کو تحریر کرنے کے ساتھ دورانِ درس جو نصیحت فرماتے اس کو بھی قلمبند کرتا۔

حضرتؒ کے یہ ملفوظات جہاں ایک طرف سالکین اور مدارسِ اسلامیہ کے علماء و طلبہ کے لیے مشعلِ راہ ہیں وہیں عوام الناس کے لیے راہِ حیات میں روشن چراغ ہیں، البتہ

چوں کہ حضرتؒ کی زندگی کا اکثر حصہ علماء وطلبہ کے درمیان گزرا اور عموماً یہی طبقہ حضرتؒ کا مخاطب رہا ہے؛ اس لیے حضرتؒ کے ان ملفوظات میں خصوصاً علماء وطالبانِ علم نبوّت کے لیے زرّیں اصول وہدایات، گراں قدر رہنمائیاں اور تحقیقات کا سفینہ ہیں، جابجا بزرگوں کے اور خود حضرتؒ کے سبق آموز واقعات بھی ہیں۔

الغرض اس مجموعۂ ملفوظات میں وہ اخلاقی، روحانی، علمی، عملی اور تربیتی غذا ہے جو علماء وطلبہ اور سالکین کی علمی وعملی زندگی کے لیے بہترین توشہ ہے۔

احقر نے ملفوظات کی کاپی رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق: ۲۰۱۱ء میں حضرتؒ کی خدمت میں پیش کی تو حضرتؒ نے فرمایا: ”ارے بچے! ملفوظات تو بس حضرت اقدس تھانویؒ کے ہیں۔“ اس کے بعد ۲۲/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۸ھ مطابق: ۲۰۱۷ء (یعنی جس رمضان کے بعد حضرتؒ کی وفات ہوگئی) کو دوسری مرتبہ حضرتؒ کے سامنے ملفوظات کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ”حضرت! میں جب ان ملفوظات کو پڑھتا ہوں تو آپ کی بہت یاد آتی ہے،“ تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ تجھے خوش رکھے۔“

حضرتؒ کے انتقال کے بعد راقم سطور نے حضرتؒ کے ملفوظات اپنے رفیق مکرم مفتی زبیر احمد صاحب (استاذِ حدیث وفقہ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کو بغرضِ مطالعہ پیش کیے، آں جناب نے پڑھنے کے بعد کئی مرتبہ مشورہ دیا کہ ان ملفوظات کو کتابی شکل میں منظر عام پر لانا چاہیے، چنانچہ احقر نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر طباعت کا ارادہ کرلیا، تاکہ حضرتؒ کے بیش قیمت ارشادات سے اہل علم حضرات، طلبہ، مریدین اور عوام الناس تک سبھی فیض یاب ہوسکیں اور اپنی علمی وعملی زندگی سنوار سکیں۔

اس بات میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جس طرح اہل اللہ کا کلام حینِ حیات

”از دل خیزد بر دل ریزد“ کا مصداق ہوتا ہے، ان کی محفلیں دلوں کی دنیا بدل دیتی ہیں اور محض ان کی زیارت ہی سے سینکڑوں گم شدۂ راہ راہیاب ہو جاتے ہیں، اسی طرح اولیاء اللہ کی وفات کے بعد ان کی تالیفات وتصنیفات سے ہزاروں تشنگانِ علم سیراب ہوتے ہیں اور ان کے ملفوظات لوگوں کے دلوں میں ایمانی روح پھونکتے رہتے ہیں، بالخصوص اُن حضرات کے لیے بڑی تسکین کا باعث ہوتے ہیں جنہیں اِن بزرگوں کی بارگاہ میں کسی بھی نوعیت سے شرفِ باریابی حاصل ہوا ہو، اپنے شیخ کے لیل ونہار اس کے سامنے ہوں، اپنے شیخ کے ملفوظات پڑھتے وقت اس کے سامنے ایک خاص کیفیت بندھ جاتی ہے جسے الفاظ میں ڈھالنا مشکل ہے۔

الغرض ان ہی فوائد کے پیش نظر قرونِ اولیٰ سے ہی صالحین و اولیاء اللہ کے اِرشادات وملفوظات، پند ونصائح اور واقعات کو جمع کیا جاتا ہے۔

بندہ بے حد ممنون ہے اُستاذِ محترم حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مظاہری مدظلہ العالی، مخدومِ مکرم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی اور حضرت مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم کا، جنہوں نے اپنے گوناگوں مشاغل کے باوجود ازراہِ عنایت اپنے قیمتی کلمات تحریر فرما کر کتاب کی توثیق میں اِضافہ فرمایا۔

اسی طرح بندہ شکر گذار ہے حضرت مولانا ایوب صاحب پانولی دامت برکاتہم (ناظم تعلیمات جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا، جو وقتاً فوقتاً اس کام کے متعلق دریافت فرماتے رہے اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے، نیز بندہ تہہ دل سے ممنون ہے حضرت مولانا قاری ناظر حسین صاحب ہتھوڑوی دامت برکاتہم (استاذِ حدیث دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر) کا، جنہوں نے اپنی درسی مشغولیات کے باوجود مسوّدہ کی تصحیح کا محنت طلب کام بڑی خوش اسلوبی

کے ساتھ بہت جلد انجام دیا۔ نیز مفتی عمران صاحب کوسمڑی (اُستاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا، بھی اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب آچھودی (استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا بھی احسان مند ہے، جنھوں نے بڑی خوش دلی سے کتاب کی کمپوژنگ کا کام اپنے ذمہ لے لیا، نیز عزیزانم مولوی علقمہ مہاراشٹری، مولوی ابرار احمد کوساڑی اور مولوی محمد بن جابر بمبئی سلمہم اللہ تعالیٰ (طلبۂ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا بھی، جنھوں نے مختلف نوعیّتوں سے اس کام میں بندہ کا ہاتھ بٹایا۔

بڑی ہی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے رفیق محترم حضرت مولانا ارشد صاحب پالن پوری (استاذِ حدیث جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی مخلصانہ سعی اور مفید ترین مشورے سے جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کے ایک مخلص فاضل نے اپنے مصارف سے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اس کتاب کو طباعت کے مرحلہ سے گزارا۔

فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء.

نیز بندہ ان تمام حضرات کا بھی تہہِ دل سے شکر ادا کرتا ہے جنھوں نے ملفوظات کے اس مجموعہ کی طباعت واشاعت میں کسی بھی طرح تعاون کیا ہے۔

نوٹ: قارئین کرام اس کتاب میں کچھ ملفوظات مکرر پائیں گے، یہ تکرار دو وجہ سے باقی رکھی گئی ہے:

(۱) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ پر کیا فکر سوار تھی اور حضرتؒ اپنے متعلقین سے کس بات کی توقع رکھتے تھے یہ بات قارئین کے سامنے آسکے، اس کا مشاہدہ وہ حضرات بخوبی کر سکتے ہیں جنھوں نے حضرتؒ کی مجلسوں سے استفادہ کیا ہے۔

(۲) کئی مواقع ایسے ہیں جہاں ایک ملفوظ دوسرے ملفوظ کی وضاحت کرتا ہے، اس

لیے بھی بعض ایسے ملفوظات باقی رکھے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان قیمتی ملفوظات سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

محتاجِ دعا

محمد جابر بن عمر بادر پوری
استاذ جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ
۱۲/ صفر المظفر / ۱۴۳۹ھ
مطابق: ۲/ نومبر/ ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر سوانح

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

حضرتؒ کا خاندان:

حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحبؒ کی ولادت ’’چوکیہ‘‘ نامی گاؤں میں ہوئی، جو ضلع جون پور میں ہے، چار پشتوں سے آپؒ کا خاندان یہاں آباد ہے، آپؒ کے جد امجد ’’گھاموں شیخ‘‘ سلطان پور سے یہاں آئے تھے، (سلطان پور چوکیہ سے تقریباً سو کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے) ان کے ایک بیٹے تھے، جن کا نام ’’حُبّہ‘‘ تھا، ان کے پانچ بیٹے تھے، جن میں سب سے بڑے جہاں گیر شیخ تھے، دوسرے حیدر علی، تیسرے امیر علی، (جو ’’امیرن‘‘ سے مشہور تھے) چوتھے شیر علی اور پانچویں چراغ علی تھے، ان میں چوتھے نمبر کے شیر علی حضرتؒ کے دادا تھے، جنھوں نے دو شادیاں کی تھیں، پہلی بیوی کا نام ’’امۃ النساء‘‘ تھا، ان کی وفات کے بعد ’’ثمینۃ النساء‘‘ سے شادی کی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جو حضرتؒ کی پھوپھی ہوتی ہیں، ان کا نام ’’مفید النساء‘‘ تھا، امۃ النساء سے محمد شبیر پیدا ہوئے، یہ حضرتؒ کے والد تھے، انھوں نے ’’عمدۃ النساء‘‘ نامی عورت سے شادی کی تھی، عمدۃ النساء جو ’’باراکلاں‘‘ گاؤں کے رہنے والے جناب شعیب علی صاحبؒ کی بیٹی تھیں۔ ’’باراں کلاں‘‘ ’’کھیتا سرائے‘‘ کے قریب ’’چوکیہ‘‘ سے سات یا آٹھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، حضرتؒ کی نانی جو ’’ملاحت‘‘

کے نام سے مشہور تھیں، ''دُبایا'' گاؤں کی تھیں، ''دُبایا'' ''چوکیہ'' سے پچیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، انھوں نے پہلی شادی حضرتؒ کے حقیقی نانا جناب شعیب علیؒ سے کی تھی، جن کی وفات حضرتؒ کی والدہ کی ولادت سے پہلے ہوگئی تھی، ان کی وفات کے بعد حضرتؒ کی نانی نے جناب امیر علیؒ سے شادی کی، جو حضرتؒ کے حقیقی نانا نہیں تھے؛ بلکہ حضرتؒ کے دادا کے بھائی تھے، حضرتؒ ان کو ساری عمر حقیقی نانا کا مرتبہ واحترام دیتے رہے، اور وہ بھی حضرتؒ کے ساتھ حقیقی نانا جیسا ہی سلوک فرماتے تھے۔

حضرتؒ کے والد ماجدؒ:

آپؒ کے والد صاحبؒ کا اسم گرامی محمد شبیر تھا، جو انگریزی تعلیم یافتہ تھے، سنگاپور میں ایک جرمن کمپنی کے منیجر تھے، جب حضرتؒ کی والدہ کی وفات ہوگئی تو اپنے گاؤں آئے اور یہاں آکر وہ بیمار ہوگئے، دوبارہ سنگاپور نہیں جاسکے، پھر انھوں نے یہاں کھیتی کا کام شروع کیا، جس سے بہ مشکل گذر بسر ہوتا تھا، حضرتؒ کے والدؒ گاؤں میں ایک دینی حمیت رکھنے والے اور بدعات ورسوم سے دور رہنے والے ایک خداترس اور پاک باطن بزرگ تھے، جن کی وفات ۱۹۸۷ء میں ہوئی، ان کی دو ہی اولاد تھیں، وفات کے وقت حضرتؒ وہاں موجود تھے، وفات سے کچھ پہلے حضرتؒ نے اپنے چھوٹے بھائی ایوب سے فرمایا: ''تم نے کچھ دیکھا؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں، حضرتؒ نے فرمایا: ''ارے! تم نے نہیں دیکھا کہ ابھی ایک نور آیا اور چلا گیا۔'' اس کے بعد حضرتؒ کے والد صاحبؒ کی وفات ہوگئی، ان کی نمازِ جنازہ حضرت اقدس مرشد امت مولانا عبد الحلیم صاحب جون پوریؒ نے پڑھائی۔

حضرتؒ کی والدہ ماجدہؒ:

آپؒ کی والدہ صاحبہؒ کا اسم گرامی ''عمدۃ النساء'' تھا، جو گاؤں میں ''دتّن'' کے نام

سے مشہور تھیں، بہت ہی نیک خصلت اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں، بلکہ ابھی تک گاؤں میں یہ بات مشہور ہے کہ آپؒ کی والدہ جیسی نیک طبیعت اور پاک طینت خاتون نے اس سر زمین پر جنم نہیں لیا، بہت ہی کم عمر پائی، تقریباً پچیس سال سے کچھ زائد عمر پا کر ٹی. بی. کے مرض کی وجہ سے داعی اجل کو لبیک کہا۔ والدہ ماجدہ کی رحلت کے وقت حضرتؒ کی عمر پانچ سال اور دس ماہ تھی، اور حضرتؒ کے بھائی جن کا نام ایوب ہے، ان کی عمر ڈیڑھ سال تھی۔

حضرتؒ کا وطن:

حضرتؒ کا وطن مشرقی یو. پی. کے ایک معروف ومشہور ضلع ''جون پور'' کا ایک گاؤں ہے، جون پور کبھی ''شیرازِ ہند'' کہلاتا تھا، حضرتؒ کا گاؤں جون پور سے ''کھیتا سرائے'' و''شاہ گنج'' کو جانے والی سڑک پر شہر سے چند کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جو ''چوکیہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کے قریب بلکہ متصل گورینی ہے، جہاں مشرقی یو. پی. کا ایک معروف وبافیض اِدارہ ضیاء العلوم ہے، جس کو حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے قائم فرمایا تھا، اب تو کافی کچھ ترقی ہو جانے کے سبب حضرتؒ کا گاؤں اور گورینی سب شاہراہ پر ہیں، گاؤں میں تقریباً دو سو گھر ہیں، ورنہ پہلے حضرتؒ کا گاؤں چھوٹا سا تھا، حضرتؒ نے خود فرمایا ہے کہ

> ''ہمارے مختصر سے گاؤں میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ سے زیادہ چند مکانات پر مشتمل تھی، علاقہ میں عموماً جہالت تھی، لیکن لوگ صحیح العقیدہ تھے اور دینی رجحان رکھتے تھے، اس زمانے میں دین داری کے نام پر تعزیہ داری اور مولود خوانی عام تھی، نہ اس کو عیب سمجھا جاتا تھا اور نہ ہی بدعت، گاؤں سے یہ دونوں چیزیں بتدریج ختم ہو گئیں، اس طرح کہ ہمارے دادا کے بڑے بھائی (یعنی حضرتؒ کے نانا) جو امیر علی کے نام سے مشہور تھے، بچپن ہی

سے نمازی اور دین دار تھے، اکثر برما جایا کرتے تھے، وہاں ان کا ایک بزرگ سے اچھا تعلق تھا، جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے سلسلہ میں منسلک تھے، ہمارے گاؤں میں پہلے تعزیہ بنتا تھا، جس میں ہمارے خاندان کے لوگ بھی شریک ہوتے تھے، سنا ہے کہ دادا مرحوم بھی شرکت کرتے تھے، مگر ایک مرتبہ نانا مرحوم نے ڈھول وغیرہ سامان توڑ دیا، اور اس بدعت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگیا، اور میلاد خوانی مرشد امت حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحبؒ کی آمد ورفت سے ختم ہوئی۔ “

حضرتؒ کی ولادت:

حضرتؒ کی ولادت ۲۵/ رجب المرجب/ ۱۳۵۵ھ مطابق: ۲/ اکتوبر/ ۱۹۳۷ء بروزِ شنبہ صبح سات بجے چوکیہ میں ہوئی، آپؒ کا نام محمد یونس رکھا گیا۔

حضرتؒ کا بچپن:

اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور لاڈلوں کے بچپن کی بھلی ادائیں اور حرکتیں جب سنتے اور پڑھتے ہیں تو دل میں ایک عجیب کیفیت ولذّت پیدا ہوتی ہے، یہاں حضرتؒ ہی کے تحریر کردہ حالات میں سے تین قصے اور دو شنیدہ قصے نقل کیے جارہے ہیں، حضرتؒ فرماتے ہیں:

(۱) ”میں گاؤں کے پرائمری اسکول میں پڑھتا تھا، نو سال کی عمر ہوگی، ماسٹر صاحب کلاس میں موجود نہیں تھے، تھوڑی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ ایک جنازہ قریب کے قبرستان میں لایا گیا ہے، جسے دفن کیا جانے لگا، ہم نے سب بچوں سے کہا کہ ”ہم نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی ہے، جلدی سے سب وضو کرو“ سب نے وضو کیا اور ہم نے نماز پڑھائی، پھر معلوم نہیں کیا ہوا، دوبارہ پڑھائی، یا سہ بار پڑھائی، یہ سب مکتب میں ہو رہا تھا، جو اس وقت گاؤں کے باہر ایک شخص کی عمارت میں تھا، جہاں اس کے بیل اور مزدور بھی رہتے تھے۔ “

(۲) حضرتؒ نے تحریر فرمایا ہے: ''مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے کہ جب میری عمر نو یا دس سال تھی، میں بچوں کے ساتھ مل کر مولود کی مجلس قائم کرتا تھا، ہماری بیل گاڑی پر ہم تین چار بچے جمع ہوتے، ان میں ہم سب سے بڑے علامہ سمجھے جاتے اور مولود پڑھتے، پڑھتے کیا؟ صرف کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھ لیتے، پھر گھروں سے جو کھانا وغیرہ لاتے وہ سب مل کر کھالیتے، اوراس طرح مجلس برخاست ہوجاتی!''

(۳) ہمارے گاؤں میں جمعہ ہوا کرتا تھا، ہم سب سے پہلے غسل کر کے مسجد پہنچ جاتے اور خطیب صاحب کی نقل اُتارا کرتے، ایک مرتبہ اتفاق سے خطیب صاحب موجود نہیں تھے، گاؤں کے بڑے بوڑھے موجود تھے، ان میں میرے نانا بھی تھے، میری عمر اس وقت تقریباً نو یا دس سال کی ہوگی، موجود لوگوں میں کوئی زیادہ پڑھا لکھا نہیں تھا، صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے تھے، اس کے علاوہ کچھ پڑھ نہیں سکتے تھے، حضرت عمرو بن سلمہؓ کی طرح (جن کا بچپن میں امامت کا قصہ بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے) ہم بھی اس وقت ان میں سب سے بڑے پڑھے لکھے شمار ہوتے تھے، ایک صاحب نے حکم فرمایا کہ ''چل منبر پر اور خطبہ پڑھ'' ہم بے خوف چڑھ گئے اور خطبہ شروع کر دیا، ایک جگہ تھوڑی سی اٹک ہوئی، بقیہ الحمد للہ صاف ہی پڑھ لیا، نماز ایک دوسرے صاحب نے پڑھائی، ہماری نانی صاحبہؒ اور دیگر اعزہ اس سے بہت مسرور ہوئے؛ مگر مجھے خیال یہ پڑتا ہے کہ خطبہ ایک ہی ہوا تھا۔''

(۴) اسی طرح کئی بار حضرت سے یہ واقعہ سنا کہ ایک مرتبہ ہمارے گاؤں میں ایک بزرگ آئے، انھوں نے اپنے بیان میں بہترین طرز کے ساتھ ''زمّلونی'' والی حدیث پڑھی، میں اس وقت چھوٹا سا تھا، مسجد سے باہر نکلتے ہی میں نے ''زمّلونی، زمّلونی'' پڑھنا شروع کر دیا، لوگ تعجب کرتے تھے کہ چھوٹا سا لڑکا کیا پڑھ رہا ہے؟ بچو! اللہ تعالیٰ نے کرم فرما

دیا کہ "زمّلونی" والی حدیث بار بار پڑھانے کی توفیق عطا فرمادی۔" (یہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے)۔

مری طلب بھی اُسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اُٹھتے نہیں، اُٹھائے جاتے ہیں

(۵) نیز حضرتؒ نے اپنے بچپن کا ایک اور واقعہ یوں بیان فرمایا: "جب میں چھوٹا سا تھا تو گاؤں میں کوئی مرنے کے قریب ہوتا تو میں اس کو کلمہ کی تلقین کرتا، توبہ کراتا، بچو! مجھے بچپن میں سب کو جنتی بنانے کی فکر رہتی۔"

ابتدائی تعلیم:

حضرتؒ کے بچپن کے ابتدائی دور میں گاؤں میں کسی طرح کا کوئی تعلیمی اِدارہ نہیں تھا، نہ مکتب تھا نہ اسکول، کسی کو پڑھنا ہوتا تو وہ علاقہ کے دیگر اسکولوں اور مکاتب کا رُخ کرتا، حضرتؒ کے مکتب جانے کا قصہ آپؒ ہی کی تحریر کے مطابق نقل کیا جارہا ہے:

"ابتدا میں جب میری عمر چھ یا سات سال کے مابین ہوگی اپنے شوق سے ایک مکتب میں جانا شروع کیا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ والدہ مرحومہ کا تو انتقال ہوگیا تھا، اور میں نانی کے پاس رہتا تھا، وہ چھوٹے ماموں کو مکتب بھیجنے کے لیے مار رہی تھیں، میرے منہ سے نکل گیا کہ "ہم بھی پڑھنے جائیں گے" اسی وقت کھانا پک گیا اور ڈیڑھ میل کی دوری پر ایک مکتب تھا، جہاں بڑے ماموں کے ساتھ بھیج دیے گئے، مگر راستہ میں تھک گئے، تو ماموں نے کندھے پر اُٹھالیا، تھوڑی دیر بعد اُتار دیا، اسی طرح کبھی اُٹھالیتے اور کبھی اُتار دیتے، اور راستہ قطع ہوگیا، مگر بچپن کی وجہ سے پڑھنا نہیں ہوسکا، صرف کھیل کود ہی کام تھا، پھر ایک اور مکتب میں داخل ہوا، وہاں کچھ قاعدہ بغدادی پڑھا، پھر ماموں صاحب نے پڑھنا چھوڑ دیا تو

ہمارا بھی پڑھنا چھوٹ گیا، پھر کچھ دنوں بعد ہمارے گاؤں میں ایک پرائمری اسکول قائم ہو گیا، اس میں ہم بھی جانے لگے، درجۂ دوم تک وہاں پڑھا، پھر درجۂ سوم کے لیے "مانی کلاں" کے پرائمری اسکول میں داخلہ لیا، درجۂ سوم کی تکمیل کے بعد والد صاحبؒ نے یہ کہہ کہ چھڑا دیا کہ انگریزی کا دور نہیں اور ہندی میں پڑھانا نہیں چاہتا۔

دل چسپ واقعہ:

اسی درمیان ایک دلچسپ قصہ پیش آیا کہ "میں اپنے طور پر ہندی کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اس میں لکھا ہوا تھا: "طوطا رام رام کرتا ہے" والد صاحبؒ نے مجھے یہ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: "کتاب رکھ دو، بہت پڑھ لیا" اس کے بعد دو سال تک تعلیم کی چھٹی رہی، بہ ظاہر اسی درمیان یہ اتفاق ہوا کہ گاؤں کے ایک مولوی نور محمد صاحبؒ (امام المعقولات مولانا ماجد علیؒ اور امام فضل حق خیر آبادیؒ کے شاگرد ہیں) سے تعلیم الاسلام کا کچھ حصہ پڑھا، پھر وہ پاکستان چلے گئے تھے، یہ مولوی صاحبؒ حضرتؒ کے گاؤں کے اوّلین شخص تھے جنھوں نے "مانی کلاں" کے مدرسہ ضیاء العلوم میں تعلیم حاصل کی تھی۔

ضیاء العلوم مانی کلاں میں:

حضرتؒ کی تحریر کے مطابق تیرہ سال کی عمر میں آپؒ ضیاء العلوم میں داخل ہوئے، اولاً ابتدائی فارسی سے سکندر نامہ تک تعلیم ہوئی، اس کے بعد ابتدائی عربی سے مختصر المعانی، مقامات، شرحِ وقایہ اور نور الانوار تک کی تعلیم وہیں حاصل کی، عربی کی اکثر کتابیں حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب فیض آبادیؒ سے پڑھیں، شرحِ جامی بحث اسم حضرت مولانا عبد الحلیم صاحبؒ سے پڑھی، پھر اتفاق یہ ہوا کہ اگلے سال جماعت ٹوٹ گئی، تو جماعت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحبؒ نے اگلے سال یہی کتابیں بذاتِ خود

پڑھائیں۔

ضیاء العلوم مانی کلاں میں حضرتؒ کی تعلیم کا سلسلہ ۱۳۷۷ھ تک چلا، آخری مرحلہ تک تعلیم میں تاخیر کچھ اس وجہ سے ہوئی کہ مدرسہ میں داخلہ کے لیے بہت تاخیر سے آئے، تقریباً تیرہ سال کی عمر میں داخلہ لیا، علاوہ ازیں چوں کہ صحت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی؛ اس لیے امراض کی کثرت کی وجہ سے بار بار وقفہ ہوتا رہا، ۱۳۷۷ھ کے شوال میں حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحبؒ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے مظاہر علوم سہارن پور بھیج دیا، جب کہ حضرتؒ کی عمر بائیس سال ہو چکی تھی، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرتؒ نے ”مانی کلاں“ میں دس سال (یعنی ۱۳ سال کی عمر سے ۲۲ سال کی عمر تک) پڑھا، واضح رہے کہ حضرتؒ کا سن ولادت ۱۳۵۵ھ ہے، اس حساب سے ۱۳۷۷ھ تک یہ عمر ہوتی ہے۔

مانی کلاں میں تعلیمی سلسلہ ابتداءً روزانہ گھر سے آتے جاتے ہوئے رہا، جو چوکیہ سے تین میل کی دوری پر واقع ہے، حضرتؒ سے گھر کا کام بھی لیا جاتا، اور گھر کا ماحول ومزاج زیادہ پڑھنے کا نہیں تھا، مگر حضرتؒ کا ذوق تو پوری طرح پڑھنے ہی کا تھا، حضرتؒ نے خود فرمایا کہ ”والد صاحبؒ وغیرہ کچھ اور چاہتے تھے اور میں کچھ اور“ بہر حال ”مانی کلاں“ تک روزانہ چل کر آنے جانے میں اور گھریلو کام کی وجہ سے مدرسہ پہنچنے میں مسلسل تاخیر ہوتی رہتی تھی، مدرسہ دیر سے پہنچتے تو اساتذہ ناراض ہوتے، مدرسہ سے گھر کو دیر سے چلتے تو راستہ میں پریشانی ہوتی، دیہات کا راستہ تھا، جس میں بڑی بڑی گھاس ہوتی، اور حشرات الارض کا بھی خطرہ رہت؛ حالاں کہ آنا جانا دیگر رُفقاء کے ساتھ تھا، مگر جب حضرتؒ واپسی میں تنہا ہوتے تو بہت پریشان ہوتے۔

بے کوشش و بے جُہد ثمر کس کو ملا ہے؟
بے غوطہ زنی گنجِ گہر کس کو ملا ہے؟

مدرسہ جانے والے رُفقاء میں ایک صاحب ’’رفیق‘‘ نامی تھے، جو سب میں بڑے تھے، حضرتؒ کی کم عمری اور کمزوری کی وجہ سے وہ حضرت کا بہت خیال رکھتے تھے، راستہ میں کچھ دیر دوڑاتے، پھر ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ مل کر دونوں طرف سے حضرتؒ کے ہاتھ کو پکڑ کر اُٹھا کے چلتے، پھر کچھ دیر بعد چھوڑتے اور کہتے کہ دوڑو۔

ایک مرتبہ حضرتؒ کو مدرسہ میں شدید بخار آ گیا، تو رفیق صاحب حضرتؒ کو لاد کر گھر تک لائے اور حضرتؒ کو پورے راستہ میں پتا نہیں چلا، بارش کے زمانے میں مدرسہ سے واپسی ہوتی تو رفیق صاحب آگے آگے چلتے، ’’قل ہو اللہ‘‘ پڑھتے اور کہتے کہ ’’پیچھے پیچھے چلے آؤ، اللہ میاں ہمرے ساتھ ہے۔‘‘ (یہ فقرہ حضرتؒ کے علاقہ میں بولی جانے والی پوربی زبان میں ہے۔ از مرتب)

شفیق اُستاذ:

روزانہ آمد و رفت کی پریشانی اور اس کی وجہ سے تعلیمی حرج کے پیش نظر ایک دن حضرتؒ نے اپنے ذوق و مزاج کے مطابق گھر کے مزاج کے خلاف ایک بڑا فیصلہ کر لیا، وہ یہ کہ پڑھنا ہے تو مدرسہ میں رہ کر پڑھنا ہے؛ چناں چہ ایک دِن شام کو اسی ارادے سے مدرسہ پہنچے اور حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ (آپؒ کے بہت ہی مشفق و محسن ابتدائی استاذ، متوفی: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء) کے پاس جا کر عرض کیا: ’’حضرت! اب میں یہیں آ گیا ہوں، مولاناؒ نے ایک برآمدہ میں لیٹنے کو فرمایا، موسم سردی کا تھا اور حضرتؒ کے پاس بس ایک ہلکی سی چادر تھی، اسی میں کام چلا لیا، دو تین دن اسی حال میں گزر گئے، تو والد محترم نے حضرتؒ کے بھائی صاحب سے فرمایا کہ ’’جاؤ! اس کو لحاف دے آؤ، اب وہ نہیں آئے گا۔‘‘ اس طرح آپؒ کی کا علمی سفر اب مکمل نظم و ضبط کے شروع ہو گیا؛ اگر چہ بیماریوں کی وجہ سے ناغہ ہوتا رہا۔

''مانی کلاں'' کے زمانہ میں ایک خاص بات یہ پیش آئی اس علمی سفر کے جفاکش مسافر کو حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب فیض آبادیؒ کی صورت میں ایک ایسا بافیض اُستاذ اور مردم شناس و مردم ساز مربی ملا، جس نے روزِ اوّل سے اس جوہر کو پہچانا، پھر اپنے زیر سایہ رکھ کر بہ تدریج تراش خراش کا کام کر کے حضرتؒ کی صلاحیتوں کو نکھار کر اس بلند و بالا مقام تک پہنچایا جو اپنے آپ میں ایک کرشمہ سے کچھ کم نہیں ہے۔ ؎

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر؟

حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ حضرت کے ہر حال، ذوق و مزاج اور ضعف و صحت سے خوب واقف تھے، اور سب چیزوں کی خوب رعایت بھی کرتے، شروع سے حضرتؒ کو اپنی خصوصی عنایتوں اور شفقتوں کے سایہ میں رکھا، ہر قدم اور ہر مرحلہ میں حضرتؒ کی ہمت افزائی کرتے رہے، جس سے حضرتؒ کے علمی ذوق کو مزید جلا ملی۔

حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحب جون پوریؒ (آپؒ کے خیر خواہ استاذ، متوفی: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء) مدرسہ کے ذمہ دارِ اعلیٰ تھے، حضرتؒ پر ان کی بھی بہت شفقتیں تھیں، مگر ان کے دیگر مشاغل بھی تھے، اور مولانا ضیاء الحق صاحبؒ جو حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحبؒ کے ماموں زاد بھائی ہوتے تھے وہ مدرسہ اور تعلیم و تربیت کے لیے یکسو تھ؛ اس لیے ان کی توجہ خاص کی بنا پر حضرتؒ کا سابقہ ان سے زیادہ رہا، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرتؒ اس دور کے اپنے حالات میں بہ کثرت مولاناؒ کا ذکر کبھی صرف لفظ ''مولانا'' سے اور کبھی ''مولانا ضیاء صاحب'' سے فرماتے، گھر کے ماحول اور اپنے مزاج کی کش مکش کا ذکر کرتے ہوئے ایک مرتبہ حضرتؒ نے فرمایا: ''آخر مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کا سایہ مل گیا، نہ

جانے کیسے انھوں نے سمجھا کہ یہ چل جائے گا، آپؒ میری بہت ہمت افزائی فرماتے۔" نیز حضرتؒ اکثر فرماتے کہ "مولانا ضیاء الحق صاحبؒ جس بچے کے بارے میں فرماتے کہ یہ پڑھ لے گا، تو وہ پڑھ لیتا، اور جس طالب علم کے بارے میں فرماتے کہ یہ نہیں پڑھے گا، تو وہ نہ پڑھ پاتا۔" الغرض حضرتؒ کو مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کی شفقتوں وعنایتوں کا پوری زندگی خیال رہا۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں، وہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا، کہ چراغ راہ میں جل گئے

(مجروحؔ سلطان پوری)

مظاہر علوم سہارن پور میں داخلہ:

"مانی کلاں" کے مدرسہ سے تعلیم پوری ہونے کے بعد مرشد الامت حضرت اقدس مولانا عبد الحلیم صاحب جون پوریؒ اور دیگر اساتذہ کی رائے مظاہر علوم میں داخلہ لے کر تعلیم مکمل کرنے کی ہوئی؛ چناں چہ حضرتؒ شوال المکرّم/ ۱۳۷۷ھ مطابق: مئی/ ۱۹۵۸ء میں چند طلبہ کے ساتھ مظاہر علوم سہارن پور آئے، پہلے سال جلالین شریف، ہدایہ اوّلین اور میبذی پڑھیں، سال دوم میں بیضاوی شریف، مشکوٰۃ المصابیح، ہدایہ ثالث اور سلم العلوم وغیرہ مکمل کیں، تیسرے سال یعنی شوال المکرّم/ ۱۳۷۹ھ سے شعبان المعظم/ ۱۳۸۰ھ مطابق: اپریل/ ۱۹۶۰ء سے فروری ۱۹۶۱ء تک دورۂ حدیث شریف کیا۔

حضرتؒ نے بخاری شریف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۸۲ء) سے، ابوداؤد شریف حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم اعلیٰؒ (متوفی: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۸ء) سے، مسلم شریف مولانا منظور احمد خانؒ

(متوفیٰ: ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء) سے اور ترمذی ونسائی حضرت مولانا امیر احمد صاحبؒ (متوفیٰ: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۸ء) سے پڑھ کر دورۂ حدیث شریف مکمل فرمایا۔

جس سال حضرتؒ فارغ التحصیل ہوئے اس سال اکیاون (۵۱) طلبہ نے مظاہر علوم سے سند فراغت حاصل کی، آپؒ نے اوّل نمبر سے کامیابی حاصل کی۔

طلبِ علم میں یکسوئی:

جب حضرتؒ ۱۳۷۷ھ میں مظاہر علوم تکمیل تعلیم کے لیے آئے تو اس وقت سے بارہ سال تک اپنے وطن تشریف نہیں لے گئے، نہ رمضان کی چھٹی میں گئے، نہ عید کی: بل کہ یکسوئی کے ساتھ حصولِ علم میں منہمک رہے، آپؒ پوری طرح علم ہی کے ہو کر رہ گئے؛ حالاں کہ آپؒ زمانۂ طالب علمی میں سخت ترین حالات سے بھی دوچار ہوئے؛ لیکن کبھی اپنے گھر کا رُخ نہیں کیا۔

ایک عمر گزاری ہے سیرِ مقتل
ہم کونسے لمحے سرِ دار نہیں تھے؟

ان کے علمی شغف اور شوق کے لیے یہ واقعہ شاہد عدل ہے، جسے حضرتؒ ہی کے الفاظ میں نقل کیا جا رہا ہے:

''میں مسلسل بیمار رہتا تھا، مظاہر علوم آنے کے چند دِن بعد نزلہ اور بخار ہو گیا، پھر منہ سے خون آ گیا، حضرت اقدس ناظم (مولانا اسعد اللہ) صاحبؒ (متوفیٰ: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۸ء) کا مشورہ تھا کہ میں گھر واپس ہو جاؤں؛ لیکن میں نے انکار کر دیا، حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ ''جب تو بیمار ہے اور لوگوں کا مشورہ بھی ہے، تو گھر چلا جا'' میں نے عرض کیا، جواب تک مجھے یاد ہے کہ ''حضرت! اگر مرنا ہے تو یہیں مر جاؤں گا،''

حضرتؒ نے فرمایا کہ ”بیماری میں کیا پڑھا جائے گا؟“ میں نے عرض کیا کہ ”حضرت! جو کان میں پڑے گا وہ دماغ میں اُتر ہی جائے گا“ اس پر حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ”پھر پڑا رہ“۔

پھر حضرتؒ وہیں مدرسہ میں رہ گئے اور اسی حالت میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا، اس درمیان اِخراجات کے لیے کبھی والد صاحب اور کبھی چھوٹے بھائی ایوب تین چار مہینے میں بیس روپئے بھیج دیتے تھے، نیز مولانا ضیاء الحق صاحبؒ بھی ارسال فرمایا کرتے تھے، آپؒ کی زیادہ تر کفالت مظاہر علوم میں حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ (متوفی: ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء) نے فرمائی۔

غمِ فرقت وکرمِ الٰہی:

مدارس میں رسمی فراغت ایک ایسا موڑ ہے جہاں آ کر طالبِ علم کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے؛ اس لیے فراغت کے بعد ہر طالبِ علم کی دلی خواہش رہتی ہے کہ وہ کسی شعبہ میں خدمت کرے، لیکن جو جس لائق ہوتا ہے مسبب الاسباب اس کو وہیں پہنچاتا ہے، کچھ اسی طرح حضرتؒ کے ساتھ بھی پیش آیا، اس کو خود حضرتؒ کی زبانی سنتے ہیں، فرمایا:

> ”جب فراغت ہوئی تو ہمارے سب ساتھی ایسے تھے کہ ان کی پہلے سے جگہیں متعین تھیں، ہم ہی ایک بے کس و بے بس تھے جسے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، ہم ایسے ہی بے بسی کے عالم میں تھے، ایک دن سوچ رہے تھے کہ کل ہم گھر چلے جائیں گے، عشاء کی نماز حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ پڑھی (حضرتؒ اس جملہ پر آب دیدہ ہوگئے) حضرتؒ اٹھ کر نفل پڑھنے لگے، میں خوب رویا کہ اب یہ حضرات دیکھنے کو نہیں ملیں گے، میرے پاس اتنی کہاں گنجائش تھی؟ جی بھر کر رولیا، اس کے بعد سنت اور وتر

پڑھ کر اپنی جگہ آ گیا، پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ ہی کی زبانی یہ خوش خبری سنائی کہ ہم تمہیں یہاں رکھ لیتے ہیں، شاید میں نے (روانگی کی تیاری کے لیے) اپنی جیب میں صابون بھی رکھ لیا تھا، کہ کل کپڑے دھو کے یہاں سے چلنا ہے۔ بچو! جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوا، ورنہ ناچیز عیوب کا مجموعہ اس قابل بھی نہیں تھا کہ پڑھتا اور پڑھاتا، اس کا سب کرم ہی کرم ہے۔‘‘

کیا ہوئے بادِ بیاباں کے پکارے ہوئے لوگ
چاک در چاک گریباں کو سنوارے ہوئے لوگ

(عزیز حامد مدنی)

مظاہر علوم میں مسندِ تدریس پر:

شوال المکرّم/۱۳۸۱ھ میں حضرتؒ کا معین المدرّس کی حیثیت سے تقرر ہوا، وظیفۂ طالب علمی کے ساتھ سات روپیہ ماہانہ ملتا تھا، شرحِ وقایہ اور قطبی زیرِ تدریس تھیں، اگلے سال بھی یہی کتابیں رہیں، وظیفہ ماہانہ دس روپئے ہو گیا، تیسرے سال تیس روپئے خشک (بلا طعام) پر تقرر ہوا، اور مقامات و قطبی سپرد ہوئیں، چوتھے سال شوال المکرّم/۱۳۸۴ھ میں ہدایہ اوّلین، قطبی اور اصول الشاشی پڑھانے کی خدمت سپرد ہوئی۔

شیخ الحدیث کے منصب تک:

چوتھے سال ۱۳۸۴ھ ذی الحجہ میں مظاہر علوم کے صدر مدرّس اور حضرتؒ کے محبوب استاذ حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی نوّر اللہ مرقدہٗ (متوفیٰ: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۸ء) کی وفات کی وجہ سے ترمذی شریف کا سبق جو صدر المدرّسین کی ذمہ داری ہوتا ہے حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے یہاں منتقل ہوا، اور حضرت مفتی صاحبؒ جو مشکوٰۃ المصابیح پڑھا رہے

تھے وہ حضرتؒ کے پاس منتقل ہوئی، جسے حضرتؒ نے بہت ہی محنت و تحقیق کے ساتھ پڑھایا، پانچویں سال بھی مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ کتب زیر درس رہیں، چھٹے سال ابوداؤد شریف، نسائی اور نورالانوار آپؒ سے متعلق رہیں، ساتویں سال سلم، نسائی اور ابن ماجہ پڑھائیں، جب حضرتؒ نے ان تمام کتابوں کو پوری عرق ریزی اور تحقیق کے ساتھ پڑھانے میں کامیابی حاصل کی تو اس وقت اکابر کے مشورہ سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ نے بخاری شریف ۱۳۸۸ھ میں آپؒ کے سپرد فرمادی، تب سے ۱۴۳۸ھ تک (۵۰ سال) حضرتؒ نے بخاری شریف کا درس دیا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

مؤرخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

(جرمؔ محمد آبادی)

درسِ حدیث کے لیے اہتمام:

حضرتؒ کا درسِ حدیث کے لیے جانے کا انداز بھی نرالا ہوتا تھا، اپنے حجرہ سے نہایت وقار کے ساتھ نکلتے، اکثر لنگی میں رہتے؛ لیکن جب درس میں جاتے تو پائجامہ پہنتے، عَبا اوڑھتے، ہاتھ میں عصا لیتے اور عطر لگا کر کمرہ سے تشریف لے جاتے، پھر یہ دعا کرتے: ”اے اللہ! شرحِ صدر فرما، اے اللہ! ایسی بات کہنے کی توفیق عطا فرما جو طلبہ کے لیے مفید ہو۔“

درس کی بے مثال پابندی:

حضرتؒ اوقات کی خوب قدر کرتے، اوقات کو خوب تول تول کر گزارتے، ایک ایک لمحہ ضائع ہونے سے بچاتے اور اس بات کی کوشش کرتے کہ سبق ناغہ نہ ہونے پائے، اس کی تائید حسبِ ذیل واقعات سے ہوتی ہے:

ایک مرتبہ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (صاحب زادہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ متوفیٰ: ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء) کے جنازے سے فارغ ہو کر دن کے بارہ بجے تشریف لائے، چوں کہ ساری رات بیداری میں کٹی تھی؛ اس لیے طلبہ کی اکثریت یہ خیال کر کے کہ حضرت تشریف نہیں لائیں گے درسگاہ میں حاضر نہیں ہوئی، مگر حضرتؒ تشریف لے آئے، جب حضرت سبق میں آئے تو دیکھا کہ تقریباً ۳۰ طلبہ ہیں، فرمایا: ’’بھائی! ہمارا کام تو سبق پڑھانا ہے، دس طلبہ ہی کیوں نہ ہوں۔‘‘

اسی طرح حضرتؒ اکثر بیمار رہتے تھے؛ پھر بھی درس میں آنے کی کوشش فرماتے، ایک مرتبہ جمعہ کی رات (مغرب کے وقت) پیٹ میں سخت درد ہوا، مغرب کی نماز کے بعد مصلّٰی پر ہی سو گئے، شدتِ درد سے جب کچھ اِفاقہ ہوا تو فرمایا: ’’ارے بھائی! میں مصلّٰی پر سو گیا ہوں، اسے ہٹاؤ! مصلّٰی پر نہیں سویا جاتا۔‘‘ حضرتؒ ہر قابلِ تعظیم شئی کی تعظیم اور اَدب کرتے تھے، اسی لیے بانصیب بنے۔

أَدِّبُوا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَصْحَابُ!
طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

سبق میں تشریف لانے سے قبل فرمایا کہ ’’سبق میں جانا ہے، جابر کو بلاؤ!‘‘ راقم الحروف اس وقت وہاں موجود نہ تھا؛ بلکہ دار الحدیث پہنچ چکا تھا؛ چنانچہ مجھے بلایا گیا، پھر حضرتؒ نے پوچھا کہ ’’درس میں آؤں؟‘‘ جواباً بندہ نے کہا: ’’حضرت! آپ کی جیسی طبیعت ہو‘‘ پھر حضرتؒ نے یہی سوال مولانا طاہر صاحب رائے پوری دامت برکاتہم سے فرمایا، انھوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’میں تو سبق میں جاؤں گا، بچے میرے لیے دعا کریں گے۔‘‘ شیخِ کامل کا اپنے شاگردوں سے پوچھنا یا تو اس مربی و مشفق کی

تواضع سمجھئے یا طلبہ کی دل جوئی، اس کے بعد حضرتؒ درس کے لیے تشریف لے گئے، درس باقاعدہ شروع ہوا؛ لیکن آپؒ کی تکلیف میں اضافہ ہوگیا، آپؒ مسند ہی پر لیٹ گئے اور طلبہ سے کہا کہ ''میرے لیے دعا کرو،'' لیکن اس متوکل علی اللہ نے سبق نہیں چھوڑا، طلبہ نے نماز ادا کی، پھر دعا کی، اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا: ''آؤ! تھوڑا پڑھ لیتے ہیں۔'' کہاں سے لائیں ایسی مثالیں جنھوں نے اسباق کی پابندی کو ہر حال میں لازم پکڑا۔ ؎

جو تھے نوری وہ گئے افلاک پر
مثل تلچھٹ رہ گئے خاک پر

کیفیتِ مطالعہ اور کتابوں سے شغف:

حضرتؒ کا مطالعہ کئی کئی گھنٹوں پر محیط ہوا کرتا تھا، اس کے بیچ کبھی کسی طرف التفات نہ فرماتے، بس اس میں اس طرح کھو جاتے تھے کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر معلوم ہوتے، اسی وجہ سے راقم الحروف کو اگر کوئی کام حضرتؒ کے حجرہ سے متعلق ہوتا تو اس کو حضرتؒ کے مطالعہ کے وقت ''مغرب کے بعد'' پورا کر لیتا تھا۔

اور حضرتؒ کے مطالعہ کی کیفیت بھی قابلِ دید ہوتی تھی، جھک کر بیٹھتے، ٹیک نہ لگاتے، کوئی چیز کتاب پر نہ رکھتے، ایک مرتبہ قلم رکھا تو فرمایا: ''میں کتاب پر تو کوئی چیز نہیں رکھنا چاہتا، یہ قلم اس لیے رکھ دیتا ہوں کہ اگر دوسری جگہ رکھ دوں تو مجھے اٹھاتے ہوئے تعب محسوس ہوتا ہے، میرا بدن بار بار اٹھنے کا تحمل نہیں کر پاتا۔'' حضرتؒ ہمیشہ کتابوں میں مشغول رہتے، ہر طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہوتا تھا، ان ہی کے درمیان اٹھتے بیٹھتے، کتابیں ہی آپ کا ہم دم وہم سفر تھیں، تنہائی کا مونس اور شب گزاری کا سامان تھیں، گویا کتابیں ہی سب کچھ تھیں، جہاں جاتے ان ہی کو تلاش کرتے۔

سرورِ علم ہے کیف شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

(پیرزادہ عاشق کیرانوی)

آپؒ درسِ حدیث شریف اور حرمین شریفین کی زیارت کے علاوہ کسی غرض سے سفر نہ فرماتے تھے، حرمین شریفین کے سفر کے وقت جہاں تک آپؒ چلنے پر قادر رہتے تھے کتب خانوں میں اپنے ان ہی ساتھیوں کو تلاش کرتے، کہ شاید کوئی مونس مل جائے، جب سکت باقی نہ رہی تو پھر جانا تو موقوف کر دیا؛ البتہ کسی اور کے واسطہ نئی کتب کے متلاشی رہتے تھے، اسی وجہ سے ''انگلینڈ'' میں ایک مرتبہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے فرمایا تھا: ''میں نے حدیث شریف کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب نہیں چھوڑی جو نہ پڑھی ہو۔''

تین پیشین گوئیاں جو پوری ہوئیں:

(۱) حضرتؒ کے والد صاحبؒ جب ''سنگاپور'' سے ''چوکیہ'' اپنے گاؤں آئے اس وقت ان پر کسی نے جادو کر دیا، جس کی وجہ سے وہ سات سال بستر پر رہے، ان کے مرض کی اطلاع حضرتؒ کی نانی کے چچازاد بھائی شاہ محمد صاحبؒ کو ہوئی، یہ ایک درویش صفت انسان تھے، اکثر حالت جذب میں رہا کرتے تھے، وہ بہ غرضِ علاج تشریف لائے، اس وقت حضرتؒ کی عمر تقریباً بارہ یا تیرہ سال رہی ہوگی، اس وقت اس درویش صفت بزرگ نے حضرتؒ کے والدؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تمہارا بیٹا یونس اپنے وقت کا بہت بڑا عالم ہوگا، اس وقت اس جیسا بڑا عالم نہ ہوگا۔'' اور حضرتؒ کے چھوٹے بھائی ایوب کے بارے میں فرمایا کہ ''یہ کھیتی وغیرہ کا کام کرے گا۔''

(۲) حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے حضرتؒ کے بارے میں

فرمایا تھا: ’’ایک وقت آئے گا کہ تمہارا کلام حجت ہوگا۔‘‘

(۳) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے آپؒ کے نام ایک رُقعہ لکھا تھا، جو حسب ذیل ہے:

ابھی کم سن ہیں وہ کیا عشق کی باتیں جانیں
عرضِ حالِ دلِ بے تاب کو شکوہ سمجھے

ابھی تدریسِ دورہ کا پہلا سال ہے، اور اس سیاہ کار کو تدریسِ دورہ کا اِکتالیسواں سال ہے، اور تدریس حدیث کا سینتالیسواں سال ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے اور مبارک مشغلوں میں تا دیر رکھے، جب سینتالیس پر پہنچ جاؤ گے تو ان شاء اللہ مجھ سے آگے ہوگے۔

فقط
زکریا
۲۷/ رجب/ ۱۳۸۷ھ

اس پرچہ کو نہایت احتیاط سے کسی کتاب (میں) رکھیں، چالیس سال کے بعد پڑھیں۔‘‘

یومیہ معمولات:

نمازِ فجر کے بعد حضرتؒ کے یہاں ذکر کی مجلس لگتی، ذاکرین حضرات (جو عموماً علماء، طلبہ اور کچھ مہمان ہوتے) حجرہ میں جمع ہوکر ذکر میں مشغول ہوجاتے، اور حضرتؒ بھی ہاتھ میں تسبیح لے کر ذکر جہری فرماتے، یہ سلسلہ اِشراق تک رہتا، بہ وقت اشراق آپؒ چار رکعات ادا فرماتے، اِشراق کی نماز کے بعد کبھی کبھی آپؒ ذاکرین کو نصیحت بھی فرماتے۔

پھر حضرتؒ ناشتہ تناول فرماتے، ناشتہ کیا ہوتا؟ بس ’’خمیرۂ گاؤزباں‘‘ (ایک قسم کی دوائی) سے ایک چھوٹا سا چمچ لیتے، اس کے ساتھ ایک فنجان نیم گرم دودھ نوش فرماتے، نیز

رات کی بھگویا ہوا تین بادام پیس کر ایک چمچ سے کم گھی اور تین چار چمچ دودھ میں ملا کر پکا لیا جاتا، وہ حضرت نوش فرمایا کرتے تھے، یہ معمول سالہا سال رہا، اس سلسلے میں حضرتؒ فرماتے بھی تھے کہ ”ذاکرین اور علماءِ کرام کو اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہو تو قوتِ دماغ کے لیے کچھ نہ کچھ کھانا چاہیے۔“

زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام
کھا تو شہد کے ہمراہ بادام

(اسد ملتانی)

سردی کے موسم میں اُبالا ہوا ایک دیسی انڈا حضرتؒ کو دیا جاتا، جو کبھی آدھا تناول فرما کر احقر کو دے دیتے، نیز رات سے تقریباً ۲۰ عدد کشمش پانی میں ڈال دی جاتیں، وہی پانی حضرتؒ بہ طورِ نبیذ صبح کو نوش فرماتے، کبھی تقاضہ فرماتے تو ایک فنجان چائے بنائی جاتی، وہ نوش فرما لیتے، یہی حضرتؒ کا عموماً ناشتہ ہوتا، کبھی کبھی کہیں سے ناشتہ تیار ہو کر آٹھ بجے آجاتا، جس میں عام طور پر کھچڑی ہوتی، حضرتؒ چند لقمے تناول فرما کر اگر کوئی مہمان ہوتے تو ان کو دینے کا حکم فرماتے۔

نوٹ: حضرتؒ اپنے خادم کے کھانے پینے کا بھی خوب خیال فرماتے تھے۔

حضرتؒ کا خادم مدرسہ کا طالب علم ہی ہوتا، جو مہمانوں کے لیے چائے بناتا، مہمانوں کی چائے بسکٹ اور کبھی کبھی انڈا اور بریڈ سے بھی ضیافت کی جاتی۔

ان سب چیزوں سے فارغ ہو کر آپؒ مطالعہ میں مشغول ہو جاتے، اخیر عمر میں بینائی کی کمزوری کی وجہ سے آپؒ کو بخاری شریف کا حاشیہ دیکھنے میں دِقت ہوتی، تو آپؒ خرد بین کے ذریعہ مطالعہ فرماتے، مطالعہ کے دوران آپؒ کتاب یا کاغذ پر لکھا کرتے تھے۔

صبح کے آخری گھنٹہ میں دورۂ حدیث کے طلبہ حضرتؒ کو سبق کے لیے لینے آتے، اور حضرتؒ کو ’’ویل چیر‘‘ پر اُٹھا کر سبق میں لے جاتے۔

’’ویل چیر‘‘ پر جانا ۲۰۰۵ء سے شروع ہوا، جو اخیر عمر تک رہا، ’’ویل چیر‘‘ کو اُٹھانے کی صورت یہ تھی کہ اس کی دونوں جانب لوہے کے پائپ باندھ دیے گئے تھے، چاروں طرف سے طلبہ اُٹھاتے اور سبق میں لے جاتے تھے، چوں کہ حضرتؒ کا کمرہ پہلے منزلہ پر تھا، اس لیے سیڑھی سے اُتارتے تھے۔ ایک مرتبہ ’’مظاہر علوم‘‘ کے ایک موقر اُستاذ نے حضرتؒ سے درخواست کی کہ: ’’حضرت! لفٹ لگا دی جائے، اس طرح ویل چیر اُٹھا کر جانے میں خطرہ ہے کہ کبھی کسی طالب علم کا پاؤں زینہ سے پھسل جائے اور سب گر جائیں‘‘ اس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’کیا تم نے حدیث شریف میں نہیں پڑھا کہ طلبہ کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں، پھر پاؤں کیسے پھسل سکتا ہے؟‘‘

سبق سے فراغت کے بعد آپؒ کے لیے کھانا پکایا جاتا، کھانا پکانے پر مامور طالب علم دورۂ حدیث کا ہوتا، ویسے دونوں وقت کا کھانا پیر صاحب حضرت اقدس مولانا طلحہ دامت برکاتہم کے یہاں سے پابندی سے آیا کرتا تھا، اس کے باوجود حضرتؒ اپنے یہاں بنواتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپؒ مدرسہ کی دال منگواتے اور اسی کو کچھ پی کر تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے۔

ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپؒ نصف پارہ قرآنِ کریم کی تلاوت فرماتے، تلاوت باآوازِ بلند ہوتی، اگر مہمان ہوتے تو انھیں بھی حضرتؒ تلاوت کی تلقین فرماتے کہ: ’’جاؤ، قرآن پڑھو‘‘ تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد آپؒ کچھ دیر مطالعہ فرماتے، اور دوپہر کے آخری گھنٹہ میں سبق پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے، سبق پڑھا کر جب آپؒ تشریف لاتے تو مہمانوں اور بیسیوں طلبہ کا ہجوم آپؒ کے ساتھ ہو لیتا، اور نمازِ عصر آپؒ کی معیت میں

ادا کرتا، نماز کے بعد مجلس لگتی، جس میں طلبہ، اطراف و اکناف سے آئے ہوئے زائرین، شہر کے لوگ اور قرب و جوار میں واقع مدارس کے مدرسین حضرات ہوتے، مجلس کی کیفیت یہ ہوتی کہ حجرہ مکمل بھر جاتا اور کئی لوگ باہر بیٹھ جاتے، اکثر اوقات کچھ دیر فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی، کبھی حضرت قاری صدیق احمد صاحبؒ کی کتاب ’’آداب المتعلمین‘‘ بھی پڑھی جاتی تھی۔ حضرتؒ ہاتھ میں تسبیح لے کر پڑھتے رہتے، اور کبھی کچھ مختصر نصیحت فرما دیا کرتے، جسے ہر ایک بہ غور سنتا، اکثر و بیشتر حضرتؒ درود شریف کے وِرد کی تاکید فرماتے۔

یہ سلسلہ نمازِ مغرب سے قبل بیس منٹ تک رہتا، پھر حضرتؒ فرماتے کہ ’’جاؤ بھائی! دعا میں لگ جاؤ۔‘‘ حضرتؒ خود بھی دعا میں لگ جاتے اور ادعیۂ ماثورہ کا وِرد فرماتے رہتے۔

مغرب کی نماز کے بعد آپؒ اوّابین میں مشغول ہو جاتے، اس کے بعد اگر کوئی بیعت ہونا چاہتا تو اُسے بیعت فرماتے، پھر آپؒ مطالعہ فرماتے رہتے، قبل العشاء کھانا تناول فرماتے، اگر مہمان ہوتے تو ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرماتے۔

عشاء کی نماز ادا فرمانے کے بعد اخیر عمر میں (جس زمانہ میں احقر وہاں تھا) آپؒ اسی وقت تہجد ادا فرما لیتے، البتہ اگر آخر شب میں طبیعت میں کچھ نشاط محسوس ہوتا تو پھر تہجد میں مشغول ہو جاتے۔

سونے سے قبل آپؒ سرمہ لگاتے، پھر اورادِ مسنونہ سے فارغ ہو کر اپنے بدن پر ہاتھ پھیرتے، ایک پتلے سے بستر پر آپؒ آرام فرماتے تھے، حضرتؒ کے کمرے میں چاروں طرف کتابیں ہوتیں، اس لیے سوتے وقت کتابوں کی طرف پاؤں ہونا لابدّی تھا، مگر آپؒ کی شخصیت اس بے احتیاطی کو کیسے گوارہ کر لیتی! اس لیے ایک چٹائی درمیان میں حائل کر دی جاتی، پھر بعد میں مستقلا پردے کا نظم کر دیا گیا، آپؒ دائیں کروٹ پر آرام فرماتے، مگر جب

زیادہ تعب محسوس ہوتا تو کروٹ بدل لیتے، دو ڈھائی گھنٹے بھی نہ گزرتے کہ آپؒ بیدار ہو جاتے، پھر گاؤ تکیہ لگا کر ہاتھ میں تسبیح لیے بیٹھ جاتے، اکثر آپؒ پر گریہ طاری رہتا، اور کئی بار آپؒ کی زبان سے احقر نے یہ کلمات سنے: ”اے اللہ! معاف کردے، اے اللہ! گناہوں کی نفرت ڈال دے۔“

اگر رات میں استنجاء کا تقاضہ ہوتا تو خادم کو بیدار فرماتے، کئی بار خادم کو بیدار کرتے ہوئے آپؒ پر گریہ طاری ہو جاتا اور آپؒ خادم سے بھی معافی مانگتے، اسے دعاؤں سے نوازتے، بڑی عاجزی سے فرماتے کہ ”بیٹا! میں مجبور ہوں، اس لیے تمھیں جگاتا ہوں۔“

آپؒ سونے کے لیے نرم بستر کو پسند نہ فرماتے تھے، ایک مرتبہ مفتی شبیر صاحب (انگلینڈ والے) نے اسپرنگ والا آرام دہ بستر بھیجا، جو کمر کے لیے بہت مفید تھا، مگر حضرتؒ نے تین چار روز اسے استعمال فرمانے کے بعد یہ کہتے ہوئے ہٹا دیا کہ ”لوگ کیا کہیں گے؟ کیسے کیسے بستر پر سوتے ہیں!“

حضرتؒ صرف گرمی کے موسم میں باہر چارپائی پر آرام فرماتے، ورنہ آپؒ کا عام معمول کمرہ میں فرش پر سونے کا تھا۔

نوٹ: مذکورہ معمولاتِ یومیہ اس وقت کے ہیں جب احقر (۱۴۲۶ھ سے ۱۴۲۷ھ تک) حضرتؒ کے یہاں رہتا تھا۔

معمولاتِ رمضان:

پچھلے کئی سالوں سے حضرتؒ کا یہ معمول رہا کہ ۲ یا ۳/ رمضان المبارک کو عمرہ سے فارغ ہو کر سہارن پور تشریف لاتے؛ تاکہ ایک دو روز مکہ مکرمہ میں رمضان ادا کرنے کی سعادت حاصل ہو جائے، نیز رمضان میں عمرہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے، رمضان

المبارک میں حضرتؒ کے معمولات کچھ یوں تھے کہ صبح صادق سے تقریباً آدھ پون گھنٹہ پہلے سحری تناول فرماتے، دونوں وقت کا کھانا روزانہ حضرت پیر صاحبؒ کے یہاں سے آتا، نیز حضرتؒ کے یہاں مہمانوں کے لیے سحری کا جو کھانا پکتا اس میں سے بھی آپؒ تناول فرماتے، اس کے بعد فجر کی نماز تک یا تو حضرتؒ تلاوت فرماتے یا ذکر و دعا میں مشغول رہتے، اکثر مراقب رہا کرتے تھے، فجر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؒ نو بجے تک آرام فرماتے، پھر بیدار ہو کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتے، لیکن اخیری سال (۱۴۳۸ھ) میں ظہر تک صرف تلاوت ہی میں مصروف رہتے تھے، نیز اس سال پورے رمضان میں دیگر سالوں کے مقابلہ میں حضرتؒ اکثر خاموش ہی رہا کرتے تھے، اگر کوئی ملاقات کے لیے آتا تو اس سے مل لیتے، ظہر کا وقت ہونے پر اگر استنجاء کی حاجت ہوتی تو پوری فرما کر آپؒ وضو فرماتے اور ظہر کی نماز ادا کرتے، پھر ذکر کی مجلس لگتی، جس میں خود حضرتؒ ہاتھ میں تسبیح لے کر ذکر جہری فرماتے۔

نوٹ: حضرتؒ کے یہاں آنے والے مہمانوں کی تعداد شروع عشرہ میں پچاس ساٹھ افراد کے قریب ہوتی، درمیانی عشرہ میں اس تعداد میں اِضافہ ہو جاتا، اور اخیر عشرہ میں یہ تعداد ڈیڑھ سو افراد تک پہنچ جاتی، آنے والے مہمانوں میں اکثر علمائے کرام ہوتے تھے۔

ذکر کی مجلس کے بعد حضرتؒ آرام فرماتے، کبھی عصر سے ایک آدھ گھنٹہ پہلے بیدار ہو جاتے اور تلاوت میں مشغول ہو جاتے، عصر کا وقت ہونے پر نماز ادا کی جاتی، عصر کے بعد مجلس لگتی، جس میں فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی اور فضائل رمضان والا حصہ پڑھا جاتا، تعلیم ۱۵/۱۶ رمضان تک حضرت مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم (شیخ الحدیث دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر) فرماتے، ان کے بعد حضرت مولانا حنیف صاحب پالن پوری (امرپوری حال مقیم: مدرسہ خلیلیہ ماہی) درمیانی عشرہ میں تعلیم کرتے، اور اخیری عشرہ میں تعلیم کی ذمہ داری حضرت

اقدس مولانا کفایت اللہ صاحبؒ کے صاحب زادے حضرت مولانا رشید احمد صاحب (مہتمم مدرسہ خلیلیہ ماہی) کی ہوتی، تعلیم کے دوران کبھی حضرتؒ کچھ نصیحت بھی فرماتے، اور دورانِ تعلیم بعض مرتبہ حضرتؒ پر گریہ طاری ہو جاتا، تعلیم ختم ہونے کے بعد مجلس برخاست ہوتی، کبھی کبھی حضرتؒ مجلس برخاست ہونے پر فرماتے: ”جاؤ بچو! تلاوت کرو، وقت ضائع نہ کرو۔“

نہ کر عمر کی اِک بھی ضائع گھڑی کہ ٹوٹی لڑی جب کہ چھوٹی کڑی
گنوائے گا عاقل نہ بیکار دِن کہ انساں کی ہے زندگی چار دِن

اس کے بعد حضرتؒ تلاوت فرماتے اور مہمان حضرات بھی اپنے اپنے کمروں میں آکر تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے، وہاں مہمانوں میں یہ ماحول دیکھا گیا کہ ہر آدمی کام میں لگا رہتا، مغرب سے کچھ دیر پہلے حضرتؒ دعا میں مشغول ہو جاتے، مہمان حضرات بھی دعا میں مشغول ہو جاتے، افطار کے بعد مغرب کی نماز ادا فرماتے، پھر اوّابین ادا فرمانے کے بعد کھانا تناول فرماتے، اس کے بعد پون گھنٹہ آرام فرماتے، پھر عشا کی نماز ادا کرتے، اس کے بعد تین پاروں کی تراویح کا معمول تھا، تراویح کے اِمام کو زیادہ تیز پڑھنے کی اِجازت نہیں تھی، تراویح کے بعد چہل درود پڑھا جاتا، پھر حضرتؒ مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے کہ: ”بھائی! وقت ضائع نہ کرو، اگر نیند آتی ہو تو سو جاؤ لیکن رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر کچھ نوافل پڑھ لیا کرو۔“

اس موقع پر حضرتؒ کے قرآنِ پاک سے لگاؤ کا ایک واقعہ نقل کرنا مناسب ہوگا، استاذِ مظاہر علوم قاری صلاح الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میرے بھائی حضرتؒ کے یہاں خادم تھے، اس وقت میں مشکوٰۃ کا طالب علم تھا، وہ مجھے حضرتؒ کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ: ”یہ قرآن اچھا پڑھتا ہے، اسے تراویح کے لیے رکھ لیجیے“، حضرتؒ نے میرا قرآن سنا اور

فرمایا کہ: ”تم یہاں تراویح پڑھاؤ“ جب میں تراویح پڑھانے گیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: ”ایک دِن میں پانچ پارے پڑھ لیا کرو،“ میں نے حکم کے مطابق چھ دِن میں قرآن مکمل کر لیا، اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اب تین دِن میں مکمل کرلو،“ تو میں نے تین دِن میں قرآن پاک مکمل کرلیا، اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اب دو دِن میں مکمل پڑھنا ہے،“ میں نے عرض کیا: ”ایک ہی دن میں مکمل کرلیتا ہوں،“ حضرتؒ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے،“ میں نے آٹھ رکعات میں سولہ پارے تلاوت کیے، اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ ”جاؤ! اب تم ذرا ٹہل لو،“ جب میں واپس آیا تو حضرتؒ نے فرمایا: ”اب میں تھک گیا ہوں؛ لہٰذا بارہ رکعات میں ایک پارہ پڑھ لو،“ میں نے ایسا ہی کیا۔ یاد رہے کہ یہ قصہ ۱۹۹۵ء کا ہے، جب حضرتؒ کھڑے ہوکر تراویح پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ: عید کے دِن بعد نمازِ فجر مسلسلاتِ عید پڑھی جاتی۔

حرمین شریفین کا سفر:

حضرتؒ کو جب پہلی بار حج کی سعادت حاصل ہوئی تو اس کا واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا جسے حضرتؒ ہی کے الفاظ میں نقل کیا جارہا ہے کہ: ”ایک مرتبہ میرے حج کی بات چلی، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ بھی چاہتے تھے کہ میں حج کے لیے جاؤں؛ لیکن مجھے اپنے حالات کی وجہ سے پریشانی لاحق تھی، میں حضرت اقدسؒ کے پاس مشورہ کے لیے گیا، حضرتؒ نے دعا کی اور فرمایا کہ: ”تم ہوائی جہاز سے چلے جاؤ“ میرے دِل میں خیال تھا کہ میں لمبے قیام کے لیے جاؤں گا، میں نے حضرتؒ سے کچھ نہیں کہا، پھر حضرتؒ نے فرمایا کہ ”لمبے قیام کے لیے پھر کبھی چلے جانا،“ مجھے یقین ہوگیا کہ کم سے کم دو مرتبہ ضرور حاضر ہوں گا، اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ حاضری نصیب فرمادی۔“

حضرتؒ نے اپنا پہلا حج ۱۳۹۹ھ میں ادا فرمایا، اس کے بعد ہر سال حج میں تشریف لے جاتے رہے، بجز ۱۹۹۷ء کے، جس سال منیٰ میں ہندوستانی خیموں میں آگ لگی تھی، اس حادثہ میں تقریباً ۵۰۰۰ افراد شہید ہوئے تھے۔

حضرتؒ کا آخری حج ۱۴۳۷ھ میں ہوا، اس حساب سے آپؒ نے کل سینتیس (۳۷) حج ادا فرمائے، علاوہ ازیں عمرے تو بے حساب فرمائے۔

ورع وتقویٰ:

حضرتؒ بارہ سال بعد جب اپنے وطن گئے تو یاد آیا کہ بچپن کے زمانے میں ایک شخص کے یہاں سے گنا توڑا تھا، تو حضرتؒ اس کے گھر گنے کا عوض ادا کرنے کے لیے گئے، جا کر کہا کہ بچپن میں میں نے آپ کے یہاں سے کھانے کے لیے گنا توڑا تھا، کھایا نہیں تھا، اس لیے کہ جب میں نے اس کو منہ میں ڈالا تو عجیب سا لگا تھا، پھر وہ گنا میں نے دوسرے ساتھی کو دے دیا، آپ اس کی قیمت لے لیجیے، ان صاحب نے کہا کہ جیسے تم فلاں کے بیٹے ہو ویسے ہی میرے بھی بیٹے ہو۔ (یہ تھا حضرتؒ کا بچپن اور یہ تھی فکرِ آخرت)۔

نوٹ: اس وقت حضرتؒ صرف بیس یا پچیس دِن ہی اپنے گاؤں میں رہے تھے، پھر جب دوسری مرتبہ حضرتؒ سہارن پور سے تین سال بعد گھر آئے تو آپؒ کے والد صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک جگہ شادی ہے، وہاں آپ کو کھانے پر مدعو کیا گیا ہے، چناں چہ حضرتؒ وہاں پہنچے، ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ کسی نے ریڈیو بجایا، تو حضرتؒ فوراً اُسی حالت میں وہاں سے خفا ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مدرسہ ضیاء العلوم چلے گئے، کچھ لوگوں نے اور آپؒ کے والد صاحبؒ نے دوبارہ اصرار کیا تو حضرتؒ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھ دیا جائے گا کہ یونس تو کھا رہا تھا اور ریڈیو بج رہا تھا، تو

کیا جواب دوں گا؟" (یہ تھا حضرتؒ کا تقویٰ)۔

نوٹ: اس وقت حضرتؒ نے صرف دو دن وطن میں قیام فرمایا تھا، پھر مدرسہ ضیاء العلوم سے سیدھے ہی سہارن پور تشریف لے آئے، یہ دونوں واقعات حضرتؒ کے بھتیجے جناب خالد بھائی نے بیان کیے ہیں۔

حضرتؒ صحیح معنیٰ میں نبی پاک ﷺ کے وارث کہے جانے کے قابل ولائق تھے، جس طرح ہمارے نبی ﷺ میں خوف وخشیت، ورع وتقویٰ، زہد وقناعت اکمل طور پر پایا جاتا تھا اسی طرح اس وارثِ نبی میں بھی یہ سب اوصاف کامل طور پر پائے جاتے تھے، فکر آخرت کا تو یہ حال تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے: "میری تو کوئی اولاد نہیں جو مجھے کچھ پڑھ کر بخشے یا میرے لیے صدقہ کرے، تم ہی میرے بچے ہو، تم مجھے پڑھ کر بخشنا اور میرے لیے صدقہ کرنا۔" اگر کسی کو کچھ کہہ بھی دیتے تو بعد میں معافی مانگ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے: "اگر کسی کو میری برائی کرتے دیکھو تو میری طرف سے اس سے معافی مانگ لینا کہ یونس تم سے معافی مانگتا ہے۔" اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا: "میرا ارادہ ہے کہ بنگال، بہار اور گجرات وغیرہ کے اخبار میں یہ بات لکھوا دوں کہ "اگر میں نے کسی سے کچھ کہا ہو تو وہ مجھے معاف کر دے" اور اخباروں میں یہ اعلان دے بھی دیا تھا۔ ایسی صفات تقویٰ، فکرِ آخرت اور تواضع وانکساری کے بغیر ناممکن ہیں۔

حضرتؒ کسی کو کوئی بات کہہ دیتے، ڈانٹتے یا تنبیہ فرماتے تو اس بات کا خوب خیال فرماتے کہ کہیں زیادتی تو نہیں ہوئی؟ حالانکہ آپؒ کا ٹوکنا اور تنبیہ کرنا اپنے مریدوں، خادموں اور شاگردوں کی اصلاح کے پیش نظر ہوا کرتا تھا؛ لیکن فکرِ آخرت کا یہ عالم تھا کہ خود کو محتاج سمجھ کر سب سے معافی مانگتے کہ میں نے کس کس کو ڈانٹا؟ اگر مجلس میں وہ شخص موجود ہوتا

تو اس سے فوراً معافی مانگ لیتے؛ ورنہ اہلِ مجلس سے کہتے کہ ”بھائی! میری طرف سے ان سے معافی مانگ لینا۔“

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
(سعدیؔ شیرازیؒ)

رفقاء، خدام اور طلبہ کی دل جوئی:

حضرتؒ اپنے رُفقاء، طلبہ اور خدام کے ساتھ دل جوئی کی خاطر خوش طبعی و مزاح بھی فرمایا کرتے تھے، اس سلسلہ میں دو چشم دید واقعات تحریر کیے جا رہے ہیں:

حضرت اقدس مولانا کفایت اللہ صاحب پالن پوریؒ رمضان المبارک کا اکثر حصہ سہارن پور میں گزارتے تھے، ۲۰۰۳ء کے رمضان کا واقعہ ہے (یہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا آخری رمضان تھا، پھر آپؒ انتقال فرما گئے) کہ حضرتؒ کے یہاں تراویح کے بعد مجلس لگتی، اس مجلس میں حضرت مولاناؒ ہوتے، حضرت مولاناؒ اور حضرتؒ دونوں ہی ایک بستر پر آمنے سامنے بیٹھتے، وہ منظر قابلِ دید ہوا کرتا تھا، اور چوں کہ وہ زمانہ سردی کا تھا، اس لیے دونوں حضرات کے پاؤں پر ایک ہی کمبل ڈال دیا جاتا۔

حضرتؒ کے یہاں شہر سے کھانا آیا کرتا تھا، جس میں کھانے کی مختلف اشیاء ہوا کرتی تھیں، بسا اوقات پھلوں کا چاٹ مصالحہ بھی آتا تھا، اس کو حضرتؒ خود چمچ سے لے کر مولاناؒ کے منہ کے پاس لے جاتے اور فرماتے کہ ”کھانا ہے؟“ اس پر حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے کہ ”ہاں! کھانا ہے،“ حضرت شیخ فرماتے کہ جاؤ! تمہیں کھانسی ہوتی ہے، نہیں دوں گا!“ جس پر حضرت مولاناؒ جواباً ارشاد فرماتے کہ ”جاؤ! مجھے بھی نہیں کھانا ہے!“

بعض مرتبہ حضرتؒ کچھ کھا رہے ہوتے تو حضرت مولاناؒ آپؒ کے ہاتھ سے چھین کر

کھا لیتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم جمعہ ادا کرنے کے لیے مدرسہ دارِ جدید ہی کی مسجد میں تشریف لاتے، بعد جمعہ حضرت شیخ رحمہ اللہ ان کے ساتھ کچھ دیر گفتگو فرماتے، ۲۰۰۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا طلحہ صاحب نے حضرتؒ کو عطر لگانے کے لیے پیش کیا، حضرتؒ نے مزاحاً فرمایا کہ ”آپ کا عطر تو ردّی ہے!“ پھر آپؒ نے عطر لگایا اور اپنے اورادِ مسنونہ میں مشغول ہو گئے، اسی درمیان حضرت مولانا طلحہ صاحب نے جانے کا ارادہ فرمایا تو جاتے جاتے اپنی عطر کی بوتل کھول کر اسے حضرتؒ کے سر پر انڈیل دی! لیکن حضرتؒ کو اس کا احساس تک نہیں ہوا۔ (بندہ اس وقت حاضر تھا اور اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ کر رہا تھا، دیگر حضرات نے بھی یہ دیکھا)۔

پھر جب حضرتؒ نے عصر سے پہلے اپنے سر سے رومال ہٹایا تو معلوم ہوا کہ رومال پر دَھبّہ لگا ہوا ہے، حضرتؒ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ خادم نے کہا کہ حضرت اقدس مولانا طلحہ صاحب نے عطر کی بوتل انڈیل دی، تو حضرتؒ نے مزاحاً فرمایا کہ ”وہ عطر ردّی تھا، اس لیے انہوں نے انڈیل دیا!“

اتباعِ رسول ﷺ ومحبت رسول ﷺ:

اللہ رب العزت کا قرب اور اس کی محبت، عشقِ رسول ﷺ اور اتباعِ رسول ﷺ کے بغیر ناممکن ہے، یہی تو عشقِ الٰہی کی کسوٹی ہے۔ جو عاشق اپنے معشوق کی باتوں کو پوری زندگی پڑھتا پڑھاتا رہا، سمجھتا سمجھاتا رہا، جس نے اپنی زندگی کے تمام قیمتی لمحات محبوبِ رب العالمین ﷺ کے پاک کلام کی تحقیق وجستجو میں کھپا دیے، اس کے عشقِ رسول ﷺ کا کیا عالم ہوگا، جن کی آنکھوں نے دیکھا ہے وہی سمجھ سکتے ہیں اور محسوس کر سکتے ہیں، تحریر کے تنگ

دامن میں یہ سب باتیں کہاں سما سکتی ہیں؟......ع

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "اُن سے تعلق پیدا کرو! اُن سے محبت کرو!" فرماتے: "بھئی! درود شریف خوب پڑھو! درود شریف خوب پڑھو! ان کا حق ہے۔" خلافِ سنت کام کو آپؒ کی طبیعت برداشت ہی نہیں کرتی تھی، فوراً آپؒ اس پر تنبیہ فرماتے، اسی کو تو شانِ صحابیت کہتے ہیں، جو درسِ حدیث کا اصل مقصود ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء!

ایک مرتبہ ایک صاحب کو دیکھا کہ ان کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا ہے، تو فرمایا: بھائی! اپنا پائجامہ ذرا اونچا کرلو۔" وہیں موجود کسی عالم نے کہا کہ "ان کو تو ڈانٹنے کی عادت ہے۔" حضرتؒ نے یہ جملہ سن لیا، بس کیا تھا، چہرہ کا رنگ بدل گیا، حساس طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ ساری رات کروٹیں بدلتے رہے، اس فکر میں کہ میں نے تو انہیں سنت پر متنبہ کیا، اور یہ کہتے ہیں کہ ان کو ڈانٹنے کی عادت ہے، اسی بے چینی کے عالم میں آپ پر غنودگی طاری ہوگئی اور آنکھ لگ گئی، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت ہی حسین وجمیل چہرے والا شخص کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ "تم نے ٹھیک کہا۔" وہ کون تھا؟ وہی غریبوں کا مولیٰ، یتیموں کا والی، غمزدوں کا غم گسار جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو سارا غم اور پریشانی کافور ہوچکی تھی۔

گلہ نہیں جو گریزاں ہیں چند پیمانے

نگاہِ یار سلامت ہزار میخانے

ایک مرتبہ حضرت قدس سرہ گجرات تشریف لائے ہوئے تھے، آپ کا قیام حضرت شیخ محمد حنیف صاحب لوہاروی دامت برکاتہم کے مکان پر تھا، شیخ محمد حنیف صاحب نے اپنے

بھائی کو حضرتؒ کی خدمت میں حاضر کر کے عرض کیا کہ ''انہوں نے آپ کے کہنے پر ڈاڑھی رکھ لی ہے، ''بس یہ سن کر حضرت رو پڑے اور فرمایا: ''میں کیا ہوں کہ میرے حکم سے انہوں نے ڈاڑھی رکھی؟'' پھر فرمایا: ''ڈاڑھی اس لیے رکھو کہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، یہ تو ان کی سنت ہے۔''

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرتؒ ایک مرتبہ کھروڈ تشریف لائے ہوئے تھے، اس موقع پر فرمایا: ''میں سرکہ سنت کی نیت سے سال میں دو تین مرتبہ کھالیتا ہوں، جب کہ سرکہ سے مجھے نزلہ ہو جاتا ہے، پھر ایک تاریخی جملہ فرمایا کہ ''خواہ میری جان نکل جائے، سنت نہیں چھوڑوں گا۔''

مر کے بھی دِکھادیں گے تیرے چاہنے والے
مرنا کوئی جینے سے بڑا کام نہیں ہے

ایک اور واقعہ اتباعِ سنت کے سلسلہ کا یہ ہے کہ ذی الحجہ کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا تھا اور حضرتؒ کا سفرِ حج یقینی نہیں تھا، اسی دوران حضرتؒ کی مونچھیں کچھ بڑھ گئی تھیں، فرمایا: ''اگر حج کے سفر میں چلا گیا تو ایامِ حج کے بعد، ورنہ قربانی کے بعد اپنی مونچھیں تراش لوں گا؛ لیکن سنت کے خلاف نہیں کروں گا، خواہ چہرہ کتنا ہی بدصورت معلوم کیوں نہ ہو۔''

آلِ رسول ﷺ سے غیر معمولی محبت:

حضرتؒ سادات سے خوب محبت فرماتے اور ان کا غایت درجہ اکرام فرماتے تھے، ایک مرتبہ بندہ سے فرمایا کہ ''جابر! یہ پیسے لو اور کسی غریب طالب علم کے حوالہ کردو؛ لیکن یاد رکھو کہ یہ صدقات کے پیسے ہیں، کسی سید کو نہ دینا، اس لیے کہ وہ میرے نبی کی اولاد میں سے ہے، ہاں! اگر کوئی سید ہو تو مجھے بتلانا، میں ان کو للہ رقم دوں گا۔''

اسی طرح حضرتؒ سادات کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دیتے تھے، اس بات کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ مولانا سید مرغوب صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم حضرتؒ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور مجلس میں پیچھے بیٹھ جایا کرتے تھے؛ لیکن جب حضرتؒ کی نظر ان پر پڑتی تو حضرتؒ ان کو آگے بلا لیتے، ایک مرتبہ معمول کے مطابق وہ آئے تو حضرتؒ نے ان کو آگے بلا لیا، تو فوراً بندہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان کو کیوں آگے بلاتے ہیں؟ حضرتؒ کو کشف ہو گیا اور فرمایا کہ ”میں انہیں آگے اس لیے بٹھاتا ہوں کہ وہ سید ہیں۔“

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

(مولانا رومیؒ)

نماز کا اہتمام اور کیفیت:

تقریباً ۲۰۰۵ء کا واقعہ ہے کہ ان دنوں حضرتؒ کے قدموں پر بہت ورم رہا کرتا تھا، جہاں تک ہو سکتا تھا حضرتؒ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے تھے، اور اس وقت حضرتؒ سہارے سے چلا کرتے تھے۔

ایک دن طلبہ کے سہارے سے نماز کے لیے کھڑے ہو رہے تھے، قدم پر بہت زیادہ ورم تھا، جس کی وجہ سے قدم ٹھیک سے زمین پر ٹکتے بھی نہ تھے، یہ منظر دیکھ کر حضرت پیر طلحہ صاحب دامت برکاتہم بڑے دردمندانہ لہجہ میں بول پڑے: ”حضرت! اس عمر میں بھی اگر معذوری نہ مانی جائے گی تو کس عمر میں مانی جائے گی؟“ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”مولانا! جب تک گاڑی چلتی ہے چلنے دو۔“

ایک مرتبہ حضرتؒ کو دل کا دورہ پڑا، دہلی کے کسی طبیب سے رجوع کیا تو طبیب

نے حضرتؒ کو زمین پر سجدہ کرنے سے منع کردیا اور اشارہ سے سجدہ کرنے کو کہا، اس کے بعد تو حضرتؒ کی کیفیت ہی بدل گئی، بڑے بے چین و بے قرار رہنے لگے۔

ایک مرتبہ اسی بے چینی کے عالم میں یک لخت سجدہ میں گر پڑے اور زار وقطار رونے لگے، زبان پر یہ کلمات جاری تھے: ”اے اللہ! میرا ایسا کونسا گناہ ہے جس کی وجہ سے مجھے سجدہ سے محروم کردیا گیا؟“ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل یہ ہوا کہ حضرتؒ زمین ہی پر سجدہ کرنے لگے۔

حضرتؒ کا تحمل:

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کئی اوصاف وکمالات کی جامع تھی، اور چوں کہ یہ مقولہ مشہور ہے کہ ”نعمت والا محسود ہوا کرتا ہے“ لیکن ہمارے حضرتؒ صرف محسود ہی نہیں؛ بلکہ مسحور بھی تھے، قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ آپؒ نے سحر کی تکلیف کے باوجود ساحر کے خلاف کبھی بددعا نہیں فرمائی۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی دامت برکاتہم حضرتؒ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے، انہوں نے حضرتؒ سے فرمایا: ”کون کم بخت ہوگا جس نے آپ پر سحر کردیا؟“ حضرتؒ نے جواب دیا: ”مولانا! اس کو کچھ نہ کہئے! میں نے آج تک اس کو کچھ بھی نہیں کہا۔“

اگر حضرتؒ اس کے خلاف بددعا فرمانا چاہتے تو آپؒ کو کون روکنے والا تھا؟ لیکن اس راضی بالقضاء نے کبھی اس کے خلاف نہ کچھ کہا اور نہ کچھ کیا، بسا اوقات سحر کا اثر اس قدر ناقابلِ برداشت ہوتا کہ کئی راتیں یوں ہی بیداری میں گزر جاتیں، مگر پھر بھی زبان سے حرفِ شکایت نہ نکلتا۔

تالاب تو برسات میں ہو جاتے ہیں کم ظرف
باہر کبھی آپے سے سمندر نہیں ہوتا

(اعجاز رحمانی)

مدرسہ کے مال میں احتیاط:

حضرتؒ مدرسہ کے مال میں خوب احتیاط فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''بھئی! مدرسہ کے مال میں احتیاط کیا کرو، جو شخص مدرسہ کے مال میں احتیاط نہیں کرتا وہ بعد میں معاشی پریشانیوں کا شکار ہوتا ہے۔''

ایک مرتبہ کسی مدرسہ کے بڑے مدرّس حضرت قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے تشریف لائے، تو حضرتؒ نے خیریت دریافت کرنے کے بعد فرمایا: ''بھائی! کونسی سواری سے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''مدرسہ کی گاڑی سے،'' تو حضرتؒ نے فرمایا: ''بھائی! مدرسہ کے مال میں احتیاط کرنا چاہیۓ،'' تو انہوں نے کہا کہ ''حضرت! تیل اپنے پیسوں کا ڈلوایا ہے،'' تو حضرتؒ نے فرمایا: ''انجن جو استعمال ہوا ہے اس کا کیا؟'' حضرتؒ کی یہ بات ان کے دل میں گھر کر گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد وہ صاحب کبھی مدرسہ کی گاڑی سے نہیں آئے، بلکہ کرائے کی گاڑی سے آیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد سلمان صاحب، حضرت مولانا محمد عاقل صاحب مدظلہم وغیرہ اراکینِ شوریٰ بعد نمازِ عصر حضرتؒ کے حجرے میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ ''حضرت! کثرتِ ضیوف کے باعث حجرہ تنگ محسوس ہوتا ہے، اور دوسری بات کہ آپ کو نقاہت و مرض کی وجہ سے استنجا خانہ میں اٹھنے بیٹھنے میں بھی تکلیف ہوتی ہے، اس لیے

ہماری رائے ہے کہ استنجا خانہ میں ایسی چیز لگادی جائے جس سے اٹھنے بیٹھنے میں راحت وآسانی ہو اور اس حجرے کو پیچھے کی جانب سے کشادہ کردیا جائے، تاکہ مہمانوں کو تکلیف نہ ہو،'' حضرتؒ نے فرمایا: ''مجھے اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، ابھی جلدی مت کرنا،'' انہوں نے اصرار کیا تو حضرتؒ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، جو مناسب سمجھو'' پھر ان حضرات کے چلے جانے کے بعد فرمایا: ''بھئی! میں مدرسہ کے مال میں بہت احتیاط کرتا ہوں، میں نے مدرسہ کی دیوار میں کبھی کیل بھی نہیں گاڑی۔''

مشتبہ چیزوں سے احتیاط:

غالباً ٢٠٠٦ء کا واقعہ ہے کہ ''پارلے'' کمپنی کی چیزوں کو مشکوک قرار دیا گیا، ان ہی دنوں میں ایک روز حضرت کو بعد نمازِ عصر بڑی شدت سے بھوک لگی، فرمایا: ''کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ بھائی!'' خادم پارلے کمپنی کا بسکٹ لے آیا، حضرتؒ نے فرمایا: ''کونسی کمپنی کا ہے؟'' جواب دیا: ''پارلے کمپنی کا،'' فرمایا: ''میں پارلے کمپنی کا نہیں کھاتا ہوں۔''

آپؒ کا جذبۂ احسان شناسی:

حضرتؒ کی زندگی کے جہاں بہت سے تابناک وروشن پہلو ہیں وہیں آپؒ کی زندگی کا ایک خاص پہلو ''احسان کرنا'' بھی ہے، چنانچہ آپؒ اپنے ماتحتوں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''بچو! احسان کرو، یاد رکھے جاؤ گے۔''

احسان کی ترغیب دیتے ہوئے بارہا آپؒ کی زبان سے یہ واقعہ سنا گیا کہ ''ایک شخص کا انتقال ہوگیا، اور اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا، جب اس کے انتقال کی اطلاع اس کے کسی محسن الیہ کو ملی تو وہ آیا، اور دیکھا کہ اس کے محسن کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے، تو اس نے وہیں اپنے

محسن کے لیے استغفار شروع کر دیا، اور باری تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کی، چنانچہ ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اس مردہ کا چہرہ اچانک سفید ہوگیا۔‘‘

جہاں آپؒ اپنے ماتحتوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے وہیں آپؒ خود بھی اس کا بڑا اہتمام فرماتے تھے، اگر آپؒ پر کسی نے احسان کیا ہو تو اس کو کبھی فراموش نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: ’’میرے محسن حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب ماہی والے، مجھے ان کی بہت یاد آتی ہے۔‘‘ اسی طرح آپؒ کی احسان مندی واحسان شناسی کا پہلو اس سے بھی اجاگر ہوتا ہے کہ آپؒ ہر رمضان المبارک میں محسنِ اعظم ﷺ کے لیے ایک مکمل قرآن تلاوت فرما کر ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے، نیز آپؒ ان محسنین کو بھی فراموش نہیں کرتے تھے جن کی کتابوں سے آپؒ نے استفادہ کیا؛ چنانچہ امام بخاریؒ وغیرہ محدثین پر بھی آپؒ سال میں ایک مکمل قرآنِ مجید تلاوت کرکے ایصالِ ثواب فرماتے تھے۔

مگر جب آپؒ کی عمر ڈھل گئی، جوانی کی وہ ہمت وقوت باقی نہ رہی، صحت نے ساتھ چھوڑ دیا، بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ دیا، اعضا جواب دینے لگے، اور بالکل لاغر و ناتواں ہوگئے تو آپؒ نے ایک مرتبہ فرمایا (یہ تقریباً ۲۰۰۸ کا زمانہ تھا) کہ ’’اب میں کمزور ہو گیا ہوں، مجھ سے زیادہ پڑھا نہیں جاتا، اسی لیے اب میں اپنے محسنین کے نام صدقہ کر دیا کرتا ہوں۔‘‘ چنانچہ آپؒ کا یہ معمول رہا کہ آپؒ رمضان میں محسنِ اعظم ﷺ کے نام کم از کم پانچ ہزار روپے صدقہ کیا کرتے تھے، اسی طرح محدثین کے نام خیرات نکالا کرتے تھے۔ الغرض آپؒ اپنے محسنین کو بڑے اہتمام سے یاد کیا کرتے تھے اور انہیں ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔ خود احقر کا چشم دید واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپؒ جمعہ کے روز پیسے گن رہے تھے، تقریباً نو یا ساڑھے نو بجے ہوں گے، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت کو اس وقت پیسے

گننے کی کیا ضرورت ہوگی؟ ابھی خیال گزر رہا ہی تھا کہ حضرتؒ نے فوراً خادم سے فرمایا: ”لو یہ پیسے، اور میرے والدین کے نام پر اتنے صدقہ کردو، اور اتنے پیسے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نام“ اس طرح کچھ نام گنوا کر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

حضرتؒ کی کرامت کے دو واقعات:

ایک مرتبہ سفرِ حج کے دوران ہوائی اڈّے پر سامان کی چیکنگ ہو رہی تھی، اور حضرتؒ کے پاس ایک دستی بیگ تھا، جس میں ایک قینچی بھی تھی، جب تلاشی کے وقت مشین پر سے سامان کے گزرنے میں دشواری پیش آئی تو حضرتؒ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگی، اِدھر جب بیگ کھولا گیا تو اس میں بجائے قینچی کے چمچ نکل آیا، جب حضرتؒ مکہ مکرمہ اپنے کمرہ میں پہنچے اور وہاں آپؒ کو قینچی کی ضرورت پڑی تو فرمایا کہ ”بھئی! میں نے دستی بیگ میں قینچی رکھی تھی، وہ کہاں ہے؟“ جب بیگ کھولا گیا تو اس میں قینچی نکلی اور چمچ کا کہیں پتا نہ تھا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت مولانا ایوب صاحب پانولی دامت برکاتہم بیان فرماتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ میں سہارنپور میں تھا کہ اچانک ایسا زبردست زلزلہ آیا کہ پوری عمارت ہلنے لگی، میں جلدی سے حضرتؒ کے پاس آیا تو دیکھا کہ حضرتؒ قبلہ کی طرف رُخ کرکے بیٹھے ہوئے ہیں، پھر میں حضرتؒ کو برآمدہ میں لایا اور وہاں رکھی ہوئی کرسی پر حضرتؒ کو بٹھایا، پھر حضرتؒ نے کچھ پڑھا اور زور سے زمین پر ایک پاؤں مارا تو پیر مارتے ہی زلزلہ آن کی آن میں ختم ہوگیا۔“

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، اِرادت ہو تو دیکھ اُن کو
ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(علامہ اقبالؒ)

مرض:

حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ مؤمن بندہ کو جو کوئی بھی تکلیف یا بیماری وغیرہ لاحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کی خطاؤں کو اس طرح معاف فرمادیتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

چوں کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ بھی متعدد اَمراض اور تکالیف سے دوچار رہتے تھے، اس لیے یہ کہنا بالکل بے جانہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کو ان متعدد اَمراض سے گزارا، تاکہ آپؒ کی روح کو مقدس فرماکر اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔

سحر اور دل کا دورہ:

حضرتؒ کو جو اَمراض وعوارض لاحق تھے ان میں ایک سحر بھی تھا، چوں کہ حضرتؒ کی زندگی کا ایک طویل عرصہ اسی (سحر زدگی کی) حالت میں گزرا ہے، اس لیے آپؒ پر اکثر تکلیف کا اثر رہا کرتا تھا، بسا اوقات اس تکلیف میں بے حد اِضافہ ہو جاتا تھا، جو آپؒ کے لیے ناقابل برداشت ہوا کرتا، لیکن کبھی بھی آپؒ نے اس پر زبانِ مبارک سے شکوہ نہیں کیا، اس تکلیف کی وجہ سے کئی کئی راتیں بیداری کی حالت میں گزارنی پڑتیں، پھر بھی آپؒ نے حتی الامکان سبق ناغہ نہیں ہونے دیا۔

۱۴۲۶ھ کی بات ہے کہ حضرتؒ کو دل کا دورہ پڑا، اس وقت آپؒ دہلی میں زیر علاج تھے، مگر آپؒ اس بیماری کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ اگر کوئی کہتا بھی تو سخت ناراضی کا اظہار کرتے اور فرماتے کہ ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو اس کا دِل خراب ہو سکتا ہے؟“ حالانکہ اس وقت ڈاکٹروں نے حضرتؒ کے متعلق یہ کہہ دیا تھا کہ آپؒ کا دل صرف بیس یا پچیس فی صد کام کر رہا ہے، جو عموماً انسان کے قریب الموت ہونے کی علامت ہوتی ہے، لیکن

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ کہ اس حالت میں بھی آپؒ کئی سال تک نہ صرف حیات رہے؛ بلکہ اہتمام اور مواظبت کے ساتھ تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھے رہے۔

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

گردوں میں انفیکشن:

علاوہ ازیں وفات سے دو سال قبل حضرتؒ گردوں میں خرابی کے سبب مدینہ منوّرہ میں زیرِ علاج رہے، چوں کہ گردوں میں انفیکشن (خرابی) تھی اس لیے آپؒ کو ڈایالیسیس کروانا پڑتا تھا، آپؒ ہسپتال ہی میں باربار فرماتے تھے کہ ''مجھے سہارن پور لے چلو'' لیکن وہاں حضرتؒ کے پاس موجود مولانا یونس صاحب رندیرا اور دیگر خدام آپؒ کو لے جانے کی ہمت بھی نہیں کرسکتے تھے، اس لیے کہ حضرتؒ کی حالت اس قابل ہی نہیں تھی کہ سفر کرایا جا سکے، بلکہ خدام کا یہ خیال تھا کہ یہ شاید حضرتؒ کی آخری حالت ہو، اس وقت حضرتؒ نے خدام سے جو جملہ اِرشاد فرمایا وہ آپؒ کے تعلق مع اللہ اور عند اللہ مرتبہ کی طرف مشیر ہے، فرمایا: ''میں ابھی نہیں مروں گا، دو سال اللہ تعالیٰ سے مانگ لیے ہیں۔'' (اس کے بعد حضرتؒ نے دو حج کیے، پھر آپؒ کا انتقال ہوا)۔

اس کے بعد آپؒ کو مدینہ منوّرہ سے بمبئی ملت ہسپتال لایا گیا، یہاں آپؒ کچھ دِن زیرِ علاج رہے، یہاں بھی ڈاکٹروں نے گردوں کی جانچ کے بعد کہا کہ گردے بالکل معطل ہو چکے ہیں، جس کی وجہ سے کئی بار ڈایالسیس کروانا پڑا، اس دوران بھی حضرتؒ کی زبان پر ایک ہی بات تھی کہ ''مجھے سہارن پور لے چلو'' کئی لوگوں نے حضرتؒ سے کہا بھی کہ علاج مکمل کروا کے جائیں گے، کیوں کہ سہارن پور میں ڈایالسیس کے لیے انتظام نہیں ہے، اس لیے میرٹھ

جانا پڑے گا، اور وہاں کے راستے بہت خراب ہیں، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’میں مشین خرید لوں گا، مجھے سہارن پور لے چلو‘‘ حتیٰ کہ حضرت اقدس مولانا سلمان صاحب نے بھی یہی کہا، مگر حضرتؒ سہارن پور جانے پر مصر رہے۔

بالآخر آپؒ کو سہارن پور لایا گیا، آپؒ کے سہارن پور تشریف لانے کے بعد بتدریج طبیعت میں بھی اِفاقہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپؒ دوبارہ تدریس میں مشغول ہوگئے، شروع میں کچھ دِن تک تو حضرتؒ کمرہ کے باہر برآمدہ میں تشریف لاتے اور وہیں مسند پر بیٹھ کر سبق پڑھاتے، اور طلبہ میں سے کچھ حضرتؒ کے کمرہ کے برآمدہ میں، بعض مہمان خانہ کے سامنے اور کچھ طلبہ کمرہ کے سامنے بیٹھ کر سبق پڑھتے، یہ سلسلہ چند دنوں تک رہا، پھر حضرتؒ دارالحدیث تشریف لے جانے لگے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ہسپتال سے سہارن پور واپس آنے کے بعد ایک بار بھی حضرتؒ کو ڈایالسیس کی ضرورت نہیں پڑی، درس کا سلسلہ جاری رہا، اور آپؒ کی طبیعت مرورِ ایام کے ساتھ نرم گرم چلتی رہی۔

پھر جب وہ رمضان آیا جس کے بعد حضرتؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا، اس رمضان میں بھی آپؒ کی صحت کافی اچھی تھی، رمضان کے بعد بھی مدرسہ کھلنے تک طبیعت میں نشاط تھا۔

مرض الوفات:

ماہِ شوال المکرّم میں اہل مدرسہ، حضرت اقدس مولانا سلمان صاحب اور دیگر اساتذہ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے، اس وقت مولانا نے حضرتؒ سے سالِ نو کے لیے دعا کی درخواست کی، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، پتا نہیں، میں پڑھا سکوں گا یا نہیں،‘‘ ناظم صاحب نے کہا کہ ’’حضرت! آپ تو ہر سال یہی فرماتے ہیں، ان

شاء اللہ آپ دس سال اور پڑھاتے رہیں گے۔'' حضرتؒ مسکرائے اور فرمایا کہ ''میں دس سال زندہ رہ کر کیا کروں گا؟'' پھر آپؒ نے مختصر نصیحت فرمائی، جس میں یہ آیت کریمہ: ''الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ'' پڑھی، پھر فرمایا کہ ''فتنوں سے خود کو بچاؤ،'' نیز فرمایا کہ ''فتنوں کو دبانے کی صورت یہ ہے کہ اپنے کام میں لگے رہو، پھر آپؒ نے ایک منٹ دعا فرمائی، اس میں بطورِ خاص یہ دعا فرمائی کہ ''یا اللہ! فتنوں سے ہماری حفاظت فرما۔'' (قاری انیس صاحب صاحب کا بیان ہے کہ اسی دِن سے حضرتؒ کی طبیعت میں تغیر شروع ہو گیا)

اس کے بعد کبھی آپؒ پر غنودگی طاری ہوتی اور کبھی اِفاقہ ہوتا، عجیب بات یہ تھی کہ مطالعہ کے دوران آپؒ سے غنودگی ختم ہو جاتی تھی، پورے استحضار کے ساتھ کتاب دیکھتے تھے، پھر کتاب رکھتے ہی غنودگی شروع ہو جاتی۔

۱۱/ شوال المکرّم کو حضرت مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لیے تشریف بھی لے گئے، لیکن غنودگی کا اثر بالکل زائل نہیں ہو پا رہا تھا، اس لیے خدام نے مناسب سمجھا کہ ڈاکٹر کو بلایا جائے، ۱۳/ شوال المکرّم بروز سنیچر قاری ایوب صاحب کے بلانے پر ڈاکٹر رضوان صاحب آئے، بلڈ پریشر کی جانچ کی، جو بالکل نارمل تھا، پھر انہوں نے حضرتؒ سے خون اور پیشاب کی جانچ کے لیے اِجازت مانگی، چنانچہ جانچ ہوئی اور ۱۴/ شوال بروز اتوار تشخیص ہوئی کہ گردوں میں اِنفیکشن ہے۔

قاری ایوب صاحب فرماتے ہیں کہ میں ۱۵/ شوال بروز پیر ڈاکٹر رضوان صاحب کے پاس حاضر ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے دوائی دی، پونے بارہ بجے دوائی لے کر میں حضرتؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''حضرت! ڈاکٹر کے پاس سے دوائی لایا ہوں،'' حضرتؒ نے فرمایا کہ ''کیا ہوا؟'' میں نے کہا: ''حضرت! گردوں میں انفیکشن بہت ہے،'' حضرتؒ

نے فرمایا: ''دوائی ہاشم کو دے دو'' اس کے بعد میں نے پوچھا کہ ''حضرت! اتوار کی شب میں طبیعت کیسی رہی؟'' حضرتؒ نے فرمایا کہ ''ایوب! سنو، میں یہاں بیٹھا تھا، میں نے خود سنا، مجھ سے یہ کہا گیا کہ اب کچھ نہیں ہوگا، اب میری طرف سے کچھ کرنے کی اِجازت نہیں۔'' حضرتؒ نے تین مرتبہ یہ فرمایا: ''ایوب! سمجھ گئے؟ میں نے بار بار کہا۔'' اس کے بعد میں باہر نکل آیا۔

نیز ۱۵/شوال پیر کے دن صبح کا حال بیان کرتے ہوئے قاری انیس صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں پیر کی صبح ذکر کی مجلس میں کچھ حضرات کو لے کر حاضر ہوا تو حضرتؒ کی حالت دیکھ کر فکر مند ہوا، میری آرزو تھی کہ حضرتؒ گفتگو فرمائیں، چنانچہ آپؒ نے دو خاص ملفوظ ارشاد فرمائے: ''استاذ کے لیے طالب علم کی زیادہ پٹائی کرنا حرام ہے۔'' پھر ضمناً ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک طالب علم کی اُستاذ نے اتنی پٹائی کی کہ پاؤں کالا ہو گیا اور رگیں سڑ گئیں، اگر شرعی قضا کا نظام ہوتا تو قصاص لیا جاتا۔'' پھر فرمایا کہ مریدوں کا بھی حق ہے، شاگردوں کا بھی حق ہے، ماتحتوں کا بھی حق ہے، بڑے لوگ اپنے حقوق سوچتے رہتے ہیں، چھوٹوں کے نہیں سوچتے۔

دوسرا ملفوظ یہ ارشاد فرمایا کہ ''برادری، علاقہ اور خاندان کوئی چیز نہیں، پھر آیت کریمہ: ''وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا'' پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ یہ سب صرف پہچان کے لیے ہے، جیسے کوئی شخص پتا معلوم کرنے آیا، اس کو پتا نہیں چل رہا ہے، تو بتاؤ کہ فلاں علاقہ کا ہے، یہ مقصد ہے آیت کا، فخر اور تکبر مقصود نہیں۔'' پھر حضرتؒ نے ایک وجد والی کیفیت کے ساتھ فرمایا: ''آگے دیکھو، کیا فرماتے ہیں: ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ'' اس کے بعد فرمایا کہ ''ہاں! صحابۂ کرامؓ کی اولاد اگر توجہ کرتی ہے تو خوب ترقی کرتی

ہے، کیوں کہ ان کے آباو اجداد نے جو مجاہدے کیے اس نسبت سے یہ ترقی کر جاتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ ہمت اور توجہ کریں۔“

اب ۱۶/ شوال کی رات تھی، حضرتؒ کی طبیعت میں انتہائی درجہ اضمحلال تھا، اس رات حضرتؒ نے خلافِ معمول تقریباً نو بجے تھوڑا سا کھانا تناول فرمایا، پھر تقریباً دس بجے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی، نماز کے بعد حضرتؒ ایک ڈیڑھ گھنٹے تک بیٹھے رہے، پھر کئی مرتبہ اصرار کے بعد آپؒ لیٹ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد اُٹھ کر بیٹھ گئے، آدھی رات کے بعد حضرتؒ دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے تھے، لیکن سیدھے بیٹھ نہیں پائے، کئی مرتبہ پانی طلب فرما کر نوش فرمایا، لیکن غنودگی کے ساتھ بے چینی میں اِضافہ ہو رہا تھا۔

۱۶/شوال کی فجر کے وقت غشی اس قدر شدید تھی کہ آپؒ فجر ادا نہیں فرما سکے، قاری ایوب صاحب کا بیان ہے کہ ”میں صبح ساڑھے پانچ بجے پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ پر غشی طاری ہے، زبان سے ”اللہ، اللہ“ کی آواز آرہی ہے، پھر کچھ دیر بعد حضرتؒ نے پانی طلب فرمایا، تو میں نے اور ہاشم نے پانی پلایا، اس کے بعد حضرتؒ کو لٹا دیا گیا، پھر میں چلا گیا۔“

اس کے بعد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے قاری انیس صاحب فرماتے ہیں کہ میں فجر کی نماز سے فارغ ہو کر یہاں ذکر کے لیے حاضر ہوا تو کواڑ بند تھے، حجرہ میں حضرتؒ اور ہاشم تھے، حجرہ کے برآمدہ میں ۲۰، ۲۵ منٹ ذکر کر کے اندر داخل ہوا، تو حضرتؒ کی یہ کیفیت دیکھی کہ ایک پاؤں پیچھے کی طرف پھیلا ہوا اور دوسرا مڑا ہوا ہے، حضرتؒ کا پیٹ اور سینہ زمین سے لگا ہوا تھا، حضرتؒ کچھ فرما رہے تھے، مگر سمجھ میں نہیں آرہا تھا، شاید اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری فرما رہے تھے، بندہ نے ہاشم سے کہا کہ حالت بہت نازک معلوم ہو رہی ہے، حضرتؒ کو لٹا دیتے ہیں، ہمت کر کے آپؒ کو لٹا دیا، ہوش نہیں تھا، لٹانے پر آپؒ سو گئے،

ہاشم کا بیان ہے کہ حضرتؒ گہری نیند میں چلے گئے، آٹھ بجے کے قریب حضرتؒ کے خراٹے سے ہم مطمئن ہوگئے کہ اب حضرتؒ کو آرام مل گیا، جب خراٹے بند ہوگئے تو گھبرا کر مفتی صالح وغیرہ نے مدرسہ کے ڈاکٹر کو بلایا، انہوں نے جانچ کر کہا کہ سانس اور نبض دونوں جاری ہیں، بلڈ پریشر بھی ٹھیک ہے، مگر بے ہوشی اور حالت کی نزاکت کو دیکھ کر ڈاکٹر نے کہا کہ حضرتؒ کو فوراً آئی سی. یو. میں لے جاؤ، ہسپتال پہنچتے ہی وہاں کے ڈاکٹروں نے ساری مشینیں لگائیں اور جانچ کرنے کے بعد کہا کہ حضرتؒ وفات پاچکے ہیں۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

حکم آیا خموشی کا تو بس حشر تلک چپ
عظمت ترے پیغام کی ظاہر ہے اجل سے

(مرزا غالبؒ)

سانحۂ ارتحال:

طویل علالت کے بعد ۱۶ شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱/ جولائی ۲۰۱۷ء بروز منگل تقریباً صبح ساڑھے نو بجے حضرتؒ عمر عزیز کی ۸۳ بہاریں گزار کر اس دارِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف رحلت فرماگئے۔ (إنّا للّٰہ وإنّا إلیہ راجعون)

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

(ابراہیم ذوقؒ)

حضرتؒ کی وفات کیا تھی...... علمی دنیا میں زلزلہ...... عوامی حلقوں میں بھونچال...... اور ایسا صاعقہ تھا کہ جس سے علم وفضل کی محفل اجڑ گئی، اصلاح وتربیت کی مسند ویران ہوگئی، آسمانِ علمِ حدیث کا تاباں ودرخشاں آفتاب روپوش ہوگیا، تحقیقات کا رواں دواں چشمہ تھم گیا، ہزاروں تشنگانِ علم کا ابر کرم اچانک چھٹ گیا، سینکڑوں متوسلین کا سہارا اٹھ گیا،....اور

بس......

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں، نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم، اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم
(شاد عظیم آبادی)

جنازہ ہسپتال سے مظاہر علوم:

حضرتؒ کا جنازہ دہلی روڈ پر واقع میڈی گرام ہسپتال سے بذریعۂ ایمبولنس مدرسہ مظاہر علوم لایا گیا، جہاں مدتوں آپؒ نے حدیث شریف کا درس دیا تھا، جنازہ اسی دار الحدیث کے سامنے رکھا گیا، آخری دیدار وزیارت کے لیے اطراف وجوانب سے علماءِ کرام، متوسلین، متعلقین اور عوام وخواص کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اُمڈ پڑا تھا، کچھ ہی دیر میں مدرسہ کی وسیع وعریض عمارت تنگ دامنی کی شکایت کرنے لگی، اس لیے کہ انسانوں کا یہ سیلاب بڑھتا ہی جا رہا تھا، ہر ایک آتا اور اپنے محبوب شیخ کی آخری زیارت کرتا تو بلا اختیار آنکھیں آب دیدہ ہو جاتیں۔

غسل وکفن:

دار الحدیث کی جنوبی سمت والے کمرہ میں حضرتؒ کو ظہر بعد غسل دینا شروع کیا گیا، ایک ڈیڑھ گھنٹے میں غسل سے فارغ ہوئے، جس میں حضرت مفتی مقصود صاحب، مفتی شعیب صاحب، مفتی صالح صاحب، قاری انیس صاحب، مفتی بشیر صاحب، مفتی آصف صاحب، مفتی اسرار صاحب اور حضرتؒ کے خادمِ خاص مفتی ہاشم صاحب وغیرہ نے حصہ لیا، حضرتؒ کی وصیت کے مطابق آپؒ کے کفن میں سینہ پر غلافِ کعبہ کا ٹکڑا اور روضۂ اقدس کی مٹی رکھی گئی، غسل وکفن کے بعد دوبارہ زیارت کے لیے جنازہ دار الحدیث کے سامنے رکھا گیا۔

میر انشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر
میر انشیمن بھی تو، شاخِ نشیمن بھی تو
(علامہ اقبالؒ)

نمازِ جنازہ:

نمازِ جنازہ کے لیے وقت بعد عصر کا متعین ہوا تھا، اور اس کی ادائیگی کے لیے حاجی شاہ کمال قبرستان جانا تھا۔

نوٹ: نمازِ جنازہ کی ادائیگی اوّلاً احاطۂ مدرسہ ہی میں طے ہوئی تھی، لیکن مجمع حد تصوّر سے کافی بڑھ گیا تھا، مشاہدین کا کہنا ہے کہ تقریباً تین لاکھ افراد سے زائد مجمع تھا، بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی میں پہلی بار اتنا بڑا مجمع دیکھا، اسی لیے غیر مسلموں پر بھی اس کا اتنا اثر تھا کہ انہوں نے اپنی دکانیں بند کرلیں اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں کے لیے وضو اور پینے کے لیے پانی فراہم کیا، نیز پولیس نے بھی بہترین حفاظتی نظم وضبط فراہم کیا، فوج بھی انتظام میں حاضر تھی۔

حضرتؒ کا جنازہ مدرسہ سے ساڑھے پانچ بجے دارالحدیث کے اس حصہ سے باہر لایا گیا جہاں سے آپؒ کی ہمیشہ سبق کے لیے آمد ہوا کرتی تھی، مدرسہ کے باہر ہجوم اتنا تھا کہ قابو کرنا بڑا دشوار ہورہا تھا، ایک عجیب ماحول نظر آرہا تھا، تاحد نظر صرف انسان ہی انسان دِکھائی دے رہے تھے، جنازہ ساڑھے چھ بجے بمشکل حاجی شاہ کمال قبرستان پہنچا، جیسے ہی جنازہ قبرستان پہنچا تو جس شخص کے ہاتھ میں مائک تھا اس کی زبان سے غیر اختیاری طور پر زور سے کلمۂ طیبہ کا وِرد جاری ہوا، اسے سن کر مجمع کی زبان سے بھی کلمۂ طیبہ کا وِرد جاری ہوگیا، گویا اگر اس پورے مجمع نے ایک بار بھی وِرد کیا ہو تو تین لاکھ سے زائد بار ایک ہی آن میں کلمہ طیبہ پڑھا گیا، ویسے تو مجمع کئی گھنٹوں پہلے قبرستان پہنچ کر ذکر وتلاوت میں مشغول ہوگیا تھا، پھر حضرتؒ کی نمازِ جنازہ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید حضرت اقدس پیر مولانا طلحہ صاحبؒ نے پڑھائی۔

تدفین:

حضرتؒ کی وصیت تھی کہ اگر میری موت سہارن پور میں آئے تو مجھے حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحبؒ (بانی وناظم مدرسہ مظاہر علوم) کی قبر کے پاس دفن کرنا۔

یہاں ایک واقعہ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، غالباً ۲۰۱۲ء کا رمضان ہوگا، ۲۷/ رمضان کو راقم الحروف (محمد جابر) حضرتؒ کے پاس نو بجے کے قریب حاضر ہوا، اس وقت حجرہ میں حضرتؒ، بندہ اور مولانا عابد صاحب بیر بھومی تھے، کچھ دیر بعد حضرتؒ نے ایک جذب کی کیفیت میں فرمایا کہ ”میں سہارن پور میں ہوں یا مدینہ میں“ دو بار اسی طرح فرمایا، پھر احقر نے عرض کیا کہ ”حضرت! دعا فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مدینہ منوّرہ کی موت نصیب فرمائے“ اس بات سے حضرتؒ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی، اور فرمایا: ”ارے! یہ نعمت سب کو تھوڑی نصیب ہوتی ہے۔“

حضرتؒ کی وصیت کے مطابق حضرت ناظم صاحبؒ کی قبر کے پاس قبر کھودی گئی، سورج غروب ہونے کا وقت ہی تھا کہ اس آفتابِ علومِ نبوّت کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ ؎

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہاں کوئی موتیٔ آب دار ایسا بھی ہے؟

(مرزا غالبؒ)

اللہ تعالیٰ حضرتؒ کی قبر کو تا حد نظر کشادہ فرمائے، جنت کے باغات میں سے ایک بہترین باغ بنائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آپؒ کی تمام خدماتِ عظیمہ کو قبول فرمائے اور انہیں حضرتؒ کے لیے نجات اور رفع درجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

حضرتؒ کی باقیاتِ صالحات:

باقیاتِ صالحات میں حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ

چھوڑے ہیں، جو آپؒ کی روحانی اولاد ہیں، جن میں بہت سے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، نیز آپؒ نے کتب حدیث کا بڑا نایاب ذخیرہ اور مختلف علوم وفنون کی بہت ہی قیمتی کتابیں چھوڑیں، جو ممتاز ذاتی کتب خانوں میں جگہ پانے کے قابل ہیں، ان کتابوں کو حضرتؒ نے کیسے جمع کیا؟ اس کے متعلق خود راقم السطور نے حضرتؒ کو کئی بار یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’’پہلے میں کتابوں کے لیے پیسے جمع کرتا تھا، کسی کو نہیں دیتا تھا، اب جو پیسے آتے ہیں انہیں تقسیم کر دیتا ہوں۔‘‘ اسی طرح یہ بات بھی حضرتؒ سے سنی ہے کہ ’’حرمین شریفین کے قیام کے دوران کبھی بھوک لگتی اور کھانے کی غرض سے باہر آتا تو خیال آتا کہ اگر کھاؤں گا تو اتنے پیسوں کی کتابیں خریدنے سے رہ جائیں گی، بالآخر میں کتب خانہ جا کر کتاب خرید لیتا۔‘‘

حضرتؒ نے ان کتابوں کو اپنی وراثت میں چھوڑا، جو حضرتؒ کے بھتیجوں کے ترکہ میں گئیں، (حضرتؒ کے آٹھ بھتیجے اور تین بھتیجیاں ہیں) ان نیک صفت وارثین نے اپنے عم بزرگوار حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی تمنا پوری کرتے ہوئے کتابیں مدرسہ مظاہر علوم ہی میں رہنے دیں، اب مدرسہ مظاہر علوم کے اراکین شوریٰ اور حضرت اقدس مولانا سلمان صاحب دامت برکاتہم نے حضرتؒ کے حجرہ کی توسیع کرا کے ’’مکتبۃ الشیخ محمد یونسؒ‘‘ کے نام سے ان کتابوں کو اس میں محفوظ رکھا ہے، اور ان کتابوں سے علماءِ کرام کو استفادہ کی اِجازت دی ہے، یہ مکتبہ حضرتؒ کے لیے تاقیامت صدقۂ جاریہ بنا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آتی ہی رہے گی تیرے اَنفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

☆……☆……☆

بیعت کے کلمات

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

''نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، اور سیدنا محمد ﷺ اس کے سچے رسول ہیں۔''

ایمان لایا میں اللہ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اس کے فرشتوں اور آخرت کے دِن پر، اور تقدیر پر بھلی ہو یا بری، سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، توبہ کی میں نے کفر سے، شرک سے، بدعت سے، نماز چھوڑنے سے، زنا کرنے سے، غیبت سے، جھوٹ سے، پرایا مال ناحق کھانے سے اور ہر گناہ سے، اور عہد کیا میں نے کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا، یا اللہ! میری توبہ قبول فرما، مجھے اپنے سچے بندوں میں شامل فرما، اپنی رضامندی کی، اپنے پاک رسول ﷺ کی تابعداری کی بیعت کی میں نے یونس کے ہاتھ پر اس کے مشائخ سے۔

دعا: یا اللہ! میری توبہ قبول فرما، مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما، مجھے توفیق عطا فرما اپنی اِطاعت دائمہ کی اور گناہوں سے بچنے کی۔

نصیحت: بیعت کام کے لیے ہوتی ہے، نام کے لیے نہیں، جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو اور اس کے ساتھ تین عمل شروع کردو: ایک پارہ روزانہ حافظ ہو تو نفل میں، اور غیر حافظ ہو تو قرآن شریف یاد کرو۔ دوسری چیز: چار نفلیں: تہجد، اِشراق، چاشت اور اوّابین، سبھی پڑھنی چاہیے، عادت ایک ایک کی ڈالیں۔ اور تیسری چیز: چار تسبیحات۔

پہلا کلمہ: ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ'' سو بار، بیچ بیچ میں پورا کلمہ پڑھیں: ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ''

تیسرا کلمہ: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' سو بار۔

سو بار درود شریف، کوئی سا ہو، سو بار استغفار، کوئی سا ہو، سو بار صبح کو پڑھنا ہے یا شام کو، اگر پڑھنے پڑھانے میں مشغولی کی وجہ سے وقت نہ ملے تو ایک وقت ضرور پڑھیں، اور بیٹھ کر پڑھیں، گھوم کر نہ پڑھیں، توجہ کے ساتھ پڑھیں، بیچ میں بے ضرورت بات نہ کریں، چلتے پھرتے درود شریف، استغفار یا جس چیز میں دل لگے وہ پڑھیں، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کلمہ طیبہ ہے، اس کو پڑھتے رہیں۔

یہ دنیا فانی ہے، جو کچھ شئی اس میں ہے آنی جانی ہے، اس کے بعد ختم ہو جائے گی، حساب کتاب کا سلسلہ شروع ہوگا، جس کے بعد بندے کو معذرت کا موقع نہیں ملے گا، اس لیے دنیا ہی میں اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہے۔

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت جامع و مرتب: احقر محمد جابر بن عمر بادرپوری (خادم جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

عقائد

مقدر سے پڑھنا:

فرمایا: ”بچو! اپنے مقدر سے پڑھتے رہو، حسب استعداد بندہ ترقی کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔“

جسے اللہ تعالیٰ رکھے اسے کون چکھے؟

فرمایا: ”بچو! جب اللہ تعالیٰ بچانے کا فیصلہ کرتے ہیں تو کوئی چیز نقصان نہیں کر سکتی۔“

میلاد خوانی:

فرمایا: ”میلاد کو علی الاطلاق بدعت کہنا غلط ہے، ہاں! جو فضول باتیں ہوتی ہیں وہ غلط ہیں۔

فرمایا: ”میلاد خوانی کو ہمارے اکابر منع کرتے تھے، مگر بعض جگہ یہی میلاد ضروری ہو جاتا ہے، یہی ایمان بچاتا ہے، میلاد کے قائل حافظ ابن حجر عسقلانی، محمد بن یوسف الشامی اور صاحب السیرۃ الشامیہ رحمہم اللہ جیسے اکابر تھے، ہمارے اکابر نے غلو کی وجہ سے منع کر دیا ہے۔“

فرمایا: ”ہماری عمر آٹھ سال کی رہی ہوگی، اس وقت ہم امام المیلاد ہوتے تھے، میں تمام چھوٹی کمپنی کو جمع کر کے میلاد پڑھتا تھا، اب میں منع کرتا ہوں، ہمارے حضرت گنگوہیؒ منع کرتے تھے۔“

عقیدے کی تصحیح:

فرمایا: ”اتباعِ رسول ﷺ کی تقریر لمبی ہے، عقیدہ صحیح کرو، سچ بولو، عمل صحیح رکھو، گناہوں سے بچو، ان چند باتوں میں پوری بات آگئی، عقیدہ کی صحت: ”امنت باللّٰہ و ملائکتہ...... الخ“ ہے۔“

فرمایا: ”آدمی دل سے مسلمان نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔“

حضرت رائے پوریؒ کا قول:

فرمایا: ”حضرت رائے پوریؒ فرماتے تھے کہ ”اسلام تو حضور پاک ﷺ کی شریعت کا نام ہے۔“

حضرت ناظم صاحبؒ سے بارہا سنا:

فرمایا: ”میں نے حضرت ناظم صاحبؒ سے بارہا سنا ہے کہ ہم پہلے مسلمان ہیں، اس کے بعد سب کچھ ہیں۔“

نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت:

فرمایا: ”ہمیں اپنا وطن عزیز ہے؛ لیکن اگر کوئی ہمارے مذہب پر اعتراض کرے تو ہم برداشت نہیں کر سکتے، ہمیں جھگڑا پسند نہیں ہے؛ مگر کوئی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو ہمیں برداشت نہیں ہے۔“

ہر چیز تقدیر سے:

فرمایا: ”یہ جو کہتے ہیں کہ ”بزرگوں کی نظر سے دنیا بدل جاتی ہے“۔ یہ سب ایسی ہی باتیں ہیں، بلکہ ہر چیز تقدیر سے ہوتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر کچھ نہیں:

فرمایا: ”میری ہمیشہ سے عادت ہے کہ میں تھوڑے پیسے حج کے لیے نکالتا رہتا ہوں؛ لیکن دو تین سال سے نہیں جمع کرتا، ایک صاحب حج کے لیے پیسوں کا نظم کر دیتے ہیں، چھ سال ہوئے میں نے حج کے لیے پیسے جمع کیے تھے، آٹھ ہزار باقی تھے، وقت بہت قریب آ گیا، میں نے مولانا عبدالرشید سے کہا کہ ”آٹھ ہزار قرض چاہیے،“ انہوں نے دے دیے، پھر انہوں نے کہا کہ ”آپ کو ایک آدمی نے آٹھ ہزار روپے ہدیہ دیے ہیں،“ میں نے کہا: ”اللہ نے میرا قرض ادا کر دیا، اللہ کی مدد اور ان کی نصرت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔“

(یہ ملفوظ ۱۴۲۷ھ کا ہے)۔

روزی آسمان سے:

فرمایا: ”بیٹا! شریعت کی پابندی کرو، جو کچھ کرو اللہ کو خوش کرنے کے لیے کرو، دیکھو! روزی آسمان سے آتی ہے۔“

مقدر کے سامنے سب ہیچ:

فرمایا: ”بچو! مقدر کے سامنے سب ہارے ہوئے ہیں۔“

فائدہ ونقصان کب؟

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے چاہتے ہیں تو کسی کو کوئی چیز فائدہ دیتی ہے اور کسی کو نقصان کرتی ہے۔“

روزی مقدر سے:

فرمایا: ”یہ کیا چکر ہے؟ کیا پیسے کمانے سے آتے ہیں؟ (نہیں) پیسے اللہ تعالیٰ کے دینے سے آتے ہیں، بچو! روزی اپنے مقدر سے کھاتے ہو۔“

مقدر میں ہوگا وہی واقع ہوگا:

فرمایا: ’’اپنے طور پر کوئی دوا استعمال نہ کرو؛ بلکہ کسی ماہر حکیم یا ڈاکٹر سے پوچھ کر استعمال کرو، جو تقدیر سے ہونا ہے وہی ہوگا۔‘‘

فرمایا: ’’بچو! بغیر توفیق کے کچھ نہیں آتا۔‘‘

بغیر توفیق کے کچھ نہیں:

فرمایا: ’’ایمان توفیق سے حاصل ہوتا ہے، خواہ کسی کو ہزار بار سمجھائیں؛ لیکن توفیق نہ ہو تو کوئی فائدہ نہیں۔‘‘

خاتمہ بالخیر مقدر ہو تو:

فرمایا: ’’جب خاتمہ بالخیر مقدر ہوتا ہے تو آدمی پر اچھے اچھے احوال طاری ہوجاتے ہیں۔‘‘

زہر سے بھی فائدہ:

فرمایا: ’’جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو زہر سے بھی فائدہ پہنچاتے ہیں، ایک صاحب کو طاعون کی بیماری لگ گئی، وہ ڈاکٹر کے پاس گئے؛ تاکہ دوا لیں، ڈاکٹر نے بجائے دوا کے زہر دے دیا، جب وہ واپس آرہے تھے تو راستے میں بے ہوش ہوگئے، گھر آئے اور بیوی کو اشارہ کیا کہ وہ دوا پلادے، بیوی نے کھول کر زہر پلادیا، جس سے ان کو دست آنا شروع ہوگئے، پھر ایک دِن اسی طرح رہا اور وہ ٹھیک ہوگئے، بچو! جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو زہر سے بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔‘‘

میرا تجربہ:

فرمایا: ’’بچو! پیسے مقدر سے آتے ہیں، میں نے ستر سال سے اس کا تجربہ کیا ہے۔‘‘

عبادات

نماز کی پابندی کرو:

فرمایا: ”لوگو! نماز کی پابندی کرو، پانچوں وقت کی نماز مسجد میں پڑھنے کی کوشش کرو۔“

نماز میں قرآن پڑھنے پر ترغیب:

ایک مرتبہ مجلس میں فرمایا: ”تم میں کون کون حافظ ہے؟“ پھر فرمایا: ”بچو! نماز میں قرآن پڑھنے کی کوشش کرو، آدھا پارہ چھ رکعات میں بعد المغرب اور آدھا پارہ چھ رکعات میں بعد العشاء۔ بچو! شروع میں تعب محسوس ہوگا، جب عادت پڑ جائے گی تو آسانی ہوگی۔“ فرمایا: ”ہم تو حافظ نہیں ہیں، حسرت ہی حسرت رہ گئی۔“

ایک مرتبہ حفاظِ کرام کو خطاب کر کے فرمایا کہ ”قرآنِ کریم کثرت سے پڑھو، اِتنا پڑھو کہ ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾ فرمانے والا تم سے راضی ہو جائے، اور جو لوگ حافظ نہیں ہیں وہ کثرت سے سورۂ یٰسین شریف پڑھیں۔“

تہجد کی عادت بناؤ:

فرمایا: ”بچو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ ابھی سے تہجد کی عادت ڈالو اور ابھی سے نیک اعمال کی عادت ڈالو۔“ فرمایا: ”میں تو کچھ نہیں کرتا ہوں، اپنا برا حال کیا بیان کروں۔“ (یہ بات کہہ کر حضرتؒ رونے لگے)۔ از مرتب: محمد جابر عفی عنہ۔

نماز باجماعت:

فرمایا: ”بچو! نماز باجماعت کی پابندی کرو۔“

بزرگوں میں نماز کا شوق:

فرمایا: ”ہم اپنے بزرگوں کو نہیں دیکھتے تھے کہ وہ اذان کے بعد مسجد میں آتے ہوں، آج تو ہم دیکھتے ہیں کہ اذان کے بعد کھانا پکار ہے ہیں، کوئی سو رہا ہے، بچو! اور دنوں میں اذان سے پہلے نہ پہنچ سکو تو کم سے کم جمعہ کے دِن جمعہ کی اذان سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرو، بلکہ ضرور پہنچو۔“

نصیحت:

فرمایا: ”میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کچھ نوافل، تلاوت اور نمازیں پڑھو۔“

سنت غیر مؤکدہ کا مطلب:

فرمایا: ”بچو! نفلیں مت چھوڑو، سنت غیر مؤکدہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مطالبہ اور مؤاخذہ نہیں ہوگا؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوتاہی کرو، اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک کپڑا دھویا ہوا ہے، اس کی اگر پریس کرلو تو وہ چمکتا ہے، اگر پریس نہ کرو تب بھی کپڑا صاف ہے؛ لیکن کون نہیں چاہتا کہ وہ پریس کر کے کپڑا پہنے۔ سنت مؤکدہ کو بھی مت چھوڑو، ہاں! اس سے بیماری کی حالت مستثنیٰ ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ”اپنے قصور کی معافی کے لیے دو رکعات تو ایسی ہونی چاہیے جو سب سے مخفی ہو۔“

حافظ اور غیر حافظ میں فرق:

ایک مرتبہ مجلس میں فرمایا: ”تم میں حافظ کون ہے؟ پھر حفاظ سے خطاب کر کے فرمایا کہ ”اگر تم قرآن نہیں پڑھو گے تو کیا فائدہ؟ پھر تو میں اور تم قرآن نہ پڑھنے کے حساب سے برابر ہیں، ویسے تو تم اچھے لوگ ہو، کیوں کہ تمہارے سینے میں قرآن ہے۔“

حضرتؒ کی نماز کا حال:

ایک مرتبہ حضرتؒ کے پاؤں میں بہت وَرم تھا، جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد دارالطلبہ تشریف لے گئے، حضرتؒ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں تھی، ضعف بھی تھا، اس حالت میں بھی حضرتؒ دو طالب علموں کے سہارے سے کھڑے ہونے جا رہے تھے، اس حالت کو دیکھ کر حضرت مولانا طلحہ صاحبؒ (متوفی: ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء، صاحب زادہ حضرت شیخ محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ) نے فرمایا: ”حضرت! آپ کے لیے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے،“ اس پر حضرتؒ نے فرمایا: ”مولانا! گاڑی جب تک چلتی ہے چلنے دو۔“ (بالآخر حضرتؒ نے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھی۔ ۱۹/ جمادی الاولیٰ/ بروز جمعہ/ ۱۴۲۷ھ، از مرتب: محمد جابر عفی عنہٗ)۔

بچپن میں نماز کا شوق:

فرمایا: ”نماز وقت پر نہیں پڑھ پاتا، نماز اولِ وقت میں پڑھنے کا بہت شوق تھا، میں نے بچپن میں اپنے ابا سے کہا تھا: ”مجھے نماز پڑھنے کے لیے آدھا گھنٹہ دیجیے،“ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے، اگر پوچھا کہ: ”تو نے وقت پر نماز کیوں نہیں پڑھی؟“ تو کیا جواب دوں گا؟“

(اخیری عمر میں حضرتؒ معذوری کے سبب اپنے حجرے میں نماز باجماعت پڑھتے تھے، وقت میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی تھی، حضرتؒ کی خواہش یہ رہتی تھی کہ نماز کا وقت ہوتے ہی نماز پڑھ لینی چاہیے۔ از محمد جابر عفی عنہٗ)

قرآن کیسے پڑھیں؟

فرمایا: ”اللہ نے آپ کو آنکھیں دی ہیں، شکر ادا کرو، نعمت ہے، آنکھ جس کے نہیں

اُس سے پوچھو، آپ کو اللہ نے آنکھیں دی ہیں تو تھوڑا قرآن پڑھو، قرآن آواز سے پڑھو، میاں! ٹوٹی پھوٹی جیسی بھی آواز ہو، آدمی اللہ تعالیٰ کو سنائے، اس کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ حروف صحیح نکلتے ہیں۔“

قرآن سننے میں کیا خوبی ہے؟

فرمایا: ”قرآن سننے میں یہ خوبی ہے کہ آدمی کو فہم قرآن کا شوق پیدا ہوتا ہے، قرآن شریف آواز سے پڑھو، چاہے آدھا پارہ ہو۔“ فرمایا: ”آج سے ۴۰ یا ۴۱ سال پہلے کی بات ہے کہ دفتر میں کچھ گجراتی بچے تھے، بہ آواز بلند اور اطمینان سے قرآن پڑھتے تھے، میں اپنے بارے میں کہتا ہوں: ”من نہ کردم، شما بکنید“ بچو! اللہ کو سنانے کی نیت سے قرآن بالجہر پڑھو۔“

قرآن کتنا پڑھے؟

فرمایا: ”اتنا قرآن پڑھو کہ قرآن نازل کرنے والا خوش ہو جائے۔ قرآن سے دوستی کرو، یہاں ایک نوجوان تھا، وہ بہت قرآن پڑھتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بھائی نے اس کو خواب میں دیکھا، اس نے کہا: ”کچھ نہ پوچھو، قرآن نے مجھے کیسا ترارکھا ہے۔“

حضرت ناظم صاحبؒ اور نماز باجماعت کا اہتمام:

فرمایا: ”حضرت ناظم صاحبؒ (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب، متوفی: ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۸ء) کو نماز سے بڑا عشق تھا، نماز باجماعت کا بڑا اہتمام تھا، حضرتؒ سچ بات سے ایک دم ٹھنڈے ہو جاتے تھے، حضرتؒ بہت ڈانٹتے تھے، لیکن دِل کو برا نہیں لگتا تھا، ویسے بھی حضرتؒ بہت خیر خواہی کرتے تھے، وعظ و تقریر میرے بس میں نہیں تھا، حضرتؒ پسند نہیں کرتے، حضرتؒ کا مزاج تھا کہ جو جس کام میں لگا ہوتا حضرتؒ اسی کام میں لگاتے تھے۔“

نوافل کی پابندی:

فرمایا: ”میری نصیحت ہے کہ اِشراق پڑھا کرو، چاشت پڑھا کرو، اوّابین پڑھا کرو اور تہجد پڑھا کرو، یہ دِن کہاں لوٹ کرآئیں گے؟ یہ اعمال ساتھ جائیں گے، وہاں کسی کا عمل ساتھ نہیں دے گا، جو کرنا ہے کرلو۔“

قرآن پڑھو:

فرمایا: ”قرآن پڑھا کرو، پڑھا ہوا کام آئے گا، دیکھو! کہیں پیسے ایسے ہی پڑے ہوئے ہوں تو پڑے ہوئے پانچ روپۓ بھی کبھی نہ کبھی کام دیں گے۔“

تمہاری اُنگلی کون پکڑے گا؟

فرمایا: ”بچو! قرآن پڑھو، جب آنکھ بند ہوگی تو تمہاری انگلی کون پکڑے گا؟ یہ قرآن ہی تمہارا ہاتھ پکڑے گا، تمہیں کامیاب کروائے گا۔“

نماز میں قرآن:

فرمایا: ”نماز میں قرآن پڑھو، نماز میں پڑھنے سے یاد رہتا ہے، اصل یہ ہے کہ سنوار کر پڑھو، تیزی سے پڑھنے میں کوئی کمال نہیں ہے۔“

فرمایا: ”قرآن پڑھو، آواز سے پڑھو، شوق سے پڑھو، اوّابین پڑھو تو آواز سے پڑھو۔“

قرآن شفاعت کرے گا:

فرمایا: ”قرآن پڑھو، قرآن مرنے کے بعد شفاعت کرے گا، بچائے گا، کام دے گا۔“

نماز کو ان کے اوقات میں پڑھو:

فرمایا: ”بچو! نماز کا اہتمام کرو، ”أقیموا الصلوٰۃ“ نماز کو قائم کرنا ہے، نماز کو اس

کے اوقات اور اس کے آداب کے ساتھ ادا کرنا۔ ”سابقوا إلی الخیرات“...... وقت ہوتے ہی نماز پڑھ لو، اس کی کھلی دلیل یہ ہے کہ صحابۂ کرامؓ آپ ﷺ کا بھی انتظار نہیں کرتے تھے، آپ ﷺ بھی اس کو پسند فرماتے تھے۔“ فرمایا: ”تمہارے پیر صاحب دیر کرتے ہیں،“ یہ دلیل نہیں، نبی ﷺ کا عمل دلیل ہے، آپ ﷺ ایک ضرورت سے ”قبا“ جارہے ہیں، فرما رہے ہیں کہ ”نماز کا وقت ہوتے ہی نماز پڑھ لینا۔“ بچو! نماز کا جو وقت ہے اس کا اہتمام کرو۔“

حفظ قرآن کس لیے ہو؟

فرمایا: ”قرآن یاد کرنا حافظ بننے اور شہرت کے لیے نہیں، بلکہ قرآن یاد کرنا اس کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ہے، جو حافظ نہیں ہے وہ سورۂ یٰسین پڑھ لے، جس کو سورۂ یٰسین یاد نہ ہو تو جو سورت یاد ہو اسے پڑھ لے، مقصد یہ ہے کہ قرآن پڑھنا ہے، بھئی، جس کو جہاں سے یاد ہو پڑھتا رہے۔“

آدھا قرآن پڑھنا:

فرمایا: ”بچو! ہمارا آدھا گھنٹہ قرآن مجید پڑھنا کونسی بڑی بات ہے؟ عبدالمجید مرحوم (مظاہر علوم کے ایک طالب علم) ہر وقت یاد آتا ہے، جب بھی میں اس کے کمرے کے پاس سے گزرتا تھا تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی۔“

دو گھنٹے میں ایک پارہ:

ایک بڑے میاں ہمارے ساتھی تھے، انھوں نے پچھترویں سال میں قرآنِ کریم سیکھا، وہ دو گھنٹے میں ایک پارہ پڑھتے تھے،“ (حضرتؒ نے پڑھ کر بتایا، آہستہ آہستہ حروف کو ادا کیا، طلبہ اس انداز سے پڑھنے پر ہنسنے لگے) فرمایا: ”ان کے اس طرز سے پڑھنے پر ہنسنا

چاہیے یا رَشک کرنا چاہیے؟ یہ کہاں کسی کو نصیب ہوتا ہے کہ دو گھنٹے میں ایک پارہ ختم ہو، یہ نصیحت ہے بچو! کسی کی غلطی پر ہنسنا نہیں چاہیے۔''

نماز میں ہمارا حال:

فرمایا: ''ہم لوگ ایسے ہیں کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو دل چلا جاتا ہے، اور اگر ہم اپنی ذاتی ضرورت میں مشغول ہوں اور کوئی شور مچاتا ہے تو ہم اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، یہ دنیا کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ضرورت ہے، اللہ بڑی شان والے ہیں، وہ خود ہی فرماتے ہیں: ''تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ''......الخ

مسجد میں نماز:

فرمایا: ''بچو! تمہاری مسجد تو گھر میں ہے (یعنی دارِ جدید کے احاطہ میں ہے) نماز باجماعت پڑھو، یہ بات کہتا ہوں تو کیا تکلیف ہوتی ہے، وہ میں جانتا ہوں۔''

حدیث پر عمل کرنے کے لیے مسجد کا رُخ:

''بچو! نماز پڑھو، جماعت کے ساتھ پڑھو، یونس اس کمرہ میں ایک دو ساتھیوں کے ساتھ پڑھ لیتا ہے یہ نہ دیکھو، بچو! حدیث شریف میں ہے کہ ''جو لوگ رات کی تاریکی میں نماز کے لیے جاتے ہیں ان کو نورِ تام کی بشارت دی جاتی ہے۔'' میں نے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں جب پڑھی تو بہت خوش ہوا تھا، رات کی تاریکی میں ہم مسجد چلے جاتے تھے، شکر ادا نہیں ہوا، اس لیے یہ نعمت چھین لی گئی، بچو! غنیمت جانو، جتنا ہو سکے اللہ کو راضی کر لو۔''

اپنی کمی بیان کرنا:

فرمایا: ''جب یہ حدیث شریف پڑھتے ہیں تو اپنی محرومی پر روتے ہیں، نہیں معلوم کیا لفظ کہا ہوگا کہ اللہ کی طرف سے بندش ہو گئی۔''

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، كَمَا غَدَا أَوْ رَاحَ.“ (بخاری شریف:۱/۹۱)

نوٹ: حضرت شیخ رحمہ اللہ اخیری عمر (۱۴۲۷ھ) میں معذوری کے سبب اپنے حجرے میں باجماعت نماز پڑھتے تھے، اس لیے یہ فرمایا)۔ از محمد جابر عفی عنہٗ۔

ایک رِشتہ دار کا واقعہ:

فرمایا: ”ہمارے ایک رِشتہ دار تھے، وہ ہل جوتتے تھے، جمعہ کے دِن نہا دھو کر ڈیڑھ گھنٹہ پہلے مسجد میں چلے جاتے، ایک عالم صاحب نے ان سے کہا کہ ”گاؤں میں جمعہ جائز نہیں،“ وہ صرف جمعہ ہی پڑھتے تھے، اس کے بعد اُنھوں نے ایک سال سے زائد عرصہ تک سجدہ ہی نہیں کیا، یہ کوئی کمال کی بات کی عالم صاحب نے؟ فرمایا: ”جہاں دیہات میں جمعہ ہوتا ہے وہاں میں منع نہیں کرتا۔“

معتدل قراءت پڑھو:

فرمایا: ”ہمارے ایک اِمام ہیں، آج اُنہوں نے فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ مزمّل پڑھی، دوسری رکعت میں سورۂ نبا پڑھی، میں نے کہا: ”اللہ! اب کیا ہوگا؟ اللہ کے سامنے کھڑا ہونا اللہ کی نعمت ہے، تکلیف کا ہونا کیا ہے؟ بچو! معتدل قراءت پڑھو، اگر میری صحت ٹھیک ہوتی تو بتاؤ کیا میں مسجد چھوڑ کر حجرے میں نماز پڑھتا؟“

نوٹ: یہ ۱۴۲۷ھ کی بات ہے، جب کہ حضرتؒ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی، اور اُس دِن طبیعت زیادہ خراب تھی۔ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)

خشوع کسے کہتے ہیں؟ اور شاہ وصی اللہ صاحبؒ کا خط:

فرمایا: ’’خشوع، شکستگی اور انکساری کو کہتے ہیں، یعنی جب آدمی نماز میں داخل ہو تو اس پر خشوع کی کیفیت طاری ہونی چاہیے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی کم مائیگی مستحضر ہوتی ہے، جب آدمی خود کو اللہ کا بندہ سمجھ کر نماز میں شرکت کرتا ہے تو کچھ نہ کچھ خشوع آجاتا ہے۔ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے خط لکھا کہ نماز میں خیالات آتے ہیں،‘‘ جوابی خط میں حضرتؒ نے لکھا کہ ’’یہ خیال کرو کہ عزیز جبار کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں،‘‘ پورے الفاظ مجھے یاد نہیں، میں نے جس وقت یہ خط پڑھا تو میرا قلب ہل گیا تھا، جس کو جوابی خط لکھا اس کا کیا ہوا ہوگا؟ اس کے قلب کی کیا حالت ہوئی ہوگی؟‘‘

اصل تو نمازی ہونا:

فرمایا: ’’بہار میں ایک گاؤں ہے، وہاں اکثر لوگ انصاری ہیں، حافظ و عالم ہیں؛ مگر نمازی نہیں ہیں، بچو! اصل تو نمازی ہونا ہے، یہی نہ بنو تو کچھ نہیں۔‘‘

سجدہ کیسے کریں؟

فرمایا: ’’بچو! اس طرح سجدہ کرو کہ کم سے کم تین مرتبہ ’’سبحان ربی الاعلیٰ‘‘ پڑھ سکو، کیا پتا کب موت آجائے؟ ایسا ہی ایک سجدہ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔‘‘

مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا عمل:

فرمایا: ’’مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے دو لفافے بنائے تھے، ایک میں صدقہ کے نام سے رکھتے تھے، اور دوسرے میں اعانت کے نام سے، میں نے بھی ایسا ہی کیا، بچو! تھوڑا ہو تو

تھوڑا ہی صدقہ کرو، آخرت کے لیے ایک دو روپیہ صدقہ کرلو، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوجائے اور تمہارے لیے نجات ہوجائے، ہماری ایک بڑی دادی تھیں، وہ زبردست سخی تھیں، ایک وقت وہ تھا کہ کھانے کو کچھ نہیں تھا، اور ایک وقت ایسا آیا کہ روپے بھرے پڑے رہتے تھے، جو آئے اس کو تقسیم کرتی تھیں، اس لیے کہ اُن کو تنگی کا زمانہ یاد تھا۔''

نماز کے اہتمام سے برکت:

فرمایا: ''بچو! تجربہ یہ ہے کہ نماز کا اہتمام کرنے سے کام میں برکت ہوتی ہے، نماز کا اہتمام کرو، مجھے نہ دیکھو، میں تو اب محتاج ہوگیا ہوں، پانچ قدم استنجا کے لیے چلنا ہو تو دو بچوں کے سہارے جاتا ہوں۔''

اعمالِ صالحہ کے لیے بہترین عمر:

فرمایا: ''جوانی کی عمر میں قرآن پڑھو، اگر میری عمر کے ہوجاؤ گے تو کچھ نہیں کر سکو گے، اس عمر کو پہنچنے کے بعد کچھ نہیں کر سکو گے یا تو مر جاؤ گے، بچو! تہجد پڑھو، بڑی اچھی نماز ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے، اس سے ان کی رضائے مستقل ملتی ہے، میں نے تو کچھ نہیں کیا، تم ہی کر جاؤ اور آگے بڑھ جاؤ۔''

مولانا اسماعیل صاحب کی خواب میں زیارت:

فرمایا: ''میں نے اپنے استاذ مولانا اسماعیل صاحبؒ کو مرنے کے بعد دیکھا کہ ان کا چہرا مسکرا رہا ہے، سینکڑوں نے مشاہدہ کیا، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، بچو! کیوں ایسا ہوا؟ وہ مطبخ کے ملازم تھے، ہر وقت قرآن پڑھتے تھے۔''

حضرت بریدہ اسلمیؓ کی روایت پر عمل:

فرمایا: ''جماعت سے نماز پڑھو، مسجد میں نماز پڑھو، بچو! جب یہ حضرت بریدہ اسلمیؓ

والی حدیث پڑھی تھی کہ ”جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجد جاتے ہیں ان کو قیامت کے دِن نورِ تام کی بشارت دے دو۔“

عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.“ (رواه الترمذی : ۵۳)

اس وقت ہم رات کی تاریکی میں مسجد جاتے تھے اور نوافل پڑھتے تھے، جب بھی یہ حدیث شریف پڑھتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے، اب پتا نہیں کونسے گناہ کی وجہ سے مسجد کی جماعت سے محروم کر دیا گیا ہوں۔“ (یہ فرما کر حضرتؒ رونے لگے)۔

میری عمر غارت ہوگئی، تم قرآن پڑھو:

ایک مرتبہ سبق میں بہت ہی افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ”بچو! میری عمر غارت ہو گئی، میں نے کچھ بھی نہیں کیا، میں تمہیں کہتا ہوں کہ دن میں تھوڑا قرآن پڑھو، آدھا پارہ پڑھو، مگر اچھی آواز سے، اس نیت سے پڑھو کہ میں اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں، میں تو صحیح کہتا ہوں کہ میری ساری عمر غارت ہوگئی، میں نے کچھ بھی نہیں کیا، کچھ نہیں۔“

کتنے مبارک لوگ!

فرمایا: ”وہ لوگ کتنے مبارک ہیں جو قرآن پڑھتے ہی رہتے ہیں، ہمارے ایک ساتھی تھے، وہ کہتے تھے کہ ہماری والدہ نے کہا کہ آج تو نے سوتے سوتے تین پارے پڑھ لیے تھے۔“

حضرت شیخ زکریاؒ کا دورانِ سفر کثرتِ تلاوت کا معمول:

فرمایا: ”ہمارے حضرتؒ (حضرت شیخ زکریاؒ) جب سفر میں جاتے تھے تو کئی پارے پڑھ لیتے تھے، بتاؤ! تم میں کون ہے جو اس طرح پڑھتا ہو؟ ہمارے بڑے اپنے بڑوں کو دیکھ کر

پڑھتے تھے، بچو! تم کہاں گر گئے؟ ذرا سوچئے اپنے بارے میں،" پھر فرمایا: "بچو! جماعت (دعوت و تبلیغ) میں جاؤ اور عملی مشق کرو؛ تاکہ تمھیں کچھ پتا چلے کہ دین کیا ہے؟"

جب سجدہ میں جاؤ:

فرمایا: "جب سجدہ میں جاؤ تو خوب دل لگا کر دعا کرو، بچو! جو لوگ سجدہ نہیں کر پاتے ان سے پوچھئے۔"

کثرتِ تلاوت اور خاتمہ بالخیر:

فرمایا: "قرآن پاک کثرت سے پڑھنا بڑی سعادت کی بات ہے، تلاوت کی کثرت سے خاتمہ بالخیر نصیب ہوتا ہے، بچو! قرآن خوب پڑھو، خوب پڑھو۔"

گھر میں خیر:

فرمایا: "نماز پڑھنے سے گھر میں خیر آتی ہے، بچو! اپنے گھروں اور حجروں میں نماز پڑھتے رہو، ذکر ذاکر کو نورانی بنا دیتا ہے۔"

دو باتوں کی نصیحت:

فرمایا: "بچو! زیادہ نصیحت نہیں کرتا ہوں، بس دو باتوں کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں: (۱) روزانہ تھوڑا قرآن پڑھو۔ (۲) اگر آپ کے پاس کچھ پیسے ہیں تو غریب کو دو۔ یہ ہے نصیحت، دو پیسے دینے سے دنیا کی بلا دور ہو جائے گی اور آخرت کی گرفت سے بچ جاؤ گے۔"

فرمایا: "ہر ایک اپنی اپنی نماز کو دیکھ لے کہ ہم کیسی نماز پڑھتے ہیں۔"

امام شعبیؒ سے استفسار:

فرمایا: "شعبیؒ سے کسی نے پوچھا کہ "نماز کے بعد سب سے اچھی چیز کیا ہے؟"

جواب دیا: "تلاوتِ قرآن، اس کے علاوہ کوئی چیز اچھی نہیں؛ لیکن سنت ذکر و اذکار۔"

معاملات

موت کی کوئی گارنٹی نہیں:

”بچو! موت کی کوئی گارنٹی نہیں، سب کا حق ادا کرو، چائے کی دوکان سے تم نے چائی پی ہو، پیسے باقی ہوں تو ادا کر دو۔“

حق ادا کرو:

فرمایا: ”کسی کا حق باقی ہو تو دے دو، اور اگر ادا نہ کر سکو تو اس سے معافی مانگ لو۔“

احسان کا بدلہ:

فرمایا: ”اپنے محسن کو بدلہ دے دیا کرو۔ بچو! میں جس کے یہاں کھالیتا ہوں اور جن کا مجھ پر احسان ہوتا ہے ان کے لیے میں کچھ نہ کچھ ایصالِ ثواب کر دیتا ہوں، بچو! تم بھی کیا کرو۔ بچو! اُس عالم میں سب منتظر ہوں گے، تم بھی منتظر ہو گے۔“

مسلمانوں کے حقوق:

فرمایا: ”بچو! مسلمانوں کے حقوق پہنچاؤ، کسی کی عیب جوئی نہ کرو۔“

ایک تجربہ:

فرمایا: ”کوئی چیز خریدنی ہے تو اپنے ہاتھ سے خریدو۔“

ہر چیز میں پاکی کا اہتمام ہو:

فرمایا: ”ہر چیز میں پاکی ہونی چاہیے، کھانا پاک ہو، روزی حلال ہو، پاک کمائی ہو، سود نہ ہو، ڈکیتی نہ ہو، کسی کا مال لے کر نہ کھائے، قرض لے کر کھا گیا، دیا نہیں، اِس وقت یہ بلا

عام ہے، لوگ قرض لیتے ہیں، واپس نہیں دیتے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ آدمی کی آمدنی کم ہو اور کھانے پینے کا شوق ہو، ایسے لوگوں کی دعوت کا کھانا حرام ہے، میں جب طالب علم تھا نہ کسی کا کھانا کھاتا تھا نہ کسی کو کھلاتا تھا۔ ''

قرض لو تو دے دو:

فرمایا: ''بچو! حلال روزی کھاؤ، قرض مت لو، لوگ یہاں آکر شکایت کرتے ہیں کہ آپ کے یہاں فلاں صاحب آتے ہیں، لوگوں سے قرض لیتے ہیں اور دیتے نہیں ہیں۔ ''

حرام سے نہ بچنے والوں سے حضرتؒ کا طبعی انقباض:

فرمایا: ''حرام سے بچو! بعض لوگ یہاں آتے ہیں، مجھے نفرت ہوتی ہے، ان کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کرتا، میرے دل سے لعنت نکلتی ہے، لیکن میں خود کو روک لیتا ہوں، میں اپنے بسم اللہ کہنے والے طلبہ کو پسند کرتا ہوں۔ ''

قرض کی ادائیگی کے لیے عجیب نسخہ:

ایک مرتبہ حضرت ناظم صاحبؒ کے ذمہ قرض ہو گیا تھا، تو مشورہ کیا کہ اگر اتنے ایام چٹنی روٹی کھائیں گے تو قرض ادا ہو جائے گا، چنانچہ حضرتؒ نے ایسا ہی کیا اور قرض ادا کر دیا، حضرتؒ قرض سے بہت گھبراتے تھے، اس لیے کہ حقوق العباد ہے، حضرتؒ مجھ سے بارہا فرماتے تھے کہ ''نہ قرض لو اور نہ دو۔ '' دو ہی لفظ فرماتے تھے۔

حقوق العباد:

فرمایا: ''بچو! حقوق العباد کی رعایت کرو، سال کا اخیر ہے، خوب احتیاط کرو، میں تو سبق میں بچوں سے کہتا ہوں کہ ''اگر میرے ذمہ کسی کے پیسے ہوں تو لے لو، اگر ہوں گے تو دے دوں گا، اگر نہیں ہوں گے تو معافی مانگ لوں گا۔ ''

قبر میں عذاب:

فرمایا: ”بہار میں ایک امین تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا اور قبر کھودی گئی، تو آدھا کلو کے برابر بچھو نکلے، دوسری جگہ کھودی گئی تو پھر آدھا کلو بچھو نکلے، پھر مسجد کے پیچھے قبر کھودی گئی تب بھی وہی ہوا، علماء نے فتویٰ دیا کہ اسی میں دفن کر دو، معلوم ہوا کہ وہ امین تھے، زمین کی ہاتھ نپائی کرتے تھے، مگر ہاتھ مارتے تھے، یہ سچا قصہ ہے، میرے پاس لکھا ہوا ہے۔“

یہ بہت برا ہے:

فرمایا: ”دھوکہ دے کر پیسہ لینا کہ ”دیکھ! تو پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا، پیسے دے دے۔“ یہ بہت برا ہے۔“

ایک صحابیؓ کا لرزا دینے والا واقعہ:

فرمایا: ”بچو! سال کا اخیر ہے، اپنے معاملات صحیح کرو، کسی کی کوئی چیز نہ چھوؤ، کسی کا جوتا نہ اُٹھاؤ، اگر تم اُٹھاؤ گے تو غور کرو کہ آخرت میں کہاں سے دو گے؟ ایک صحابیؓ تھے، حضور پاک ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے، شہید ہوگئے، لوگوں نے کہا کہ ”یہ جنت میں ہے،“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کَلَّا“، انہوں نے ایک چادر لے لی تھی، وہ آگ بن کر ان کے گلے میں لپٹ گئی،“ نبی ﷺ کے خادم تھے، پھر ہم اور آپ کیا ہیں؟ بچو! دوسرے کے روپئے کھا جانے کا اور دبا دینے کا بڑا سخت گناہ ہے، آخر چادر کی حقیقت کیا ہے؟“

باپ کا خوش ہونا:

فرمایا: ”بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اگر بیٹا لوٹ مار کر پیسے لاتا ہے تو باپ خوش ہوتا ہے۔“

ٹھیکے داری:

فرمایا: ”زمین خریدنا اور بیچنا جائز ہے، مگر ٹھیکے داری مجھے پسند نہیں، اس میں دھوکہ

بازی ہے۔"

فکرِ آخرت:

فرمایا: "جس کے حقوق میرے ذمہ ہوں لے لینا، حقوق العباد اپنے ذمہ باقی رہنے سے، بہت ڈر لگتا ہے۔"

باقی ہو تو لے لو:

فرمایا: "میں جس کے پاس سے پیسہ بہ طورِ قرض لیتا ہوں، دے دیتا ہوں، اگر میں نے کسی کے ہاتھ کچھ منگوایا ہو اور قیمت باقی ہو تو لے لینا، یہ مت کہنا کہ نہیں لینا ہے، اگر تم کو نہیں لینا ہے تو معاف کر دو، یا ہدیہ کر دو، مگر یہ مت کہو کہ نہیں لینا ہے،" فرمایا: "جس کے پاس سے قرض لیا ہو واپس کر دو۔"

دنیا ہی میں سب صاف کر لو:

فرمایا: "آدمی اپنے عزیز و اقاریب اور بیٹے کو چھوڑ دے گا، یہاں سب صاف کرو، اس میں کیا ذلت ہے کہ آدمی یوں کہہ دے کہ "بھائی! معاف کر دے" آدمی جب زبان سے معاف کرتا ہے تو دل سے بھی معاف کر دے۔"

ہر چیز فانی ہے:

فرمایا: "یہ پیسے رہیں گے نہیں، بہر حال جو کچھ ہے وہ رہے گا نہیں، آج نہیں تو کل ختم ہو کے رہے گا، آدمی کا کسی کے ذمہ جو بھی حق باقی ہو اُسے ادا کر دے۔"

ابن سیرینؒ کا قول:

فرمایا: "ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ "ہر ایک کی کمائی اس کی ملک ہے، باپ کو

زبردستی لینے کا حق نہیں۔‘‘

جھگڑے کا سبب:

فرمایا: ’’لین دین کا مسئلہ چھوٹے بھائی اور بڑے بھائی کے درمیان جھگڑا پیدا کر دیتا ہے، اگر ہوسکے تو پانچ روپے سے مدد کرو، میں یہ سب اس لیے سناتا ہوں کہ بھئی! لین دین میں بڑی احتیاط چاہیے، ورنہ اس سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔‘‘

ابھی سے معاف کرادو:

فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ میدانِ محشر میں جمع کریں گے، جو کچھ ہو یہیں معافی وتلافی کرلو، عند اللہ بندہ کیا دے سکے گا؟ میں اپنی معافی مانگنے کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔‘‘

مجھ سے بے تکلف لے لے:

فرمایا: ’’میں نے جس کسی سے پیسے لیے ہوں وہ مجھ سے بے تکلف لے لے، یہ حق العبد ہے، ورنہ میں قیامت کے دن کیا جواب دوں گا؟ بچو! میں بہت ڈرتا ہوں، میرے مرنے کے بعد کون حق ادا کرے گا؟ کون میرا قرض دے گا؟ میرا تو کوئی نہیں ہے۔‘‘

اپنے اندر صلاح پیدا کرو:

فرمایا: ’’اپنے اندر صلاح پیدا کرو، یعنی درستی پیدا کرو، انسان کے حق میں کوئی کمی نہ ہو، کسی کا حق باقی نہ ہو۔‘‘

راحت کا راز:

فرمایا: ’’حرام سے بچو، آرام سے رہو گے۔‘‘

ایسے صدقہ سے کیا فائدہ؟

فرمایا: ’’ایک بات یاد رکھو کہ حق واجب ادا کرنے کا اہتمام کرو، آدمی دوسروں کا حق

ادا نہ کرے اور صدقہ کرتا چلا جائے، تو بھائی! آخرت میں دوسروں کے حق کا مطالبہ ہوگا، لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا اہتمام چاہیے، مدرسہ میں جو سنتے ہیں کہ فلاں کی لنگی چوری ہوگئی اور فلاں کا جوتا چلا گیا، یہ کون لینے والا ہے؟ آپ لینے والے ہیں، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ علما بدنام ہوں گے، علم سے لوگ برگشتہ ہوں گے، اعراض کریں گے۔“

وضاحت بھی کرلو:

فرمایا: ”ایک اُستاذ تھے، میں ان کی خدمت کرتا تھا، کوئی چیز نہیں لیتا تھا، ایک مرتبہ انھوں نے کوئی دوا بنائی، اس میں پیسی ہوئی اِلائچی ڈالی، اچھی خوش بو آرہی تھی، میں نے اس میں سے تین چمچہ کھالیے، جب میں نے یہ بات حضرت ناظم صاحبؒ سے کہی تو فرمایا کہ ”پیسے بھی دو اور اس بات کو واضح بھی کردو کہ میں نے یہ چیز لی ہے، وہ اُستاذ دیوبند کے جلسہ میں آئے تو وہ یہاں بھی آئے تھے، تو میں نے ان کی خدمت میں پچاس روپے یا پچاس پیسے (حضرتؒ نے جو فرمایا راقم سطور ٹھیک سے سمجھ نہیں پایا) دیئے اور کہا کہ ”میں نے جو آپ کا نقصان کیا ہے اس کے لیے ہے، وہ ہنسنے لگے، اللہ تعالیٰ حضرت ناظم صاحبؒ کو جزائے خیر دے۔“

پکا کافر ہے:

فرمایا: ”جو شخص حرام کو حلال سمجھ کر کھائے گا وہ پکا کافر ہے، یہ بات یاد رکھئے کہ نبی ﷺ سے جس قدر محبت ہوگی اتنا ہی آدمی کفر و معصیت سے دور بھاگے گا، مولوی ہو جانا کوئی کمال نہیں، آدمی مولوی ہو جاتا ہے، پھر بھی حرام کھاتا ہے اور کفر بکتا ہے۔“

حقوق العباد کی ادائیگی میں حضرتؒ کی فکر:

فرمایا: ”میں اپنے سر کسی کا پیسہ رکھنا نہیں چاہتا، بچو! میرے ذمہ جس کا پیسہ ہو وہ لے لے، اللہ نہ کرے، اگر میرے پاس نہیں ہوں گے تو میں معافی مانگ لوں گا، میری عادت

سال کے اخیر میں حساب چکتا کر دینے کی ہے، بچو! سال کے اخیر میں بڑی اُلجھن ہوتی ہے کہ کسی کا حق میرے ذمہ باقی نہ رہے، بچو! میں نے جس سے چائے وغیرہ منگوائی ہے وہ میرے پاس سے پیسے لے لینا، شرمانا مت، اگر مجھ سے شرم آتی ہے تو میرے پیسے جس کے پاس ہیں اس کے پاس سے لے لینا، میرے بعد کون ہے جو میرا قرض ادا کرے؟ ”میرے بعد کون ہے جو میرا قرض ادا کرے؟“ یہ جملہ جب میں نے مکہ میں کہا تھا تو ایک گجراتی نے کہا کہ ”میں ادا کروں گا،“ وہ تو کیا ادا کرتا، مگر اس نے سچائی سے کہا تھا، اس لیے میرے دل پر اثر پڑا، بچو! سچائی کا اثر پڑتا ہے، سچائی اختیار کرو، ایک دوسرے کا تعاون کرو، غریبوں کی مدد کرو، اپنے وطن جاؤ تو وہاں غریبوں کی دو چار روپئے سے مدد کرو، کوئی بھوکا ہو تو اسے کھانا کھلاؤ۔“

بہنوں کا حق ادا کرنے میں بڑی برکت:

فرمایا: ”آج لوگ اپنی بہنوں کو ان کی میراث کا حصہ نہیں دیتے، حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے ایک صاحب سے فرمایا کہ تم بہن کو ان کا حق دے دو، انہوں نے کہا کہ وہ نہیں لیتیں، فرمایا: ”تم دے کر تو دیکھو، وہ ضرور لیں گی،“ اللہ تعالیٰ نے بہن کا جو حق مقرر فرمایا ہے اس کے ادا کرنے میں برکت ہے، ایک صاحب نے اپنی بہن کو ان کا حصہ دیا، بہن رو کر کہنے لگی کہ میں حصہ لے کر کہاں جاؤں گی؟ ان کے بھائی نے کہا کہ حصہ لے لو، اور گھر آجانا، بچو! حق کے ادا کرنے میں بڑی برکت دیکھی ہے۔“

مشکوک کاروبار:

فرمایا: ”اب تو کتنے لوگ ایسے ہیں جو مشکوک کاروبار کرتے ہیں، روزی کا راستہ اللہ تعالیٰ نے کھولا ہے، عوام تو کھانے پینے کے معاملہ میں بہت ہی غیر محتاط ہو گئے ہیں، یاد رکھو بچو! اگر کھانے پینے میں احتیاط نہیں ہوگی تو رحمت خداوندی نہیں آئے گی۔“

شرحِ صدر نصیب ہونے کا سبب:

فرمایا: ’’جو شخص کسب حلال کرتا ہے اور صدقِ کلام کرتا ہے اسے شرحِ صدر نصیب ہوتا ہے۔ ’’شرحِ صدر‘‘ یہ ہے کہ آدمی کے دل میں سکون پیدا ہو جائے۔‘‘

حضرتؒ کا عمل:

ایک صاحب نے حج میں پانچ سو رِیال دیے، میں نے کہا: ’’اور کوئی جگہ دے دوں گا،‘‘ انہوں نے کہا: ’’ٹھیک ہے، میں نے آپ کو دیا ہے،‘‘ تو میں نے ایک جگہ جہاں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہاں دے دیا۔‘‘

☆......☆......☆

معاشرت

لوگوں پر رحم کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا:

ایک موقع پر مندرجۂ ذیل حدیث کی تشریح میں فرمایا:

"اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْأَرْضِ، يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِيْ السَّمَاءِ".

فرمایا کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے، جو بندے لوگوں پر رحم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائیں گے، "مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ" جو بندہ رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، لہٰذا رحم کرنا پڑے گا، اسی لیے حدیث شریف میں ہے: "اِرْحَمُوْا مَنْ فِيْ الْأَرْضِ، يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِيْ السَّمَاءِ". جو لوگ روئے زمین پر بستے ہیں اُن پر رحم کرو، جو ذاتِ اقدس آسمان پر جلوہ افروز ہے وہ تم پر رحم کرے گا، لہٰذا رحم کرکے تو دیکھو! میرا تو بڑا تجربہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اپنے ساتھ اچھا کرنے کا سبب ہے، اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

بچو! رحم کرنے کی تعلیم کہاں سے آئی؟ یہ تعلیم آئی ہے نبیٔ اکرم ﷺ سے، کہ آپ کون تھے؟ رسول رب العالمین تھے، آپ کے اوصاف کیا تھے؟ رحمۃ للعالمین، قرآنِ پاک میں فرمایا گیا:

﴿وَ مَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الأنبياء: ۱۰۷)

آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے، حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ". (سنن الدارمی/ باب کیف کان أول شأن النبی ﷺ) "میں

تمہارے لیے ایک رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا کی گئی ہے۔"

بچو! اس لیے اپنے آپ کو اس صفت مبارکہ کا خوگر بناؤ، لوگوں پر رحم کرو، تا کہ لوگ آرام سے رہیں، انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

سچی محبت کی علامت:

فرمایا: "مسلمانوں سے سچی محبت رکھو، جو کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کی برائی نہیں کرتا۔"

دوسروں کے سامنے غلطی پر ٹوکنا:

فرمایا: "کسی کو اس کی غلطی پر سب کے سامنے اس طرح ڈانٹنا جس سے اس کو شرم آئی ہو، معافی مانگ لینی چاہیے۔" پھر مجھ (محمد جابر) سے فرمایا کہ "میں نے تجھ کو بھی ڈانٹا ہے، معاف کر دینا اور میرے لیے اللہ کی رضا کی دعا کرنا، اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔"

قیمتی نصائح:

فرمایا: "اچھی صحبت اختیار کرو اور بڑوں کا اکرام کرو۔"

فرمایا: "کسی کو غریب سمجھ کر اس پر ظلم نہ کرو۔"

فرمایا: "بس، میری تو نصیحت ہے کہ حرام پیسوں کے لیے اللہ کے کسی بندے کو مت ستانا، خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔"

فرمایا: "کسی کا دل نہ دُکھاؤ، بچو! اچھا سلوک کرو۔"

فرمایا: "لوگ چند پیسوں کے لیے دنیا میں گڑبڑ کرتے ہیں۔"

مدارس کا اتحاد:

فرمایا: "آپس کے اختلاف چھوڑو، یہ سب مدارس ایک ہیں، اللہ ایک ہے، اللہ

کے نبی ایک ہیں، اللہ کا دین ایک ہے، اس لیے یہ سب مدارس ایک ہیں، ہم تو سب کو باعث خیر سمجھتے ہیں۔ ''

تنگ دستوں کے ساتھ اچھا سلوک:

فرمایا: ''غریبوں اور تنگ دستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، مر جاؤ گے تو یہ نجات کا ذریعہ بنے گا۔ ''

نصیحت:

ایک مرتبہ ایک صاحب سے فرمایا: ''اچھا طریقہ اختیار کرو گے تو اچھے رہو گے۔ ''

قیامت کے دن عدل کی کچہری:

فرمایا: ''یہاں دنیا میں جیسا غصہ چاہے نکالو، جب عدل کی کچہری قائم ہوگی اس وقت پتا چل جائے گا۔ ''

بے فائدہ مذاق:

فرمایا: ''ایسا مذاق جس میں کوئی تہذیب اور تعلیم نہیں، بے فائدہ ہوگا۔ ''

آج کے نوجوان:

فرمایا: ''اچھے کپڑے پہنا کرو، میں یہ نہیں کہتا کہ اچھے کپڑے نہ پہنا کرو۔ '' پھر فرمایا کہ ''ایک عرب نے مجھ سے کہا کہ آج کے جدید نوجوان کپڑوں میں مشابہت اختیار کر کے زنانہ پن اختیار کرتے ہیں۔ ''

حقیر نہ جانو:

فرمایا: ''بچو! کسی کو حقیر نہ جانو، کیا معلوم اللہ کے یہاں اس کا کیا مرتبہ ہے؟ ''

فرمایا: ''بچو! کسی کو حقیر نہ سمجھو۔'' (حضرتؒ نے یہ جملہ مکرر اور تاکیداً فرمایا کہ ''کسی کو حقیر نہ سمجھو۔'' از: مرتب محمد جابر عفی عنہ)

فرمایا: ''کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور کسی کو تکلیف پہنچانے کا سبب بھی نہ بنو۔''

فرمایا: ''بچو! کسی کو حقیر نہ جانو، پتا نہیں کس کا انجام کیا ہوتا ہے؟''

۱۲۰؍ سال کی عورت کا واقعہ:

فرمایا: ''بہار میں ۱۲۰ سال کی ایک عورت تھی، ان کے لڑکوں نے بتایا کہ وہ پوری زندگی اعمالِ صالحہ میں لگی رہی اور کبھی اس نے اپنی زندگی میں اِشراق نہیں چھوڑی، جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے پاؤں سے نور پھوٹتا تھا، یہ بات لڑکوں نے مجھے بتائی تو میں نے ان لڑکوں سے کہا: ''ارے بیوقوفو! میں جب بہار آیا تھا تو مجھے کہنا تھا کہ ایسی ایک عورت ہے؛ تاکہ میں اس سے اپنے لیے دعا کرواتا۔'' پھر حضرتؒ نے فرمایا: ''بچو! نیک لوگوں سے اپنے لیے دعا کرواؤ۔''

نصیحت:

فرمایا: ''بچو! کسی پر ظلم مت کرو اور کسی کو مت ستاؤ، کسی کو حقیر نہ جانو۔''

والدین کی کوتاہی:

فرمایا: ''والدین کی کوتاہی یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اَدب نہیں سکھاتے۔''

مساکین کی فکر کرو:

فرمایا: ''اپنے لیے اچھے کھانے کی فکر مت کرو، غریب اور مسکینوں کی بھی کچھ نہ کچھ مدد ضرور کیا کرو۔''

فرمایا: ''اخلاق سیکھو، اپنے کھانے پینے میں سے غریبوں کی مدد کرو۔''

کسی کی تحقیر

ایک صاحب نے سود کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: ’’اس کا یہ فعل برا ہے، لیکن کسی کی تحقیر اس سے بھی زیادہ بری ہے۔‘‘

فرمایا: ’’کسی بھی مسلمان کی تحقیر نہ کی جائے، یہ اللہ کو ناپسند ہے، تو بندوں کو کیسے پسند آئے گی؟ کل قیامت کو راز کھلے گا کہ کون کیسا ہے؟‘‘

سفرِ حج کے دوران اپنے شاگردوں کی یاد:

فرمایا: ’’بچو! اچھا کام کرو، اچھا سلوک کرو، یہ جو بچے میرا کام کرتے ہیں سب باری باری سفرِ حج میں یاد آتے تھے، بھلا کوئی احسان کرے گا تو دوسرا یاد نہیں رکھے گا؟ بچو! تم بھی لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، تاکہ وہ تمہیں یاد رکھیں، کسی سے لینے اور دینے کے لیے دوستی نہ کرو، وہ یاد نہیں آتے، بلکہ مخلصین یاد آتے ہیں، مخلص لوگ دعاؤں میں یاد آتے ہیں۔‘‘

مہذب انداز میں گفتگو:

فرمایا: ’’آدمی بے ٹوک نہ بولے، اگر بولنا ہے تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے معقول بات کہے، اگر کسی کو کچھ کہنے سے ایذا ہوتی ہے اور وہ بات واجبات میں سے نہیں ہے، تو چپ رہے، کچھ نہ کہے۔‘‘

مصلحت کیا ہے؟

فرمایا: ’’مصلحت بہت بڑی چیز ہے۔‘‘

جھوٹ سے اجتناب:

فرمایا: ’’بچو! اتباعِ سنت کرو، جھوٹ نہ بولو، اِدھر کی بات اُدھر نہ کرو، ایک بات

دوسری بات میں ملا کر بولنا جھوٹ ہے، جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، لعنت کہتے ہیں "إبعاد من الرحمة" کو، اللہ کی رحمت سے دور ہو جانا، اس لیے جھوٹ سے پرہیز کرو، جھوٹ بری بلا ہے، جس کو عادت لگ جاتی ہے وہ ہر جگہ رُسوا ہو جاتا ہے۔"

کسی کو اذیت پہنچانا:

فرمایا: "دیکھا ہے کہ جو کسی کو اذیت پہنچاتا ہے وہ دنیا ہی میں دیکھ لیتا ہے، آخرت میں اور دیکھے گا۔"

سلبِ ایمان کا خطرہ:

فرمایا: "جیسے کسی کو تکلیف پہنچانا ناجائز ہے اسی طرح کسی کی تکلیف پر خوش ہونا بھی ناجائز اور گناہ ہے، مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے سے سلبِ ایمان کا خطرہ ہے، کسی کی تکلیف پر خوش نہ ہونا چاہیے، سب کو تکلیف پڑتی ہے، اس میں کیا خوش ہونا؟ میں آپ کی تکلیف پر خوش ہوؤں تو مجھے کیا ملے گا؟"

صبح وشام شکایتیں:

فرمایا: "جو کوئی کسی کا مال ہڑپ کر لیتا ہے تو اس کو بہت نقصان ہوتا ہے، اور یہی صبح وشام شکایتیں آتی ہیں، کوئی کسی کا گھر ہڑپ کرتا ہے، کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کرتا ہے، کوئی کسی کے پاس سے قرض لیتا ہے تو واپس نہیں کرتا۔"

مولانا علی میاںؒ کی تربیت:

فرمایا: "بچو! کسی کو تکلیف نہ دو، مولانا علی میاںؒ چھوٹے تھے، ان کی گھر کی ایک خادمہ تھی، اس کے سامنے مولاناؒ نے کچھ اکڑ کر کہا، جس سے اس کو تکلیف ہوئی، آپؒ کی والدہؒ نے فرمایا: "علی! اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگو" یہ پورب کی اصطلاح تھی: "ہاتھ

جوڑ کر معافی مانگنا۔“

اسکولوں کا ماحول:

فرمایا: ”اب تو اسکولوں کا ماحول ایسا خراب ہوگیا ہے کہ لڑکیاں A,B,C,D, پڑھ کر آتی ہیں، آوارہ ہوتی ہیں، جس گھر میں تبلیغ نہیں ہوتی لڑکیاں آوارہ ہوتی ہیں۔“

اچھائی اختیار کرو:

فرمایا: ”بچو! اچھے اخلاق اختیار کرو، اچھائی اختیار کرو، اچھائی سے رہو، شریعت میں جو چیز حرام ہے اس سے پرہیز کرو، جہاں دیکھنا منع ہے وہاں نہ دیکھو۔“

بے حیائی کا سبب:

فرمایا: ”بچو! جب آدمی خود کو اخلاقِ محمودہ سے ہٹا دیتا ہے تو اس میں بے حیائی آتی ہے، جس میں بے حیائی آتی ہے وہ کسی کام سے نہیں ڈرتا، اللہ سے ڈرو۔“

حضرت ناظم صاحبؒ کا مقولہ:

ہمارے حضرت ناظم صاحبؒ نے فرمایا کہ ”کسی سے قرض لو نہ دو، اس سے تعلق نہیں رہتا ہے۔“ دسیوں بار یہ فرمایا تھا۔

کونسی دوستی بری ہے؟

فرمایا: ”شکل کی دوستی شرمندگی ہے، اور جو روپے کی دوستی ہے وہ بالکل لڑائی اور جھگڑا کرواتی ہے۔“

اشارہ سے بات کرنے کا عیب:

فرمایا: ”بعض لوگوں میں عیب ہے کہ بات اشارہ سے کرتے ہیں، زور سے بات

نہیں کرتے۔‘‘

سادہ زندگی اختیار کرو:

فرمایا:’’حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں روٹیاں جمع ہوتی تھیں، تو ان کو توڑ کے گوشت وغیرہ میں ڈال کر پکالیا جاتا، مہمان اس کو کھالیتے تھے۔‘‘ فرمایا:’’ہم تو بہت مالدار نہیں تھے، دال اور آلو کھاتے تھے، کبھی کبھی ایسا کہہ دیتے کہ امّاں! یہ پکادے، پہلی بار پکادیتیں، دوسری بار خفا ہوجاتی تھیں، بس بچو! سادہ زندگی ہی اچھی ہے۔‘‘

آئندہ زندگی میں آسانی کے لیے:

فرمایا:’’بچو! کوئی عادت ایسی نہ بناؤ کہ یہاں کھاؤ، وہاں کھاؤ، سادہ زندگی بناؤ، اپنی آئندہ زندگی میں آسانی ہوگی۔‘‘

مہمان کی روزی:

فرمایا:’’جو مہمان آتے ہیں اللہ ان کے لیے روزی بھیج دیتے ہیں، سب کو اللہ تعالیٰ کھلاتے ہیں، اور وہ مجھے بھی کھلاتا ہے۔‘‘

اساتذہ کے جوتے:

فرمایا:’’ہم نے اپنے کئی استاذوں کو دیکھا ہے کہ وہ ربڑ کا جوتا پہنتے تھے، کیل لگاتے تھے، کیل نکل جاتی تو پھر اس کو لگالیتے۔‘‘

اچھا سلوک:

فرمایا:’’اچھا سلوک کرو، کچھ نہ کرسکو تو چار آنے سے مدد کرو۔‘‘

اچھا کون ہے؟

فرمایا:’’اچھا وہ ہے جو دوسرے کو کھلائے، اچھا وہ نہیں جو اپنا پیٹ بھرے، یہ نیت

ہونی چاہیے کہ دوسرا کھالے۔"

حسن سیرت اپناؤ:

فرمایا: "اگر ریل میں بیٹھے ہیں اور کوئی ساتھی آ گیا، تو اس کو جگہ دو، جگہ دینے سے اللہ تعالیٰ جگہ میں کشادگی فرمائیں گے، اسی طرح کھانے میں یہ نیت کرو کہ دوسرا کھائے، تو اللہ تعالیٰ دو لقمے میں بھی برکت دیں گے، بڑا افسوس ہے کہ یہ باتیں ہمیں پسند نہیں۔"

فرمایا: "سب کے ساتھ خیر خواہی کرو۔"

فرمایا: "میرے عزیزو! کسی کو حقیر نہ سمجھو، نہ اپنے چھوٹوں کو نہ اپنے برابر والوں کو، نہ اپنے شاگردوں کو، پتا نہیں اللہ کے یہاں کس کا کیا درجہ ہے؟"

مسلمان کی مدد کرو:

"فرمایا: "مسلمان بہت غریب ہیں، کچھ کھاتے ہو تو ان کو بھی کھلاؤ، ابھی ایک مسلمان آئے تھے، ان کے پاس قرآن پڑھنے کے لیے بھی نہیں ہے، بہت زیادہ کھانے کی فکر نہ کرو، اپنے بھائیوں کو دین سکھاؤ، دین پر مر مٹو۔"

لالچ کا نقصان:

فرمایا: "لالچ انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔"

دوسروں کی عزت:

فرمایا: "جو دوسروں کی عزت بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بچاتا ہے۔"

دو کام کرو:

فرمایا: "کسی کے ماں باپ کو کچھ مت کہو، خاموش رہو، کسی کو کہہ دیا ہو تو دو کام کرو:

(۱) اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ (۲) جس کو کہہ دیا ہو اسے خوش کرو۔"

یہی ہمارا کام ہے:

ایک صاحب نے کہا: "میرے لیے دعا کر دیجیے، فرمایا: "دعا سے کیا انکار؟ یہی تو کام ہے میرا۔"

حضرتؒ کی قیمتی نصائح:

فرمایا: "بچو! اچھی عادت ڈالو، دعائیں یاد کرو، مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "آداب المعاشرت" پڑھو، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو، تواضع کے ساتھ رہو، اختلاف نہ کرو، کینہ نہ رکھو، حسد نہ کرو، کسی کو حقیر نہ سمجھو، غیبت نہ کرو، جب غلطی کا احساس ہو تو چھوڑ دو، پھر اچھا طریقہ اختیار کرو، سمجھ رہے ہو؟ غلطی سب سے ہوتی ہے، جھوٹ نہ بولو، ہمیشہ سچ بولو، چغلی نہ کرو، اِدھر کی بات اُدھر نہ کرو، میں نے کبھی بالقصد چغلی نہیں کی۔"

اب کے لوگوں کا حال:

فرمایا: "اب جسے دیکھو گیت گا رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

بہار کے لوگوں کی خوبی:

فرمایا: "بہار کے لوگوں میں میں نے یہ خوبیاں دیکھیں کہ وہ بہار کے لوگوں کی آپس میں خیر خبر لیتے ہیں، آپس میں علاقائی مروّت میں کوئی حرج نہیں۔"

حسد کا علاج:

فرمایا: "مولویوں میں حسد بہت ہے، "اس کے سبق میں اللہ نے کیوں قبولیت دی؟" یہ کیوں نہیں سوچا کہ یہ اللہ کے علمِ قدیم کے مطابق ہے، جو ان کے علم میں ہے وہ ہو کر

رہے گا۔“

کونسا کلمہ بولنا چاہیے؟

فرمایا: ”ایک ہی لفظ ایک کو اچھا لگتا ہے اور دوسرے کو اچھا نہیں لگتا، تو میں وہ لفظ کیوں کہوں؟“ فرمایا: ”ہنسانے میں وہی کلمہ بولو جس سے تکلیف نہ ہو، کوئی مشہور ہو جائے تو الگ بات ہے۔“

انسان کا مقصد:

فرمایا: ”کھانا ہی مقصد ہے تو کھانا تو بھینس وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔“

بے تکلف ساتھی:

فرمایا: ”بیوی ہی ایسی چیز ہے کہ شوہر اس کے ہاتھ سے بے تکلف لیتا ہے، یہ سب میری باتیں یاد رکھنا، تجھے کام آئیں گی۔“

کیلا کونسے ہاتھ سے چھلیں؟

فرمایا: ”کیلا چھیلو بائیں ہاتھ سے، کھاؤ دائیں ہاتھ سے۔“

جوانی میں خدمت لینے سے اجتناب:

فرمایا: ”جب ہم جوان تھے، کوئی پاؤں دباتا تھا تو ہم ناراض ہو جاتے تھے، بہت برا لگتا تھا۔“

ایک صاحب سے فرمایا: ”ہر جگہ دعوت قبول نہ کرو۔“

اِزالۂ خیال:

ایک صاحب کو حضرتؒ نے چائے پلائی، ان صاحب نے چائے پینے کے بعد

حضرتؒ کو ہدیہ دینا چاہا، حضرتؒ نے فرمایا: ”چائے اس لیے نہیں پلائی تا کہ ہدیہ لوں۔“

اخلاق کیسے خراب ہوتے ہیں؟

فرمایا: ”کسی کی کوئی چیز استعمال نہ کرو، اس سے اخلاق خراب ہوتے ہیں۔“

چغلی کی نحوست

فرمایا: ”اِدھر کی بات اُدھر نہ پہنچاؤ، یہ چغلی ہے، اس سے آدمی بدنام ہوتا ہے اور گنہگار بھی ہوتا ہے۔“

اب میرا عمل:

فرمایا: ”میں پہلے مزاح کرتا تھا، اب توبہ کر لی ہے، میں کسی کی تحقیر کے طور پر تفریح نہیں کرتا، کسی کو تکلیف ہو ایسی تفریح سے کیا فائدہ؟“

مہمانوں کا خیال:

فرمایا: ”کوئی اچھی چیز کھاتا ہوں اور مہمانوں کا خیال آتا ہے تو چھوڑ دیتا ہوں، یہی فکر نہ ہو کہ میں ہی کھا لوں؛ بلکہ یہ فکر ہو کہ مہمان کھا لے۔“

ہر آدمی محتاج ہے:

فرمایا: ”ہر ایک شخص مرنے کے بعد محتاج ہے، ”فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ“ (حضرتؒ نے ترجمہ کیا) پھر فرمایا: ”کوئی برائی نہ کرو، نہ کسی مسلمان کو تکلیف دو اور نہ اس کی تکلیف کا سبب بنو۔“

یہاں تو بڑا بن جاتا ہے:

فرمایا: ”یہاں تو بچو! آدمی بڑا بن جاتا ہے، اللہ کے یہاں کچھ نہیں چلے گا۔“

کھانے میں بسم اللہ کی برکت:

فرمایا: ’’بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، اس میں برکت ہوگی، اللہ برکت دیتے ہیں۔‘‘

چند پیسوں کے لیے:

فرمایا: ’’بچو! دو چار پیسوں کے لیے کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ، چند پیسوں کے لیے مسلمان کو لوٹنا اور اس کو تکلیف دینا سخت گناہ ہے، چند پیسوں کے لیے آدمی اپنی ہیئت کو بدل دے تو کیا کیا سننی پڑتی ہے، تقویٰ سے رہو، اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ دو، اسی طرح غیر مسلم کو بھی تکلیف نہ دو، جانوروں کو بھی بلا ضرورت نہ مارو، جانور کے منہ پر مارنا حرام ہے۔‘‘

مسلمانوں کے جھگڑے:

فرمایا: ’’مسلمانوں کے جھگڑے بہت پھیلے ہوئے ہیں، معلوم نہیں چھوٹی چھوٹی بات پر جھگڑتے ہیں، غصہ سب کو آتا ہے، مجھے بھی آتا ہے، بعد میں سوچ کر ٹھنڈا ہو جاتا ہوں، مجھے، بچو! آپس کی لڑائی سے گھبراہٹ ہوتی تھی، میں لڑائی بھڑائی نہیں کرتا تھا۔‘‘

سب کی رعایت کرو:

فرمایا: ’’بچو! سب کی رعایت کرنی چاہیے، صرف اپنی نہیں۔‘‘

کونسا طریقہ اختیار کرے؟

فرمایا: ’’بچو! وہ طریقہ اختیار کرو جو تمہارے بڑوں نے اختیار کیا ہے، اور ایسے طریقے اختیار نہ کرو جو غیروں کے ہوں۔‘‘

آدمی نخرے نہ کرے:

فرمایا: ’’آدمی نخرے نہ کرے، کسی چیز پر اعتراض نہ کرو، میں اَدرک کی چائے کو

”شربت“ کہتا تھا، اب مجھے ڈاکٹر نے اَدرک پینے کو کہا ہے، اب میں اپنی سزا بھگت رہا ہوں۔“

کسی کی غلطی پر مت ہنسو:

فرمایا: ”کسی غلطی پر مت ہنسو، غلطی پر جو تنبیہ کی جائے اس پر آگاہ رہو۔“

ماں باپ کو تنگ نہ کرو:

فرمایا: ”میں پہننے سے منع نہیں کرتا، ماں باپ کو تنگ نہ کرو، اور کپڑے ایسے پہنو جس میں سادگی ہو، اپنی جوانی کے اعتبار سے جو تم کو اچھا لگے وہ پہنو، کپڑا پہننے والے کو اچھا لگنا چاہیے۔“

ماں کی دعا:

فرمایا: ”ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ ”میری ترقی نہیں ہو رہی ہے،“ میں نے کہا: ”اپنی ماں سے جا کر کہو،“ تو انہوں نے اپنی ماں سے جا کر کہا، پھر اگلے ہفتہ وہ صاحب آئے اور کہا کہ ”ترقی ہو گئی،“ میں نے کہا کہ ”بھئی! گھر جا کر دیکھ کہ تیری ماں کیا کر رہی ہے؟“ دیکھا تو اس کی ماں مصلّے پر بیٹھ کر رو رہی تھی، بچو! یہ ہوتی ہے ماں، فرمایا: ”ماں باپ کی خدمت کرو، ان کا اَدب کرو۔“

اپنے اوپر مصیبت نہ لاؤ:

فرمایا: ”جو دوسروں کو پریشان کرتا ہے بعض وقت اسی پر وہ بلا آجاتی ہے، بہت ڈرنا چاہیے، کسی کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیے۔“

غلط عادت کا علاج:

فرمایا: ”میں ہاتھ دھونے کے لیے آدھا لوٹا پانی گرا دیتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے، لیکن عادت پڑ گئی ہے، غلط عادت کا علاج سوائے ترک کے اور کچھ نہیں۔“

عمر بڑھانے کا عمل:

فرمایا: ”ایک لڑکا میرے سامنے پیدا ہوا اور جوان ہوا، شادی ہوئی، تین دِن بخار آیا اور وہ مر گیا، فرمایا: ”اب میری مرنے کی اور اللہ کے پاس جانے کی عمر آ گئی، اللہ کے یہاں درخواست دی ہے کہ دو سال کی عمر بڑھا دی جائے، مجھے ایک عمل آتا ہے وہ کر لیتا ہوں، عمر بڑھ جاتی ہے، وہ عمل یہ ہے کہ میں اپنے بھتیجوں وغیرہ کو پیسے دیتا ہوں، حدیث شریف میں ہے کہ ”جو شخص چاہے کہ اس کی عمر بڑھے اُسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔“ آپ چاہتے ہیں تو یہ عمل کریں۔“

بچوں کا حال:

فرمایا: ”بھوپال میں ایک چھوٹی بچی تھی، اپنی سہیلی سے اس کی لڑائی ہو گئی، تو اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ ”ہماری لڑائی ہو گئی ہے۔“ دوسرے روز اُس نے اپنی سہیلی کی دعوت کی، تو اس کی والدہ نے کہا کہ ”کل تو لڑائی ہوئی تھی،“ بچی نے اپنی والدہ سے کہا کہ ”لڑائی تو کل ہوئی تھی، آج تو نہیں ہوئی۔“ فرمایا: ”اس چھوٹی بچی نے اپنی چھوٹی زبان سے یہ سبق دیا کہ لڑائی وقتی چیز ہوتی ہے، دل میں رکھنے کی نہیں ہوتی۔“

اچھائی اختیار کرنی چاہیے:

فرمایا: ”کہیں پانی مت پھینکو، کہیں ہڈی مت پھینکو، بچو! اچھی بات اختیار کرو، آخر تو مر جانا ہے، سارا رُعب دھرا رہ جائے گا۔“

تقلید کس میں کی جائے؟

فرمایا: ”اچھی بات میں تقلید کرتے ہیں، بری بات میں نہیں۔“

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیوں؟

فرمایا: ”ماں باپ اولاد کے لیے اچھی چیز منتخب کرتے ہیں، اس لیے اولاد کو حکم ہوا: ”وَ بِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَانًا“.

حضرتؒ کا سنت پر عمل:

ایک مرتبہ اثنائے درس حضرت شیخ رحمہ اللہ چائے نوش فرمارہے تھے، چائے بچ گئی، تو ایک طالب علم کو دینا چاہا، جو حضرتؒ کی بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا، حضرتؒ نے دائیں ہاتھ سے چائے تکیہ پر رکھی اور فرمایا: ”اس کو لے لے، میں نے تیرے ہاتھ میں چائے اس لیے نہیں دی کہ میرا بایاں ہاتھ پڑتا تھا۔“ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)

متقی کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے:

فرمایا: ”بچو! احتیاط سے رہو، چندہ ونده وصول کرنے میں غلط سلط مت کرو، جو متقی ہوتا ہے اللہ اس کی مدد کرتے ہیں۔“

تواضع اختیار کرو:

فرمایا: ”بچو! اپنے اندر تواضع پیدا کرو، تکبر سے مجھے نفرت ہے، فقیرانہ زندگی گزارو، دنیا کی زندگی کچھ دنوں کی بات ہے۔“

بچوں کے ساتھ برتاؤ:

فرمایا: ”یاد رکھو بچو! بچوں کو حسب حیثیت اچھا پہناؤ، بڑے ہو کر وہ اپنی تربیت میں آجائیں گے۔“

بے ادبی پر تنبیہ:

ایک طالب علم کو چادر نکالنے کو کہا، وہ بیٹھ کر نکالنے لگا، تو سب طلبہ ہنسنے لگے، پھر وہ

کھڑا ہو کر نکالنے لگا، فرمایا: ”اَدب سیکھا جاتا ہے، بغیر سیکھے کچھ نہیں آتا، آپ لوگوں نے کچھ سیکھا ہی نہیں، بچو! کیا بے ادب لوگوں کو نہیں دیکھا کہ وہ برباد ہو گئے؟ بچو! اس ہنسنے سے کیا فائدہ؟ تمہیں رونا کیوں نہیں آتا؟ تمہیں پسینہ کیوں نہیں آتا۔“

ادب سیکھا جاتا ہے:

فرمایا: ”ہمارے والدین ہمیں اَدب سکھاتے تھے، ہم والد کے بستر پر پاؤں نہیں رکھتے تھے، بچو! اَدب سیکھا جاتا ہے، ابھی نہیں سیکھو گے تو کب سیکھو گے؟“

استاذ کا ادب سکھانا:

فرمایا: ”ایک مرتبہ میں اور رفیع الدین (حضرتؒ کے ساتھی) ہاتھ پکڑ کر چل رہے تھے، اُستاذ پیچھے سے آئے اور ڈانٹا، اس کے بعد کبھی ہاتھ پکڑ کر نہیں چلے۔“

کونسے نام رکھنے چاہیے؟

فرمایا: ”صحابۂ کرامؓ کے نام کیا کم ہیں؟ صحابہؓ کے نام رکھو، حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے نام رکھو، حضراتِ محدثین کے نام رکھو۔“

فرمایا: ”انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ناموں میں برکت ہے، ”عثمان“ اژدہے کے بچے کو کہتے ہیں؛ لیکن جس کا نام عثمان ہوتا ہے اس میں حیا ہوتی ہے، کیوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں حیا تھی، اور آج جو بھی شخص عثمان نام رکھتا ہے اس میں حیا ہوتی ہے۔“

ایک طالب کو خواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زیارت:

فرمایا: ”گجرات کا ایک طالب علم غریب تھا، اس کو دیگر طلبہ نے کہا کہ ”تم ہمارے برتن دھو دیا کرو، ہم تم کو پیسے دیں گے، وہ رات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رویا، تو خواب میں حضرت سلیمان علیہ السلام آئے، اس طالب علم نے مجھ سے یہ بات کہی، تو میں نے کہا: ”اب

تیرے رِزق کے دروازے کھول دیے گئے ہیں، پھر اس نے کہا کہ آج صبح ڈیڑھ سو روپئے منی آرڈر کہیں سے آیا ہے، بچو! غریبوں سے مذاق نہ کرو۔"

ہندوستان کی عورتیں:

فرمایا: "ہندوستان میں عورتیں عام طور پر شوہر سے جھگڑا کرتی رہتی ہیں، پتا نہیں عورتوں کو کیا اَدب سکھایا گیا ہے، یہی عورتیں گھر کے لیے راحت تھیں، بچو! عورت کا کمال یہی ہے کہ وہ خاوند کی پریشانی دور کرے، ہمارے گھروں میں کبھی یہ نہیں ہوتا تھا کہ مرد باہر بیٹھا ہو تو اندر سے عورت کی آواز آئے، انگریزی تعلیم نے یہ حالات بدلے ہیں، جو عورت اپنے خاوند کی قدر نہیں کرتی اس کو طلاق ہو جاتی ہے، یا وہ بیوہ ہو جاتی ہے، بچو! ادب ایسی چیز ہے کہ انسان کو اس سے آرام ملتا ہے۔"

کمائی میں والدین کا حصہ:

ایک موقع پر فرمایا: "جو کماؤ اس میں سے کچھ والدین کو دو، اس سے وہ خوش ہوں گے، ایک مرتبہ میرے والد صاحبؒ سہارن پور آئے، تو حضرت ناظم صاحبؒ نے بلوایا اور کہا کہ تمہارے والد آئے ہیں، ان کو کرایہ دینا اور کچھ پیسے دینا، تو میں نے کرایہ دیا اور سو روپئے دیے۔"

کسی کا پردہ فاش مت کرو:

فرمایا: "ہم نے بڑے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کسی کا عیب نہیں کھولتے تھے، خواہ واقعی ہو یا غیر واقعی، یہی حدیث شریف سے ثابت ہے، اس پر عمل کرنا چاہیے، آج کل یہ بہت زیادہ ہو رہا ہے کہ فلاں نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا، آپ کو کیا معلوم کہ فلاں نے کیا کیا؟ آپ کو کیا معلوم کہ وہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ بچو! کسی کا عیب دیکھ کر اس کی تشہیر کرنا یہ کوئی خوبی

کی بات نہیں ہے، جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ اس پر پردہ رکھے گا، بچو! یہ جملہ یاد رکھو، نبی ﷺ نے کیسی تعلیم فرمائی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن بندے کی پردہ پوشی فرمائے گا، اس پر عمل کرو، قیامت کے دِن ہر شخص پریشان ہوگا اور چاہے گا کہ پردہ ہو جائے۔''

حرص کی نحوست:

فرمایا: ''جو شخص حریص ہوتا ہے اس کے اندر بے شرمی ہوتی ہے۔''

گندی چیزوں سے دوری:

فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے گندگی سے دور رہنا چاہیے، اسی کے ذریعہ شیطان سے تحفظ رہتا ہے۔''

عیب جوئی نہ کرو:

فرمایا: ''کسی پر عیب نہ لگاؤ، پتا نہیں کون کیسا ہے؟''

تاکہ تمہیں کوئی یاد کرے:

فرمایا: ''بچو! اچھے کام کر جاؤ، تاکہ تمہیں کوئی یاد کرے اور یہ کہے کہ ''اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے،'' بچو! کسی کو حقیر نہ جانو کہ فلاں کی دعا سے کیا ہوگا؟ کیا پتا؟ کس کی دعا قبول ہو جائے؟''

حسد کرنا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے جنگ ہے:

فرمایا: ''میں نے کبھی کسی سے حسد نہیں کیا، ایک مرتبہ مجھے ایک پرچہ ملا، اس میں دو باتیں لکھی ہوئی تھیں، کہ جو شخص کسی پر حسد کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے جنگ کرتا ہے،

میں نے اسی وقت سے حسد چھوڑ دیا، میں اپنی مدح نہیں کرتا ہوں۔“

بچے آگے کب بڑھتے ہیں؟

فرمایا: ”ماں باپ بچے کو تہذیب سکھاتے ہیں تو بچے آگے بڑھتے ہیں اور تہذیب یافتہ ہوتے ہیں، ہمارے گھروں کی عورتیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ٹوکتی تھیں، ایک دفعہ میری نانی نے مجھ سے کوئی بات پوچھی، تو میں نے سر ہلا کر جواب دیا، نانی نے کہا: ”تجھے اِتنا بڑا سر ہلانا آتا ہے اور چھوٹی سی زبان نہیں ہلا سکتا؟“ ہاں! بچو! کبھی کسی مصلحت کی بنا پر اشارہ سے جواب دیا جاسکتا ہے۔“

مظلوم کی بددعا:

فرمایا: ”مظلوم کی بددعا سے بچو، مظلوم کی بددعا بڑی خطرناک ہوتی ہے۔“

ایک مرتبہ سبق میں فرمایا کہ ”کالا کپڑا کیوں پہنتے ہو؟ سفید پہنو، سردی آئے تو کالا کپڑا پہنو، میں منع نہیں کرتا، اس لیے کہ عامۃً لوگ سردی میں اونی کپڑے پہنتے ہیں، جو اکثر کالے ہوتے ہیں۔“

بھوکا رہنا بہتر ہے:

فرمایا: ”بھوکا رہنا بہتر ہے اس سے کہ آدمی کسی کے کھانے کو دیکھے، ہمارے والد صاحبؒ جب ہمارے ناناؒ کے گھر جاتے تو کھانا نہ کھاتے، ہاں! اگر کوئی اِصرار کرتا تو کھا لیتے، پھوپھی کے یہاں جاتے تو کھا لیتے، بچو! نفس کو عادی بناؤ کہ تجھے کھانا نہیں دیں گے، اخلاق بدلنے سے بدلتے ہیں، اور اخلاق بدلنے سے نظام بنتے ہیں، جماعت میں جو مشائخ جاتے ہیں وہ بھوکے بھی رہتے ہیں، بچو! مخلصین ایسے ہی کام کرتے ہیں، وہ لوگ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں، خود بھوکے رہ کر کام کرتے ہیں، آج کچھ لوگ جماعت کا کام اس لیے کرتے

ہیں؛ تاکہ کھانا اور چائے مل جائے، اور واہ واہ ہو، میں ایسے ہی لوگوں پر غصہّ ہوتا ہوں، جب آدمی کھانے کے پیچھے پڑتا ہے تو پھر کوئی کام نہیں کر پاتا، جو آدمی فاقہ کرتا ہے وہی دین کی خدمت کر پاتا ہے، بچو! جان بوجھ کر فاقہ نہ کرنا چاہیے، یہ بہت مضر ہے، اگر پیسے پاس نہ ہوں تو فاقہ کر لینا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے روزی دی ہے تو کھاؤ نہیں ہے تو دوسروں کے کھانے کے پیچھے نہ پڑو۔"

کیا آپ خود کو بدل نہیں سکتے؟

فرمایا: "آدمی سب کچھ کر سکتا ہے، خود کو بدل سکتا ہے، طبیعت بدلی جا سکتی ہے، آدمی کتنا ہی نازک مزاج کیوں نہ ہو؟ وہ خود کو بدل سکتا ہے، صحابہ کرامؓ نے سب کچھ بدل ڈالا تھا، اپنی طبیعت کو بدل دیا، اپنی رہائش کو بدل دیا، کیا آپ خود کو بدل نہیں سکتے؟ ہاں! سب کچھ کر سکتے ہیں، لیکن جب آدمی میں انسانیت ہی نہ ہو تو کیا کرے؟ بچو! محض بڑی شان و شوکت حاصل ہو جانا خوبی کی بات نہیں۔"

صلہ رحمی:

فرمایا: "بچو! جتنی ہو سکے صلہ رحمی کرو، جو بندہ صلہ رحمی کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جوڑتے ہیں، اور جو قطع رحمی کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے علیحدہ رکھتے ہیں، صلہ رحمی صرف یہ نہیں کہ پیسے دو؛ بلکہ میٹھی بات کہو، سلام کرو، یہ بھی صلہ رحمی میں داخل ہے۔"

گھر کا ماحول کیسے صحیح ہو؟

فرمایا: "اگر انسان کی تعلیم اسلامی ہوتی ہے تو گھر کا ماحول صحیح ہوتا ہے، ضرورت ہے کہ آپ لوگ گھر کے ماحول کو درست کریں، اسلامی تعلیم کو پھیلائیں اور تبلیغ کریں۔"

دیہات کے لوگوں کا حال:

فرمایا: ’’دیہات کے اکثر لوگ جہالت کی وجہ سے طلاق دے دیتے ہیں، یہ بہت بڑا گناہ ہے، یہ معاملہ یوپی، بہار، بنگال، گجرات سب جگہ ایک جیسا ہے، جو کچھ فرق آیا ہے وہ لاعلمی کی وجہ سے آیا ہے۔‘‘

ایک جانور اپنے مالک کا احسان مند:

فرمایا: ’’ہمارے یہاں مالک کے لڑکے کو کتیا نے کاٹ لیا، تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ مجھے کتیا نے کاٹا، وہ کتیا شرمندہ ہوئی کہ میں نے اپنے مالک کے لڑکے کو کاٹ لیا، جہاں سے میں صبح وشام کھانا کھاتی تھی، وہ گڑھے میں جا کر گر گئی، یہ ہوتے ہیں جانور، ان میں کس قدر نمک شناسی ہوتی ہے، یہ سچا قصہ ہے۔‘‘

آپس میں محبت کا عمل:

فرمایا: ’’میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں، اگر تم اسے کروگے تو آپس میں محبت پیدا ہوگی، وہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو، اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔‘‘

شہر سورت میں سیلاب:

۱۴۲۷ھ مطابق: ۲۰۰۶ء میں جب شہر ’’سورت‘‘ میں سیلاب آیا تھا، اس وقت حضرتؒ نے فرمایا تھا: ’’بچو! اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرنا چاہیے، کسی کو طعنہ نہیں دینا چاہیے، سب کا غم ہونا چاہیے۔‘‘

اولاد کی تربیت:

فرمایا: ’’اپنی اولاد کی تربیت کرو، یہ تمہارا فریضہ ہے، جتنا ہو سکے کرلو، اور جو کوتاہی

ہو جائے اس کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، اپنے بچوں کا عقیدہ نہ بگاڑو۔''

گھر میں تہذیب:

فرمایا: ''اگر تم بڑوں کی باتیں سن کر اپنے گھر والوں کو سکھاؤ گے تو ان میں تہذیب آئے گی۔''

ہر ایک میں کوئی نہ کوئی خوبی:

فرمایا: ''جس شخص میں جو خوبی ہوتی ہے وہ کہی جاتی ہے، کسی کو خراب اور برا مت کہو، ہر ایک میں کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے۔''

غلطی کا جواب:

فرمایا: ''غلطی کا جواب غلطی سے نہیں؛ بلکہ اچھائی سے دو؛ تاکہ اچھائی پھیلے اور عداوت نہ پھیلے۔''

میں تمہیں ادب سکھاتا ہوں:

فرمایا: ''بچو! میں تمہیں اَدب سکھاتا ہوں کہ کبھی بھی بڑوں کے سامنے بے ضرورت نہ بولو اور غیر مستند بات بھی مت کہو۔''

مسلمان ہونے کے ناتے:

فرمایا: ''بچو! تم مسلمان ہو اور انسان بھی ہو، مسلمان بندے کو چاہیے کہ وہ مسلمان کی بھی رعایت کرے اور انسان کی بھی، میں ایک مرتبہ گھر سے واپس آرہا تھا، راستہ میں ایک غیر مسلم اندھا شخص ملا، اس وقت میرے پاس پیسے نہیں تھے، میرے ساتھ بنگال کے ایک طالب علم تھے، میں نے ان سے آٹھ آنہ مانگا، تو انہوں نے کہا کہ وہ غیر مسلم ہے، اس کو کیوں

دیتے ہو؟ میں نے کہا: ’’اس کی دونوں آنکھیں نہیں ہیں اور میری دونوں ہیں، کیا میرے ذمہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا نہیں ہے؟‘‘

انسانی نفس کا خاصہ:

فرمایا: ’’نفس انسانی کا خاصہ ہے کہ کسی کو پریشان دیکھ کر شریف النفس پریشان ہو جاتا ہے، کسی کو تکلیف دینے سے بہت پرہیز کرنا چاہیے۔‘‘

بغیر پوچھے مت کھاؤ:

فرمایا: ’’ساتھیوں کی رکھی ہوئی کوئی بھی چیز بغیر پوچھے مت کھاؤ، آج تم کھا لیتے ہو تو بڑے ہونے کے بعد تمہیں افسوس ہوگا، بچو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بعضوں کو آخرت کا منظر سمجھ میں آجاتا ہے۔‘‘

مشکوک شئے سے اجتناب:

فرمایا: ’’مشکوک مال سے خود کی حفاظت کرو، روزی روٹی سو روپیوں میں نہیں رکھی ہے، اگر تم ان مشکوک سو روپیوں کو نکال دوگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے روزی کا انتظام فرمائے گا، پالنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، کیا وہ تمہیں بھول جائیں گے؟ وہ تو کسی بھی راستے سے تمہیں کھلائیں گے، کیا تم نہیں جانتے کہ روزی اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں؟‘‘

بیوی کے ساتھ کیسا معاملہ ہو؟

ایک نکاح خوانی کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’بچو! جب تمہارے نکاح میں بچی آجائے تو ہر وقت حکومت نہیں کرنی چاہیے، کبھی تم نے اس کی بات مان لی اور کبھی اس نے تمہاری بات مان لی، کبھی تم اس کا کام کرو، کبھی وہ تمہارا کام کردے گی۔‘‘

فرمایا: ’’سہارن پور میں ایک بچہ تھا، میں نے اُس سے پوچھا کہ تو بیوی کا مانتا ہے یا

بیوی تیرا مانتی ہے؟ وہ خوب ہنسنے لگا کہ جی! دونوں ایک دوسرے کی مانتے ہیں! میں نے کہا کہ جی، یہ بڑھیا ہے۔

بچو! آپس میں ایک دوسرے کی رعایت کر کے چلو گے تو سب بڑھیا رہے گا، اور اگر ہمیشہ اپنی منوانے میں رہو گے تو کیسے کام چلے گا؟ دونوں کی رِعایت ہونی چاہیے۔"

مسلمانوں کے احوال:

فرمایا: "اب تو مسلمانوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ جسے دیکھو اسے ،اے.سی. (A.C.) چاہیے، اسبابِ راحت چاہیے، دین کی کوئی فکر نہیں۔"

بیوی کیسی ہو؟

فرمایا: "بیوی ایسی ہونی چاہیے کہ جو چیز شوہر کو ناپسند ہو وہ اُسے بھی ناپسند ہو، سینما اور ٹیلی فون سے بے حیائی عام ہو گئی اور خاوند کی نافرمانی بڑھ گئی۔"

☆……☆……☆

طلبِ علم

کسی کی شکایت مت کرو:

فرمایا: ’’بچو! میں چھوٹا تھا، ایک استاذ نے مجھے بلایا اور ایک طالب علم کا نام پوچھا، میں نے نام بتایا، پھر اس طالب علم کا دوسرے دِن اخراج کر دیا، پھر کسی اور ایک موقع پر اُن ہی استاذ نے مجھے بلایا، پھر کسی طالب علم کا نام پوچھا، (حضرتؒ نے فرمایا کہ) میں نے کہہ دیا کہ ’’میں کسی کا اِخراج کروانے نہیں آیا، میں تو پڑھنے آیا ہوں۔‘‘ اسی بات پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ’’بچو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ’’کسی بھی استاذ کے سامنے کسی طالب علم کی شکایت نہ کرو۔‘‘

غیر درسی کتاب کا مطالعہ:

فرمایا کہ ’’میں نے اپنی زندگی میں عشاء کے بعد کبھی کسی غیر درسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، سوائے ایک دن کے، جس دن دارقطنی کی عبارت حل نہیں ہوئی تھی، اس وقت میں نے عشاء کے بعد مطالعہ کیا تھا۔‘‘

فرمایا: ’’بہ غیر آداب کے کوئی چیز نہیں آتی۔‘‘

اُستاذ کی مار کا فائدہ:

فرمایا: ’’اُستاذ کی مار سے فہم پیدا ہوتی ہے، اُستاذ بہ طورِ تنبیہ مارتا ہے؛ لیکن بعض اساتذہ مارے ہی چلے جاتے ہیں۔‘‘

فرمایا: ’’اُردو سیکھو، عربی سیکھو اور خوب استعداد پیدا کرو۔‘‘

فرمایا: ”بچو! میں پڑھنے کے زمانے میں بال نہیں رکھتا تھا۔“

مدرسہ کے مال میں حد درجہ احتیاط:

ایک مرتبہ بعد عصر حضرت مولانا عاقل صاحب (صدر المدرسین و شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور) حضرت مولانا سلمان صاحب دامت برکاتہم (ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور) حاجی عبدالخالق پالن پوریؒ اور شیخ محمود سورتیؒ (متوفیٰ: ۱۴۲۶ھ) حضرتؒ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ ”حضرت! یہ کمرہ (جس میں حضرتؒ رہتے تھے) چھوٹا محسوس ہوتا ہے اور مہمانوں کو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے، اس لیے پیچھے کی جانب کچھ بڑھا دیا جائے اور بیت الخلاء میں بھی کچھ کام کروا دیا جائے، جہاں آپ کو ضعف کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جلدی مت کرنا، ابھی مت بنانا، میری عمر کتنی ہے؟ پتا نہیں۔“ پھر فرمایا: ”میں اپنی ذات کے لیے تغیر و تبدل نہیں چاہتا، میں نے زمانۂ طالب علمی میں مدرسہ کی عمارت میں ایک کیل تک نہیں گاڑی، جو پرانی کیلیں تھیں اُن ہی کو استعمال کر لیا کرتا تھا۔“ (یہ قصہ ۱۴۲۶ھ کا ہے)۔ از راقم الحروف: محمد جابر عفی عنہٗ

طلبہ کو نصیحت:

فرمایا: ”دوستی مت کرو، ہاں! اگر اتفاقاً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، ایسی دوستی کرو جو تمھیں نیکی کی ترغیب دے، کہ تو نے نماز پڑھی، اِشراق پڑھی، تسبیح پڑھی؟“

استاذ کے ساتھ برتاؤ:

فرمایا: ”بچو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے استاذوں کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہیے، اس بغض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ متعلم کا راستہ ہی بدل دیتے ہیں اور وہ جوانی ہی میں تعلیم کو چھوڑ دیتا ہے۔“

یہ ہے سعادت مندی:

علی گڑھ سے آئے ہوئے طلبہ سے فرمایا: ”بچو! تم میں کوئی ڈاکٹری کرتا ہے؟ جواب دیا: ”نہیں، حضرت! ہم انجنیرنگ کرتے ہیں،“ فرمایا: ”انجنیرنگ سے صرف آدمی کی اپنے پیٹ کی حفاظت ہوتی ہے، بچو! ڈاکٹری کرو، فرمایا: ”روٹی کما لینا کمال نہیں، کمال تو خدمت ہے،“ فرمایا: ”تم میں کوئی حافظ ہے؟“ جواب دیا: ”جی حضرت، ایک حافظ ہے،“ فرمایا: ”یہ ہے سعادت مندی،“ فرمایا: ”سادہ لباس پہنو، اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ تم طالب علم ہو، اچھا پہنو، لیکن سادہ پہنو۔“

کتابوں کا اَدب:

”بچو! کتاب کا ادب کرو، جو کتاب کا ادب نہیں کرتا اس کو علم نہیں آتا، اس کی اولاد میں علم نہیں آتا، میں نے اپنے بزرگوں کو کتاب کا ادب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (حضرتؒ کے کمرے میں صحاحِ ستہ رکھی ہوئی تھیں، ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) بچو! یہاں صحاحِ ستہ رکھی ہوئی ہیں، سب سے اوپر بخاری شریف، پھر مسلم شریف، پھر درجہ بہ درجہ رکھتا ہوں۔“

جو حافظ ہو وہ اپنا معمول بنالے:

”بچو! جو حافظ ہے وہ اپنا معمول بنالے، روزانہ قرآن شریف پڑھے، چلتے پھرتے ہر وقت قرآن پاک پڑھے، اور جو حافظ نہیں ہے وہ کلمہ طیبہ پڑھے، بیچ بیچ میں درود شریف پڑھے، درود شریف پڑھنے سے نبی پاک ﷺ سے محبت پیدا ہوتی ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔“

استاذ سے لڑنا:

فرمایا: ”اُستاذ سے نہیں لڑنا چاہیے، اُستاذ سے لڑنا باپ سے لڑنا ہے۔“

شاگرد سے انتقام لینا:

فرمایا: ”اپنے طلبہ کو کبھی ستانا نہ چاہیے، کبھی اُستاذ شاگرد سے انتقام نہیں لیتا، بہت سے لوگ اس میں دھوکہ کھاتے ہیں۔ “

مسواک قرآن کے ساتھ نہ رکھے:

ایک طالب علم نے اوپر کی جیب میں قرآن کے ساتھ مسواک رکھا تھا، فرمایا: ”قرآن کے ساتھ مسواک نہیں رکھا جاتا۔ “

فرمایا: ”اپنے لڑکوں کو عالم بناؤ، ڈاکٹر بناؤ۔ “

طلبہ کی تربیت:

فرمایا: ”طلبہ کے ساتھ ایک ہی انداز نہ رکھو، طلبہ پر کبھی بھروسہ نہ کرو، صحبتیں ان کو فاسد کر دیتی ہیں، یہ سب اپنے پورے تجربات کا اندازہ بتا رہا ہوں۔ “

کتاب پر نام لکھنا:

فرمایا: ”بچو! بے ادبی سے پرہیز کرو“ فرمایا: ”میں اپنی کتاب پر اپنا نام نہیں لکھتا، اور نہ مجھے یہ سب پسند ہے، الّا یہ کہ کسی نے مجھے میرا نام لکھ کر کتاب دی ہو۔ “

مہینے کے اخیر میں فاقہ:

فرمایا: ”ہمارے یہاں کتنے ہی اساتذہ ایسے تھے کہ ان کے یہاں مہینے کے اخیر میں فاقہ ہوتا تھا۔ “

ایک دن کا فاقہ:

فرمایا: ”میرے یہاں ایک دن دوپہر کا فاقہ ہوا، عصر کے وقت دعا کی، اے اللہ!

بھوک برداشت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے انتظام کر دیا، میں واحد ہوں یہاں کے اساتذہ میں جسے فاقہ نہیں ہوا۔‘‘

غیر حاضری کا نقصان:

فرمایا: ’’جو بھی سبق کی غیر حاضری کرتا ہے اس کو پڑھانے کی توفیق نہیں ملتی۔‘‘

اُستاذ سے مقابلہ اچھا نہیں:

فرمایا: ’’میں نے کسی اُستاذ کا مقابلہ نہیں کیا، مجھے یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔‘‘

حضور ﷺ کا گزر بسر:

فرمایا: ’’میں نے آج دوپہر کو دو لقمہ کھانا کھایا، پھر ابھی (عصر کے بعد) تھوڑا امرود کھایا، غور کرو، وہ ذاتِ گرامی جو ایک وقت کھاتی تھی اور ایک وقت کا فاقہ، ان کا کیا ہوگا؟ یہ بھی نہیں کہ پیٹ بھر کر کھانا ہوتا تھا، کبھی سوکھا، کبھی کھجور، ان کی سب باتیں پڑھ کر آدمی کو سبق لینا چاہیے، اگر آپ کو دین کی خدمت کرنی ہے تو فاقہ کرو۔‘‘

علامہ شوکانیؒ کا قول:

فرمایا: ’’علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: ’’بخاری کی شرح لکھ دیجیے‘‘ تو فرمایا: ”لا ھجرۃ بعد الفتح.“

قیمتی نصائح:

فرمایا: ’’حدیث شریف کے پڑھنے سے انسان کے نفس میں درستی آتی ہے، اپنے اخلاق کی کمی محسوس کرتا ہے اور اس کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، دیکھیے! اگر آپ نیک ساتھی کے پاس بیٹھتے ہو تو نیکی آتی ہے۔ بچو! اپنی جوانی کو درست کرلو، جو آدمی تہجد پڑھتا ہے اس کے

چہرے پر نور آجاتا ہے اور باطن سنور جاتا ہے، لوگ بتاتے ہیں کہ جو آدمی بدکاری کا عادی ہوتا ہے اس کا جسم گرم ہو جاتا ہے، ہر وقت ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیے، جب بھی موقع ملے نیکی کر لو۔ ''

حدیث سے باطن ڈھل جاتا ہے:

فرمایا: ''حدیث یعنی حضور ﷺ کے قول و فعل میں آپ ﷺ کی نورانیت سرایت کیے ہوئے ہوتی ہے، جب آدمی حدیث سے اشتغال رکھتا ہے تو اس کا باطن ڈھل جاتا ہے۔ ''

امام وکیعؒ کا قول:

فرمایا: ''امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر تم حدیث یاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو اس پر عمل کرو۔ '' آدمی کو حدیث شریف کی برکت اسی وقت حاصل ہوگی جب وہ اس پر عمل کرے۔ ''

تحصیل حدیث میں اَدب:

فرمایا: ''بڑے بڑے لوگ محدثین کے یہاں آتے تو اَدب کے ساتھ آتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حضرت زیدؓ کے وہاں علم حاصل کرنے جاتے تو چادر بچھا کر دروازے پر سو جاتے۔ ''

سبق کی تیاری میں محنت شاقہ:

ایک مرتبہ سبق میں فرمایا: ''میں جو کچھ بیان کرتا ہوں اس کے لیے کتنے پاپڑ بیلتا ہوں، بیسیوں سال کے بعد بات ملتی ہے۔ ''

اَساتذہ کی بات حتی الامکان لکھ لیں:

فرمایا: ''آدابِ تعلیم میں سے یہ بھی ہے کہ اساتذہ سے جو کچھ سنے حسب استعداد لکھ لے بعض وقت جسے آپ ہلکی بات سمجھتے ہیں کام آتی ہے۔ ''

فرمایا: ”جو بچے بات لکھ سکتے ہیں وہ اپنے اساتذہ کی باتیں لکھیں، بچو! قدر کرو، جب تم گھر چلے جاؤ گے تو تمھیں یہ لکھی ہوئی باتیں کام دیں گی، بچو! اساتذہ کی بات نقل کرلو، باتیں لکھ کے سوچی جاسکتی ہیں۔“

اچھا کام دائیں ہاتھ سے ہو:

چند طلبہ بائیں ہاتھ سے کاپی لکھ رہے تھے، اس وقت حضرتؒ نے فرمایا: ”اصحاب الیمین میں داخل ہو جاؤ اور اصحاب الشمال میں داخل نہ ہوں، عیسائی بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، ہندو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، آپ لوگ عادت بدلیں کہ دائیں ہاتھ سے کھائیں پئیں اور دائیں ہاتھ سے اچھا کام کریں۔“ فرمایا: ”ہم حضرت محمد ﷺ کے غلام ہیں، وہ جو بتائیں گے ان کی بات مانیں گے۔“

ڈاکٹری کے لیے دماغ کی تیزی ضروری:

فرمایا: ”بچو! تم خود ڈاکٹری پڑھو، لیکن ضروری ہے کہ دِماغ تیز ہو۔“

دین کا علم کس نیت سے حاصل کرے؟

”بچو! دین کا علم دنیا کمانے کے لیے نہیں ہے، میں بشارت دیتا ہوں کہ جو بھی دنیا کے لیے علم پڑھے گا وہ ہمیشہ ناکام رہے گا، سن لو! وہ ہمیشہ تنگ دست رہے گا، بھیک مانگتا پھرے گا۔“

پڑھانے کے شوق:

فرمایا: ”مجھ سے جب کوئی پوچھتا کہ ”تو کیا کرے گا؟“ میں کہتا کہ ”پڑھاؤں گا۔“

اسباق کی پابندی:

فرمایا: ”قلت طلبہ مانع درس نہیں ہے، ہمارے یہاں دس آئیں یا سو آئیں، سبق

پڑھائیں گے، میرے یہاں چھٹی وُٹی کا سوال نہیں۔"

(نوٹ: ۸/محرم الحرام/۱۴۲۷ھ کو فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی رحمہ اللہ (صاحب زادہ مولانا حسین احمد مدنیؒ) کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لیے مظاہر علوم سے طلبہ گئے تھے، ظہر کے بعد بخاری شریف کے سبق میں چند ہی طلبہ حاضر ہوئے تھے، اکثر طلبہ حاضر نہیں تھے، اس وقت حضرتؒ نے یہ بات فرمائی تھی، نیز حضرتؒ نے بھی نمازِ جنازہ میں شرکت کی تھی)۔ از مرتب: محمد جابر عفی عنہ۔

فرمایا: "جو اَسباق میں پابندی کرتا ہے وہی ہمارے یہاں عبارت پڑھتا ہے۔"

استاذ کا اَدب:

فرمایا: "میں کہتا ہوں کہ اُستاذ کے آنے کے بعد شور نہ کرو، باتیں نہ کرو، جس میں اَدب نہیں ہے اس کو کبھی علم نہیں آئے گا۔"

ذہن پر زور دیں:

فرمایا: "ذہن پر بوجھ دینا چاہیے، بغیر بوجھ دیے آسانی سے کوئی چیز یاد نہیں ہوتی۔"

اُستاذ کی جانب رُخ:

فرمایا: "میں پنکھا کی تلاش میں نہیں رہتا تھا، میں جدھر بیٹھتا تھا اُستاذ میری طرف رُخ کرتے تھے، اس لیے کہ اُستاذ پڑھنے والے کی طرف دیکھتے ہیں، کسی کے روپ اور کالا ہونے کو نہیں دیکھتے۔" (یہ اس لیے فرمایا تھا کہ کچھ طلبہ نے ہمیشہ پنکھے کے نیچے بیٹھنے کی عادت بنالی تھی)۔ از: محمد جابر عفی عنہ۔

درسِ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس:

فرمایا: "درس میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھنا چاہیے، باتیں نہ کرنا چاہیے، بچو! حضور پاک

ﷺ کی یہ مجلس ہے، اگر وہ تشریف فرما ہوتے تو معلوم نہیں کتنا بڑا نقصان ہو جاتا، وہ تو غائب ہیں، اس لیے بہت سے نقصان سے ہم محفوظ ہیں۔“

طلبہ میں انحطاط:

فرمایا: ”بڑی کمی آگئی ہے کہ طلبہ اب نہ پوچھتے ہیں اور نہ اساتذہ سمجھاتے ہیں۔“

دونوں کام چاہیے:

فرمایا: ”دونوں کام چاہیے، مار بھی اور پیار بھی، نہ بہت مارو اور نہ بہت پیار دو، اپنے اُستاذوں سے محبت رکھو، میں نے تو اُستاذوں کی محبت کی وجہ سے کچھ سیکھ لیا، ہم پر بڑوں کا احسان ہے۔“

بے اَدبی محرومی کا سبب:

(ایک طالب علم دورانِ درس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا، اس پر فرمایا) ”حیرت ہے بھئی! شرم آتی ہے کہنے سے، دیکھو بچو! حدیث شریف کا اَدب کرو، ورنہ تم ایسے افسوس کروگے کہ اسے کوئی علاج دور نہیں کرے گا، بے ادبی آدمی کو محروم کر دیتی ہے، توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتی، گناہ تو معاف ہو جائیں گے۔ محرومی کیا ہے؟ آدمی برکات میں سے حصہ نہیں پاتا، ماں باپ کی خدمت کی برکت یہ ہے کہ بندہ روزی میں سکون پاتا ہے، اُستاذ کی خدمت کی برکت یہ ہے کہ بندہ تعلیم میں سکون پاتا ہے، حدیث کی برکت یہ ہے کہ دل روشن ہوتا ہے، آخرت سنورتی ہے۔

ممتحن کیسا ہو؟

فرمایا کہ ممتحن بیدار مغز ہونا چاہیے، جس میں اہلیت اور صلاحیت ہو اسے امتحان لینا چاہیے۔“

اُستاذ کی ناراضی کا غم:

فرمایا: ”ہمارے اُستاذ نے فرمایا کہ ”تم سب کو کچھ نہیں آتا، بچو! اُس وقت مجھے اِتنا

غم طاری ہوا کہ نہ کھانا اچھا لگتا تھا اور نہ پینا اچھا لگتا تھا۔ ‘‘

مردانہ نشست:

ایک مرتبہ سبق میں فرمایا: ’’بچو! اپنی ہیئت بناؤ، مردانہ نشست میں عظمت ٹپکتی ہے، زنانہ پن اختیار نہ کرو۔ ‘‘

اللہ تعالیٰ کے کرم سے غباوت دور ہوگئی:

فرمایا: ’’ہم سے پہلے یہاں (مظاہر علوم) میں ایک طالب علم پڑھتا تھا، وہ بہت غبی تھا، اس کا طلبہ مذاق کیا کرتے تھے، ایک دِن کسی نے مدرسہ میں گھڑی بھیجی تھی کہ جس کا اوّل نمبر آئے اس کو دی جائے، تو طلبہ اس کا مذاق کرتے تھے کہ گھڑی تجھے پہنائی جائے گی، اسی طرح مذاق کیا کرتے تھے، مالک کریم نے ان کا نام بلوایا کہ ان کا پہلا نمبر آیا ہے، اس لیے ان کو گھڑی دے دی جائے، فرمایا: ’’کسی کو حقیر نہ جانو۔ ‘‘

حدیث سے لاپرواہی کا نقصان:

فرمایا: ’’حدیث سے لاپرواہی انسان کے دین ودنیا کا نقصان کر دیتی ہے۔ ‘‘

اپنی صحت کی حفاظت:

فرمایا: ’’موسم بدل رہا ہے، بہت احتیاط کرو، بچو! ماں باپ کہاں کہاں سے بھیک مانگ مانگ کر دوا وعلاج کراتے ہیں، بچو! یہ خوبی نہیں ہے کہ تم اپنے ماں باپ کو پریشان کرو۔ ‘‘

حدیث کی قدر کرو:

فرمایا: ’’یاد رکھو، حدیث کی قدر نہیں کرو گے تو ساری شان خاک میں مل جائے گی، جو یہاں ذلت اختیار کرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اَدب کرتے ہیں، ان کو کچھ

نہ کچھ علم مل جاتا ہے۔" فرمایا: "میں مولاناؒ کے یہاں گیا کہ "اب لمبا سبق ہوگا اور میں بیمار ہوں، اس لیے ٹیک لگا کر پڑھنے کی اِجازت دیجیے۔" فرمایا: "تپائی پر ٹیک مت لگانا، دیوار پر ٹیک لگانا،" بچو! پورا سال ہوگیا، میں نے ٹیک نہیں لگائی، نہ تپائی پر، نہ دیوار پر، یہ اُستاذِ محترم کی دعا تھی۔"

علم بغیر خوشامد کے نہیں آتا:

فرمایا: "علم بڑی خوشامد کے بعد آتا ہے۔"

اساتذہ کی سختی کا فائدہ:

فرمایا: "اساتذہ کی سختی طلبہ کی عزت کا سبب ہوتی ہے۔"

پڑھنا کس نیت سے ہو؟

فرمایا: "یہ پڑھنا روپیہ پیسہ کے لیے نہیں ہے، عزت و جاہ کے لیے نہیں ہے، یہ پڑھنا اس لیے ہے کہ تم کو اچھے اخلاق آئیں، تمہاری عادات بدل جائیں۔"

قرآن پڑھانے والے کی تنخواہ میں برکت:

فرمایا: "قرآن پڑھانے والے کی تنخواہ کم ہوتی ہے، مگر برکت زیادہ ہوتی ہے، بچو! اللہ پر بھروسہ کرو، قرآن میں بڑی برکت ہے، قرآن پڑھانے والے کی اُجرت میں برکت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تھوڑے دِن امتحان لیتے ہیں، پھر وسعت دیتے ہیں۔"

سعادت مند حافظ:

فرمایا: "بچو! میں حافظ نہیں ہوں، اس لیے مجھے اِتنا غم ہوتا ہے، اسی کا نام تقدیر ہے، جب حافظ کو دیکھتا ہوں تو حسرت ہوتی ہے، غم ہوتا ہے، پانی پت میں ایک قبرستان ہے،

وہاں سے ایک آدمی گزر رہا تھا، تو قبر میں سے قرآنِ کریم پڑھنے کی آواز آرہی تھی، وہ آدمی کھڑا کھڑا سننے لگا۔ کیسے ہوں گے وہ سعادت مند حافظ! جن کو مرنے کے بعد قرآن پاک پڑھنے کی سعادت ملی۔''

اُستاذ کی حمایت کرو:

فرمایا: ''بعض لوگ بیٹے کی حمایت کرتے ہیں، اُستاذ کی نہیں، اُستاذ کو اپنا بنانے کی ضرورت ہے، بیٹا تو اپنا ہی ہے، بچو! اُستاذ کا اَدب کروگے تو وہ تمہارا خیال کریں گے۔''

استاذ کے یہاں فاقہ:

فرمایا: ''میں ایک دِن مطبخ میں گیا، تو بچے روٹیاں اور دال جمع کر رہے تھے، میں نے پوچھا: ''ایسا کیوں کر رہے ہو؟'' کہا: ''فلاں اُستاذ کے یہاں فاقہ ہے،'' بچو! اس اُستاذ کے یہاں مہینے کے اخیر میں فاقہ رہتا تھا، پہلے کے اساتذہ ایسے تھے۔''

حدیث نبوی کے انوار:

ایک مرتبہ درسِ بخاری شریف میں فرمایا کہ ''یہ نبی ﷺ کے انوار ہیں، اگر تم غفلت کروگے تو تمہیں اس میں سے حصہ نہیں ملے گا، اگر تم غفلت نہیں برتوگے تو تمہیں اس سے حصہ ملے گا، ہر چیز کا ایک نور ہے، اسی طرح نبی ﷺ کے کلام میں بھی نور ہے۔''

اس زمانے کے بہت بڑے عالم:

ایک عالم تھے، ان کے استاذ نے فرمایا کہ ''یہاں آکے پڑھو، لیکن روٹی کا انتظام نہیں ہوگا، آس پاس کے گاؤں سے لاکر کھالینا'' وہ عالم صاحب وہاں گئے، دوپہر میں روٹی لینے کے لیے کہیں گئے، روٹی کا ٹکڑا لے کر آئے اور رکھا ہی تھا کہ ایک کوّا آکر اُسے اُٹھا لے گیا، ان کے اُستاذ نے کہا کہ ''بچے! تقدیر میں جو تھا وہ ہوگیا'' بتاؤ بچو! ان پر کیا گزری ہوگی؟ ابھی اِس

زمانے میں ایک بہت بڑے عالم ہیں، تکلیفیں اُٹھائیں تو اللہ نے دیا، اللہ کھلاتا ہے، بچو! سب اپنی تقدیر سے کھاتے ہو، میرے پیارے بچو! میں تمہیں اس لیے سناتا ہوں کہ تاکہ سبق لو۔"

بچوں کو کیوں مارا جاتا ہے؟

فرمایا: "بچہ کو مارا جاتا ہے تاکہ بچہ غفلت نہ کرے اور سبق یاد کرلے، اور اگر ایسا نہ ہو تو مارنے سے کیا فائدہ؟ جہاں کچھ فائدہ کی اُمید ہو وہاں مارا جاتا ہے، بچو! پڑھانے کی نیت سے مارو، غصہ اُتارنے کی نیت سے نہ مارو، بچو! سب کام عقل سے کرو، یہ سب پڑھنا پڑھانا اللہ کے لیے ہونا چاہیے، تہذیب سے مارو، مارپیٹ زیادہ خوبی کی بات نہیں ہے، تفہیم خوبی کی بات ہے، سمجھ دار بچے سمجھ جاتے ہیں۔"

نماز سے علم میں برکت:

فرمایا: "بچو! یہ بہت سی دفعہ بتاتا ہوں کہ نماز پڑھنے سے علم میں برکت ہوتی ہے، میرا حال نہ دیکھو، کوئی دِن خالی نہیں جاتا کہ مجھے افسوس نہ ہوتا ہو۔"

نوٹ: معذوری کے سبب حضرتؒ اپنے حجرے میں نماز باجماعت پڑھ لیتے تھے اور مسجد میں حاضری سے قاصر تھے، اس پر افسوس فرماتے تھے۔

لمبی تقریر کا وقت جوانی میں:

درسِ بخاری شریف میں فرمایا:

ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں   ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

"اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے بعد جو اساتذہ آئیں گے وہ آپ کے سامنے مزید تقریر کریں گے، جوان اساتذہ سے آپ سن لینا۔"

کتابیں خریدنے کے لیے عجیب نسخہ:

فرمایا: ''ایک دِن میں بہت پریشان ہوگیا، حرم سے نکلا تو کوئی لے جانے کے لیے تیار ہی نہیں ہو رہا ہے، ایک بج گیا تھا، پھر ایک شخص تیار ہوا، کیوں کہ سب پیسے زیادہ لیتے تھے، اور میں تھا کنجوس، ایک روپیہ بھی زائد نہیں دیتا تھا؛ کیوں کہ مجھے کتابیں لانی ہوتی تھیں، اس لیے میں کسی کو زیادہ پیسے نہیں دیتا تھا۔''

پڑھنے والوں کی رعایت:

فرمایا: ''بچو! میں پڑھنے والوں کی بہت رعایت کرتا ہوں، جو بالکل پڑھنا نہ چاہتا ہو اس کی کیا رعایت کروں؟''

اَدب سیکھنے سے آتا ہے:

فرمایا: ''میں نے کبھی آہستہ سلام نہیں کیا، میں نے کبھی آہستہ سے بات نہیں کی کہ اُستاذ کو دوسری مرتبہ پوچھنا پڑے، بچو! اَدب سیکھا جاتا ہے، اب نہیں سیکھو گے تو کب سیکھو گے؟''

اُستاذ کو چھوٹا مت سمجھو:

فرمایا: ''ارے بھائی! اپنے چھوٹے اُستاذ کو چھوٹا مت سمجھو، ان کا اَدب کرو۔''

حضرتؒ کے ابتدائی مدرسے کا حال:

کچھ طلبۂ کرام دارالحدیث میں دَری پر چادر بچھا کر بیٹھے تھے، اس وقت فرمایا کہ ''ارے لڑکو! تم نواب ہو کہ چادر بچھا کر بیٹھے ہو، وہ قوم راحت وفلاح نہیں پائے گی جو اِن باتوں کی قائل ہے،'' فرمایا: ''ہم جس مدرسہ میں پڑھتے تھے اس میں کنکر بچھے ہوئے تھے،

بڑی اذیت تھی، ہم لوگ جب سبق پڑھتے تو حضرت مولاناؒ (مولانا ضیاء الحق صحبؒ) چارپائی پر ہوتے اور ہم نیچے بیٹھتے، جمعہ کے دِن ہمارے کپڑے دُھلے ہوئے ہوتے تو ہم پہلے پنجے پر بیٹھتے، پھر جب تھک جاتے تو دوسرے پنجے پر بیٹھتے، پھر ہم پاؤں بچھا کر فرش (زمین) پر بیٹھتے، اور کبھی گھاس پر بھی بیٹھتے تھے، ایک مہینہ نہیں، سالہا سال کا یہ حال تھا، ہمارے مدرسہ میں ٹاٹ نہیں تھا؛ بلکہ ٹھاٹ تھا، یعنی زمین پر بیٹھتے تھے، خواہ گرمی ہو، سردی ہو یا بارِش۔"

درس گاہ میں بے ضرورت بات سے پرہیز:

فرمایا: "ہم درسگاہ میں بات نہیں کرتے تھے، کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو بات کرتے تھے۔"

فرمایا: "طالب علمی تو فقیرانہ زندگی کا نام ہے۔"

مجھے طلبہ سے محبت ہے:

"بچو! مجھے آپ سے ایمانی محبت ہے، طالب علمانہ محبت ہے، تم میرے بچے ہو، اور ایک محبت ہوتی ہے "خدماتی"، لیکن یہ نہیں ہے۔"

سبق کی برکت:

فرمایا: "بعض وقت سبق کی برکت سے ذہن میں بات آتی ہے۔"

حجت الاسلامؒ کا علم:

فرمایا: "پنڈت کہتا تھا کہ "مولوی قاسم (اس سے مراد حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ متوفیٰ: ۱۲۹۷ء ہیں) کے سر پر علم کی دیوی ناچتی ہے، معلوم ہوتا تھا کہ علم کے فوارے جوش مارتے تھے۔"

صحابہؓ کا اَدب:

فرمایا: "دیکھو بچو! ادب سیکھو، اگر ادب نہیں تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا، حضراتِ صحابہؓ

حضرت نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔“

بڑوں نے تہجد پڑھی ہے، تم بھی پڑھو:

طلبۂ کرام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”میاں صاحبان! تہجد پڑھیے، جتنے بڑے گزرے ہیں سب پڑھتے تھے، تم بھی ان کی اقتدا کرنے والے ہو، تم بھی پڑھو۔“

بڑوں کی مار:

فرمایا: ”بچو! بڑوں کا مارنا اور ڈانٹنا کیا برا لگتا ہے؟ اب ماحول بگڑ گیا ہے، ہمارے مولانا ضیاء الحق صاحبؒ (حضرتؒ مشفق اُستاذ متوفی: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء) کے مارنے پر بچے خوش ہوتے تھے، مولاناؒ سبق یاد کرانے کے لیے ڈنڈا مارتے تھے کہ یہاں کیا پڑھا؟ لیکن مولاناؒ بیماری کی وجہ سے میری رِعایت کرتے تھے۔“

محتاج ساتھی کی مدد:

”بچو! اپنے بھوکے ساتھی کو کھلاؤ، اور کچھ پیسوں سے غریب کی مدد کرو، بچو! تم حدیث کس لیے پڑھتے ہو؟ اچھی باتیں سیکھنے کے لیے، اپنے نبی ﷺ کی باتوں کو جاننے کے لیے، اپنے نبی ﷺ سے محبت کرنے کے لیے۔“

طلبہ کو تنبیہ:

ایک طالب علم تاخیر سے دار الحدیث میں داخل ہوئے اور دروازہ اس طرح بند کیا کہ جس سے آواز آئی، اس وقت حضرتؒ نے فرمایا: ”آپ لوگوں میں تہذیب نہیں، کھٹ کھٹ کرتے ہو، شرم نہیں آتی؟ (حضرتؒ نے ڈانٹا تو وہ طالب علم ہنسنے لگا) فرمایا: ”جو بے اَدبی کرکے ہنستا ہے اس میں کبر ہوتا ہے، اس کو کچھ نہیں آتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ خالی ہوتا

ہے، کبھی ہم نے اساتذہ کی موجودگی میں دروازہ اس طرح بند نہیں کیا کہ کھٹ کی آواز آئے، صرف ایک دو بار، اس میں بھی میں چونک گیا، بچو! کتاب کا ادب کرو، استاذ کا ادب کرو، میں بہت دنوں سے سکھاتا ہوں، تم نے کیا سیکھا؟ ایک صاحب کو میں نے کہا کہ آپ کے بچے کا پاؤں قرآن کی طرف ہے، تو انہوں نے فوراً اپنے بیٹے کو تھپڑ ماردی، وہ کون تھے؟ مولانا اطہرؒ (متوفی: ۱۴۲۸ھ مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے بھائی، مظاہر علوم کے استاذِ ادب) تھے، بچہ کون تھا؟ محمد (مولانا محمد سعیدی، مظاہر علوم وقف کے ناظم) آپ کے ماں باپ نے اچھے طریقے نہیں سکھائے، جس میں اَدب نہیں اس میں کچھ نہیں۔''

آج کل کے سلفی:

فرمایا: ''ائمہ سے مسائل میں اختلاف تو کیا جاسکتا ہے، مگر ائمہ کی بے اَدبی نہ کی جائے، آج کل سلفی لوگ ائمہ کی بے ادبی بہت کرتے ہیں، یہ ہرگز درست نہیں کہ ائمہ کو برا بھلا کہا جائے۔''

ایک لفظ کے لیے حضرتؒ کا کئی کتابوں کا تتبع:

فرمایا: ''مولوی کا پیٹ ایک ہوٹل سے نہیں بھرتا، یعنی علم کے ہوٹل سے، بچو! رات کو ایک لفظ ڈھونڈنے میں دو گھنٹے صرف ہوئے، لفظ تو مل گیا؛ مگر پیٹ نہیں بھرا، ساری کتابیں دیکھ ڈالیں، (پھر حضرتؒ نے اپنے بارے میں فرمایا) ''آپ حافظؒ (حافظ ابن حجر عسقلانیؒ) کے معتقد ہیں؟ ہاں! لیکن حافظؒ سے زیادہ اپنا معتقد ہوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا ہے۔'' (نصیحت کرتے ہوئے طلبہ کو فرمایا) ''تمہاری عمر ہے، ''بخاری'' دیکھو، اس کے حواشی دیکھو، ''لامع'' (بخاری شریف کی شرح لامع الدراری) دیکھو، تمہارے پاس جو کچھ ہو دیکھو، ''لامع'' دیکھو، تاکہ حضرت شیخ (زکریا) رحمہ اللہ کو ثواب پہنچے۔''

کس کو مارا جاتا ہے؟

فرمایا: ”جو طالب علم سلیقہ مند ہوتا ہے اس کو مارا جاتا ہے، اور جو بے سلیقہ ہو اسے نہیں مارا جاتا، سعادت مند بچے استاذ کی مار پیٹ سے خوش ہوتے ہیں۔“

فرمایا: ”تم اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سمجھاؤ کہ اُستاذ کے مارنے اور ڈانٹنے سے علم بڑھتا ہے، ذہن تیز ہوتا ہے۔

طالب علم کی کند ذہنی اور رحمت الٰہی کا اثر:

ایک عربی نے مجھے بتایا کہ ایک طالب علم تھا، اسے کچھ نہیں آتا تھا، اس کے استاذ بہت حیران اور ناراض ہوتے، ایک دن وہ سادگی میں کہنے لگا: ”یا سیدی ! ماذا أفعل؟“ میں کیا کروں؟ استاذ غصہ سے بھرے ہوئے تھے، کہنے لگے: ”کل التبن“ جا، بھوسی کھا، طالب علم اتنا سیدھا اور نیک تھا کہ جا کر بھوسی کھانے لگا، اس کا یہ کھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور اس کے ذہن کی قلعی کھل گئی، رَگیں کھل گئیں، جب اگلے دِن آیا تو اُستاذ حیران، کہنے لگے: ”یا بني ! ما ذا فعلت؟“ پھر اس نے وہی سادگی میں کہا: ”یا سیدی ! قلت لی: کل التبن، فأكلته“ اے میرے سردار! آپ نے کہا تھا کہ جاؤ بھوسی کھالو، تو میں نے بھوسی کھالی، استاذ بھی سادے اور سچے تھے، کہنے لگے: نہیں نہیں، ”قلت لك غضبًا“ میں نے تو غصہ میں کہا تھا۔

سمجھ میں آیا کہ نہیں؟ یہ کوئی دوا نہیں تھی، رحمت الٰہی کو جوش آیا، جب دیکھا کہ میرا بندہ لگا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں سارا عالم ہے، اب اللہ تعالیٰ نے قلعی کھول دی، لہٰذا لگے رہو گے تو کچھ ملے گا، استاذ نے آج سو باتیں بیان کیں، تم نے ایک یاد کی، سال ۳۶۵ دِن کا ہوتا ہے، تو آپ کو اِتنی باتیں یاد ہو جائیں گی۔“

آج کل کے مہتمم:

فرمایا: آج کل ’’مہتمم حاکمانہ انداز اختیار کرتے ہیں، یہ بے انتہا مضر ہے، شفقت کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔‘‘

طلبہ قوم کی امانت ہیں:

فرمایا: ’’طلبہ کے حق میں ظلم سے پرہیز کیا جائے، طلبہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، قوم کی بھی امانت ہیں، انہیں سچی تعلیم دی جائے، ضرورت کے بقدر مارا جائے۔‘‘

اکابر کا فاقہ:

فرمایا: ’’بچو! تم نے اکابرؒ کے بارے میں سنا ہوگا کہ وہ مہینہ میں بارہ دِن کھاتے تھے، بقیہ دن غیر اختیاری طور پر فاقہ ہوتا تھا، مجھے ایک دِن فاقہ ہوا تھا، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا: ’’فاقہ برداشت نہیں ہو رہا‘‘ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا، بچو! جس ذات نے اپنی صفت رب العالمین بیان فرمائی ہے، کیا وہ ذات اپنے بندوں کو بھوکا رکھے گی؟ نہیں، بچو! دین کی خدمت کے لیے خود کو تیار کرو، روزی روٹی اللہ تعالیٰ دے گا۔‘‘

بڑوں کا اَدب:

فرمایا: ’’بڑوں کے سامنے چھوٹوں کو نہیں چلنا چاہیے، آج کل کے طلبہ کیسے ہیں؟ کوئی اَدب نہیں، لکھنؤ کے مولانا اصغر صاحب تھے، وہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں کبھی اُستاذ کے آگے نہیں چلا، اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ میں چلتا ہوں تو طلبہ سر جھکا دیتے ہیں، آپ میں کتنا اَدب ہے؟ آپ سوچئے، اپنے اخلاق درست کرو، آدمی بنو، بچو! ادب سیکھا جاتا ہے، بغیر سیکھے کچھ نہیں آتا، میں چھوٹا تھا، کبھی اُستاذ کے برابر نہیں بیٹھتا تھا، میرے دل میں آجاتا تھا کہ اُستاذ کے برابر میں نہیں بیٹھنا چاہیے۔‘‘

آج کل استعداد خام اور تعمیر پکی ہے:

فرمایا: ”جو کام کرو اللہ کے لیے کرو، چھپروں میں بیٹھ کر پڑھاؤ، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ (بانیٔ دعوت و تبلیغ متوفیٰ: ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳) فرماتے ہیں کہ جب عمارت خام تھی تو استعداد پختہ تھی، اور جب عمارت پختہ ہوئی تو استعداد خام ہوگئی۔“

زمانۂ طالب علمی کا قصہ:

فرمایا: ”جہاں میں پڑھتا تھا وہاں میرا معمول تھا کہ ڈیڑھ ماہ پر گھر جاتا تھا، ایک جمعہ کے دِن ایسا ہوا کہ طلبہ نے ایک اُستاذ کے خلاف شور مچایا، جن اُستاذ کے خلاف شور مچایا میں ان کا خادم تھا، جب میں جمعہ کے دِن آیا تو ایک لڑکا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کہیں لے جانے لگا، اور میں اس کو مار بھی نہیں سکتا تھا، اس لیے کہ میں ایک مارتا تو وہ دو مارتا، جب وہ لے جارہا تھا تو ایک طالب علم جو اس کی جماعت کا تھا، اس نے کہا: ”ارے! کہاں لے جارہا ہے؟“ اس نے کچھ جواب نہیں دیا، پھر سے اس نے زور سے کہا: ”ارے! کہاں لے جارہا ہے؟“ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا، بچو! آخر کیا ہوا؟ جو صاحب لے جارہے تھے انہوں نے ڈاڑھی مونڈوالی، اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں پڑھنے دیا، وہ نہیں پڑھ پائے، انصاری برادری کے تھے، اور جنہوں نے کہا تھا کہ ”اس کو کہاں لے جارہے ہو؟“ انہوں نے مکمل تعلیم حاصل کی، اور وہ ایک مدرسہ کے مہتمم ہیں، بچو! بس یہی ہوتا ہے، اس لیے کہ انہوں نے ظلم کیا تھا، اور سن لو! جس نے بھی استاذ کی بے ادبی کی وہ کبھی نہیں پڑھ سکا۔“

سبق میں تاخیر سے نہیں آنا چاہیے:

ایک مرتبہ ایک طالب علم سبق میں تاخیر سے آیا، اس وقت فرمایا: ”گھنٹی کے بعد تاخیر سے آنا حرام ہے، ہاں! اگر کوئی عذرِ شرعی ہو جس نے مجبور کر دیا ہو تو کوئی حرج نہیں،

مجھے یاد ہے کہ میں نسائی شریف کی عبارت پڑھ رہا تھا، بڑے زور سے استنجا کا تقاضہ ہوا، میں نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اس وقت تقاضہ ختم فرما دے، اللہ تعالیٰ نے تقاضہ ختم فرما دیا، میں ٹی. بی. کا مریض تھا، جب عبارت پڑھتا تو بعض اوقات ایسا لگتا کہ سینہ پھٹ جائے گا؛ لیکن میں نے سوچا کہ جو ہونا ہوگا وہ ہوگا، خواہ مر جاؤں؛ مگر عبارت پڑھنا نہیں چھوڑوں گا۔“

طلبہ کو نصیحت اور حضرتؒ کا اَدب:

”طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”دیکھو صاحبو! آوارگی اختیار کرنے سے کچھ نہیں آتا، یہ فن ادب چاہتا ہے، محبت چاہتا ہے، جو اس نیت سے نہیں آتا اسے کچھ نہیں ملتا، اسی لیے تین سو کے قریب طلبہ فارغ ہو کر جاتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے، میں ایک مرتبہ سوار ہو کر آ رہا تھا، اور ایک استاذ سوار ہو کر آ رہے تھے، وہ میرے اُستاذ نہیں تھے، پھر بھی میرے دل نے گوارا نہیں کیا کہ ایک اُستاذ سوار ہو کر آ رہے ہوں اور میں بھی سوار ہو کر آؤں، میں اُتر گیا، وہ چلے گئے، پھر میں سوار ہو گیا، تم میں ہے ایسا کوئی طالب علم؟ بچو! پہلے ایسا تھا کہ اساتذہ کو دیکھ کر طلبہ ازراہِ اکرام ایک طرف ہو جاتے۔“

کتابیں اُٹھانے کی برکت:

فرمایا: ”ہم تو پانچ پانچ کتابیں ایک ساتھ اٹھا کر لے جاتے تھے، جو طلبہ پانچ پانچ کتابیں لے کر آتے تھے وہ آج پڑھا رہے ہیں۔“

پیسوں سے کچھ نہیں ہوتا:

فرمایا: ”بچو! رِیال کما کے کیا ہوگا؟ آدمی پیسوں سے حج نہیں کرتا، اور نہ عمرہ کرتا ہے، خبردار! کہیں پیسوں کے لیے مدرّسی نہ کرنا۔“

حدیث شریف سے بہتر کوئی کلام نہیں:

کچھ طلبہ دارالحدیث میں باتیں کررہے تھے، اس وقت حضرتؒ نے فرمایا: ”ارے احمقو! کیا حدیث شریف سے بہتر بھی کوئی کلام ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ دن کبھی نصیب نہیں ہوں گے، میں پہلی مرتبہ جب حدیث شریف پڑھنے لگا تو کونے میں بیٹھ کر بہت رویا تھا، کیوں کہ مجھے ٹی. بی. کی بیماری تھی، مجھے پتا نہیں تھا کہ میں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ اس لیے میں طلبہ سے کہتا پھرتا تھا کہ میرے لیے دعا کرنا، حضرت اقدس مولانا عبدالحلیم صاحب جون پوریؒ (متوفی: ۱۹۹۶ء) کو خط لکھا، تو سب سے زیادہ تسلی بھرا خط ان کا آیا، بچو! اس وقت کو غنیمت جانو، باتیں نہ کرو، دوستی نہ کرو، نبی ﷺ کو چھوڑ کر غیر نبی سے کیا دوستی کرنا؟ بہت ڈرنا چاہیے، یہ دِن پھر نصیب نہیں ہوں گے، بچو! میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جو دورۂ حدیث پڑھنے کے بعد بھی ڈاڑھیاں مونڈواتے ہیں۔“

حرص ہی ختم کردی:

فرمایا: ”ہمارے حجرے میں پانچ آدمی تھے، ناشتہ کرتے، کھانا پکاتے اور کھاتے تھے، جب وہ پکاتے اور کھاتے تو میں باہر چلا جاتا، کبھی ان کے کھانے کی طرف نہیں دیکھتا تھا اور نہ ان کی ہیئت کی طرف دیکھتا، یہ سب حاجی شبیر صاحبؒ (حضرتؒ کے والد محترم) کا کمال ہے کہ انہوں نے اَدب سکھایا تھا، جو سینکڑوں بار فرمایا کرتے کہ کسی چیز کی طرف نہ دیکھو۔“

حضرتؒ کے والدؒ کی چاہت اور اللہ تعالیٰ کی مرضی:

فرمایا: ”غربت کی وجہ سے ابّاؒ کہا کرتے تھے کہ تو کپڑا سینا سیکھ لے، یا کوئی اور کام سیکھ لے، ہمارے گاؤں کے کمال صاحبؒ تھے، انہوں نے ابّاؒ سے کہا کہ یونس کو بنارس لنچا

کھینچنے کے لیے بھیج دو، ابّا نے کہا کہ یہ اس کے بس کا کام نہیں ہے، میرے مولیٰ نے کرم کیا، میں سوچتا ہوں کہ ایک انسان لنچا کھینچنے کے لیے تیار کیا جاتا تھا اُسے مالک نے کہاں بٹھایا ہے، بچو! جو مقدّر ہوگا وہ ہوکر رہے گا، بچو! دین کی خدمت کرو۔“

حدیث کی ناقدری کا نقصان:

درس میں بعض طلبہ نہیں آئے تھے، جس کا احساس حضرتؒ کو ہوگیا تھا، اس وقت فرمایا: ”آپ لوگ جتنی آوارگی کرتے ہو، سب ظاہر ہے، صبح کے سبق میں آپ میں سے کتنے لوگ نہیں آتے، بچو! اس سے دین بھی برباد ہوگا اور دنیا بھی برباد ہوگی، سنو! نبی ﷺ سے اعراض کبھی اچھے نتائج نہیں لاسکتا، اور نبی ﷺ پر فدا ہونا اچھے نتائج لائے گا، میں اپنی بات سناتا ہوں، میں ٹی. بی. کا مریض تھا، میرے پاس پیسے نہیں تھے کہ علاج کراؤں، مگر پھر بھی سبق میں حاضر ہوتا تھا، یہ طے کرلیا تھا کہ اب تو مرنا ہی ہے، لاؤ پڑھ لوں۔ ایک مرتبہ میں سیڑھی پر سے پانچ کتابیں لے کر آرہا تھا، میں ناشتہ نہیں کرتا تھا اور بیمار بھی رہتا تھا، سانس پھول گیا اور چلنے کی طاقت نہیں رہی، ایک لڑکا آیا، اس نے کہا کہ ”لاؤ، کتابیں میں لے جاؤں،“ میں نے کہا: ”یہ حدیث شریف کی کتابیں ہیں، میں آپ کو نہیں دوں گا، میں خود لے جاؤں گا،“ بچو! جب تک مجھ میں طاقت رہی میں خود ہی کتابیں لاتا تھا، اب تو میں اس حالت میں ہوں کہ خود میرا وجود مجھ پر بھاری ہے، بچو! قدر کرو، جو اپنے نبی ﷺ کی قدر کرے گا اس کی قدر ہوگی، جو حدیث شریف کی ناقدری کرتا ہے اس کا کرتہ اور پائجامہ اُتر جاتا ہے اور وہ شرٹ پتلون پر آجاتا ہے۔ جدّہ میں دیوبند کے ایک فارغ ملے، جو ڈاڑھی مونڈے ہوئے تھے، پتلون اور شرٹ پہنے ہوئے تھے، انہوں نے مجھ سے اپنا تعارُف کروایا، میں نے کہا: ”حدیث شریف پڑھ کر آپ مجھ سے تعارف کروا رہے ہیں، ارے میاں! کہیں مکتب

پڑھانے بیٹھ جاتے،'' بچو! بہت ہی غم ہوتا ہے، تمہیں اِتنا سمجھایا پھر بھی تم میں عمل کرنے کا جوش نہیں اُٹھا۔''

کیا حدیث کے طلبہ کی حاضری لی جاتی ہے؟

فرمایا: ''میں حاضری نہیں لیتا، اگر حاضری لی جائے تو پھر آپ کا آنا نبی ﷺ کے لیے ہوگا یا حاضری کے لیے؟ پھر تم میں اور کالج کے طلبہ میں کیا فرق رہے گا؟ میرے عزیزو! کالج کے طلبہ حاضری کے لیے آتے ہیں، تم تو نبی ﷺ کی حدیث پڑھنے کے لیے آتے ہو، میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جنہوں نے حدیث شریف کا ادب نہیں کیا ان کی عاقبت برباد ہو جائے گی، اور وہ دنیا میں بھی کبھی عزت نہیں پائیں گے، بچو! حدیث شریف کا تعلق سرکارِ دو عالم ﷺ سے ہے، روزانہ کیا کہنا؟ سال کا اخیری مہینہ ہے، تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے، قدر کرلو۔''

سبق کی غیر حاضری کے نقصان کی تلافی نہیں:

''دیکھو بچو! تمہاری کتنی حدیثیں چھوٹتی ہیں؟ میری دو تین حدیثیں چھوٹی ہیں، میں ظہر کے بعد فوراً درسگاہ چلا جاتا اور عصر تک بیٹھا رہتا، بچو! جو لوگ آزادی اختیار کرتے ہیں ان کے نام ونشان مٹ جاتے ہیں، ایسے طلبہ کو کوئی نہیں جانتا۔ ایک دِن ہمارے استاذ نے فرمایا کہ ''جو لوگ میرے سبق میں حاضر نہیں ہوتے وہ مکتب پڑھائیں گے،'' میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حاضر ہوں گے وہ کتابیں پڑھائیں گے، بچو! جو لوگ سبق میں حاضر رہتے تھے ان میں آج جلالین سے نیچے کوئی نہیں پڑھاتا، جو طلبہ سبق چھوڑ دیتے ہیں، حدیث چھوڑ دیتے ہیں انہیں کچھ نہیں ملتا، وہ اپنا سب کچھ ضائع کرتے ہیں۔''

اساتذہ کی خدمت سے کام چلتا ہے:

فرمایا: ''میں اساتذہ سے بہت محبت کرتا تھا، محبت رہنمائی کرتی ہے، محبت عجیب چیز

ہے، میں جس کی خدمت کرتا تھا دل سے کرتا تھا، اساتذہ کی خدمت ہی سے کام چلا۔“

کیا بغیر دین پڑھے اولاد اپنے والدین کا خیال کرسکتی ہے؟

فرمایا: ”ہمارے ایک ساتھی بڑے ذہین تھے، انہوں نے اپنے بچے کو انگریزی پڑھایا، ان کا انتقال ہوگیا، بچو! دین پڑھ کر انسان کو اپنے والدین کا خیال آتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کہ لوگ وکیل بنیں، ڈاکٹر بنیں تقویٰ کے ساتھ، ایمان کے ساتھ، آپ پہلے ان کے عقائد صحیح کروائیے، قرآن پڑھوائیے، اس کے بعد انگریزی تعلیم دو، تو کوئی حرج نہیں۔“

اپنی آخرت بچاؤ:

دو تین طالب علم سبق کے دوران اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے، اس پر فرمایا: ”ارے بچو! سبق ہو رہا ہے، تم اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہو، حدیث سامنے موجود ہے اور تم غیر حدیث کی طرف متوجہ ہو؟ اپنی آخرت بچاؤ، ورنہ اپنا انجام سوچو۔“

کس نیت سے مارنا چاہیے؟

فرمایا: ”نیت خراب ہو تو عمل بھی خراب ہوتا ہے، اگر تھپڑ اصلاح کی نیت سے مارو تو اگرچہ صورۃً وہ مار ہے، مگر معنًی تہذیب ہے، پرانے بزرگوں کے یہاں اصول تھا کہ وہ مارتے تھے تو صرف اصلاح کے لیے، اب لوگ مارتے ہیں غضب اُتارنے کے لیے، رُعب پیدا کرنے کے لیے، پہلے اساتذہ چاہتے تھے کہ بچے سنور جائیں، اب ایسا کون چاہتا ہے؟ الا ماشاء اللہ۔“

اگر تعلیم مقصود ہو تو روزی روٹی کی فکر چھوڑیے:

فرمایا: ”بچو! اگر تمہیں پڑھانے کا موقع ملے تو نیک نیتی سے پڑھاؤ، روزی روٹی کے لیے نہیں، روزی روٹی مقدّر سے ملے گی، اگر تعلیم مقصود ہو تو چار سو روپے زیادہ ہیں، اگر

پیسے مقصود ہوں تو جہاں چاہے جاؤ، کسی عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے کھانے کی لذّت فقراء کے کھانے میں ڈال دی ہے۔'' ڈاکٹر کا کھانا کھاؤ تو کچھ نہیں، لیکن ملاّ کا کھانا کھاؤ تو لذّت آتی ہے۔''

میں سنت کی وجہ سے ساری دنیا کو چھوڑ دوں گا:

فرمایا: ''حدیث شریف کو محبت سے پڑھو، اس کے اثرات اپنے اندر جذب کرو، ایک دِن حضرت شیخ رحمہ اللہ بہت بیمار تھے، ان کے تلامذہ اور متعلقین حضرتؒ کے پاس موجود تھے، میرا سنت پر عمل کرنے کا ارادہ ہوا، میں نے حضرتؒ کے ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا، تو حضرتؒ نے آنکھ کھولی اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ ''یہ سنت پر عمل کرنے کے لیے کر رہا ہے، مجھے سنت سب سے زیادہ پسند ہے، محبوب ہے، میں سنت کی وجہ سے ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ساری دنیا کو چھوڑ دوں گا۔'' بچو! سنور جاؤ، نبوّت کے آداب لے کر جاؤ۔''

سنت پر عمل کے لیے حضرتؒ کا شوق:

فرمایا: ''بچو! میں جب دائیں کروٹ سے بائیں کروٹ لیٹتا ہوں تو حدیث شریف یاد آتی ہے اور جی کہتا ہے کہ تجھے حدیث یاد ہے اور تو بائیں کروٹ لیٹتا ہے؟ پھر میں دائیں کروٹ لیٹ جاتا ہوں، مگر جب تھک جاتا ہوں تو پھر تاویل کرتا ہوں کہ اب تیرے لیے بائیں کروٹ لیٹنا جائز ہے۔''

احقر کا قوتِ حافظہ کے لیے دعا کا سوال:

ایک مرتبہ احقر (محمد جابر) نے حضرتؒ سے دریافت کیا کہ ''قوتِ حافظہ کے لیے کوئی دعا ہے؟'' حضرتؒ نے جواب دیا: ''اگر کوئی دعا ہوتی تو سارے ہی لوگ امام بخاری بن جاتے،'' پھر کچھ توقف کے بعد ارشاد فرمایا: ''تقویٰ اختیار کرو اور گناہوں سے بچو۔'' پھر

احقر نے اور ایک سوال کیا کہ ''حضرت! مطالعہ کرتا ہوں تو یاد نہیں رہتا'' فرمایا: ''کس کو یاد رہتا ہے؟ اس کو بار بار پڑھو۔''

دین کی خدمت نہ چھوڑنا؛ اگرچہ فاقہ کرنا پڑے:

دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو سالانہ سے کچھ دنوں پہلے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''بچو! اب تم جا رہے ہو، اخلاص سے دین کی خدمت کرنا، اگر فاقہ ہو جائے تو برداشت کر لینا، بچو! اگر اللہ تعالیٰ کے لیے فاقہ برداشت کر لوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک وقت کی روٹی میں برکت عطا فرمائیں گے۔''

اکابر کا کتابوں کا ادب:

فرمایا: ''ہمارے اکابر کتابوں کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ بخاری پر نسائی نہیں رکھتے تھے، ویسے تو میں بھی نہیں رکھتا ہوں لیکن کتاب کھول کر دیکھنی پڑتی ہے، اس لیے رکھتا ہوں۔''

فرمایا: ''ایک ڈر ہوتا ہے اُستاذ کا، اور ایک ڈر ہوتا ہے علم کا، دوسرا ڈر مفید ہے، علم کا ڈر یہ ہے کہ غیر حاضری ہوگی تو میرا مسئلہ چھوٹ جائے گا، میری علمی بات بیچ سے چھوٹ جائے گی، یہ خوف ہونا چاہیے، اگر اُستاذ کا خوف ہو تو وہ کب تک چلے گا؟''

اُستاذ کا ڈر یا علم کا ڈر:

طلبۂ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ لوگ لیلیٰ مجنون کے قصے پڑھ کر اپنے دِماغ کو خراب نہ کریں، بلکہ نبی ﷺ کی سیرت پڑھیں، صحابہؓ کے قصے پڑھیں اور ''فتوح الشام'' پڑھیں۔''

آج کل کے طلبہ:

آج کل طلبہ زیادہ طور پر بننے سنورنے میں پڑے ہیں، اس پر حضرتؒ نے فرمایا

کہ: ”ہمارے زمانے میں جو طلبہ پڑھتے تھے وہ پھٹے پرانے کپڑے پہنتے تھے، مونڈھے پر دس دس پیوند ہوتے تھے، ہم نے یہاں سہارن پور میں آ کر دیکھا کہ لوگ بننے سنورنے میں پڑے ہیں، بچو! جس کو اللہ تعالیٰ ظاہری جمال دیتے ہیں وہ پرانے کپڑوں میں بھی اچھا لگتا ہے، جب یہ چیز غیر اختیاری ہے تو پھر اس کے پیچھے کیوں پڑے ہو؟ بچو! اچھا پہنو اور کھاؤ؛ مگر ماں باپ کو تنگ مت کرو۔“

حدیث کی قدر کرو:

ایک مرتبہ حضرتؒ درس میں تشریف لائے تو مسند پر بیٹھتے ہی فرمایا: ”بچو! حدیث شریف کی قدر کرو، آج جو قدر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے کام لے گا، بچو! رسول ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے، رسول ﷺ جو کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے لے کر کہتے ہیں، اس لیے بچو! اَدب کرو، اِکرام کرو، حدیث کا احترام سب سے زیادہ کرو، جب آدمی میں یہ سب چیزیں ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔“

دین کی خدمت سے اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ بھر دیتا ہے:

فرمایا: ”بچو! میں ہدایت کرتا ہوں کہ اگر اپنے علاقہ میں دین کی خدمت کے لیے ایک وقت بھوکا بھی رہنا پڑے تو رہو، ایک وقت کھا لو، اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیتا ہے، برکت بڑی عجیب چیز ہے، میں نے آپ لوگوں کو بتایا تھا کہ مولانا ضیاء الحق صاحب نے دعوت کی تھی، باجرہ کی ایک روٹی تھی اور تھوڑا سا سالن، میں اور ایک ساتھی تھے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ پیٹ کیسے بھرے گا؟ بچو! اللہ تعالیٰ نے پیٹ بھر دیا۔“

حضرت اقدس تھانویؒ کا قول:

ایک مرتبہ سبق میں فرمایا: ”نبی ﷺ کو چھوڑ کر یار دوستوں میں لگنا اپنی عاقبت کو

برباد کرنا ہے، حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ معصیت کا اِتنا اثر نہیں ہوتا جتنا بے اَدبی کا ہوتا ہے۔“

حضرتؒ کا واقعہ:

فرمایا: ”میں ایک مرتبہ بیمار تھا، سبق میں نہیں گیا، حضرت شیخ (محمد زکریا) رحمہ اللہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ”تو سبق میں کیوں نہیں آیا؟ سبق میں میرے پاس آ کر لیٹ جاتا“ دوسرے دِن میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ جب حضرت شیخ رحمہ اللہ تشریف لے آئیں تو مجھے اطلاع کر دینا، اس نے مجھے اطلاع کی، حضرت شیخ رحمہ اللہ تشریف لائے، میں چادر اوڑھ کے سبق میں آیا، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس کو جگہ دو“ تو بچوں نے جگہ دی، میں بیٹھ گیا، مولانا شجاع الدین نے کہا کہ تیرے آنے کے بعد حضرتؒ نے دوبارہ سبق پڑھایا۔“

حدیث کے مشغلے سے اخلاق بدلتے ہیں:

فرمایا: ”بچو! نبی ﷺ کی سنت کو اپناؤ، علمائے تاریخ نے لکھا ہے کہ جب کوئی حدیث کا مشغلہ اختیار کرتا ہے تو اس کے اخلاق بدلتے ہیں، اگر حدیث پڑھنے والے کے اَخلاق نہ بدلیں تو حدیث پڑھنے کا کیا فائدہ؟“

اُستاذ نے اپنے شاگرد (حضرتؒ) کی تعریف کی:

فرمایا: ”مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے ایک دن فرمایا کہ ”بچے آگے بڑھ کے مجھے چھوڑ دیتے ہیں“ میں نے اپنے دل میں کہا کہ: ”میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا“ واقعی میں نے ان کو نہیں چھوڑا، ایک دِن مولاناؒ نے فرمایا کہ ”یہی ایک یونس ہے، جو ساتھ لگا ہوا ہے۔“

بسم اللہ کی برکت:

فرمایا: ”جب ہم تمہاری عمر کے تھے اور پرچہ لکھتے تھے تو تین بار بسم اللہ پڑھ کر لکھتے

تھے، بچو! بسم اللہ میں برکت ہے، بسم اللہ سے بڑی برکت ہوتی ہے، ابھی میں کسی مسئلہ میں پھنسا ہوا تھا جو مل نہیں رہا تھا، مجھے اس مسئلہ کی ضرورت تھی، میں نے سوچا کہ اب بوڑھا ہو گیا ہوں، کہاں جاؤں گا؟ تو میں نے بسم اللہ پڑھی اور فوراً مل گیا، بچو! آدمی جب تکبر سے کتاب دیکھتا ہے تو فوراً عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور جب اس نیت سے دیکھتا ہے کہ مجھے پتا نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں، بچو! تواضع سے فائدہ ہوتا ہے، جب آدمی خود کو کچھ نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتے ہیں۔‘‘

پہلی حدیث کے وقت حضرتؒ کا رونا:

فرمایا کہ ’’حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ جب پہلا سبق پڑھانے آئے تو میں رونے لگا تھا، مجھے رونا اس بات پر آیا تھا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے پاس میں پڑھ پاؤں گا یا نہیں؟ اس لیے کہ مجھے ٹی. بی. کی بیماری تھی، اور وہ رونا اب تک مجھے یاد ہے۔‘‘

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا درجہ:

فرمایا: ’’حضرت ابراہیم بن اَدہمؒ کے درجات ان کی قربانیوں کی وجہ سے بڑھے، جب تک قربانی نہیں ہوگی ایک تنکا بھی نہیں ٹوٹے گا، بعض طلبہ جو محروم ہیں وہ اسی وجہ سے کہ ان میں علم کا اَدب نہیں، ہر سال ہزاروں فارغ ہوتے ہیں، کہاں جاتے ہیں؟‘‘

بے اَدبی سے آدمی محروم ہو جاتا ہے:

فرمایا: ’’کتنے ہی اونچے خاندان والا کیوں نہ ہو؟ وہ بے اَدبی سے محروم ہو جاتا ہے، ایک طالب علم بڑے ذہین اور بڑے حسین تھے، اونچے خاندان والے تھے، ایک مرتبہ میں مولاناؒ کا کھانا لے کر آ رہا تھا، میرے ہاتھ میں لوٹا بھی تھا، انہوں نے میرے ہاتھ سے لوٹا چھین لیا اور کہا کہ مجھے استنجا کے لیے جانا ہے، وہ لوٹا لے کر چلے گئے، میں مولاناؒ کے پاس گیا تو مولاناؒ

نے کہا کہ ہاتھ دُھلاؤ، میں نے کہا کہ ’’فلاں نے لوٹا لے لیا ہے،‘‘ فرمایا: ’’اگر ہوتا تو میں ہاتھ دھو لیتا،‘‘ پھر مولاناؒ نے (زکریا نامی) ایک طالب علم سے فرمایا کہ ’’ہمارے لیے ایک لوٹا لے آؤ،‘‘ وہ ساڑھے گیارہ روپئے کا لوٹا لائے، بچو! لوٹا چھیننے والے صاحب بیمار ہوئے، تو سب ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر صحت مقصود ہے تو ان کی پڑھائی چھڑاؤ، بچو! وہ پڑھ نہیں پائے، ان کے والد صاحب نے یہ سن کر کہا کہ میرا ماتھا ٹھنڈا ہو گیا۔ کوئی آدمی خود کو مالدار سمجھ کر بے ادبی کرتا ہے تو محروم ہوتا ہے، اگر کوئی آدمی خود کو چھوٹا سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے بڑھاتے ہیں، مجھے تو لوگ بغیر پڑھے بھی یہ سمجھتے تھے کہ پڑھ کر آیا ہے، بچو! تواضع کرو، اللہ تعالیٰ کو بندوں کی تواضع پسند ہے، اللہ تعالیٰ بڑے ہیں اور بڑائی ان ہی کے لیے ہے۔‘‘

سبق میں اُستاذ کے آنے میں تاخیر ہو تو کیا کریں؟

ایک مرتبہ سبق میں طلبہ سے فرمایا: ’’میں نے تم کو کتنا سمجھایا کہ اگر دس منٹ تاخیر ہو جائے تو ایک حدیث دیکھ لو، اس کا حاشیہ دیکھ لو، تمہیں کام آئے گا۔‘‘

یہ بال منیٰ میں کٹیں گے:

فرمایا: ’’بال رکھنا کوئی کمال نہیں، اس میں انسان کی کوئی خوبی نہیں، میں طالب علمی کے زمانے میں ہر ہفتہ بال مونڈواتا تھا، میں نے مدرّسی کے زمانے میں بال رکھے، اور بال کٹوانے کی نوبت نہیں آئی، بڑے بڑے بال ہو گئے، اور سردی کا زمانہ آ گیا، میرے پاس سر پر اوڑھنے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی، تو میں سر کے بال کان پر رکھ دیتا تھا، تا کہ سردی نہ لگے، ایک مرتبہ ڈاکٹر فرید آئے اور کہا کہ مولوی صاحب! بال کٹوا دو، میں نے کہا: ’’ڈاکٹر صاحب! ان شاء اللہ، یہ بال منیٰ میں کٹوائے جائیں گے، میں نے چودہ سال تک بال رکھے، پھر اللہ تعالیٰ نے حج کی توفیق دی، اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی، بچو! جو کرو سنت کی نیت سے

کرو، اس میں مزہ ہی مزہ ہے، کوئی آدمی سنت سے ہٹ کے اچھا لگتا ہے؟ سنت کا اتباع کرو، سنت سیکھ کر جاؤ گے تو سب دنیا پلٹ جائے گی، حضرات صحابہؓ میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ سنت جان بوجھ کر چھوڑ دے۔''

علم کی کثرت پر گھمنڈ کرنا:

فرمایا: ''کسی کو علم کی کثرت پر گھمنڈ کرنے کا حق حاصل نہیں، کہیں علم کی کثرت سے عند اللہ درجہ بڑھ جاتا ہے؟''

میں سمجھ رہا تھا کہ پڑھانے میں مزہ ہے:

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ میں پڑھوں اور پڑھاؤں، لوگ مجھ سے پوچھتے تھے کہ پڑھ کر کیا کرے گا؟ میں کہتا کہ پڑھاؤں گا، لیکن میں پڑھانے کا ترجمہ یہ سمجھتا تھا کہ مدرّس ہونے کے بعد آرام کروں گا، آرام سے کھاؤں گا اور بات چیت میں مشغول رہوں گا، جب پڑھانے بیٹھا تو پاؤں کا پسینہ سر پہ آگیا، بہت محنت کرنی پڑی۔''

سبق میں کیسے بیٹھیں؟

طلبہ کو سبق میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''بچو! چار زانو بیٹھنا کوئی عیب نہیں ہے؛ لیکن حدیث کے اَدب کے خلاف ہے، طالب علم کو چار زانو نہ بیٹھنا چاہیے۔''

طلبہ تم سے محبت کریں گے:

فرمایا: ''بچو! دیانت سے پڑھاؤ گے تو طلبہ تم سے محبت کریں گے، تم پر بھروسہ کریں گے۔''

اُستاذ کی مثال:

فرمایا: ''بچو! درس میں کبھی بھی غیر اُستاذ کی طرف التفات نہیں کرتے، بچو! حدیث

کا درس نبی ہی کا درس ہے، اُستاذ کی مثال اسپیکر کی سی ہے، اگر تم نے اسپیکر کی آواز نہیں سنی تو گویا تم نے نبی ﷺ کی بات نہیں سنی، بچو! حدیث شریف کا اَدب کرو، جس نے حدیث شریف کا اَدب کیا اس کو کچھ نہ کچھ ملا ہے، اور جس نے اَدب نہیں کیا اس کو کچھ نہیں ملا۔"

مدرسے میں رہتے ہوئے تین کام:

فرمایا: "مدرسہ میں رہتے ہوئے تین کام کرو: (۱) سبق کی پابندی، (۲) جماعت کے ساتھ نماز کی پابندی، (۳) حرام باتوں سے پرہیز، جس کی آسان شکل یہ ہے کہ بے ضرورت نہ بولو۔"

حضرتؒ کو حضرت ناظم صاحبؒ کی تنبیہ:

فرمایا: "امتحان کا زمانہ تھا، رات دیر تک پڑھنے کی وجہ سے میری فجر کی نماز چھوٹ گئی، تو مدرسہ سے کھانا بند ہو گیا، ظہر کی نماز کے بعد کھانا جاری کروانے کے لیے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے پاس گیا، تو حضرتؒ نے فرمایا: "نماز کیوں چھوٹی تھی؟" میں نے کہا: "رات کو دیر تک پڑھ رہا تھا،" تو حضرتؒ نے فرمایا: "پڑھنا عمل کے لیے ہوتا ہے، اِتنی رات تک جاگنے سے کیا فائدہ؟"

سبق میں باوضو ہو کر حاضری:

فرمایا: "میں بہ غیر طہارت کے سبق نہیں پڑھاتا ہوں، بہ غیر وضو یا تیمّم کے پڑھانے سے کیا فائدہ؟"

پتا نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کس کا مرتبہ اونچا ہے؟

فرمایا: "کسی کو حقیر مت سمجھو، کیا معلوم اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کیا مرتبہ ہے؟ اساتذہ تمہیں ٹوکتے ہیں تو تحقیر کی غرض سے نہیں؛ بلکہ اصلاح اور تربیت کی غرض سے، میں جو

ڈانٹتا ہوں تو تربیت کے طور پر ہوتا ہے، یاد رکھو! میں تحقیر کی غرض سے کسی کو کبھی کچھ نہیں کہتا، معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ پھر کیوں کسی کی تحقیر کروں؟''

ہمارے مدرسے کی خصوصیت:

فرمایا: ''ہمارے مدرسہ کی خصوصیت تھی کہ مہتمم یا صدر مدرّس کے بیٹے کو بھی اساتذہ پیٹ دیتے تھے، بچو! میرا تجربہ ہے کہ جو اپنے بیٹے کی وجہ سے اُستاذ کو ٹوکتا ہے، تو اس کا بیٹا پڑھتا نہیں ہے، اگر پڑھتا بھی ہے تو ترقی نہیں کر پاتا۔''

ختم بخاری کے موقع پر حضرتؒ کی نصیحت:

۱۷/ رجب/ ۱۴۲۷ھ کو ختم بخاری شریف کے موقع پر طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''بچو! یہ پڑھنا پڑھانا اصلاحِ عقیدہ اور اصلاحِ عمل کے لیے ہوتا ہے، آخرت کی درستی کے لیے ہوتا ہے، سلف صالحین کا قول ہے کہ ''اگر کوئی بندہ آخرت کی درستی کے لیے علم کا طالب ہو تو اس کے لیے احادیث کا علم ضروری ہے، احادیث کے علم سے یہ مراد نہیں ہے کہ صرف الفاظ پڑھ لیے جائیں؛ بلکہ عمل بھی ہونا چاہیے۔''

طالبین حدیث کا عمل:

فرمایا: ''طالبین حدیث کے اعمال الگ ہوتے ہیں، وہ سنت کے مطابق چلتے ہیں، نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں، نماز مسجد میں ادا کرتے ہیں، سنت کے مطابق وضو کرتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔''

فرمایا: ''کسی زمانہ میں طالب حدیث کا یہ حال تھا کہ وہ سنتوں پر عمل پیرا تھا،'' پھر فرمایا: ''آج کل دنیا طلبی کا دور آیا ہے، حدیث شریف بھی پڑھتے ہیں تو سند کے لیے اور بیرونِ ملک جانے کے لیے، یہی وجہ ہے کہ ننانوے فی صد (۹۹٪) سے زیادہ طلبہ ناکام

ہوتے ہیں، تعجب ہے کہ طالب حدیث اور غیر طالب حدیث میں کوئی فرق ہی نہیں رہا، بچو! زندگی سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کرو، ہمارا کھانا، پینا اور سونا سنت کے مطابق ہو، جب زندگی میں سنت آ گئی تو سمجھو ہر چیز آ گئی۔"

سب سے زیادہ درود شریف کہاں؟

فرمایا: "شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۵۷ء) نے کسی کے خط کے جواب میں لکھا تھا کہ "سب سے زیادہ درود شریف ہماری درسگاہوں میں پڑھا جاتا ہے، اُستاذ بھی پڑھتا ہے اور شاگرد بھی۔"

علم کیسے آئے گا؟

فرمایا: "جسمانی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوتا، تمہیں اگر علم چاہیے تو محنت کرنی پڑے گی۔"

ایک چپہ شاہ:

فرمایا: "ہماری "بوستاں" جب شروع ہو رہی تھی تو جماعت میں اٹھارہ ساتھی تھے، ہر طالب علم چاہتا تھا کہ میں پڑھنا شروع کروں گا، ان میں ایک "چپہ شاہ" (حضرت شیخ یونس صاحبؒ) بھی تھے، وہ کچھ بولتے نہیں تھے، جیسے ہی اُستاذ نے کہا: "چلو پڑھو" تو میں نے سب سے پہلے بسم اللہ کہہ کر پڑھنا شروع کر دیا، بچو! کوئی کتاب میری موجودگی میں کسی ساتھی نے شروع نہیں کی، مجھے شوق تھا، میں تو یہی سوچتا تھا کہ پڑھ ہی لوں، کیا پتا کتنے دِن زندہ رہوں گا؟ کیوں کہ میں بہت بیمار رہتا تھا۔"

مولا نا بخش:

فرمایا: "مولانا ضیاء الحق صاحب فیض آبادیؒ نے ڈنڈے کا نام "مولا نا بخش" رکھا

تھا، ہمیں مولاناؒ کے مارنے سے برا نہیں لگتا تھا، اس بافیض شخصیت کا مارنا سب کو اچھا لگتا تھا، ان ہی کی دعا اور برکت تھی کہ اس نااہل نے پڑھ لیا۔“

سبق چھوڑ کر جمعیت کے جلسے میں حاضری:

۱۳۷۶ھ میں جب جمعیت علماءِ ہند کا دہلی میں اِجلاس تھا، تو اس میں شرکت کے لیے کچھ طلبہ گئے تھے، جو سبق میں غیر حاضر تھے، اس وقت حضرتؒ نے دریافت فرمایا کہ ”بچے کہاں گئے ہیں؟“ طلبہ نے کہا کہ ”دہلی جلسہ میں گئے ہیں،“ تو فرمایا: ”ان کو بشارت دے دو کہ کچھ نہیں آئے گا، بچو! میں مسلم شریف پڑھ رہا تھا، اطلاع ملی کہ فلاں بن فلاں آئے ہیں، میں نے کہا کہ میں حدیث شریف پڑھے بغیر کہیں نہیں جاؤں گا، خواہ کوئی بھی آجائے، اللہ تعالیٰ نے اس احترام کی برکت سے حدیث پاک پڑھنے اور پڑھانے کی توفیق عطا فرما دی۔“

فرمایا: ”تمہیں کیا معلوم کہ بڑوں نے مدارس میں کیسے پڑھا ہے؟ ایک طالب علم کا کھانا آتا تھا، دوسرے طالب نے کہا کہ میں بچا ہوا کھانا کھالوں گا، تو تیسرے نے کہا کہ میں دھوون پی لوں گا، یہ تیسرے نمبر کے طالب علم بہت بڑے عالم ہوئے، شاید یہ کانپور کا قصہ ہے، ہمارے بڑوں نے فاقہ کیے ہیں۔ کشمیر کے ایک عالم مولانا عبدالولی صاحبؒ کا قصہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے کسی کتّے کے سامنے روٹی ڈالی، تو مولاناؒ دوڑے اور وہ روٹی کھالی، روٹی ڈالنے والا یہ دیکھ کر ناراض ہو گیا، تو مولانا نے کہا کہ انسان بھوکے ہیں اور آپ کتّے کو کھانا ڈال رہے ہیں، ہمارے بڑوں نے اس طرح کی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔

مدینہ منورہ کے ایک مولوی صاحب کا قصہ:

فرمایا: ”مدینہ شریف میں ایک مولوی صاحب رہتے تھے، انہیں کئی دن سے فاقہ تھا، راستہ میں جا رہے تھے، ایک رِیال پڑا ہوا ملا تو اس سے روٹی خرید کر کھالی۔“

پھر حضرتؒ نے فرمایا کہ ”مکہ مکرمہ میں مجھے جتنا کھانا ہوتا ہے اتنا کھالیتا ہوں، بقیہ شریک دسترخوان کو کھلا دیتا ہوں، پھینکتا نہیں ہوں۔“ بچو! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم نے روٹی کا ایک ٹکڑا کھا کر دوسرا پھینک دیا، تو آخر اس سے تمہیں کیا ملا؟ ان لوگوں سے پوچھئے جنہیں دو لقمے بھی میسر نہیں، بچو! اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پھینکنا نہیں چاہیے، ادب کرنا چاہیے اور بہت ڈرنا چاہیے، میں نے مطبخ کی روٹی کبھی نہیں پھینکی، بچو! ضروری بات ہے کہ روٹی کی قدر کرو، ٹکڑے نہ پھینکو۔“

حضرت اقدس تھانویؒ کے ملفوظات:

فرمایا: ”کوئی شخص اپنی ذات سے بدبخت نہیں ہوتا، بچو! انسان کو جیسی صحبت ملتی ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، لہٰذا اچھی صحبت اختیار کرو، بزرگوں کے ملفوظات پڑھو، میں حضرت اقدس تھانویؒ کے ملفوظات پڑھتا تھا، جب رونا آتا تو کتاب چہرہ پر رکھ لیتا تھا، بڑوں کی کتابیں پڑھو گے تو تمہارا دل روئے گا، پڑھنا ہے تو اچھی باتیں پڑھو۔“

تحصیل علم میں شوق کی برکت:

فرمایا: ”قاعدہ ہے کہ حصولِ علم میں جب آدمی شوق کے ساتھ لگ جاتا ہے تو اس کو علم سمجھ میں آتا ہے، اور بغیر شوق کے پڑھنے سے علم سمجھ میں نہیں آتا۔“

اُستاذ تکدر موجب حرمان:

فرمایا: ”حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوریؒ (متوفیٰ: ۱۳۸۵) کا قصہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں جب پڑھنے کے لیے سہارن پور روانہ ہوا تو گاؤں کے تمام اساتذہ سے ملا، مگر ایک استاذ سے مل نہ سکا، مولاناؒ فرماتے ہیں کہ میں ذہین سمجھا جاتا تھا، لیکن جب سہارن پور پڑھنے کے لیے پہنچا تو کتاب سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، تو جن اُستاذ کی ملاقات

باقی رہ گئی تھی اُن کو میں نے خط لکھا کہ حضرت! آپ کی ملاقات باقی رہ گئی تو مجھے سبق سمجھ میں نہیں آرہا ہے، میں آپ کی ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا، مگر آپ موجود نہیں تھے، حضرت! میں معافی چاہتا ہوں، اُستاذ نے جواب میں لکھا کہ تم چھوٹے اُستاذ کو چھوٹا سمجھتے ہو، بچو! چھوٹے اُستاذ کو چھوٹا نہ سمجھو، کیا پتا اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا مرتبہ کیا ہو؟ بچو! انہوں نے ہی تو تم کو آگے بڑھایا ہے، لہٰذا ان کی قدر کرو۔‘‘

علم میں کمی کا سبب:

فرمایا: ’’مدارس کی کثرت نے طلبہ کو بڑھا دیا اور علم کو گھٹا دیا۔‘‘

استاذ کیسا ہو؟

فرمایا: ’’اچھا اُستاذ وہ ہے جو تمہیں اَدب سکھائے اور اچھی تعلیم دے، ہمارے استاذ حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ مارتے تھے، لیکن طلبہ ان کی مار سے بہت خوش ہوتے تھے، طلبہ تمنا کرتے تھے کہ مولاناؒ انہیں ماریں، جب حضرت مولاناؒ نے مار بند کر دی تو میں نے ایک خط لکھا، جس میں تین باتیں لکھیں کہ ’’آپ ہماری غلطی معاف فرمادیں، آئندہ سال پھر چھڑی اُٹھائیں، ورنہ ہماری تعلیم تباہ ہو جائے گی، اور شرح مأۃ اپنے یہاں رکھیں۔‘‘ جو طالب علم حضرت مولاناؒ کے پاس شرحِ مأۃ پڑھتا تھا اس کو عبارت پڑھنا آجاتا تھا، حضرت مولاناؒ صاف بولی بولتے تھے، سچ بولتے تھے، بتاؤ! کیا ایسے اُستاذ یاد نہیں آئیں گے؟ حضرت مولاناؒ ’’آمدنامہ‘‘ زبانی سنتے تھے، جب کبھی آپ کو شک ہوتا تو کتاب کھول کر سن لیتے تھے، ایک سانس میں کئی گردانیں سن لیتے تھے، جب ’’آمدنامہ‘‘ پوری ہوئی تو فرمایا کہ دو دِن بعد پوری کتاب زبانی سنی جائے گی، جب ہماری میزان شروع کی تو فرمایا: ’’ایک سانس میں چار مرتبہ ’’فعل، فعلا، فعلوا...... الخ‘‘ پڑھو، پورے مدرسہ میں ایک شور برپا ہو گیا، ہر طرف گردان

پڑھنے کی آواز آتی تھی، اسی طرح ہم لوگ چلتے چلتے صرفِ صغیر کرتے تھے، جو لفظ ذہن میں آتا اس کی صرفِ صغیر بنا ڈالتے! (جیسے لکڑی کو دیکھا تو اس کی گردان کرلی): ”لَگَّرَ، یُلَگِّرُ، تَلْگِیرًا...... الخ“ بچو! جس نے بھی حضرت مولاناؒ کا ادب کیا اللہ تعالیٰ نے اسے کچھ نہ کچھ دیا، ہاں! جس نے حضرت مولاناؒ کے ساتھ بے وفائی کی وہ نقصان میں رہا۔

پہلے مائیں کیسی تھیں؟

بچو! پہلے مائیں سکھاتی تھیں کہ اُستاذ کا حق ہے، مائیں کہتی تھیں کہ ارے! وہ تیرا اُستاذ ہے، آج تم نے یہ سب نہیں سیکھا، آج کل کے طلبہ سوچتے ہیں کہ اُستاذ پر ہمارا احسان ہے، بچو! اگر تم یہ سوچو گے تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا، یہ سوچو کہ اُستاذ کا حق ہے، اُستاذ کا احسان ہے، میں اُستاذ کے ہاتھوں پیٹا گیا تو کیا ذلیل ہو گیا؟ نہیں؛ بلکہ اتنی ہی عزت ملی، مجھے مولاناؒ (ضیاء الحق صاحبؒ) کبھی کبھی بیس بیس جوتے مارتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے، اُن ہی کی وجہ سے میں نے پڑھ لیا۔

مولاناؒ کی مار سے سب خوش:

حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کو جب کسی طالب علم کو مارنا ہوتا تو فرماتے کہ قاری صاحب کے یہاں سے چھڑی لے آؤ، سارے بچے ان کی مار کے متمنی ہوتے، بچے یہ چاہتے تھے کہ مولاناؒ ہمیں ماریں، اُستاذ کی مار سے کبھی ناراض نہ ہوں بچو! جو طالب علم اُستاذ کی چھڑی برداشت کرتا ہے اسے کچھ نہ کچھ ملتا ہے۔“

اساتذہ کی باتیں:

فرمایا: ”اساتذہ درس میں وہ باتیں بیان کر جاتے ہیں جو کتابوں میں نہیں ملتیں۔“

یہی مرنے کے بعد کام آئے گا:

فرمایا: ”بچو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تہجد کی عادت ڈالو، یہ مبارک نماز کب نصیب ہوگی؟ جب بڑھاپا آجائے گا تو کچھ نہیں کرسکو گے، میں نے ساری زندگی کچھ نہیں کیا، آگے مالک کی مغفرت کے علاوہ کچھ نہیں، موت ہر ایک کو آنی ہے، تو تھوڑی تیاری کرلو، تاکہ بعد میں آرام پاسکو، بچو! نفلیں ضرور پڑھا کرو، تاکہ ذخیرہ ہوجائے، جب مرجائیں گے تو کام آئے گا۔“ (یہ ۱۴۲۷ھ کا ملفوظ ہے)۔

غلطی پر ہنسنا نہیں چاہیے:

فرمایا: ”کسی کی غلطی پر مت ہنسو، غلطی پر جو تنبیہ کی جائے اس پر آگاہ رہو۔“

تعلیم تب صحیح ہوگی:

فرمایا: ”مدرسہ درس اور تعلیم کی جگہ کا نام ہے، کسی جگہ کی خوبی یہ ہے کہ جو کام وہاں ہوتا ہو وہ سلیقے سے ہو، کام کرنے والے سلیقے سے کرتے ہوں اور کرانے والے بھی سلیقے سے کراتے ہوں، تب ہی وہ جگہ کامیاب ہوگی اور وہ مقصد پوری طرح سے حاصل ہوگا، اگر کہیں کپڑے کی میل اور مشینیں ہوں، میل اور مشینیں تو صحیح ہوں؛ لیکن کاریگر صحیح نہ ہوں، تو کپڑا صحیح تیار نہ ہوگا، اسی طرح کاریگر اچھے ہوں اور مشینیں خراب ہوں تب بھی کپڑا صحیح تیار نہ ہوگا، اسی طرح کہیں خطاطی کا کام ہورہا ہو، لکھنا سکھایا جاتا ہو، کاتب تو اچھے ہوں؛ لیکن قلم صحیح نہ ہو تو صحیح لکھا نہیں جائے گا، اور اگر قلم اچھے ہوں؛ مگر لکھنے والا ناواقف ہو، قواعد نہ جانتا ہو، تو حروف صحیح نہیں لکھے جائیں گے، اسی طرح مدرسہ کا حال ہے، وہاں طلبہ اگر پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوں؛ مگر پڑھانے والے اساتذہ اپنی ذمہ داری محسوس نہ کریں تو تعلیم صحیح نہیں ہوگی، اور اگر اساتذہ اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں؛ لیکن طلبہ نہیں کرتے تو بھی تعلیم صحیح نہیں ہوگی،

اساتذہ کی ذمہ داری مطالعہ کرنا ہے، بات کو صحیح سمجھ کر اس کی تفہیم کرنا ہے۔"

تدریس کے اسٹڈی اور تفہیم کا اہتمام ہو:

فرمایا:"من يرد الله به خيرا يفقّهه في الدين" یہ تو بخاری کی مشہور روایت ہے؛ لیکن اس کا ایک ٹکڑا طبرانی وغیرہ میں آیا ہے:"إنما العلم بالتعلّم"علم سیکھنے سے آتا ہے، اور "إنما الفقه بالتفقه" اور سمجھ سمجھ حاصل کرنے سے آتی ہے، اگر آدمی علم سیکھے گا تو آئے گا، سمجھے گا تو آئے گا، اگر انسان میں یہ بات نہ ہو تو کچھ نہیں ہوگا، لہٰذا اگر مدرّس نے مطالعہ نہیں کیا تو وہ صحیح بات بتا نہیں پائے گا، اگر مطالعہ کیا؛ لیکن تفہیم طلاب کا اہتمام نہیں کیا تو وہ طلبہ کو سمجھا نہ پائے گا، تو مدرّس کی ذمہ داری اسٹڈی (Study) اپنی تیاری کرنا ہے، پھر طلبہ پر معانی کا اِلقا ہے، کہ ان کی سمجھ کے موافق الفاظ کو واضح کر کے بولنا، میری طرح عربی میں نہ بولا جائے، کیوں؟ میں ہی بدھو، بس میں عربی ہی میں بول دیتا ہوں، عربی کے کچھ جملے لگا لیتا ہوں، کوئی میری طرف سے سمجھے یا نہ سمجھے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، اب تو کچھ بوڑھے پن کی وجہ سے پرواہ سی ہو گئی ہے، جب میں جوان تھا تب کوئی لڑکا پوچھ لیتا تو میں ناراض ہو جاتا، ایک مرتبہ جب میں نے کہہ دیا تو کیوں نہیں سنا؟ اب کوئی بولتا بھی نہیں اور میں بتاتا بھی نہیں، صرف ایک بار بولتا ہوں، پس جس کو سو بار غرض ہو تو میری ایک سنے، پھر سمجھے، میں تو ایک بات ایک بار بیان کرتا ہوں، بیماری کی وجہ سے میں تکرار نہیں کر پاتا۔

ایک اُستاذ تھے، وہ بہت تکرار کرتے تھے، ایک نو آموز طالب علم آکر کہنے لگا کہ یہ کیا بیان کرتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ایک اور استاذ تھے، بار بار کہتے تھے، لوگ کہتے ہیں کہ بہت اچھا بیان کرتے ہیں، ایک دہلی کا لڑکا تھا، اس نے کہا کہ ان کا تو ٹیپ ہوتا ہی نہیں، ان کا ٹیپ کرو، اب اسے نقل

کرو، تکرار کے ساتھ جو درس ہوتا ہے اس کا نقل مشکل ہوتا ہے، استاذ تو کبھی کوئی لفظ بولے گا اور کبھی کوئی دوسرا لفظ، جیسا موقع ہوگا، جو ایک مرتبہ بولتا ہے وہ ایک لفظ بولتا ہے، تو اب جو ایک لفظ بولا گیا وہ تو سمجھ میں آیا، لکھا بھی گیا اور سمجھ میں بھی آ گیا، اور جو مکرر لفظ بولا گیا وہ نہ لکھنے میں آیا نہ سمجھ میں آیا، قصور تو اس طالب علم کا تھا، ارے! استاذ تو طلبہ کی استعداد دیکھ کر کبھی کس طرح بولے گا، کبھی کسی اور طرح بولے گا، یہ تو تیری سمجھ کی کمی ہے کہ تو نے معنیٰ سمجھا نہیں، بس الفاظ کے چکر میں پھنس گیا، جس نے ایک بار بیان کیا اس نے کھول کر بیان کیا۔

ہمارے ایک استاذ تھے، صرف ایک بار بولتے تھے، اور جہاں کسی نے سوال کیا ناراض ہو جاتے تھے اور کہتے: ارے! تیرے دماغ میں خشکی ہے، ذرا تیل مل لیا کر، حضرتؒ ہنستے اور بچے بھی ہنستے؛ لیکن کسی کی مجال نہیں کہ سوال کرے۔ اور ہمارے بعض اساتذہ تکرار فرماتے تھے، ہر ایک کا مقصد صحیح ہوتا تھا، آگے طالب علم کی بات ہے، دونوں استاذوں کی نیت صحیح ہوتی ہے جب کہ تیاری کی ہو، اگر تیاری کر کے نہیں آئے تو ہزار تقریر کا کوئی فائدہ نہیں، ایک بار ہو، دس بار ہو، الفاظ بدل کر ہو یا کچھ اور، وہ طلبہ کو مطمئن نہ کر سکے گا، استاذ کو چاہیے کہ وہ اسٹڈی (Study) کرے اور تفہیم طلاب کا بھی اہتمام کرتے۔

طالب علم میں کامیابی وناکامی کے اسباب:

فرمایا: ”طلبہ کی ذمہ داری کیا ہے؟ بہت بڑی ذمہ داری ہے، جس کے بارے میں حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے، سنو!

”لا یفلح من طلب هذا العلم بالتملل و غنى النفس، و لكن من طلبه بذلة النفس و ضيق العيش و خدمة العلم، أفلح“.

حضرت امام شافعیؒ نے کامیابی اور ناکامی کا گُر بیان کیا، فرماتے ہیں کہ جس طالب

علم میں دو باتیں پیدا ہو جائیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا:

(۱) تملل: اُکتانا، استاذ نے پوچھ لیا: کہاں تھے؟ تو اَکڑ گئے، استاذ نے ڈانٹ دیا کہ کہاں تھے؟ تو منہ چڑھا لیا، ارے! بڑی دیر سے سبق پڑھاتے ہیں، چھوڑتے ہی نہیں، یہ ہے اُکتانا۔

(۲) غنی النفس: آدمی لاپرواہ ہو کر بیٹھ جائے، استاذ کیا کہہ رہا ہے اس کی پرواہ نہیں، استاذ نے کس طرف توجہ دلائی ہے؟ پرواہ نہیں، آج کل طلبہ میں یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں یا نہیں؟ بتایئے! درس میں استاذ کے سامنے ہوتے ہیں؛ مگر کہیں اِدھر دیکھتے ہیں، کہیں اُدھر دیکھتے ہیں، کہیں چھوٹا سا پرچہ لکھ کر آہستہ سے اِدھر سرکا دیا اُدھر سرکا دیا۔

آگے امام شافعیؒ نے فلاح و کامیابی کا ایک طریقہ بتایا ہے:

”و لکن من طلبه بذلة النفس و ضيق العيش و خدمة العلم، أفلح“.

جس میں تین باتیں ہوں گی وہ کامیاب ہوگا، وہ تین باتیں کیا ہیں؟

(۱) ”ذلة النفس“...... خود کو علم کے لیے ذلیل کرو، اگر استاذ ڈانٹ رہے ہوں تو سر جھکا دو، اگر وہ نکال باہر کرے تو کھڑے ہو جاؤ، پھر معافی مانگو، اگر وہ کہے کہ اٹھ کر وہاں بیٹھو، تو اٹھ کے بیٹھ جاؤ، بعد میں خوشامد کر کے معاف کرا لیں۔

اور پھٹے پرانے کپڑوں پر بھی راضی ہو جائیں، میرے پاس طالب علمی کے زمانے میں صرف ایک رَضائی تھی، نہ سویٹر تھا نہ چادر، نہ کچھ اور، لوگ مجھے کہا کرتے تھے کہ یہ حضرت رضائی ہی اوڑھے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، رَضائی اوڑھے ہوئے سبق میں جاتے ہیں، مطبخ وغیرہ میں بھی رضائی ہی اوڑھے ہوئے جاتے ہیں، رَضائی اوڑھے ہوئے اپنے کمرے میں بیٹھتے ہیں اور رَضائی اوڑھے ہوئے سو جاتے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ اس میں کیا ہوا؟ بعض

لوگوں نے مجھے بعد میں بتایا کہ کسی کی ہمت نہیں کہ میرے سامنے بیان کرے، سب جانتے تھے کہ بس یہ کچھ سنا دے گا، بچو! ذلت نفس سے علم آئے گا، نہ کھانے کی پرواہ، نہ پینے کی پراوہ، نہ کپڑے کا خیال اور نہ کسی چیز کا خیال۔

میں نے اپنی زندگی میں کبھی دیکھا ہی نہیں کہ میرے کپڑے پھٹ رہے ہیں، یا کچھ ہو رہا ہے، پرواہ ہی نہیں کرتا تھا، بچو! ذلت نفس ضروری ہے۔''

اثنائے درس اِدھر اُدھر دیکھنے پر تنبیہ اور حضرتؒ کی یکسوئی:

گجرات کے ایک مدرسہ میں حضرت شیخ رحمہ اللہ بیان فرما رہے تھے، اثناءِ بیان ایک صاحب آئے، تو کچھ لوگ ان کی طرف دیکھنے لگے، اس پر فرمایا: ''اب تم انہیں دیکھنے لگ گئے اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوں، ''مابہ تو مشغول، وتو باعمرو وزید'' کیا تم کو آئے گا؟ اور میری حالت سنو! دنیا کا کوئی بھی میرے پاس آئے، میں دیکھتا ہی نہیں تھا، میں اپنے کام میں مشغول رہتا تھا، بہت سے لوگ آتے تھے، دیکھتا ہی نہیں تھا کہ کون آیا؟ کیا ہوا؟ اور اب بھی اسی طرح کرتا ہوں، مطالعہ کے وقت کوئی گھس جائے تو دیکھتا تو ہوں، اگر کوئی اجنبی ہو تو اسے کہہ دیتا ہوں کہ عصر کے بعد آنا، اور اگر تم میں سے کوئی (پہچان والا) ہوتا ہے تو کہتا ہوں کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میں بے وقت نہیں ملتا ہوں؟ ہر ایک سے الگ الگ بولی بولتا ہوں؛ لیکن آج کل بڑائی کا دور ہے، اپنی غلطی تو کوئی دیکھتا ہی نہیں، دوسرے کی غلطی نکالتے ہیں کہ وہ تو اس طرح ڈانٹ دیتے ہیں، جب تم کو معلوم ہے کہ یہ وقت میرے کتاب دیکھنے کا ہے اور میں جوان نہیں ہوں، تھوڑی دیر کتاب دیکھ کر میرا گھوڑا رک جاتا ہے، ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ میں کتاب دیکھ رہا تھا، کتاب کھولی ہی تھی کہ بس سر کے اندر ایسا معلوم ہونے لگا گویا کہ کام کرنا چھوڑ دیا ہو، میں نے کتاب بند کر دی، کیا میں کتاب سے لڑائی کرتا؟ جوان

آدمی بے وقت بھی محنت کرسکتا ہے، اس لیے بے وقت آنے پر میں ڈانٹ دیتا ہوں۔

(۲)"ضیق العیش"...... کھانے پینے کی تکلیف، ایک وقت مل گیا تو دوسرے وقت نہیں، دوسرے وقت ملا تو تیسرے وقت نہیں، آپ لوگوں کو کیا سناؤں! شاید مولانا عبدالغنی صاحب احمد آبادیؒ (متوفی: ۱۴۳۷ھ) (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے شاگرد اور حضرت قاری صدیق صاحب باندویؒ کے خلیفہ اس مجلس میں تشریف فرما تھے، اس لیے ان کو مخاطب کر کے فرمایا) یہ راز تمہیں نہیں معلوم، مجھے بھی مختار (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے پوتے) نے بتایا، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے مختار کو بتایا تھا کہ مہینہ میں صرف تیرہ دِن کھانا ملتا تھا، باقی ایام میں بھوکے رہتے، مثلاً شام میں کھالیا تو کل کا دِن نہ دارد، اگلے دِن دوپہر یا شام کو کھالیا تو اس کے بعد ندارد، اسی طرح سے چلتا تھا؛ مگر یہ راز آپؒ نے کسی پر بھی ظاہر نہیں کیا، اگر کیا تو اپنے پوتے سے کیا، تو بچو! "ضیق العیش" سے گھبرانا نہیں چاہیے، ہمارے کئی اساتذہ کے یہاں فاقہ ہوتا تھا، بعض تو دس دن تک نہیں کھاتے تھے۔

ہمارے ایک استاذ کا تین دن کا فاقہ تھا، وہ سادات میں سے تھے، نکل کر جا رہے تھے، کپڑے بڑے عمدہ پہنے ہوئے تھے، ان کے پاؤں کے لڑکھڑانے کو کسی نے دیکھ لیا، تو پوچھا کہ کیا بات ہے؟ لیکن مولانا صاحبؒ نے کچھ نہیں بتایا۔

تو کیا ہونا چاہیے؟ ضیق العیش، کھانے پینے کی تنگی۔

(۳) خدمة العلم: علم کی خدمت کرو، علم کی خدمت کیا ہے؟ (۱) مطالعہ، پہلے تم کتاب دیکھو (۲) سبق میں حاضری دو (۳) سبق سے فارغ ہونے کے بعد مذاکرہ کرو، تکرار کرو، اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے اُستاذ کی خدمت کرو، بڑے اچھے طالب علم کی خدمت کرو، تب کامیاب ہوں گے، اور اگر کچھ بھی نہیں کیا تو کیا کامیاب ہوں گے؟ اور جب

آپ ساری چیزوں پر عمل کرلو گے تو کامیاب ہوجاؤ گے، اس کے بعد آپ فقیہ اور عالم ہوں گے اور ”من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین“ کے حقدار ہوں گے، آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دے کر خیر کا ارادہ کیا ہے، پھر کیا ہوگا؟ پھر وہ ذمہ داری جو سید المرسلین، خاتم الانبیاء و امام المتقین قائد الغر المحجلین ﷺ کو سونپی گئی تھی: ﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ (ارے اور چادر اوڑھنے والے صاحب! ذرا اُٹھ کر قوم کے لیے خطرے کی گھنٹی بجادو)۔

لوگ ”إنذار“ کے معنیٰ ”ڈرانا“ کہتے ہیں، یہ معنیٰ غلط ہے، اس انذار کے معنیٰ ہیں خوف ناک چیز سے لوگوں کو باخبر کرنا، خطرے کی گھنٹی بجانا، خطرے کی گھنٹی کیا ہے؟ قرآن کی نہیں مانو گے تو جہنم میں جاؤ گے، جہنم کیا ہے؟ آگ کا ایسا گڑھا ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں۔

لہٰذا آپ اپنے آپ کو تیار کریں، جب آپ فقیہ بن جائیں گے اور اس کے مستحق ہو جائیں گے کہ آپ کو فقہ النفس حاصل ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ارادۂ خیر فرما لیا ہے، تو پھر آپ وہ فریضہ انجام دیں گے جو فریضہ سید المرسلین ﷺ کو رب العالمین خالق عالم نے سپرد کیا کہ لوگوں کو ڈراؤ۔

گجراتی طلبہ کا حال:

گجراتی طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”گجراتی طلبہ میں شیطنت بہت ہے، اس کی علت کیا ہے؟ ”فورین“ فوراً جاتے ہیں، سمجھ میں آیا؟ جہاں ”فورین“ کا نمبر آیا فوراً فرار ہوگئے، چل دیے! ان کو تو صرف باہر جانے کا چکر ہے، پڑھنے کا

نہیں، جو باہر جانے کا چکر رکھتا ہے وہ پڑھنے میں کیا محنت کرے گا؟ بولو! کرے گا؟ علم کا بھی کچھ ادب نہیں کرے گا، جب طالب علم کے پاس مال آتا ہے تو اس میں کبر پیدا ہو جاتا ہے، بڑائی آجاتی ہے، پھر آدمی استاذ کی نہیں سنتا۔“

اُستاذ کی سختی:

فرمایا: ”استاذ کی سختی کو کہیں طالب علم برے انداز سے سنتا ہے؟

ہر آنکہ طفل تو جور بسیار زکار　　نہ بیند، جفا بیند در روزگار

جو طالب علم اُستاذ کی ڈانٹ ڈپٹ نہیں برداشت کرے گا وہ زمانے کا ظلم اور اس کی ڈانٹ ڈپٹ برداشت کرے گا، یا تو طالب علم اُستاذ کے سامنے گردن جھکائے اس کی مار پیٹ سہے، اس کی ڈانٹ ڈپٹ سہے، نہیں تو دوکان کا مالک کہے گا کہ کیا کر دیا؟ یہ کہاں رکھ دیا؟ وہ کہاں رکھ دیا؟ استاذ کا ڈانٹنا اچھا؟ یا مالک کا ڈانٹنا اچھا؟“

میں تکرار سے بچنا چاہتا تھا:

فرمایا: ”ہمارے زمانۂ طالب علمی میں ہمارے استاذ فرماتے تھے کہ تکرار کرو، اٹھارہ ساتھی تھے اور سب تکرار کرو، یہ ایک مصیبت تھی اور میں اس سے بچتا تھا، میں چاہتا تھا کہ پہلی بار میرا نمبر آئے، تکرار کر کے فرار ہو جاؤں، ہمارے ایک اور ساتھی تھے، وہ چاہتے تھے کہ پہلے میں تکرار کراؤں، اچھا! ان کی نیت کیا تھی؟ وہ تکرار کریں اور ہم ان کو ٹوکیں، یعنی ان کا سبق یاد کرائیں، ایک مصیبت ہوتی تھی، تو میں اس پر راضی نہیں ہوتا تھا، سمجھ میں آیا؟ وہ میرے ساتھی مالدار بہت تھے، اور میں ان کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔“

مال کا چکر یا کمال کا چکر:

فرمایا: ”ہمارے ایک استاذ فرماتے تھے کہ ”عبدالرحمٰن! تیرے پاس مال ہے، تو اپنا دباؤ ڈالنا چاہتا ہے، اور یونس تیری پرواہ نہیں کرتا، بچو! تم سوچو، مال کی کون پرواہ کرتا ہے؟ جس کے پاس علم ہوگا وہ کبھی مالدار کے مال کی پرواہ نہیں کرے گا، دوسری طرف جس کے پاس مال ہوگا تو مال ہونے کے باوجود ضرورت پڑنے پر دوسروں کی پرواہ کرے گا۔ چلو بچو، تم بتاؤ! مال کے چکر میں پھروگے یا کمال کے چکر میں؟ کمال حاصل کرو، پھر جہاں بیٹھو گے لوگ تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔“

اہل گجرات کو بیرون جانے کی فکر:

گجرات کے ایک مدرسہ میں گجرات کے علماء سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ”تم ہی نے اپنے اندر یہ عیب پیدا کر دیا کہ ذرا پڑھا نہیں کہ افریقہ جانے کی فکر ہے، لندن جانے کی فکر ہے، آخر وہاں ایسے جا کر کیا کروگے؟ پہلے تم پڑھو، صاحب استعداد عالم بنو، پھر دیکھو کہ لوگ تمہاری عزت کرتے ہیں یا نہیں؟ سب عزت کریں گے جب تمہارے اندر علم آ جائے گا۔“

بے ترتیبی پر تنبیہ:

گجرات کے ایک مدرسے میں ختم بخاری شریف کے موقع پر کچھ غیر عالم آگے بیٹھ گئے تھے، اس وقت فرمایا کہ ”تم لوگ بلا ترتیب بیٹھے ہو، پہلے زمانے میں یہ نہیں تھا؛ بلکہ درجہ بندی ہوتی تھی، دیکھئے! امام ذہبیؒ جیسے درجہ بندی کر رہے ہیں، امام ذہبیؒ نے تاج الدین سبکیؒ کو طبقۂ اولیٰ میں لکھ دیا، تو ان کے والد تقی الدین سبکیؒ نے جو اپنے زمانے میں علامۃ الفقہاء تھے امام ذہبیؒ سے کہا کہ یہ ایک بچہ ہے، جو بالکل قابل نہیں ہے کہ اس کا نام طبقۂ اولیٰ میں لکھا

جائے، تو امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ یہ بچہ بہت سے بڑوں سے اچھا ہے۔ بچو! حدیث کے میدان میں وہی لڑکا اچھا سمجھا جاتا ہے جو میدانِ علم کے قابل ہو، میدانِ علم کے قابل کون ہوتا ہے؟ جس کا دماغ اچھا ہو، ذہین وفطین ہو، حافظہ قوی ہو۔“

مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کا تذکرہ:

حضرت اقدس مولانا ضیاء الحق صاحب فیض آبادیؒ کا تذکرہ بکثرت فرماتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا کہ: ”استاذِ محترم بڑے صاحب کمال تھے، بچوں کی باتوں سے بچوں کو پرکھتے تھے، مولاناؒ کا ایک مزاج تھا کہ وہ کسی سے میٹھی بولی نہیں بولتے تھے، کڑوی بولتے تھے، لیکن مردم شناسی کا زبردست ملکہ آپؒ کو حاصل تھا، جو لڑکا میدانِ علم میں اُتر سکتا تھا اس کے بارے میں سمجھ لیتے کہ یہ پڑھ لے گا، اس کو فوراً میدانِ علم میں بلا لیتے تھے، پھر اس کی جانچ پڑتال اور نگہبانی پوری طرح کرتے تھے، چھوٹی چھوٹی بات پر پکڑ کرتے تھے۔ ایک دن عصر بعد جلسہ ہو رہا تھا، مدرسہ سے سب غائب تھے، کوئی استاذ نہیں تھا، میں نے سوچا کہ جلسہ دیکھ کر آنا چاہیے، جلسہ کیا چیز ہے؟ کیا ہوتا ہے؟ اب لڑکوں کے ساتھ میں بھی ننگے پاؤں ننگے سر بھاگتے بھاگتے جہاں جلسہ ہو رہا تھا وہاں پہنچا، دیکھا کہ ایک آدمی تقریر کر رہا ہے اور وہ سیاسی تقریر تھی، مجھے سمجھ میں نہیں آئی، وہاں پہنچے کچھ دیر ہوگئی تھی، میں نے سوچا کہ مولاناؒ انتظار کر رہے ہوں گے، وہاں سے میں مدرسہ واپس لوٹا، تو مولاناؒ منتظر تھے، فرمایا: تم کہاں تھے؟ میں نے اپنی پوربی زبان میں کہا: مولوی صاحب! جلسہ دیکھنے گئے تھے، مولاناؒ کا ایک خاص مزاج تھا، جہاں بچوں نے سچ بولا تو انہیں خواہ کتنی ہی ناگواری ہو، وہ سچ کے پانی سے ٹھنڈے ہو جاتے تھے، پھر ان کو غصہ نہیں آتا تھا، بس کچھ بولے ہی نہیں، بچو! استاذ کا کمال یہی ہے کہ

شاگرد کی ہر ہر پل پر نظر رکھے، پیچھے نہ پڑے، اس سے طلبہ بد دل ہو جاتے ہیں، ٹوٹ جاتے ہیں، اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہوتا، اس لیے طلبہ کے مزاج کی رعایت کرنی چاہیے، عصر کے بعد ہمارے اُستاذ طلبہ کے مزاج کی رعایت کرتے تھے، کوئی پکڑ نہیں، جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ، طلبہ غول در غول ٹولیاں بنا کر نکل جاتے، کوئی یہاں جا رہا ہے، کوئی وہاں جا رہا ہے۔"

رُعب ایک عطائے خداوندی ہے:

فرمایا: "طلبہ پر رُعب ڈالنے سے کچھ نہیں ہوتا، رُعب ایک عطائے خداوندی ہے، جس کو ملتا ہے اس کو مل ہی جاتا ہے، بعض لوگ رُعب ڈالنے کے لیے اظہارِ قوت کرتے ہیں، بچو! اظہارِ قوت مفید نہیں، پیار و محبت سے تربیت کرنی چاہیے، یاد رکھو کہ نرمی اور سختی دونوں ہونے چاہیے، جیسے کوئی آدمی حجامت کا کام کرتا ہے وہ فصد کھولتا ہے اور فصد کھول کے خون نکالتا ہے، پھر وہاں مرہم لگا کر بندش کر دیتا ہے، اسی طرح طلبہ کے ساتھ برتاؤ ہونا چاہیے، ناظم کا بھی یہی رویہ ہونا چاہیے۔ اور مرید کے جو مشیر ہیں انہیں تو بس نرم سے نرم راستہ اختیار کرنا چاہیے۔"

محدث ابن عونؒ:

فرمایا: "بچو! ایک محدث تھے "ابن عون"، وہ چمڑے کی دباغت کا کام کرتے تھے، لیکن کیسے محدث تھے؟ ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ جب حدیث نقل کرتے تو ایسا لگتا کہ "كأنها درة يقذف من فمه" جیسا کہ موتی ان کے منہ سے نکل رہا ہے، ان کا بڑا ادب و احترام ہوتا تھا۔"

طلبہ کے دل میں پہلے محبت ڈالو:

فرمایا: ”کہنا اگر محبت کے جذبہ سے ہو تو مزہ ملتا ہے، اگر نفرت کے جذبہ سے ہو تو برا لگتا ہے، تمہیں چاہیے کہ پہلے طلبہ کے دل میں اپنی محبت ڈالو، پھر دیکھو کہ ان کو کیا مزہ ملتا ہے، اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبہ سے محبت رکھیں، ان میں محبت کا جوہر پیدا کریں، پھر تمہاری سختی نیک نیتی سے ہوگی تو طلبہ برداشت کریں گے، بچو! نیک نیتی ضروری ہے، اس کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔“

☆......☆......☆

تصوّف وسلوک

نیکی سے اُمید بنتی ہے:

فرمایا: ’’نیکی کرتے رہوگے تو مرتے وقت اُمید رہے گی کہ مالک کرم فرمادے، یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ بندہ پوری زندگی گناہ کرے اور مرتے وقت تمنا کرے کہ جنت الفردوس مل جائے، بچو! ہر وقت یہی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے، حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ’’جب آدمی سونے کا ارادہ کرے تو توبہ کرلے اور کلمہ طیبہ پڑھے‘‘ بچو! ابھی سے عہد کرلو کہ ہم گناہ سے توبہ کرتے ہیں، ابھی یہیں بیٹھے بیٹھے عہد کرلو، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش جائے۔‘‘

دُنیاوی غرض کے لیے مرید ہونا:

فرمایا: ’’بعض لوگ اس طرح کے مرید ہوتے ہیں کہ کھیتوں میں اگر زیادہ فصل ہو جائے تو کہتے ہیں کہ ’’پیر اچھے ہیں!‘‘ گجرات کے ایک صاحب حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے بیعت تھے، ان کے پاؤں میں درد تھا، حضرتؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرتؒ کا ہاتھ ان کے پاؤں پر پڑا، اتفاق سے درد ختم ہوگیا، انہوں نے مجھے یہ قصہ سنایا، میں نے کہا: ’’ہاں! بالکل تیرے شیخ اللہ میاں ہیں!‘‘

مولانا سید سلیمان ندویؒ کا جواب:

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ سے کسی نے پوچھا کہ خوش اخلاقی کسے کہتے ہیں؟ تو انہوں نے جواباً لکھا کہ خوش نیتی سے اچھا برتاؤ کرو۔ ’’نیت اچھی ہو، برتاؤ اچھا ہو، یہی ہے

خوش خلقی، اگر برتاؤ اچھا ہے؛ لیکن نیت اچھی نہیں ہے تو یہ صرف خودنمائی ہوگی، اس کا نام خوش خلقی نہیں ہے، اس کا نام دھوکہ بازی یا چاپلوسی ہے۔"

ایک طالب علمانہ سوال وجواب:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ج وَ إِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ٥﴾ (آل عمران: ١٦٤)

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول بھیج دیا، جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے، یعنی پڑھتا ہے، "وَ يُزَكِّيْهِمْ" یعنی ان کی صفائی وستھرائی کرتا ہے، اخلاقِ رذیلہ سے انہیں پاک کرتا ہے، انہیں اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ کرتا ہے، "وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ" اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

یہاں ایک طالب علمانہ سوال ہوتا ہے کہ "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ" سے معلوم ہوگیا کہ رسول لوگوں کے سامنے آیات کی تلاوت کرتے ہیں، ان کی تطہیر فرماتے ہیں، ان کا تزکیہ فرماتے ہیں، ان کے اخلاق درست فرماتے ہیں، پھر آگے "وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ" کا کیا مطلب ہوا؟ "يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ" سے خود معلوم ہوگیا کہ آیاتِ شریفہ کا مقصد تزکیۂ نفوس ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تزکیہ کی دو صورتیں ہی: (۱) تزکیۂ غیر اختیاری (۲) تزکیۂ اختیاری، تزکیۂ غیر اختیاری تو آیاتِ شریفہ میں جو تاثیر رکھی گئی ہے اس سے حاصل ہو جاتا ہے، کہ آیات کے پڑھنے سے انسان میں باطنی حرکت پیدا ہوتی ہے، اور جب اُس میں تموّجِ

روحانی آتا ہے تو ان موجوں کی کثرت سے انسان میں انقلاب برپا ہوجاتا ہے، اسی کو کسی نے کہا ہے:

بنالیتا ہے موجِ خونِ دل سے اِک چمن اپنا
وہ پابندِ قفس جو فطرتاً آزاد ہوتا ہے (اصغر گونڈوی)

حاصل یہ کہ آیاتِ شریفہ کی تلاوت سے دنیائے دل میں ایک انقلابی سیلاب آتا ہے اور تموّج کی ہوا چلتی ہے، اس ہوا کے چلنے سے دنیائے دل بدل جاتی ہے، یہ ہے غیر اختیاری تزکیہ۔

لیکن بچو! اس غیر اختیاری تزکیہ پر کسی کو گھمنڈ نہ کرنا چاہیے، اختیاری تزکیہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ“ رسول لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، یعنی کتاب اللہ پڑھو اور اس کے مندرجات و مطالبات کو پورا کرو، تب تمہارا تزکیہ کا کام بنے گا، اور قرآن کیسے پڑھنا ہے؟ نبی پاک ﷺ کے طرز پر پڑھنا ہے، اسی طرز پر پڑھنا ایمانی پڑھنا ہے، ایمان ویقین کی بنیاد کے ساتھ پڑھوگے تو تم میں انقلاب پیدا ہوگا، ایمان تیار ہوگا، ایمان کی لہریں چلیں گی، ایمان کی لہریں پھوٹیں گی، اس کے بعد تم میں اعمال کا جذبہ پیدا ہوگا، پھر عمل کے لیے ایک لائحہ، قانون اور اخلاص کی ضرورت ہے؛ تا کہ اس لائحۂ عمل کو اپنی زندگی میں داخل کر کے اپنے عمل کو اس کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لو کہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہوگا تو معتبر ہے۔“

نماز میں دل نہ لگنا:

مہاراشٹر کا ایک طالب علم دار العلوم دیوبند سے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس آیا، اس نے کہا: ”حضرت! میرا نماز میں دِل نہیں لگتا اور خواہشات کا غلبہ بہت ہے، پڑھنے میں

دل نہیں لگتا۔" حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: "یہ سب دوستی کی وجہ سے ہے، تعلق ختم کردو اور اپنے اندر خوف پیدا کرو، کیا نہیں دیکھتے کہ کسی ائیر پورٹ یا فیکٹری میں مرد وعورت سب مل کر کام کرتے ہیں، تو کیا وہ لوگ ہر وقت گناہ کرتے رہتے ہیں؟ نہیں، بلکہ کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کو اپنی ملازمت کا خوف ہے، تو ہمیں اللہ کا خوف کیوں نہ ہو؟ اس طالب علم نے عرض کیا: "حضرت! استقامت کا طریقہ کیا ہے؟" فرمایا: "آیاتِ عذاب و ذکر جہنم کو پڑھ کر بار بار تنہائی میں تدبّر کرو۔"

غیر اللہ سے تعلق نہ رکھو:

فرمایا: "جو بندہ غیر اللہ سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے سے ناراض ہوتے ہیں۔"

کچھ کرلو:

فرمایا: "ہر ایک کو اپنا وقت پورا کرنا ہے، اور سب کو وقت پورا کر کے جانا ہے؛ لیکن "جانے" کے لفظ سے دل کانپتا ہے، گھبراتا ہے کہ حساب لیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ علام الغیوب:

فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خوب حساب لے گا، اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، اس کے سامنے ایک ایک بات کھل کر سامنے آجائے گی۔"

کیا بولے؟

فرمایا: "بچو! ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا، جو کچھ یہاں بولو گے اس کا حساب دینا پڑے گا، یہاں قرآن بولو (پڑھو)، تسبیح بولو (پڑھو۔)"

پکے مسلمان بنو:

فرمایا: "بچو! پکے مسلمان بنو۔ "اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً." اسلام میں زبان بھی

داخل ہے، اس سے کلمہ پڑھو، اعضاء بھی داخل ہیں، اعضاء کا غلط استعمال نہ کرو، آنکھ سے غلط چیزیں نہ دیکھو۔"

یکسوئی والی زندگی:

فرمایا: "یکسوئی میں زندگی گزارنا اور لوگ نہ جانیں یہ بہتر ہے اس سے کہ لوگ جانیں اور اللہ تعالیٰ ناخوش ہو۔"

اپنے آپ کو باکمال سمجھنا:

فرمایا: "اپنے آپ کو کمال والا سمجھنا تکبر ہے۔"

موت کی تیاری:

فرمایا: "بچو! موت سر پر کھڑی ہے، جدھر رُخ کروگے فوراً پکڑ لے گی، اس لیے بچو! اپنی جوانی کی قدر کرو اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھو، میرا حال نہ دیکھو، نہ معلوم میں نے کونسا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے نماز کمرہ میں پڑھنی پڑتی ہے، بچو! میرا حال دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔"

نوٹ: حضرتؒ اخیری عمر میں معذوری کے سبب اپنے حجرے میں نماز باجماعت پڑھتے تھے۔

فرمایا: "رات کو سوتے وقت توبہ کر کے سوؤ۔"

اللہ والوں کی صحبت کا اثر:

فرمایا: "جس بتّی میں تار نہ ہو وہ بتّی نہیں جلتی، اسی طریقے سے دِل اللہ سے نہیں جُڑتا جب تک کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار نہ کی جائے۔" نیز فرمایا: "تعلق اللہ سے نہیں جُڑتا جب تک کہ "اللہ، اللہ" نہ کیا جائے۔"

قیمتی نصائح:

فرمایا: ’’بچو! مجھ کو اپنے گناہوں کی وجہ سے مرنے سے ڈر لگتا ہے۔‘‘ (اس بات پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں)۔ از: مرتب محمد جابر عفی عنہ۔

فرمایا: ’’ضابطہ سے کام نہیں ہوتا، بلکہ رابطہ سے ہوتا ہے۔‘‘

فرمایا: ’’اللہ سے بندگی کا جوڑ پیدا کرو اور اللہ کو راضی رکھو۔‘‘

اجازت کا اظہار:

فرمایا: ’’گجراتی، بنگالی اور بہاری کو جب کوئی اِجازت دیتا ہے تو وہ اپنی اجازت کو ظاہر کرتے ہیں، پہلے جب ہمارے اکابر کو اِجازت دی جاتی تو وہ اس کو چھپاتے تھے۔‘‘

فرمایا: ’’بچو! اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔‘‘

خوفِ خداوندی:

فرمایا: ’’بچو! اللہ کا خوف پیدا کرو اور اپنے آپ کو شہوانیت سے بچاؤ، اللہ تعالیٰ اس عمل سے بہت ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔‘‘ فرمایا: ’’شکل پرستی سے بچو، اس لیے کہ یہ نفسانیت اور شہوانیت سے ہوتی ہے۔‘‘

کس کی فکر ہونی چاہیے؟

فرمایا: ’’بچو! مال کی بلڈنگ تیار مت کراؤ، تعلیم کی عمارت تیار کراؤ۔‘‘ فرمایا: ’’بچو! اللہ کے ساتھ تعلق پیدا کرو۔‘‘

ضرور اثر ہوگا:

فرمایا: ’’بچو! تم نے اگر خالی الذہن (یکسو) ہوکر تین مرتبہ ’’اللہ، اللہ، اللہ‘‘ کہا تو

ایک نہ ایک دِن ضرور اثر ہوگا۔''

کونسی چیز عیب ہے؟

فرمایا: ''گناہ کرنا عیب کی بات نہیں، لیکن گناہ میں اس طرح پڑے رہنا کہ گناہ کے گناہ ہونے کا خیال بھی نہ ہو، یہ عیب کی بات ہے، بلکہ گناہ میں لگے رہنا یہ بہت مہلک ہے، اس سے دل سیاہ ہوجاتا ہے، پھر وہ سیاہی روح میں پڑ جاتی ہے تو روح بھی سیاہ ہوجاتی ہے، اس کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت ناخوش ہوتے ہیں۔''

عجیب مثال:

فرمایا: ''بچو! ایک مرتبہ میں کسی مسجد میں گیا، تو وہاں دیکھا کہ ایک پانی کے نل سے پانی ٹپک رہا تھا، جس کی وجہ سے اس زمین پر انگلی کے پورے کے بہ قدر سوراخ ہوگیا تھا، بس اسی طرح اچھائی اور برائی کا اثر دل پر ہوجاتا ہے۔''

نماز کے بعد کیا کریں؟

فرمایا: ''بچو! ہر نماز کے بعد اللہ کی محبت اور اس کا خوف مانگو۔'' "الإيمان بين الرجاء والخوف."

قیمتی نصائح:

فرمایا: ''ظاہراً و باطناً سنت پر عمل کرو، حسن نیت میں برکت ہے۔''

فرمایا: ''اللہ کی طرف سے مدد کا آنا اعمال سے نہیں، بلکہ نیت سے ہوتا ہے۔''

فرمایا: ''بچو! کوئی بدنگاہی میں مبتلا ہے اور کوئی بدکلامی میں، بدنگاہی عام ہوگئی ہے۔''

فرمایا: ''جو صورت بنانے کی فکر میں لگا رہتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔''

فرمایا: ''بچو! صلوٰۃ التوبہ کا اہتمام کرو، پُرانے لوگ سوتے وقت توبہ کرتے اور کلمہ

پڑھ کر سوتے تھے۔"

فرمایا: "معصیت سے توبہ کرو۔"

فرمایا: "تھوڑی دیر کی ایسی ذلت بہتر ہے جو اللہ کو راضی کرے۔"

فرمایا: "اخلاص سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔"

ایک لمحہ کی غفلت کا اثر:

فرمایا: "بچو! صوفیہ نے لکھا ہے کہ ایک لمحہ بھی غفلت میں مت گزارو، اللہ کا ذکر کرتے رہو، اس سے زبان تر و تازہ رہتی ہے، اگر غفلت میں ایک لمحہ بھی گزار دیا تو بہت دور چلے جاؤ گے، ایک لمحہ کی غفلت بہت سالوں کی دوری پیدا کر دیتی ہے۔" فرمایا: "زیادہ بات مت کرو اور بلا ضرورت کسی سے ملنے جلنے مت جاؤ، اگر طبیعت کی تازگی کے لیے کبھی کبھار بات کر لو تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر تھوڑی دیر۔"

حضرت تھانویؒ کا قول:

فرمایا: "حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ "اپنے آپ کو باندھ لو۔"

نیکی میں تاخیر:

فرمایا: "جب نیک کام کرنے کا داعیہ پیدا ہو تو اسے فوراً کر لیا جائے۔"

ذکر لسانی میں مداومت:

فرمایا: "زبان کو ہر وقت ذکر میں مشغول رکھو۔"

فوری توبہ:

فرمایا: "جب گناہ ہو جائے تو فوراً اسی وقت توبہ کر لو، پھر کبھی ایسا نہ ہو کہ توبہ سے

پہلے ہاتھ کاٹ دیے جائیں یا تم کو رجم کر دیا جائے۔"

انسان کا کوئی لمحہ ذکر سے خالی نہ ہو:

فرمایا: "انسان کا کوئی لمحہ ذکر سے خالی نہیں ہے، جب سو کر اٹھو تو اٹھنے کی دعا پڑھو، پھر حمام میں جاؤ تو بسم اللہ پڑھو، استنجا کے لیے جاؤ تو اس کی دعا پڑھو، جب وضو کرو تو بسم اللہ پڑھو اور وضو کے درمیان "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ، وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ، وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ." پڑھو، پھر شہادتین پڑھو، پھر جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھو، اس کے بعد تلاوت اور ذکر کرو، اس کے بعد صلوٰۃ اشراق پڑھو، اور اگر متعلم ہے تو بسم اللہ کہہ کر درسگاہ جائے اور تکرار کرائے، اور جب پڑھائی ہو جائے تو الحمد للہ کہو کہ ایک کام پورا ہو گیا، اور اگر مدرّس ہے تو بسم اللہ کہہ کر جائے اور دعا کر کے جائے کہ اللہ تعالیٰ غلط بات کہنے سے بچائے، اور صاف بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو دعا پڑھ لو۔ غرض کہ انسان کا کوئی لمحہ ذکر سے خالی نہیں ہونا چاہیے، اگر مہمان آ جائے تو اس کی خوش طبعی کے لیے تھوڑی سی بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ اتباع مسنون ہونے کی وجہ سے اَذکار میں داخل ہے، البتہ ہنسنے کا مشغلہ بنا لینا اچھا نہیں، طبیعت کے تقاضے پر کبھی کبھی ہنس دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔"

جوانی کی قدر:

فرمایا: "بچو! موت سر پر کھڑی ہے، بچو! جوانی کو غنیمت جانو، اللہ کو جتنا ہو سکے راضی کر لو، جب بڑھاپا پکڑ لیتا ہے تو کچھ نہیں ہوتا۔"

ایک صاحب کو فون پر فرمایا: "اپنی زندگی سنت کے مطابق بناؤ۔"

حضرتؒ کی تمنا اور واقعہ:

فرمایا: ’’اگر جنت کا کھانا مل جاتا تو کھالیتا اور دُنیا کی روزی سے چھٹی کر لیتا، لیکن یہ ناممکن ہے۔ ’’سمعانی‘‘ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک عورت کا شوہر مر گیا، عورت نے خواب میں دیکھا کہ بہترین دسترخوان لگا ہوا ہے اور اس دسترخوان پر اس کا شوہر بھی ہے، سب جنّتی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، تو اس آدمی نے اپنی بیوی سے خواب میں ہی کہا کہ اس مسکینہ کو بھی دے دو، دو چار لقمے دے دیے گئے، اس کے بعد اس عورت نے پندرہ یا سولہ سال تک کھانا نہیں کھایا اور حال یہ تھا کہ چہرہ پر رونق ویسے ہی اتنے سال تک برقرار رہی۔‘‘

خانقاہوں میں اچھا کھلانے کی ابتدا:

فرمایا: ’’پہلے کسی بھی خانقاہ میں مرغ مسلّم نہیں ملتا تھا، یہ طریقہ حضرت مدنی (شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، متوفی: ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) اور حضرت شیخ (زکریا) رحمہما اللہ سے شروع ہوا ہے۔‘‘

نعمت کی قدر:

ایک مرتبہ مفتی طاہر صاحب (استاذ مظاہر علوم سہارن پور) نے مشکوٰۃ کے درس میں فرمایا تھا کہ حضرت شیخ یونس صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ نماز پڑھ کر اپنے گھر کی طرف آرہے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کے گھر کے سامنے کوڑا پڑا ہوا تھا، اور اس میں تربوز کے چھلکے پڑے ہوئے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ’’اس کو دھو کر میرے پاس لاؤ،‘‘ کیوں کہ اس میں تھوڑا تھوڑا تربوز لگا ہوا تھا، اس کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاس لایا گیا، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’میں اس کو کھاؤں گا، جس کا جی چاہے وہ بھی کھائے‘‘ سب نے کھالیا، پھر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’اللہ کی نعمتوں کی قدر کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے یہاں کالا گورا نہیں:

فرمایا: ”اللہ کے یہاں کالے گورے اور مشرق ومغرب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا، وہاں تو دو ہی چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا: ایمان اور عمل صالح، یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ”تم ایم. پی. کے ہو یا یو. پی. کے ہو۔“

جمعہ کے دن کا معمول:

ایک صاحب نے آکر کہا: ”میرے لڑکے کا نکاح جمعہ کے دِن عصر کے بعد پڑھانا ہے،“ فرمایا: ”میں جمعہ کے دِن درود شریف پڑھتا ہوں، اس لیے تھوڑا وقت دوں گا، دس منٹ سے زائد نہیں۔“ (نوٹ: جمعہ کے دن عصر کے بعد حضرتؒ درود شریف ہی کا وِرد فرماتے تھے، کسی سے بات نہیں کرتے تھے اور مجلس میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ ”درود پڑھو، دل لگا کر درود پڑھو۔“ از مرتب: محمد جابر عفی عنہٗ)

نگران موجود ہے:

فرمایا: ”آج کل حکومت کی سی. آئی. ڈی. بہت پھیلی ہوئی ہے، ہر جگہ ہے، آدمی احتیاط کرتا ہے کہ کہیں پکڑا نہ جائے، بولنے میں بھی احتیاط کرتا ہے کہ کہیں پکڑ میں نہ آئے، اگر یہی بات ہے تو اللہ کی حکومت کی بات یہ ہے کہ آدمی جو بات بولتا ہے نگران محافظ اس کو لکھ لیتے ہیں، اس لیے گناہ کی بات نہ بولی جائے، نافرمانی کی بات نہ بولی جائے، حکومت کی سی. آئی. ڈی. غلط صحیح بات پہنچائے گی، اللہ تعالیٰ کے نگران سچی سچی بات پہنچاتے ہیں، اس لیے اپنی زبان کی حفاظت کرو، ناجائز بات مت بولو، اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ آدمی دنیا میں سی. آئی. ڈی. بنتا ہے عزت کے لیے، مال کے لیے، عزت بزّت کچھ نہیں ملتی ہے۔“

اچھی عادت ڈالو:

”بچو! ابھی سے اتباعِ سنت کرو، عادت ڈالوگے تو ابھی سے عادت پڑ جائے گی۔“

”بچو! میں نماز تاخیر سے پڑھتا ہوں، بڑا رونا آتا ہے۔“

نوٹ: اس لیے کہ حضرتؒ کا معمول اوّل وقت ہی میں نماز پڑھنے کا تھا، لیکن معذوری کی وجہ سے کبھی تاخیر ہوجاتی، تو اس پر افسوس کے ساتھ یہ فرماتے۔ (از: محمد جابر)

اکابر اور وقت کی قدر:

فرمایا: ”میں نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ وقت کی قدر کرتے تھے، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کو دیکھا ہے کہ جب تھک جاتے تھے تو تھوڑی دیر سبحان اللہ پڑھتے رہتے تھے۔“ فرمایا: ”ایک دِن میرے دل میں کشف وکرامت کا خیال آیا، حضرتؒ کو فوراً کشف ہوگیا۔ کشف وکرامت میں کیا ہے؟ اصل سبحان اللہ کہنا ہے۔“ فرمایا: ”حضرتؒ کو اعمالِ صالحہ کا بڑا اہتمام تھا، یہی جوہری صورت ہے، اگر یہ نہ ہو تو اسلام اور غیر اسلام میں کیا فرق ہے؟“

فرمایا: ”بچو! اللہ کی طاعت کا اثر ہوتا ہے۔“

خود بھی تو دعا کرنی چاہیے:

فرمایا: ”حضرت اقدس رائے پوریؒ (حضرت اقدس شاہ عبد القادر صاحبؒ، متوفی: ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کے یہاں ایک آدمی کسی مقدمہ کے بارے میں دعا کروانے گیا، تو حضرتؒ نے فرمایا: ”خود دعا کرو۔“ بعض لوگوں نے بتایا کہ حضرتؒ کو کشف ہوا کہ ان کا مسئلہ ان ہی کی دعا سے آسان ہوگا۔“

مجلس آرائی سے اجتناب:

فرمایا: ’’دوستوں کی مجلس آرائی بہت مضر ہے، مرنے کے بعد یہ سب حالتیں کھل جاتی ہیں، میں تو بھئی! بہت جلدی ٹوک دیتا ہوں، میں ایک صاحب کے یہاں گیا، وہ اخبار پڑھ رہے تھے، میں نے ان کو کہا کہ ’’یہ زمانہ اخبار پڑھنے کا ہے؟ کلمہ پڑھو‘‘ اس کے شاید ایک یا دو مہینے کے بعد ان کا انتقال ہوگیا، میں تو بھئی! استاذوں کو ٹوک دیتا ہوں، مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کتاب پڑھ رہے تھے، تو میں نے کہا: ’’کہیں یہ کتاب پڑھنے کا زمانہ ہے؟‘‘ کیوں ٹوکتا ہوں؟ اس لیے کہ انھوں نے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی ہے، ابا کو بھی ٹوک دیتا تھا، ان پر بہت اثر پڑا تھا، میں نے کہا: ’’آپ نے مجھے غیبت سننے کے لیے بلایا ہے؟‘‘

حضرت ناظم صاحبؒ مستجاب الدعوات تھے:

فرمایا: ’’حضرت ناظم صاحبؒ مستجاب الدعوات تھے، ایک مرتبہ کوئی مسئلہ نہیں حل رہا تھا، حضرتؒ سے کہا: ’’حضرت! دعا کیجیے کہ مسئلہ حل جائے،‘‘ فرمایا: ’’آمین۔‘‘

اپنے شیخ کے انتقال کے بعد کس سے بیعت ہونا چاہیے؟

فرمایا: ’’بعض لوگ پیر تلاش کرنے میں غلطی کرتے ہیں، مولانا عبد الغنی صاحب گجراتیؒ (امیر دعوت وتبلیغ، متوفی: ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۵ء) پہلے حضرت ناظم صاحبؒ سے بیعت تھے، پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ سے بیعت ہو گئے، پھر ان کے انتقال کے بعد مولانا انعام الحسن صاحبؒ سے بیعت ہوئے، میں نے ان سے کہا: ’’ساری عمر حضرت ناظم صاحبؒ نے پالا تھا، انھیں کیا معلوم کہ کہاں تک الف، باء، تاء کا سبق ہوا ہے؟‘‘ انہوں نے استفہامی نظر ڈالی، میں نے ان سے کہا: ’’باندہ جاؤ، حضرت مولانا صدیق صاحبؒ (خلیفہ حضرت اقدس مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) سے بیعت ہو جاؤ،‘‘ پھر وہ حضرت باندویؒ سے

بیعت ہو گئے اور ان کو اجازتِ بیعت بھی حضرتؒ سے حاصل ہو گئی۔" فرمایا: "لوگ سمجھتے نہیں، نام والے پیر کو پسند کرتے ہیں، اس میں کیا فائدہ ہے؟ شہرت کوئی چیز ہے؟"

مولانا باندویؒ کا فاقہ:

فرمایا: "مولانا صدیق صاحب باندویؒ نے بڑے فاقے کیے ہیں۔"

حضرتؒ کے توکل کا آغاز:

فرمایا: "جب ہم نے توکل شروع کیا تو عبدالقدوس دیناج پوری آیا، کہا کہ "کچھ بھی نہیں ہے،" میں نے کہا: "آٹا ہے؟" اس نے کہا: "ہاں! ہے،" میں نے کہا: "روٹی پکا لے،" پھر خیال آیا کہ شہد ہے، تو میں نے روٹی اور شہد کھانا شروع کیا۔"

اپنا محاسبہ:

فرمایا: "میں بہت محاسبہ کرتا ہوں کہ کیا غلطی کی؟ کس کو ستایا؟"

اکابر کے پاس جانے کا مقصد کیا ہو؟

فرمایا: "یہاں بعض لوگ اپنی دنیا کی مصلحت سے آتے ہیں، یہاں وہی لوگ آئیں جن کا مقصد دین ہو۔"

میرا نام مت بیچو:

فرمایا: "اب لوگوں کی عادت ہے کہ یہاں آتے ہیں اور میرا نام بیچتے ہیں، کہتے ہیں کہ میرا فلاں سے تعلق ہے، بچو! میں مکر و فریب نہیں جانتا۔"

اچھے برے حال کا معیار:

ایک مرتبہ احقر (محمد جابر عفی عنہ) نے حضرتؒ سے دریافت کیا کہ اکابر کہتے ہیں کہ

اچھے اور برے احوال کی اطلاع اپنے شیخ کو کرتے رہنا چاہیے؛ لیکن حضرت! مجھے پتا ہی نہیں کہ اچھی حالت کونسی ہے اور بری کونسی؟ حضرتؒ نے جواب دیا: ''بچے! جو سنت کے مطابق ہو وہ اچھی حالت ہے اور جو خلافِ سنت ہو وہ بری حالت ہے۔''

خوفِ الٰہی غالب کرو:

فرمایا: ''دہلی سے ایک صاحب کا فون بار بار آتا ہے، کہتے ہیں کہ مجھے گناہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، میں نے کہا: ''بیٹا! اس کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کا خوف پیدا کرو اور استحضار رکھو کہ اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دے گا، خوفِ الٰہی غالب کرو۔''

دُنیا میں کوئی رہنے والا نہیں:

فرمایا: ''ہر ایک کا وقت مقرر ہے، ہر ایک آتا ہے جانے کے لیے، جاتا ہے، واپس نہیں آتا، جو کچھ لے جاتا ہے اس کا حساب ہوگا، یہاں سے توبہ کر کے جاؤ، لوگوں کے حقوق معاف کرا کے جاؤ، اللہ کو راضی کرو، یہاں کی شان وشوکت کچھ دِن کی ہے، بڑے بڑے آدمیوں کو لوگ بھول جاتے ہیں۔''

بدنظری کا نقصان:

فرمایا: ''بدنظری کی وجہ سے نماز کا سکون ختم ہو جاتا ہے۔''

احقر کے سوالات:

ایک مرتبہ احقر (محمد جابر عفی عنہٗ) نے دریافت کیا: ''حضرت! مجلس میں میری جو کیفیت رہتی ہے وہ کیفیت باہر نہیں رہتی''، فرمایا: ''یہی سب کا حال ہے۔''

پھر احقر نے کہا: ''حضرت! نماز میں کبھی دھیان لگتا ہے، کبھی نہیں لگتا''، فرمایا: ''دھیان لگانا پڑے گا۔''

مشکوک چیز سے دوری:

فرمایا: ”میں کوئی نبی نہیں ہوں، ایسا نہیں کہ ہر چیز کا پتا چل جائے، مجھے کوئی مشکوک چیز نہ کھلایا کرے، میں اللہ سے بہت رو رو کے توبہ کرتا ہوں، بچو! میں نہ جوان ہوں، نہ ادھیڑ ہوں، میں تو بوڑھا ہوں۔“

فرمایا: ”مجھے مشکوک چیزیں نہ کھلایا کرو، اس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔“

ذکر سے حرارت کا پیدا ہونا:

فرمایا: ”انسان کے اندر حرارت ذکر سے پیدا ہوتی ہے، اور یہ حرارت مسلم اور غیر مسلم سب کے اندر پیدا ہوتی ہے، غیر مسلم کو ذکر نہیں بتانا چاہیے، کیوں کہ اس میں اس کے گمراہ ہونے کا زیادہ خطرہ ہے، کیوں کہ وہ سوچے گا کہ ذکر ہی سے سب کچھ ہوتا ہے۔“

اصل ایمان ہے:

فرمایا: ”ایمان کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی مفید ہوتا ہے، ایک مرتبہ ”لا الٰہ الا اللہ“ کہنا بھی مفید ہوتا ہے، اپنی زبان مشغول رکھو۔“

قلب سلیم کی تعریف:

فرمایا: ”اگر کسی کا قرض میرے ذمہ ہو تو وہ آ کر لے لے۔“ اس کے بعد فرمایا کہ ”اللہ کے یہاں قلب سلیم کا اعتبار ہے۔ قلب سلیم کسے کہتے ہیں؟ وہ قلب جو کینہ، حسد اور بغض سے پاک ہو“ فرمایا: ”اپنے دل کو بالکل صاف رکھو“ فرمایا: ”بعض وقت بندہ اپنے بھائی کو گرانے کی فکر میں رہتا ہے، اور یہ بات عام طور پر طلبہ کے اندر پائی جاتی ہے“ فرمایا: ”اگر طالب علم کتاب میں لگا رہے تو اس کو یہ سب کرنے کا وقت نہیں ملے گا، بس دوسروں کو پریشان کرنے سے بچنا چاہیے، اور ہر وقت اپنے آپ کو ذکر اللہ میں مشغول رکھنا چاہیے۔“

تسبیح کا فائدہ:

فرمایا: ”بندہ تسبیح سے اپنے نقائص دور کرتا ہے۔“ فرمایا: ”اگر اُردو میں پڑھے گا تب بھی ثواب ملے گا۔“

روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے:

فرمایا: ”میں نے ایک صاحب سے کہا کہ ڈاڑھی رکھئے، روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ ہی سب کی پرورش کرتا ہے، روزی تمہیں ضرور ملے گی، ڈاڑھی رکھو یا نہ رکھو، نماز پڑھو یا نہ پڑھو، جب یہی بات ہے تو اللہ والے بن کر رہو، روزی تو اُسی کی کھا رہے ہو، تو پھر نافرمانی کر کے کیوں کھاتے ہو؟ فرماں برداری کر کے کھاؤ۔“

ہر چیز فانی ہے:

فرمایا: ”ہر چیز فنا کی طرف جا رہی ہے، آج ایک چیز ہے، کل نہیں ہے، قلم اُٹھاتے ہیں، وہ ٹوٹ جاتا ہے، ہر چیز جانے والی ہی ہے، پھر اس سے محبت کیسی؟ جس کو بقا ہے اس سے محبت ہونی چاہیے، دین وشریعت کو اختیار کرو، تاکہ وہاں کے لیے تیاری ہوسکے، تھوڑا تھوڑا سوچنا چاہیے، بہت زیادہ نہیں۔“

توبہ کی حقیقت:

فرمایا: ”یہیں توبہ کرلو، انجام کا پتا نہیں، ماضی پر شرمندگی ہو، فی الحال گناہ چھوڑ دو اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو، بچو! یہیں توبہ کرلو، ورنہ وہاں پہنچ کے سوائے ندامت کے کوئی چارہ نہیں،“ فرمایا: ”عالم وجاہل سب ایک ہیں۔“

حساب کس چیز سے آسان ہوگا؟

فرمایا: ”تبلیغ میں جانے سے حساب آسان نہیں ہوگا، حساب آسان ہوگا نصاب

پورا ہونے سے، جس چیز کو لکھ دیا گیا کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، اس کو پورا کیا کہ نہیں؟ اگر نصاب پورا کیا ہے تو حساب آسان ہوگا، وہاں کچھ نہیں چلتا۔"

گناہوں سے توبہ:

فرمایا: "بچو! بس سب سے پہلے گناہوں سے توبہ کرو، حدیث میں ہے کہ لوگ جہنم میں جائیں گے تو ان کے اعمال کی ترتیب سے نکالے جائیں گے۔"

فرمایا: "معاصی نافرمانی کو کہتے ہیں، جہالت معاف ہے۔"

اکابر کی مجلس میں دُنیا مقصود نہ ہو:

فرمایا: "خدائی میرے ہاتھ میں نہیں ہے، نہ کوئی کام کرسکتا ہوں، یہاں روزانہ نہ آیا کرو، اللہ کے لیے کسی کو آنا ہو تو آئے، دنیا کے لیے نہ آیا کرو۔" ایک صاحب کو فرمایا: "کل آپ نہیں آئے تھے، آپ دنیا کے لیے آتے ہیں۔"

نوٹ: ایک صاحب نے حضرتؒ سے دعا کی درخواست کی، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ دعا سے ان کا کام ہو ہی جائے گا۔ اور ان کی حاضری دنیوی مفاد کے لیے ہوتی تھی۔ از محمد جابر عفی عنہ۔

دعا سب کے لیے:

فرمایا: "دعا ایسی چیز ہے جو میں سب کے لیے کرتا ہوں، جس وقت میں کہتا ہوں کہ اے اللہ! خاتمہ بالخیر فرما، تو جو سامنے بیٹھے ہیں وہ بھی آجاتے ہیں اور جو نہیں ہیں وہ بھی آجاتے ہیں۔"

حضرتؒ کا بھیڑ بھاڑ سے توحش:

فرمایا: "مجھے بہت بھیڑ بھاڑ اچھی نہیں لگتی، کوئی ضرورت سے آئے تو ٹھیک ہے، میں اپنی طلبہ پارٹی کو پسند کرتا ہوں۔"

صحبت کا اثر:

فرمایا: ''آدمی اچھی صحبت سے اچھا ہو جاتا ہے، بُری صحبت سے بُرا ہو جاتا ہے، بچو! اچھی صحبت اختیار کرو۔''

مسلمان کی شکل بناؤ:

ایک صاحب آئے، جو بے ریش تھے، حضرتؒ نے فرمایا کہ ''مسلمان کی شکل بناؤ، آپ کے چہرے پر نورِ اسلام نہیں ہے۔''

حضرتؒ کا کشف:

ایک صاحب سے فرمایا: ''آپ میں بدنظری کا مرض بہت ہے، آپ کے پورے جسم سے بدبو آرہی ہے، مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

مدرسہ کے مال میں احتیاط:

ایک صاحب حضرتؒ کے پاس آئے، حضرتؒ نے فرمایا: ''کس سواری سے آئے؟ انہوں نے عرض کیا: ''مدرسہ کی گاڑی لے کر،'' فرمایا: ''اس کا کرایہ دیا؟'' انھوں نے کہا: ''حضرت! اس میں تیل ڈلوا دیا،'' فرمایا: ''وزنِ انسانی سے مشین پر اثر پڑتا ہے، لہٰذا اس کا کرایہ دینا چاہیے۔'' فرمایا: ''ایسے آرام سے کیا فائدہ؟ جو جائز طریقہ پر نہ ہو۔''

ابھی کچھ کرلو:

فرمایا: ''اپنی جوانی کی قدر کرو، کچھ کرلو، دو چار رکعتیں پڑھ لو، میرے مربی اور محسن حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا: ''بولا نہیں جاتا،'' میں اس وقت جوان تھا، میرے دل میں آیا کہ زبان سے بولنا ہے، کیوں بولا نہیں جاتا؟ فرمایا: ''اب مجھ سے بھی بولا نہیں جاتا، اب پتا چلا،'' بچو! جوانی کی قدر کرلو، جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو

کچھ نہیں کر پاتا۔"

شیخ کی مجلس میں فضول بات سے احتراز:

فرمایا: "میں حضرت شیخ زکریا صاحب رحمہ اللہ کے یہاں جاتا تھا، کبھی فضول بات نہیں کرتا تھا، صرف جا کے دیکھتا تھا، صرف ایک مرتبہ آنکھ کے بارے میں پوچھا تھا۔"

آخرکار آدمی کو جانا ہے:

فرمایا: "آدمی کو ہر وقت یہ سوچنا چاہیے کہ مجھے جانا ہے، آدمی کی عمر کتنی ہی طویل ہو جائے اسے جانا ہی ہے، اور اللہ کے یہاں سب کو حساب دینا ہے، لہٰذا اپنے اوپر نہ بندوں کے حقوق باقی ہوں نہ اللہ کے۔"

مشکوک چیز کھانے سے احتیاط:

ایک مرتبہ عصر کے بعد ایک طالب سے کہا: "مجھے بھوک لگی ہے، چائے پلا اور چائے کے ساتھ کچھ کھلا،" طالب علم چائے اور بسکٹ لے کر آیا، فرمایا: "دیکھ بسکٹ مشکوک تو نہیں ہے؟" دیکھا تو پارلے کمپنی کی تھی، فرمایا: "پارلے کمپنی کی بسکٹ میں نہیں کھاتا، مشکوک ہے،" چھوڑ دیا، نہیں کھایا، فرمایا: "میں برما کمپنی کا کھاتا ہوں۔"

دن بھر کا محاسبہ:

فرمایا: "اپنا محاسبہ کرو کہ ہم نے دن بھر کیا غلطیاں کیں؟ جب اپنی غلطیاں نظر آئیں گی تو دوسروں کی غلطیاں نظر نہیں آئیں گی۔"

مولویوں کے پاس کیا ہے؟

فرمایا: "مولویوں کے پاس یہی "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، اللہ پاک نے یہ

فرمایا اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا'' اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔''

ہمارے اساتذہ:

فرمایا: ''ہم نے جن اساتذہ سے پڑھا وہ ہمارا دِل دھوتے رہے، انھوں نے مال وال کی لالچ نہیں رکھی۔''

رزق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے:

فرمایا: ''روزی کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ ہی کھلاتے ہیں، بندہ ناشکری کیسے کرے؟''

آخرت کی تیاری:

فرمایا: ''یہ دنیا کا سفر ہے، جو آخرت کی منزل ہے، اس لیے بچو! منزل کی تیاری کرو، سب سے پہلے توبہ کا توشہ لو اور گناہوں سے توبہ کرو، بچو! آخرت کے لیے ابھی سے تیاری کرو، کیا پتا موت کب آجائے؟ اس لیے بچو! گندے نہ رہو۔''

فرمایا: ''دین کی خدمت کرو، اللہ تعالیٰ سب کا انجام بخیر فرمائیں، بچو! اللہ سے ڈرو، آخرت کا شوق پیدا کرو۔''

فرمایا: ''بچو! آخرت کی فکر کرلو، نوافل سے محبت کرو، قرآن سے محبت کرو، یہ محبت ضائع نہیں ہوگی، شکل وصورت کی محبت ٹوٹ جاتی ہے۔''

فرمایا: ''جب آدمی نیکی پر آجاتا ہے تو اس کو کوئی چیز نہیں ہٹاتی۔''

فرمایا: ''بعض لوگ آتے ہیں، جاتے ہیں، بعض مرتے ہیں اور بعض جیتے ہیں، اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، بہر حال جانا ہے، جا کر لوٹنا نہیں ہے، اُس منزل کے لیے تیاری کرو۔''

دو ہی تو کام ہیں:

فرمایا: ”دو ہی تو کام ہیں، جس کے کرنے کا حکم ہے وہ کرو، اور جس سے منع کیا ہے اس سے بچو۔“

نیک نیتی:

”بچو! نیک نیتی رکھو، نیک عمل کرو، دنیا کا مال اور عزت کوئی چیز نہیں ہے۔“

موت کا کوئی بھروسہ نہیں:

فرمایا: ”زندگی کا حال یہ ہے کہ آدمی ابھی زندہ ہے، ہارٹ اٹیک ہوگیا، ابھی زندہ ہے، کسی نے گولی ماردی، جب زندگی پر بھروسہ نہیں ہے تو تکبر کیسا؟ دوسروں کو حقیر سمجھنا کیسا؟ اس سے بچو، بچو! میں تو بہت مذاق کرتا تھا، اب سمجھ میں آگیا۔“

ذکر کا فائدہ:

فرمایا: ”أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ“ اللہ کے ذکر سے قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے، جب یہ کیفیت ہو تو گھر کے کونے میں بیٹھ کر ذکر اللہ کرے، پھر دیکھے کہ گھر کی دیواروں میں کیا نور پیدا ہوتا ہے، دار الطلبہ قدیم مسجد کلثوم (مظاہر علوم وقف کے دار الطلبہ میں ہے) میں جا کے ذکر اللہ کا نور دیکھ لو، اس لیے کہ وہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ آتے تھے اور ذکر اللہ کرتے تھے، نیز نظام الدین مرکز میں نیچے کے حصے میں دیکھیں، کیا ہی نور ہے، اور اوپر کے حصے میں نہیں ہے، ذکر میں بڑی طاقت ہے، اصل میں ذکر اوپر سے ربط رکھتا ہے، اسی لے میں کہتا ہوں کہ آواز سے قرآن پڑھو۔“

ذکر کے لیے وقت متعین کرو:

فرمایا: ”جتنے اللہ والے گزرے ہیں سب اپنا ایک وقت متعین رکھتے تھے اور تنہائی

میں ذکر کرتے تھے۔ ’’فرمایا: ’’تو‘‘ اور ’’میں‘‘ باتیں کرنے میں کیا رکھا ہے؟‘‘

بزرگوں کا مقولہ:

فرمایا: ’’بزرگوں کا مقولہ ہے کہ ’’ہم کو جو کچھ بھی ملا ہے کلمہ شریف کی برکت سے ملا ہے۔ ’’بچو! ہر وقت کلمہ طیبہ پڑھتے رہو۔‘‘

حضرت ناظم صاحبؒ زبردست شیخ طریقت:

فرمایا: ’’ہمارے ناظم صاحبؒ (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) زبردست شیخ طریقت تھے، لیکن کبھی کوئی کلمہ فخر کا نہیں بولتے تھے، اور نہ بے ضرورت کبھی بولتے تھے۔‘‘

اصلاح کے معنیٰ:

ایک صاحب نے کہا: ’’حضرت! اصلاح کے لیے آیا ہوں‘‘ فرمایا: ’’اصلاح کے معنیٰ ہیں درست کرنا، یعنی اپنے آپ کو شریعت کے ڈھانچے میں ڈھال دینا۔‘‘ نگاہوں کی حفاظت کرو، قلب کی حفاظت کرو اور کان کو اِدھر اُدھر کی باتوں سے بچاؤ، قلب کا رُخ غیر اللہ سے کٹ جائے۔‘‘

مراقبۂ دعائیہ کا طریقہ:

’’مراقبۂ دعائیہ میں آنکھیں بند کرنا ہے، دل ہی دل میں دعا مانگنا ہے، گناہوں پر روؤ دھوؤ، مراقبۂ دعائیہ کے لیے کوئی خاص وقت متعین کر لو۔‘‘ فرمایا: ’’ساری آفتیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔‘‘

فرمایا: ’’کلمہ، درود اور استغفار کثرت سے پڑھتے رہو۔‘‘

دانستہ اور نادانستہ غلطی میں فرق:

فرمایا: ’’علم حاصل کرنے کے بعد غلطی کرنا اور لاعلمی میں غلطی کرنا، دونوں میں فرق

ہے، اوّل تو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہم سے کیا کوتاہی ہوئی؟‘‘

دنیادارِفانی:

فرمایا: ’’یہ دُنیا دارِفانی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ‘‘ فرمایا: ’’لوگ آتے ہیں، جاتے ہیں، اور جو جاتا ہے وہ واپس نہیں لوٹتا، تو کچھ اعمال کرلو، اور جس حق والے کا جو حق باقی ہو اسے راضی کرلو۔‘‘

فرمایا: ’’آج کل کی نیتیں کیسی ہیں؟ ڈرنا چاہیے۔‘‘

دُنیا ہی میں کرلو:

فرمایا: ’’دنیا میں جو کچھ کر کے جاؤ گے وہ تمہارا عمل ہوگا، اللہ کو خوش کر کے جاؤ، سب سے پہلے توبہ کرو، توبہ صغائر اور کبائر دونوں سے کرو، کسی کو تکلیف نہ دو، پہلے میں لوگوں سے مذاق کرتا تھا، ایک دِن خیال آیا کہ مذاق ایک کی کرتا ہوں، سب کو بُرا لگتا ہے، اس سے کیا فائدہ؟ افسوس یہ ہے کہ آخری عمر میں خیال آیا ہے، پھر میں نے لڑکوں کے سامنے توبہ کی، اعلان کیا کہ میں نے توبہ کی ہے۔‘‘ فرمایا: ’’مذاق کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔‘‘

ایک کلمے سے گناہ کا معاف ہونا:

فرمایا: ’’بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ اگر کوئی سو بار ’’سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ......الخ‘‘ پڑھ لے تو اس کے گناہ ساقط ہو جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، کیا دیر لگی ’’سبحان اللّٰہ......الخ‘‘ پڑھنے میں؟ دو منٹ لگے۔‘‘

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ’’من قال سبحان اللّٰه و بحمده مائة مرة، غفرت له ذنوبه، و إن كانت مثل زبد البحر‘‘. (رواه الترمذی و قال: هذا حديث حسن صحيح)

علم کا اظہار:

فرمایا: ’’اپنے علم کے اظہار کے لیے یوں کہنا کہ ’’یہ بات فلاں کتاب میں ہے۔‘‘ موجب مؤاخذہ ہے، جب ہم ابتدا میں حدیث پڑھاتے تھے تو کچھ معلوم نہیں تھا۔‘‘

حقوق العباد کی فکر:

فرمایا: ’’ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے، ڈرنا چاہیے، آخرت کی فکر کرنی چاہیے، کسی کے چار پیسے دبا دیے تو کیا؟ کسی کی عزت لوٹ لی تو کیا؟ دنیا ہی میں آدمی سب سوچ لے، حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کی جائے، کسی کی عزت نہ لی جائے، کمزور سمجھ کر اس کو ڈانٹا نہ جائے، کہنے کا حق صرف باپ، استاذ اور پیر کو ہے، پھر یہ کہنا شان کے لیے نہ ہو، باپ یا چچا کہہ سکتا ہے، کیوں کہ وہ اصلاح کے لیے کہتے ہیں۔‘‘

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے رہنا چاہیے:

فرمایا: ’’کوئی بھی شخص خیالات سے خالی نہیں ہے، آدمی کو اپنے رب سے التجا کرنا اور ان کی پناہ مانگنی چاہیے۔‘‘

دل سے اللہ اکبر کہنا:

فرمایا: ’’بچو! چوبیس گھنٹوں میں تم نے منہ سے ’’اللہ اکبر‘‘ کہا، ساتھ ہی دل سے ’’اللہ اکبر‘‘ کہو، تم حدیث پڑھنے والے ہو، درد بھرے لہجے میں طلبہ کرام سے فرمایا: بچو! کیوں نہیں کہتے ہو کہ دل سے ’’اللہ اکبر‘‘ نہیں کہا جاتا؟‘‘ ...وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا۔

کونسی چیز عیب؟

فرمایا: ’’گناہ ہو جانا عیب نہیں، معصیت میں پڑے رہنا عیب ہے، جب معصیت ہو جائے تو فوراً توبہ کرلو، ارے بھائی! اللہ پاک کو خوب خوب راضی کرلو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کس چیز سے خوش ہوتے ہیں؟

فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں، اِتنے سجدے کرو کہ مالک کو پیار آجائے اور وہ خوش ہوجائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی علامت:

فرمایا: ’’اللہ کے لیے محبت یہ ہے کہ محبت شکل وصورت اور مال ودولت کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ طاعت اور نیکی کی وجہ سے ہو۔‘‘

دنیا کا خاصہ:

فرمایا: ’’دنیا کا خاصہ ہے کہ اس کے پیچھے دوڑو تو وہ بھاگتی ہے، اور اگر دُنیا سے دور بھاگوگے تو وہ دوڑ کر آتی ہے۔‘‘

بڑا کون ہے؟

فرمایا: ’’خواہ مخواہ بڑا کیوں بنوں؟ بڑا تو وہ ہے جس کا ایمان ویقین صحیح سالم جائے اور اَنجام بخیر ہو، بچو! اپنا جھوٹا نسب نہ بیان کرو، نہ اس میں تمہارے دین کا فائدہ ہے، وہ کرو جو تمہارے بڑوں نے کیا ہے، ذرا تقویٰ اختیار کرکے دیکھو کہ کیا ہوتا ہے؟ متقی کو سب جانتے پہچانتے ہیں نسب وغیرہ کیا چیز ہے؟ اَصل چیز تقویٰ اور دین داری ہے۔‘‘

نفس پر بوجھ ڈالو:

فرمایا: ’’نفس پر بوجھ ڈالوگے تو تھوڑے دِن چلے گا، پھر ختم ہوجائے گا۔‘‘ مغرب کے بعد چھ رکعات نفل نماز پڑھو، تم طالب علم ہوں بچو! اپنی بدحالی پر سوچتا ہوں تو بہت ہی افسوس ہوتا ہے، بچو! میں پہلے چھ رکعات پڑھتا تھا، اب چار رکعات بھی نہیں پڑھ پاتا ہوں، بچو! چھ رکعات طمانینت کے ساتھ پڑھو، بس بچو! میرے لیے دو دو رکعات پڑھتے رہنا، مفت

کی مزہ دار ہوتی ہے۔"

(قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی کوئی صلبی اولاد نہیں تھی، ہم تمام حضرتؒ کی روحانی اولاد ہیں، اس لیے گاہے گاہے حضرتؒ کے نام دو دو رکعات پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔ از: محمد جابر عفی عنہٗ)

فلاح کی تعریف:

فرمایا: "فلاح کہتے ہیں دنیا اور آخرت کے تمام مسائل کے درست ہو جانے کو۔"

نفاق سے ڈرنا چاہیے:

فرمایا: "نفاق سے ڈرنا اہل ایمان کی شان ہے، ڈرتے رہنا چاہیے۔"

موت کی یاد:

فرمایا: "میں کسی سے تعلق نہیں رکھتا، بس ہماری تو بھئی! کھیتی پک گئی، اللہ جانے کب وقت آجائے، موت آنی ہے، موت کو آدمی کیوں بھلائے؟ موت کا کوئی حساب نہیں۔"

حضرت شاہ وصی اللہؒ کا تذکرہ اور اپنی اجازت کا واقعہ:

حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی سادگی پر فرمایا کہ: "سب کو بندگی آتی ہے، تصوف کی حقیقت سے لوگ واقف نہیں، حضرتؒ تو کریم النفس تھے، مشہور تھا کہ حضرتؒ بہت سخت تھے، حضرت اُن لوگوں پر سخت تھے جو اصلاح کے لیے جاتے تھے، ایک صاحب بتاتے تھے کہ اگر ہم تفریح کے لیے جاتے اور کسی کی غیبت کر لی ہوتی تو حضرتؒ کے پاس جانے سے پہلے وضو کرتے اور دو رکعات صلوٰۃ التوبہ پڑھتے، پھر حضرتؒ کے پاس جاتے، تو حضرتؒ خوش ہو جاتے، آج کل لوگوں کا مزاج بگڑ گیا ہے، جب بڑے باتوں پر ٹوکتے ہیں تو ناراض ہو جاتے ہیں، اسی لیے اجازت دینا بہت خطرے کی بات ہے، پہلے جب کسی کو اجازت دی

جاتی تھی تو وہ بہت ڈرتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے، اور آج کل لوگوں کو اجازت دیتے ہیں تو ظاہر کر دیتے ہیں، خود مجھ کو اجازت ملی تو مولوی یامین (استاذ مظاہر علوم سہارن پور) مجھ سے کہتے تھے کہ آپ کو اجازت ملی ہے، میں نے کہا: ’’ہر طرح کی خبر ہوتی ہے، سچی اور جھوٹی،‘‘ مولوی یامین حضرت شیخ رحمہ اللہ کی مجلس میں گئے تو کسی نے کہا کہ ان کو اجازت مل گئی ہے، مولوی یامین نے مجھ سے کہا کہ ’’آپ کو اجازت مل گئی ہے اور آپ نے کہا کہ ’’نہیں ملی ہے،‘‘ میں نے کہا: ’’میں نے کب نا کہا؟ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ہر طرح کی خبر ہوتی ہے، سچی اور جھوٹی بھی۔‘‘ میرے پاس بیعت کے لیے کوئی آتا تو میں کہہ دیتا کہ حضرت شیخ محمد زکریا اور مولانا اسعد اللہ صاحب رحمہما اللہ کے پاس جاؤ، جب میں نے پہلی مرتبہ ایک بنگالی لڑکے کو بیعت کیا تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی تھی، آج کل اجازت دی جاتی ہے تو اظہار کرتے ہیں۔‘‘

دنیا میں ان کو راضی کرلو:

فرمایا: ’’بچو! اس دنیا میں ان کو راضی کرلو اور گناہوں سے توبہ کرلو۔ (اتنا فرمانے کے بعد حضرتؒ رونے لگے)۔ از: محمد جابر عفی عنہٗ۔

’’خاص طور سے چوری اور بدکاری سے توبہ کرو۔‘‘

دوسروں کے مال کی طرف مت دیکھو:

فرمایا: ’’کاہے کو تم دوسروں کی چیز کی طرف دیکھتے ہو؟ دوسرے کے چپل کی طرف کیوں دیکھتے ہو؟ کَے دِن یہ کپڑا رہے گا؟ کَے دِن یہ جوتا رہے گا؟ اپنا پرانا کپڑا پہنو، اپنا پرانا چپل پہنو، جو حلال ہو۔‘‘ فرمایا: ’’آدمی کی پرورش جیسی ہوتی ہے اسی پر آدمی چلتا ہے۔‘‘

تمہاری تحقیر کیوں؟

فرمایا: ’’میں تمہاری تحقیر اس لیے کرتا ہوں تا کہ تم توبہ کرو۔‘‘

اتباعِ نبی کے بغیر کچھ نہیں:

فرمایا: ’’بچو! جب تک تم نبی ﷺ کے پیچھے نہیں چلو گے تم کو کچھ نہیں ملے گا، ہمارے نبی ﷺ میں کینہ بینہ نہیں تھا۔‘‘

صحبت کے اثر کی مثال:

ایک مرتبہ دار الحدیث کے آدھے حصہ میں لائٹ تھی اور دوسرے آدھے حصہ میں نہیں تھی، اس وقت فرمایا کہ ’’درسگاہ ایک ہی تو ہے، ایک جگہ لائٹ ہے اور ایک جگہ لائٹ نہیں ہے، تو بچو! یہی قلب کا حال ہے، ایک آدمی اپنی جگہ بیٹھا ہوا ہے، اس کا قلب ایمان سے منور ہے، اُسی جگہ اس کا ساتھی بیٹھا ہوا ہے، لیکن اس کا قلب شہوانیت اور شیطنت سے بھرا ہوا ہے۔‘‘

رونے کا فائدہ:

فرمایا: ’’جب آدمی رو لیتا ہے تو اس کے قلب کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں اور اس کے واسطے سے چہرہ دُھل جاتا ہے۔‘‘

سید اصغر حسین صاحبؒ کا تذکرہ:

فرمایا: ’’لالچ گھس گئی ہے، ایک بزرگ تھے، پکا مکان نہیں بناتے تھے، ان کے شاگرد نے کہا: ’’اُستاذ صاحب! ہر سال کہیں نہ کہیں سے گھر گر جاتا ہے اور آپ ہر وقت بناتے ہیں، اور اس میں اِتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں کہ اُتنے پیسوں میں گھر بن جاتا‘‘ فرمایا: ’’اِدھر آؤ، دیکھو! یہ سب میرے پڑوسی غریب ہیں، اگر میں اپنا گھر پکا بنالوں، تو یہ غریب لوگ کیسے گھر بنائیں گے؟‘‘ بتاؤ! یہ کیسے لوگ تھے، یہ قصہ سید اصغر حسین صاحبؒ (متوفیٰ: ۱۳۶۴ھ) کا ہے، جو مفتی محمد شفیع صاحبؒ (۱۳۹۶ھ/۱۹۲۶ء) کے اُستاذ تھے۔‘‘

شہرت طلبی سے کیا فائدہ؟

فرمایا: ”جس کام میں شہرت کی طلب ہو، وہ کام کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟“

قرآن کیسے پڑھیں؟

فرمایا: ”جب کہو: ”الحمد للّٰه رب العالمین“ تو زبان بھی کہے اور دل بھی کہے، بچو! یہ کوشش کرو، ایک مرید نے اپنے پیر کو خط لکھا کہ ”جب میں قرآنِ کریم پڑھتا ہوں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اپنا قرآن اللہ کو سنا رہا ہوں۔“ میں نے کہا: ”ماشاء اللہ۔“

ہر وقت فکر:

فرمایا: ”آدمی کو ہر وقت یہ فکر ہونی چاہیے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔“

توبہ کس چیز کا نام ہے؟

فرمایا: ”صغیرہ گناہ طاعات سے معاف ہو جاتا ہے، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، توبہ تین چیزوں کا نام ہے: (۱) جو ہو گیا اس پر تہہِ دل سے ندامت ہو۔ (۲) فوراً چھوڑ دیا جائے، اس گناہ کا خیال بھی نہ آئے۔ (۳) پھر ہمیشہ کے لیے اس کے ترک پر جما رہے۔ یہ ہے توبہ کی حقیقت، یہ ہے تو بڑی اہم؛ لیکن آسان ہے، آدمی فوری طور پر گناہ چھوڑ دے اور دل سے شرمندہ ہو، تم نے ایک قصہ سنا ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سخت قحط پڑا ہوا تھا، لوگ ایک جگہ بارش کی دعا کرنے کے لیے جمع ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ ”اس میں ایک گنہگار ہے، جس کی وجہ سے بارش رُکی ہوئی ہے،“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ ”اِس مجمع میں ایک گنہگار ہے، جس کی وجہ سے بارش روک دی گئی ہے، وہ آدمی اِس مجمع سے نکل جائے،“ گنہگار آدمی اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کوئی اِس مجمع سے نکلتا ہے؟ اس نے دیکھا کہ کوئی نہیں نکلا، اُس نے سوچا کہ اگر میں نکلا تو

رُسوا ہو جاؤں گا، اس نے دل ہی دل میں توبہ کر لی، ایک دَم بارش شروع ہو گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ”اے اللہ! یہ کیا ہوا؟“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہمارا بندہ یہاں تھا، اس نے توبہ کر لی، ہم نے اسے معاف کر دیا۔“ دیکھو! اللہ کیسے ہیں، راز کھلنے نہیں دیا، ستاری کر لی، فرمایا: ”جب بندہ رو کر اللہ سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے خوش ہو جاتے ہیں، جتنا ہو سکے جلد از جلد اللہ کو راضی کر لو۔“

نیکی اور بدی کا اثر:

فرمایا: ”نیکی سے انوار پھیلتے ہیں اور گناہوں سے تاریکی پھیلتی ہے، کبیرہ گناہ توبہ کے پانی سے صاف ہوتا ہے۔“

توکل کی برکت:

فرمایا: ”بچو! تم اللہ پر بھروسہ کرو گے تو اللہ تمھیں بھوکا نہیں رکھے گا، جو کچھ تمہارے سامنے ہوگا اس میں برکت رکھے گا، البتہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔“

بوڑھیا کے ساتھ نصرتِ خداوندی:

فرمایا: ”سوچتا ہوں کہ جنت کا ایک لقمہ مل جائے۔“ ایک بوڑھیا کے گھر پر ڈاکہ پڑا، اس کا خاوند ڈاکو سے جھگڑنے لگا تو شہید ہو گیا، اُس بوڑھی نے خواب میں دیکھا کہ چند لوگ کچھ کھا رہے ہیں اور وہ بوڑھی ان کے پاس سے گزر رہی ہے، اس کے شوہر نے کہا: ”ارے لوگو! اِس مسکینہ کو کچھ دے دو۔“ تو ایک لقمہ دے دیا گیا، جو اس نے کھا لیا، اس کے بعد وہ بوڑھیا بیس سال زندہ رہی، اسے کچھ کھانے کی نوبت نہیں آئی، اس کا چہرہ ویسا ہی تھا، لیکن اس کا پیٹ تھوڑا اندر چلا گیا تھا۔“ فرمایا: ”بڑا مزہ ہے، اگر مجھے مل جاتا تو ٹھاٹ ہی ٹھاٹ، پھر تو نہ لڑکوں کی خوشامد، لیکن یہ کسی ایک کے ساتھ کبھی کبھی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں کی نوازش فرماتے ہیں۔ ‘‘

سنت ترک کرنے سے کیا فائدہ؟

فرمایا: ’’بچو! سنت چھوڑ کر غیر سنت اختیار کرنے سے تمہارا کیا فائدہ ہے؟ بچو! سنت مت چھوڑو۔ ‘‘

حضرتؒ کا خوف:

فرمایا: ’’کل میں اپنے بارے میں کہہ رہا تھا: ’’کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا، ہائے ہائے۔ ‘‘

مدرسے کے مال میں بے احتیاطی کا انجام:

فرمایا: ’’جو مدرسہ کے مال میں محتاط نہیں اس کی معاشی زندگی آئندہ بہت خراب ہوگی۔ ‘‘

حدّاد نامی بزرگ:

فرمایا: ’’حدّاد نامی ایک بزرگ گزرے ہیں، ہتھوڑا اُٹھائے ہوئے ہوتے اور اَذان سنتے تو فوراً رکھ دیتے۔ ‘‘

حضرت شاہ وصی اللہؒ کی کرامت:

فرمایا: ’’حضرت اقدس شاہ وصی اللہ صاحبؒ ایک مرتبہ تفریح میں گئے تھک گئے، تو واپس رکشہ سے آنے لگے، حضرتؒ کو بہت بھوک لگی تھی، حضرتؒ نے اپنے خادم کو کھانا لانے کے لیے ہوٹل بھیجا، جب وہ خادم کھانا لے کر آنے لگا تو راستے میں بندر اس سے لپٹ گئے، حضرتؒ کو کشف ہو گیا مسجد سے باہر نکلے اور دیکھا تو خادم کو بندر لپٹے ہوئے ہیں، حضرتؒ نے چپل ہاتھ میں لیا اور چپل سے اشارہ کیا تو سارے بندر بھاگ گئے، یہ حضرتؒ کی کرامت تھی۔ ‘‘

ایک صوفی کی خواہش:

’’ایک صوفی کہتا ہے: ’’اگر ملک الموت میری روح قبض کرنے آئے گا تو میں

کہوں گا کہ ”اے مالک! تیری زیارت جب تک نہ کرلوں تب تک قبض نہ کرنا۔“

امام بخاریؒ کی تنگ دستی:

”امام بخاریؒ ایک مرتبہ سبق میں نہیں آئے، تلاش کیا گیا کہ کہاں گئے ہیں؟ معلوم ہوا کہ ان کے پاس پہننے کے لیے کپڑا نہیں تھا، یہ ہے اللہ والوں کا حال۔“

نیک آدمی کی طرف لوگوں کا میلان:

فرمایا: ”جو جتنا نیک ہوتا ہے لوگ اس کو پوچھتے ہیں، جو جاہ کا طالب ہوتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھتا۔“

حقارت سے اجتناب:

فرمایا: ”میں کبھی کسی کو غصہ میں کوئی جملہ کہہ دیتا ہوں تو بعد میں مجھے تکلیف ہوتی ہے، سوچتا ہوں کہ کیوں کہا؟ دیکھا نہیں؟ کتنے ہی دنیا والے خاک میں مل گئے، اللہ تعالیٰ کے یہاں تقویٰ کام دیتا ہے، تقویٰ پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے، کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔“

بدن کی بدبو کی دو وجہیں:

فرمایا: ”بدن کی بدبو دو وجہ سے ہوتی ہے، کبھی تو گرد وغبار سے ہوتی ہے، دوسری بو معصیت کی وجہ سے ہوتی ہے، آج نوجوانوں میں بدنظری کی وجہ سے بدبو عام ہوگئی ہے، اس سے بچنے کی بہت ضرورت ہے۔“

خوفِ خداوندی بقدرِ قربِ الٰہی:

فرمایا: ”جس میں جتنا قربِ الٰہی ہوتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں اسی قدر خائف ہوتا ہے۔“

مدرسے کے مال میں احتیاط:

ایک مرتبہ دار الحدیث میں طلبہ نے پنکھے چلا دیے تھے، جب کہ ابھی گرمی کا احساس

بھی پوری طرح نہیں ہو رہا تھا، اس وقت فرمایا: ”بچو! تھوڑی گرمی برداشت کرلو، پنکھا بند کر دو، اخلاق سیکھو بچو! تم نے یہاں اگر بے احتیاطی کی تو میں بہت گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ تم آرام نہیں پاؤ گے، مدارس کی چیزوں میں احتیاط سے کام لو۔“

سنت کے سامنے میں جھک جاتا ہوں:

فرمایا: ”جو چیز حضور ﷺ سے ثابت ہے وہاں میرا سر جھک جاتا ہے، اور جو چیز مطابق سنت ہے اس سے میرا دل خوش ہوتا ہے، اور جو چیز خلافِ سنت ہو اسے میں چھوڑ دیتا ہوں۔“

توبہ زبردست آلہ:

فرمایا: ”ابھی وقت ہے، تیاری کرلیجیے، اپنے گناہوں سے توبہ کرلیجیے، توبہ نام ہے دل سے ندامت کا، فی الحال سارے گناہ چھوڑ دینے کا اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ اِرادہ کرنے کا، بچو! آنکھیں بند ہونے کے بعد اس کا موقع نہیں ملے گا، توبہ کے ذریعہ باطن کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے، توبہ یہ زبردست آلہ ہے، ایک ندامت ہی کی ضرورت ہے، ابھی سے عزم کرو کہ کوئی گناہ نہیں کریں گے۔“

آخر کار قبر میں جانا ہے:

فرمایا: ”خواہ نرم روٹی کھالو، یا سخت کھالو، یا بھوکے رہو، یا پیٹ بھر کر کھالو، بہر حال آہستہ آہستہ اپنے گھر یعنی قبر میں جانا پڑے گا۔“

گناہ کی سزا دنیا میں:

فرمایا: ”یہاں ایک آدمی تھا، شراب بہت پیتا تھا، مرنے سے پہلے اس کی ناک سے دھواں نکلنے لگا، گھر والوں نے اس کی ناک پر کپڑا ڈالا، تو کپڑا جل گیا، دنیا ہی میں عذاب آگیا، بچو! گناہ بدترین چیز ہے، اس سے بچنا چاہیے۔“

حضرتؒ کا خواب:

فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ''تکبر ہے تکبر'' بار بار کہہ رہا ہے، میں نے کہا: ''کیسا؟'' پھر صبح کو ایک شخص نے مجھے عطر ہدیہ کیا، اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ میرے پاس اس سے اچھا ہے، پھر فوراً خواب کا خیال آ گیا، تم کہتے ہوگے کہ اپنے عیب بھی بیان کرتے ہیں، ہاں بھائی! عیب بیان کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔''

خودستائی سے اجتناب:

فرمایا: ''آپ ﷺ نے کبھی اپنی مدح نہیں کی، اور اگر کوئی آپ کی مدح کرتا تو آپ ﷺ ناپسندیدگی کا اِظہار فرماتے تھے، بچو! اگر مدرّس سے کوئی خیر وخوبی کی بات نکلے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اِترانا نہیں چاہیے، کیا پتا؟ اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتا ہے یا نہیں؟''

تقویٰ کے فوائد:

فرمایا: ''تقویٰ ایسی بنیادی چیز ہے جس سے انسان کا دل مضبوط ہوتا ہے اور رحمٰن کی طرف سے فضل ہوتا ہے۔''

بغیر دل کے مجلس میں آنا:

فرمایا: ''جو شخص میرے یہاں بغیر دل کے آتا ہے اس سے میرا دِل نہیں لگتا۔''

فسادِ قلب کی علامت:

ایک مرتبہ مجلس میں فرمایا: ''شادی کے بعد بدنظری فسادِ قلب کی علامت ہے۔''

نگاہوں کی حفاظت:

فرمایا: ”بچو! تم جوان ہو، اپنی نگاہ کو بری جگہ استعمال ہونے سے بچاؤ، اپنی آنکھوں کو اچھی جگہ استعمال کرو، اللہ تعالیٰ نے جہاں دیکھنے سے منع فرمایا ہے اس سے رُک جاؤ، کل ایک بچہ آیا، اس نے کہا کہ ”بدنظری ہوجاتی ہے، “ میں نے کہا: ”ارے بچے! یہ عمل اختیاری ہے، جیسے آپ اپنے اختیار سے دیکھتے ہیں، ویسے ہی آپ اپنے اختیار سے بچ بھی سکتے ہیں، بچو! اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کرو۔ “

مفتی نظام الدین صاحبؒ کا واقعہ:

فرمایا: ”مفتی نظام الدین صاحبؒ (استاذ دارالعلوم دیوبند) کے گھر آم کا ایک درخت تھا، جو پھلتا نہیں تھا، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے پاس جاتا تو کہتا کہ ”حضرت! آم کا درخت پھلتا نہیں ہے، “ شاہ صاحبؒ ایک مرتبہ ان کے گھر گئے تو فرمایا کہ ”کہاں ہے تیرا درخت؟ “ بتلایا کہ یہ ہے، تو حضرتؒ نے ٹہنی پکڑی اور درخت سے فرمایا کہ ”تو پھلتا کیوں نہیں ہے؟ “ پھر درخت اس کے بعد پھلنے لگا، بچو! یہ اثرِ اتباعِ نبی ﷺ ہے، یہ محمد ﷺ کی تابع داری کررہے ہیں، اُن کی برکت اِن میں آگئی، (یعنی حضور ﷺ کی برکت حضرت شاہ صاحبؒ میں آگئی) بچو! حضرت محمد ﷺ کی تابع داری کر کے دیکھو۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ گجرات کے کسی گاؤں سے گزرے، جہاں کے سارے لوگ بدعتی تھے، حضرتؒ کے سفر کے بعد وہ تمام اہل سنت والجماعت بن گئے، بچو! حضرتؒ آخرت کمانے میں سراپا برکت ہوگئے تھے، مولوی احرار کا ایک جملہ ہے کہ ”جہاں سے حضرتؒ گزرے وہاں سے بدعت کا جنازہ نکل گیا۔ “ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مدنی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”میرا بیٹا بیمار ہے، پانی پر دم کردیجیے، “ حضرتؒ نے پانی پر

چھُو، چھُو، چھُو کر کے دم کیا، وہ آدمی اس پانی کو لے کر جانے لگا تو تقدیرِ الٰہی غالب آئی اور اس نے اپنے جی میں کہا کہ صرف چھُو، چھُو کیا ہے، اور اس نے پانی پھینک دیا، تو پانی جس گھاس پر پڑا وہ ساری گھاس جل گئی، اس نے پھر سے آکر کہا کہ "پانی پر دم کر دیجیے،" حضرتؒ نے فرمایا: "جا، جا، تیرا بیٹا مر گیا، لوگ تیرا انتظار کر رہے ہیں۔"

بدنظری کا وبال:

فرمایا: "جب کوئی آدمی بدنظری کرتا ہے تو اس کے چہرے پر بدنظری کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، اس کا چہرہ کالا نظر آتا ہے، بلکہ اس کے بدن سے بھی بدبو آتی ہے، حضرت شیخ (زکریا) رحمہ اللہ کو بدنظری کرنے والے کے بدن سے بدبو محسوس ہوتی تھی۔"

اللہ تعالیٰ کی ستاری:

فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن بندہ سے فرمائیں گے کہ تو نے یہ کیا کیا؟ بندہ اندر سے کانپ اُٹھے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تیری ستاری کی ہے، آج غفاری کرتا ہوں، اسی طرح کام چلے گا، بچو! کوئی ذرا جھک کے دیکھے تو سہی، اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لو۔"

کونسا آدمی اچھا لگتا ہے؟

فرمایا: "بچو! وہ آدمی اچھا لگتا ہے جو نبی ﷺ کی سنت کی اتباع کا جذبہ رکھتا ہو اور جس کو نبی ﷺ کی سنت اچھی لگتی ہو، میں ہر کام بسم اللہ سے شروع کرتا ہوں، میں جب حدیث پڑھنے لگا تو ارادہ کیا کہ کبھی کوئی حدیث نہیں چھوٹے گی، غیر نبی چھوٹ جائے تو کوئی بات نہیں، لیکن محمد ﷺ چھوٹنے نہ پائیں۔"

عمل صالح کا اثر:

فرمایا: ''جب بندہ نیکی کرتا ہے تو نیکی کی وجہ سے اس کا قلب نورانی ہو جاتا ہے، جس سے نماز میں مزہ آتا ہے، جب باطن میں نور پیدا ہوتا ہے تو ایمان میں نورانیت آجاتی ہے اور اعمال میں خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔''

نیکی سے اُمید:

فرمایا: ''نیکی کرتے رہوگے تو مرتے وقت اُمید رہے گی کہ مالک کرم فرمادے، یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ بندہ پوری زندگی گناہ کرے اور مرتے وقت تمنا کرے کہ جنت الفردوس مل جائے، بچو! ہر وقت یہی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے، حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ''جب آدمی سونے کا ارادہ کرے تو توبہ کرلے اور کلمۂ طیبہ پڑھے'' بچو! ابھی سے عہد کرلو کہ ہم گناہ سے توبہ کرتے ہیں، ابھی یہیں بیٹھے بیٹھے عہد کرلو، تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش جائے۔''

عمومی معصیت سے عذابِ الٰہی:

نیز فرمایا: ''جب معصیت عام ہو جاتی ہے تو رحمت الٰہی منہ موڑ لیتی ہے اور عذابِ الٰہی ظاہر ہوتا ہے، آدمی ایسی جگہ سے پیٹا جاتا ہے جہاں کا اس کو پتا بھی نہیں ہوتا، توبہ کرنی چاہیے، عذابِ عام کو روکنے کے دو راستے ہیں: ایک وجودِ نبی پاک ﷺ، دوسرا اجتماعی توبہ و استغفار، ان کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، اب نبی ﷺ کا وجود تو نہیں، لہٰذا سوائے استغفار کے اور کوئی چارہ نہیں، ہم اپنی خطاؤں پر شرمندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہدایت کو عام فرمادے۔''

روزانہ استغفار:

فرمایا: ''بچو! روزانہ استغفار کرنا چاہیے، تم میں سے ہر ایک یہ طے کرلے کہ میں کوئی فضول اور لایعنی بات نہیں کروں گا، بچو! یہی تمہاری وہ عمر ہے جس میں کچھ کر سکتے ہو، اگر اس عمر میں کچھ کرلوگے تو وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور تم محاسبہ سے بچ جاؤ گے۔''

فرمایا: ''حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ فرماتے تھے کہ ''آدمی اس دنیا میں اپنا تزکیہ کرلے، اگر یہاں نہیں ہوا تو قبر میں (بشکل عذاب) کیا جائے گا، اگر قبر میں بھی تزکیہ پورا نہیں ہوا تو جہنم میں ہوگا۔'' اس لیے سب سے آسان تزکیہ دنیا کا ہے، جتنا ہوسکے جلدی اپنے رب کو توبہ کے ذریعہ خوش کرلو، وہ تو بہت جلد راضی ہو جاتے ہیں۔''

مولانا علی میاںؒ کا حال:

فرمایا: ''میں نے حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ (متوفیٰ: ۱۹۹۹ء) کے بارے میں پڑھا ہے کہ وہ اپنی موت سے چند روز پہلے فرماتے تھے کہ ''اے اللہ! تیری ملاقات کا شوق ہے۔'' یہ بہت بڑی بات ہے، (یہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرتؒ پر گریہ طاری ہوگیا) بچو! مولاناؒ تھے بھی ایسے، کسی کو اذیت نہیں پہنچاتے تھے۔''

حضرت عمرؓ کا تنہائی میں اپنا احتساب:

فرمایا: ''ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے تنہائی میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے عمر! تو اللہ سے ڈر، ورنہ اللہ تجھے عذاب دے گا۔'' بچو! یہ سب اس لیے نہیں سناتا ہوں کہ صرف سن لیا جائے، یہ ہمارے بڑے ہیں، ان کی باتوں سے ہمارے احوال صحیح ہونے چاہیے، حدیث شریف پڑھنے والوں کے احوال بدل ہی جانے چاہیے۔''

سب مولیٰ کا کرم ہے:

فرمایا: ”بندہ نہ اپنے علم پر گھمنڈ کرے، نہ اپنی یادداشت پر اور نہ اپنے پیسوں پر، یہ جو کچھ بھی ہے وہ مولائے کریم کا عطا کردہ ہے۔“

ملک سلیمانی سے بہتر ہے:

فرمایا: ”بندہ کچھ دیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جائے تو ملک سلیمانی سے بہتر ہے، بچو! دنیا سے بندہ رُخصت ہو تو گناہوں سے تائب ہو کر، دُھل کر صاف ہو کر جائے، یہ بہتر ہے اس سے کہ صرف مال جمع کر کے دنیا سے رُخصت ہو۔“

امام شافعیؒ کا مقولہ:

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے دو رکعات ضرور پڑھتے رہو، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ”دو رکعات ایسی پڑھو کہ تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو، اگر ایسا وقت نہ ملے تو نماز اس خیال کے ساتھ پڑھو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔“ بچو! ذلت کی پیشانی جب عزت کی چوکھٹ پر رکھی جائے گی تو ضرور وہاں سے کرم ہو گا۔“

بنگال کے ایک بزرگ:

فرمایا: ”بنگال کے ایک بزرگ تھے، ان پر تواضع بہت غالب تھی، یہ کنویں سے پانی نکال کر حوض میں ڈالتے تھے اور عورتیں اس حوض سے پانی بھرتی تھیں، وہ بزرگ کنویں سے پانی اس لیے نکالتے تھے تاکہ عورتوں کو کنویں سے پانی نکالنے میں تکلیف نہ ہو، بچو! وہ بزرگ تواضع کی وجہ سے سر جھکائے رہتے تھے اور مخلوق اُن پر (محبت سے) ٹوٹ پڑتی تھی، ہاں بچو! بندگی کرو، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں۔“

کسی کو اپنا انجام معلوم نہیں:

فرمایا: ’’کسی کو اپنا انجام معلوم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں ”إِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوۡا الصّٰلِحٰتِ“ کے ذریعہ راز کھلے گا، سب کا راز کھلے گا کہ کون کیا لایا ہے؟ وہاں شرقی یا غربی نہیں چلے گا، وہاں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانی ہوگی تو چلے گا۔‘‘

”صلوٰۃ“ کے معنیٰ:

فرمایا: ”صلوٰۃ“ کے معنیٰ ہیں رحمتِ خاصہ، بچو! بیڑا پار ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت کافی ہے، اور درود شریف پڑھنے کی وجہ سے تو دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔‘‘

پھر فرمایا: ’’میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کو ہماری محبت اور خدمتوں کا پتا چلتا ہے، محبت کا ثبوت دیتے ہوئے درود شریف پڑھا کرو۔‘‘

نماز میں کیا تصور کریں؟

فرمایا: ’’بچو! جب نماز پڑھو تو اللہ رب ذوالجلال کا تصور کرو کہ مالک کبریائی وعظمت کے سامنے کھڑے ہو رہے ہیں، تاکہ نماز میں جی لگے۔‘‘

نورانی چہرہ:

فرمایا: ’’بچو! معصیت سے توبہ کرو، آدمی کتنا ہی کالا ہو؛ لیکن معصیت سے بچتا ہو تو اس کا چہرہ نورانی معلوم ہوتا ہے، اور اگر بظاہر کتنا ہی خوب صورت ہو؛ لیکن معصیت میں مبتلا رہتا ہو تو اس کا چہرہ بدنما لگتا ہے۔‘‘

نفس کا بگاڑ اور اس کا اثر:

فرمایا: ’’حدیث شریف میں آیا ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے،

عارفین کہتے ہیں کہ نفس کُتّا ہے، اگر نفس کے اخلاق صحیح نہ ہوں تو وہ جس برتن میں منہ ڈالے گا وہ ناپاک ہوجائے گا، بعض اہل اللہ کو یہ سب نظر بھی آتا ہے، وہ اہل کشف ہوتے ہیں۔"

ایک صاحب کشف طالب علم کا واقعہ:

فرمایا: "ایک طالب علم - جسے کشف ہوتا تھا - میرے پاس آکر اپنے متعلق کہنے لگا کہ آج میں جب وضو کر رہا تھا تو ہاتھ دھوتے وقت سیاہی ٹپک رہی تھی، دھونے کے بعد میرا ہاتھ شیشہ کی طرح چمکنے لگا، بچو! وہ طالب علم انتہائی کالا تھا، کالی رات جیسا، بچو! جب وضو کرو تو نیت کرو کہ گناہ جھڑ جائیں۔"

ایک صوفی صاحب کا میری پیشانی کا بوسہ لینے کی کوشش اور اس کی وجہ:

فرمایا: "جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے چہرے کی رونق اٹھالی جاتی ہے، اور جب بندہ دو رکعات نماز پڑھتا ہے تو اس کے چہرے پر رونق آجاتی ہے، میں ایک دِن غسل کر رہا تھا، اس وقت دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ! میں جیسے اپنے ظاہر کو پاک کر رہا ہوں ویسے ہی تو میرے باطن کو بھی پاک فرمادے، اتنا کہتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے، غسل کر کے جب میں مسجد میں گیا تو ایک صوفی صاحب مجھے دیکھ کر میری پیشانی پر بوسہ دینے کی کوشش کرنے لگے، بچو! میں سمجھ گیا، وہ اس لیے ایسا کر رہے تھے کہ میں ابھی اللہ تعالیٰ کے سامنے روکر آیا تھا، ان کو کشف ہوگیا تھا، بچو! تم توبہ کروگے تو چہرے سے ظلمت دور ہوگی۔"

کونسی صورت اختیار کریں؟

فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو جو صورت پسند ہے وہی اختیار کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کرو۔"

اصل کفن نیکیوں کا ہے:

فرمایا: "اصل کفن تو نیکیوں کا ہے، جب بندہ نیکیوں کو ساتھ لے کر جاتا ہے تو

نیکیاں وہاں کام دیتی ہیں، نیکیاں کیا ہیں؟ حقوق اللہ ادا کرو، بندوں کے ساتھ زیادتی نہ کرو، بچو! ہم نے نیکیاں نہیں کیں، توبہ کرتے ہیں، کسی کی خدمت نہیں کی، کسی کو پانی نہیں پلایا اور نہ ہی کھانا کھلایا، بچو! کچھ نہیں کیا، کچھ نہیں کیا، بچو! بندگی اختیار کرو، بندہ بن کر رہنے میں جتنا مزہ ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں۔"

گلستاں کس فن کی کتاب ہے؟

فرمایا: "مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے جب ہم بچوں کو "گلستاں" شروع کرائی تو فرمایا: "جانتے ہو یہ کس فن کی کتاب ہے؟" ہم نے کہا: "نہیں، مولصاب" فرمایا: "فن تصوف کی کتاب ہے،" بس اتنا کہا کہ "فن تصوق،" ہم بچوں سے کوئی پوچھتا کہ کیا پڑھتے ہو؟ تو ہم کہتے کہ تصوق پڑھ رہے ہیں، تصوق کیا چیز ہے؟ ہم نہیں جانتے تھے، بچو! مولاناؒ میں خلوص بہت تھا۔"

حضرت عمرؓ کا قول:

فرمایا: "موت آئے گی تو سب کچھ چھڑا دے گی، آخرت میں ترازو آئے گا۔
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آخرت میں وزن کیے جانے سے پہلے وزن کرلو۔"

اس وقت معصیت عام ہے:

فرمایا: "اس وقت معصیت عام ہے، کسی نے مجھے بتایا کہ اس وقت تین گناہ عام ہیں: ایک زنا، دوسری شراب نوشی اور جُوا، زنا کیا ہے؟ شہواتِ نفسانی کا غلط استعمال ہے، شراب کیا ہے؟ لذتِ نفسانی کو غلط راہ سے حاصل کرنا، اور جُوا کیا ہے؟ بلا مشقت مال کو حاصل کرنا، اب جب تینوں راستوں میں غور کروگے تو آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ یہ گناہ کی بنیاد ہے، ان کی بنیاد مال کی بے حساب کثرت یا نفس کا بے قاعدہ اپنی طبیعت کے تقاضوں کو

پورا کرنا، تو ضرورت ہے کہ آپ نفس کے بے فائدہ تقاضوں سے نفس کو روکیے، زنا سے نفس کو روکیے، شراب نوشی سے نفس کو روکیے، تحصیل مال بطریق ناجائز سے روکیے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ یہ گناہ مال کی بے جا شہوت ہے یا نفس کا بے جا خرچ ہے، لہٰذا عہد کرو کہ ہم گناہ نہیں کریں گے۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: "گناہ تین چیزوں سے دُھلتا ہے: پہلی چیز کہ آدمی کو اپنی غلطی پر ندامت ہو، ندامت کے معنیٰ فارسی میں پشیمانی کے ہیں، پشیمانی کسے کہتے ہیں؟ سرزد ہو چکی باتوں پر افسوس کرنا، کیوں کہ انسان اس بات کا مکلّف ہے کہ اس سے جو غلطی ہوئی ہے اس پر وہ شرمندہ ہو۔ دوسرے یہ کہ فوراً اسے چھوڑ دے، ورنہ دعوائے پشیمانی جھوٹ ہو جائے گا، کہ لوگ کہیں گے کہ گناہ پر پشیمانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور گناہ پر گناہ کیے جا رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ دے، اس کو علماءِ شریعت نے "توبہ" سے تعبیر کیا ہے، مسند احمد میں ہے: "التوبةُ نَدَمٌ" توبہ نام ہے ندامت کا، کہ ایسی ندامت، شرمندگی، پشیمانی اور افسوس ہو کہ کہی ہوئی بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو، ایسا بندہ فوراً گناہ سے ہٹ جاتا ہے اور آئندہ کے لیے بھی گناہ کی چیز کو چھوڑ دیتا ہے، تو ندامت میں فوراً ترک بھی ضروری ہے، اور نہ کرنے کا عزم بھی چاہیے، جب یہ اَرکان پورے ہو جائیں گے تو توبہ پوری ہوگی، بہر حال اگر عمومی طور پر کوئی گناہ صادر ہو رہا ہے تو عمومی طور پر اس سے توبہ ضروری ہے، اب جب آپ اپنا جائزہ لیں گے اور اپنے ماحول میں کیے ہوئے سخت گناہ اور ناجائز طلب مال کو عام پائیں گے تو آپ کو سمجھ میں آئے گا کہ ماحول کی اصلاح کے بغیر توبہ پوری نہ ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے ماحول کی بھی اصلاح کریں۔"

عمومی استغفار:

فرمایا: ”جو غلطی عالمی ہوتی ہے اس کے نقصانات بھی عالمی ہوتے ہیں، اس لیے اس سے بچنے کے لیے عمومی استغفار لازم ہے، جب بلیات عام ہوں تو عمومی استغفار کی ضرورت ہوتی ہے، قرآنِ کریم میں جب نبی رحمت ﷺ کے نزول کو علی العموم رحمت کا سبب بتادیا تو ضرورت تھی کہ اس وقت آئندہ کیا کرنا چاہیے، اس سے باخبر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝﴾ (الأنفال : ۳۳)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو استغفار کی توفیق عطا فرمائے، ضرورت ہے کہ تمام لوگوں سے استغفار کرنے کو کہو، ”أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ أَتُوْبُ إِلَيْهِ“. کہتے رہو۔“

اصل غلطی کا تسلیم کرنا:

فرمایا: ”اپنی غلطی کو تسلیم کرو، توبہ اور استغفار کرو، سبھی خطار کار ہیں، لیکن سب سے بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہے، مولیٰ کی طاعت ضروری ہے، پھر سب لوگ توبہ کی طرف متوجہ ہوں، جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے گناہوں کی نحوست سے ہو رہا ہے، اس لیے توبہ کی ضرورت ہے، تاکہ ہم تمام مصیبتوں اور حالات سے نجات پا سکیں۔“

☆......☆......☆

دعوت وتبلیغ

تبلیغی کام میں نیت کیا ہو؟

فرمایا: ’’تبلیغ کا کام اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کیا جائے تو دین داری ہے، اور اگر واہ واہ اور ’’ماشاء اللہ‘‘ کہلوانے کے لیے کیا جائے تو دنیا داری ہے، بچو! چھٹیوں کے زمانہ میں جماعت میں جاؤ، میں بھی ایک بار ایک چلہ کے لیے تبلیغ میں گیا ہوں، اب تو میں عملی طور پر جماعت میں جا نہیں پاتا، بچو! مجھ میں طاقت نہیں ہے، میں پہلے سے بیمار رہتا ہوں، بچو! یہ کام عوام میں دین پھیلانے کا زبردست ذریعہ ہے، دیہاتوں میں جاؤ، انہیں نبی پاک ﷺ کی باتیں سناؤ، دیہاتوں میں کتنی جہالت اور غفلت ہے؟ وہاں محنت کرو، چار پانچ آدمیوں کو نمازی بنالوگے تو آخرت میں کام آئے گا۔‘‘

ماحول کی اصلاح کیسے ہوتی ہے؟

’’یہاں ایک عورت تھی، وہ اپنے بچے کے لیے دعا کرتی: ’’اللہ تجھے ہر وقت قرآن پڑھنے والا بنادے،‘‘ تو ان کا لڑکا ہر وقت قرآن پڑھتا رہتا تھا، اور وہ لکڑیوں کا کام کرتے تھے، جب وہ بوڑھے ہوگئے، اللہ کو رحم آیا، تو اللہ نے یتیم خانہ والوں کے دل میں رحم ڈالا، تو انہوں نے پڑھانے کی جگہ دی۔‘‘

فرمایا: ’’ماحول کی اصلاح کیسے ہوتی ہے؟ وہ دو راستوں سے ہوتی ہے، ایک تو یہ ہے کہ انسان علم صحیح حاصل کرے، اگر علم ہی صحیح نہ ہوگا تو ماحول کی کیا اصلاح ہوگی؟ دوسرا یہ کہ ہم میں عمل کا جذبہ ہو تو ہمیں صحیح راستے پر چلنا نصیب ہوگا، جب آپ صحیح راستے پر چلیں گے

اور علم صحیح کے مطابق عمل کریں گے تو آپ کا رُخ درست ہو جائے گا اور آپ راستے کے خطرات سے واقف ہو جائیں گے۔ علم صحیح کے مطابق عمل کرنے سے آپ گناہ کی خندق میں گرنے سے بچ جائیں گے اور آپ اپنے نفس کی حفاظت کرلیں گے۔

ماحول کی درستی کے لیے دوسرا راستہ استغفار کا ہے، استغفار کی کثرت گناہ کو چھڑا دیتی ہے، حضور پاک ﷺ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ ﴾ (الأنفال:۳۳)

”آپ کے ہوتے ہوئے عذاب نہیں آسکتا“۔

نبی پاک ﷺ تنہا ایسی مبارک ذات تھی کہ سارے عالم کو عذاب سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اُتارا، اس لیے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں کبھی کوئی عذاب نہ آیا، نہ کوئی سیلاب آیا نہ آندھی عمومی تیز چلی۔“

چھٹی کے اَیام میں طلبہ کیا کریں؟

فرمایا: ”ضرور بالضرور چھٹی کے زمانے میں جماعت میں چلے جاؤ اور اخلاق سیکھ کے آؤ۔“

جماعت کا کام کس نیت سے کریں؟

فرمایا: ”آپ لوگ باہر کے ہو، جماعت میں آئے ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کیجیے، جماعت کا کام اللہ تعالیٰ کے لیے کیجیے، نام ونمود کے لیے نہیں، اللہ تعالیٰ کا دین زندہ ہو جائے اس لیے کام کرو، ساتھیوں کو ادب سکھاؤ۔“

جماعتیں کہاں بھیجی جائیں؟

فرمایا: ”دیہاتوں میں جماعتیں بھیجی جائیں، دین تب ہی بچے گا جب یہ دیہات

کے لوگ دعوت وتبلیغ کا کام کریں گے، کیوں کہ دیہات کے لوگ پکے ہوتے ہیں۔ “

دعا برائے تبلیغی جماعت:

ایک تبلیغی جماعت مدرسے میں آئی، انہوں نے دعا کی درخواست کی، تو فرمایا: ”اللہ آپ کی چلت پھرت کو قبول فرمائے، آپ کے سفر کو خیرات کا سبب بنائے۔ “

جماعت سے عملی زندگی بنتی ہے:

فرمایا: ”بچو! چھٹی کے ایام میں جماعت میں جانے کا اہتمام کرو، اعتدال کے ساتھ محنت کرو، اپنے علاقوں میں جا کر محنت کرو، جماعت سے عملی زندگی بنتی ہے۔ “

پاکستان کے اجتماع میں حضرتؒ کی شرکت:

فرمایا: ”میں ایک مرتبہ پاکستان اجتماع میں گیا تھا، وہاں بہت لمبا چوڑا پنڈال تھا، تہجد کے وقت دیکھا کہ کوئی سجدہ میں پڑا ہوا ہے، کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی دعا مانگ رہا ہے، مجھے تو ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو تہجد پڑھتے ہیں، بچو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو، اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرلو، مرنے کے بعد یہ تمام اعمال کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، وہاں تو صرف بندگی ساتھ آئے گی۔ “

☆......☆......☆

متفرقات

حضرتؒ کی کرامت:

فرمایا: ”میں ایک مرتبہ حج کے لیے جا رہا تھا، مجھے پتا نہیں تھا کہ ہوائی جہاز میں قینچی وغیرہ لے جانے کی ممانعت ہے، تو قینچی لے گیا، وہاں ایئر پورٹ والوں نے دیکھا کہ سامان میں کچھ نظر آ رہا ہے، مجھ سے انہوں نے کہا: ”کیا لائے ہو؟“ میں نے صاف کہہ دیا کہ ”قینچی ہے“ لیکن انھوں نے بات نہیں مانی اور میرا پورا سامان تلاش کرنے لگے، تو سامان میں سوائے چمچہ کے کچھ نہیں ملا، جب میں مکہ پہنچا تو حیران ہو گیا کہ یا اللہ! میں تو قینچی لایا تھا، کہاں گئی؟ پھر میں نے سامان تلاش کیا تو قینچی ہی نکلی اور چمچ نہیں تھا۔“

ہر آدمی کو اجازت نہیں ہوتی:

فرمایا: ”ہم چھوٹے تھے، ایک کمرہ میں رہتے تھے، مولوی نور الدین (مولانا نورالدین پالن پوری، حضرت شیخ یونس صاحبؒ کے خلیفہ اور حضرتؒ کے معاصر تھے) کے گھر سے خستہ آیا، میں نے ایک کھایا، دو کھایا، تیسرے کے کھانے میں تردّد ہو گیا، اور بچے بھی کھانے لگے، میں نے کہا: مجھے تو اجازت ہے، مگر اور لوگوں کو نہیں، حالاں کہ وہ میری چیز بھی کھاتے تھے، مگر میں نے ان کو تیس روپئے بھیج دیے۔“

سادات کا لحاظ:

فرمایا: ”عبدالملک جب بادشاہ ہوا تھا تو اس نے اپنی اولاد کو یہ بات کہی تھی کہ حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے تعرض نہ کرنا، انہیں کچھ مت کہنا، بچو! جس نے بھی حضرت فاطمہؓ کی

اولاد کے ساتھ بے سلوکی کی اس کا نام مٹ گیا۔"

"رحمت" کے معنیٰ اور اس کے نزول کے اسباب:

فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے:

﴿ وَ مَآ أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِينَ ﴾

یعنی آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ ﷺ خیر کے دروازوں کو کھولنے والے ہیں، "رحمت" کے معنیٰ ہیں خیر پہنچانا، آپ ﷺ دوسروں کو خیر پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ "رحمٰن" ہے اور نبی ﷺ "رحمۃ للعالمین" ہیں، نبی ﷺ اور قرآن مجید رحمت کی ترغیب دیتے ہیں، نبی ﷺ "ارحموا من فی الأرض، یرحمکم من فی السماء" کا اعلان فرماتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متوجہ ہونے والے کام کریں، رحمت الٰہی ایک نعمت ہے۔

نعمت مفت میں گھر بیٹھے نہیں مل جاتی، اس کے اسباب اختیار کرنے چاہیے، مکان ویسے ہی نہیں بن جاتا، اس کے لیے اسباب اختیار کیے جاتے ہیں، دوکان ویسے ہی نہیں بن جاتی، اس کے لیے بھی اسباب اختیار کیے جاتے ہیں، زمین پیداوار برآمد نہیں کرے گی جب تک کہ آدمی اس میں بیج نہیں ڈالے گا، اسی طرح رحمت الٰہی کا حال ہے۔

رحمت اس وقت نازل ہوگی جب آپ رحمت کے اسباب پیدا کریں، اسباب دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) جن کے وجود سے چیزیں موجود ہو جاتی ہیں، کھیت میں دانہ تب ہی آئے گا جب کہ بارش کا پانی موجود ہو، خواہ بارش کے ذریعہ ہی حاصل ہوا ہو یا بورنگ کے ذریعہ حاصل ہوا ہو، لیکن بہر حال پانی ضروری ہے۔

(۲) دوسری ایسی چیزیں جو رحمت سے مانع ہیں ان کو چھوڑنا پڑے گا، ختم کرنا ہوگا، تب رحمت نازل ہوگی، پانی آپ نے چالو کیا اور ندی کے منہ سے نکلنا شروع ہوا؛ لیکن اگر بیچ میں کوئی سوراخ ہے، یا پانی نہر سے کھل گیا، تو پانی آپ کی کھیتی میں پہنچنے کے بجائے دوسری طرف جائے گا، پانی سے فائدہ نہیں ہوگا، پانی سے آپ سیراب نہیں ہو سکتے، اسی طرح کوئی آدمی شادی کرے، بیوی کے پاس جائے نہیں، یا بیوی کے پاس جائے؛ لیکن جو طبی قاعدہ ہے اس کی پیروی نہیں کی، وہاں تک جو بھی کوشش ہوگی سب رائگاں اور بے فائدہ ہوگی، یہی سارا نظام عالم کا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت نازل ہوگی، لیکن کچھ اسباب اختیار کرنے پڑیں گے۔

رحمت کیا ہے؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ ''رحمت'' کی حقیقت ہے: "إيصال الخير إلى الغير" کسی کو خیر پہنچانا، جیسی رحمت ویسا ہی اس کا سبب اختیار کرنا پڑے گا، پانی کی ضرورت ہو تو بندہ پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، کہ بادل ہو، اگر بادل نہ ہو تو بورنگ سے پانی برآمد کرتا ہے، اور اگر آپ کو کھیتی کے بعد مکان یا دوکان کی ضرورت ہو تو ان کے اسباب اختیار کرنے پڑیں گے، پھر آپ اپنے مقصد میں بقدرِ تقدیر کامیاب ہوں گے، یہ طے نہیں کہ جیسا آپ نے چاہا ویسا ہی ہوگا، یہ ناممکن ہے۔''

فرمایا: ''بچو! ہم نے اپنی جوانی لغویات اور بکواس میں گزاری، اب غم وافسوس کے سوا کیا فائدہ؟ اللہ سے توبہ کرتا ہوں، اب توبہ کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔''

فرمایا: ''میرے لیے مغفرت کی دعا کرو اور صحت کی بھی۔''

مکاتب کا جال بچھاؤ:

ایک صاحب نے کہا کہ ''حضرت! مدرسہ بنانا ہے، اس کے لیے دعا فرمائیے'' اس

بات پر حضرتؒ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے۔" پھر فرمایا کہ "آج مدارس کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ مکاتب کی ضرورت ہے، آج لوگوں نے مدارس کو تجارت اور آمدنی کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔" پھر فرمایا: "میں کسی کے دل پر حملہ نہیں کرتا۔"

آدمی کا ذکر کب تک؟

"جب تک آدمی بول رہا ہے تب تک لوگ اس کا ذکر کرتے ہیں، جب منہ بند ہو جاتا ہے تو لوگ اسے قبرستان میں پہنچا دیتے ہیں۔"

حضرتؒ پر خوفِ آخرت:

فرمایا: "مرنے کے بعد میرا کوئی سہارا نہیں، سوائے اللہ کی رحمت کے۔"

ایک طالب سے پوچھا: "آپ کہاں کے ہو؟" طالب علم نے کہا: "بہار کا" فرمایا: "میرے بارے میں جو شکایت کرے اس سے میری طرف سے معافی مانگ لینا۔" (اللہ! اللہ! کیا تواضع ہے)۔ از مرتب محمد جابر عفی عنہ

حق کی آواز کونسی ہے؟

فرمایا: "بات کرنے سے پہلے دِل میں دو طرح کی آواز آتی ہے، ایک حق کی، دوسری باطل کی، حق کی جو آواز آتی ہے وہ دھیمی ہوتی ہے، اس لیے حق بات کو اختیار کرنا چاہیے۔"

خواب میں آپ ﷺ کی زیارت:

فرمایا کہ "ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کا پائجامہ ٹخنے سے نیچے دیکھا، تو میں نے اس سے کہا کہ "اس کو اوپر کرلو" تو ایک مولوی صاحب جو میرے پاس تھے انہوں نے تعریضاً کہا: "آپ تو ہمیشہ لوگوں کو ٹوکتے رہتے ہیں"، حضرتؒ نے فرمایا: "مجھے اس جملہ پر اِتنا افسوس ہوا کہ اس دِن نہ کھایا نہ پیا، غم میں رہا، پھر سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک

بزرگ یا نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ ’’تم نے اس آدمی کو جو کہا وہ ٹھیک کہا۔‘‘ حضرتؒ نے فرمایا: ’’اس جملہ سے مجھے اطمینان وسکون ہوگیا۔‘‘

میری طرف سے معافی:

فرمایا: ’’کسی کو کچھ کہنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔‘‘

فرمایا: ’’بچو! جو کوئی میرے بارے میں شکایت کرے تو میری طرف سے اس سے معافی مانگ لینا، میں دِل سے معافی چاہتا ہوں۔‘‘

حضرت مولانا عمر پالن پوریؒ کا ذکر:

فرمایا: ’’ایک مرتبہ ایک ڈاکو اپنے گناہوں سے رو رو کر توبہ کر رہا تھا، حضرت مولانا عمر صاحب پالن پوریؒ (مشہور مبلغ دعوت وتبلیغ، متوفی: ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء) اس ڈاکو کے پاس گئے اور اُس سے بہت زیادہ قریب ہوگئے کہ خدا کی رحمت اس پر برسے گی تو رحمت کا چھینٹا مجھ پر بھی پڑ آئے گا۔‘‘

دعا کی درخواست پر:

حضرت شیخ یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو بھی دعا کی درخواست کرتا تو حضرتؒ فوراً فرماتے کہ ’’اللہ فضل فرمائے۔‘‘

مجھ پر تمہارا احسان ہوگا:

فرمایا: ’’بچو! میرے لیے دو رکعات صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کرو، تم لوگوں کا مجھ پر احسان ہوگا۔‘‘ (اس طرح حضرتؒ اکثر وبیشتر طلبہ سے آرزو کرتے رہتے۔ از: محمد جابر)

نعمت کی قدردانی:

فرمایا: ’’بچو! غلو کسی بھی چیز میں مت کرو۔‘‘

حضرت شیخ محمد زکریاؒ کی مجلس:

فرمایا: ’’ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ کے یہاں مدرسین کو بلایا گیا، وہاں میں بھی تھا، وہاں حضرتؒ نے ایک ایک لڈّو سب کو دیا، جو پتا نہیں کتنے دنوں سے رکھے ہوئے تھے، میں نے جب اسے دانت سے کاٹا تو اس میں سے بہت لمبا تار نکلا، حضرتؒ کا تو یہ کہنا تھا کہ ’’کھانا ہے تو کھالو، ورنہ واپس دے دو۔‘‘ لیکن حضرتؒ کے یہاں کس کی اِتنی ہمت تھی کہ واپس دے، سب نے سڑا ہوا لڈّو کھالیا۔‘‘

فرمایا: ’’حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے یہاں قربانی کا سڑا ہوا گوشت کھلایا جاتا تھا، جب بہت سڑ جاتا تو اس کو آٹے میں ملا کر تیل میں اس کی روٹی تیار کی جاتی اور سب کو ایک ایک لقمہ دے دیا جاتا۔‘‘

نوٹ: ان دونوں ملفوظ میں ’’سڑا ہوا‘‘ سے مراد یہ نہیں کہ اس میں تعفن ہو جاتا، بلکہ مراد یہ ہے کہ کچھ دنوں رکھنے کی وجہ سے وہ باسی ہو جاتا، جس کا مشاہدہ خود احقر نے مولائی و مرشدی حضرت شیخ محمد یونس صاحبؒ کے یہاں مٹھائی اور پھل وغیرہ میں کیا کہ مٹھائی باسی ہو جاتی تو اس میں تھوڑا گھی ڈال کر گرم کیا جاتا، پھر وہ مہمان وغیرہ کو کھلائی جاتی، اس سے ہمارے بزرگوں کے یہاں نعمت کی قدر دانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)

معافی مانگ لو:

فرمایا: ’’بچو! کسی کو برا بھلا ہرگز مت کہو، اور جس کو برا بھلا کہہ دیا ہو اس سے ضرور معاف کراؤ۔‘‘

مولوی اطہر اس سے پہلے کبھی نہیں آئے:

فرمایا: ’’بچو! ایک مرتبہ میں بیٹھا ہوا تھا، طبیعت میں بہت اُلجھن تھی، مولوی اطہر

آئے اور انہوں نے ایسی بات کہہ دی کہ میں زور سے ہنسنے لگا، میری طبیعت بحال ہوگئی، پہلے میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ کوئی کام کروں، لیکن ان کے آنے کے بعد میری طبیعت اچھی ہوگئی، پھر میں اپنے کام میں مشغول ہوگیا، مولوی اطہر میرے پاس اس سے پہلے کبھی نہیں آئے اور نہ اس کے بعد۔“

رب تعالیٰ کی زیارت:

حضرتؒ نے ایک مرتبہ دورانِ درس فرمایا کہ ”مجھ کو اللہ رب العزت کی زیارت ہوئی، اللہ پاک نے فرمایا کہ ”میں تیری روح نکالنے والا ہوں، میں نے عرض کیا: ”یا اللہ! دو رکعات پڑھنے کی اِجازت مرحمت فرمایئے، چنانچہ اِجازت دے دی گئی۔“

ایصالِ ثواب پہلے کس کو کریں؟

ایک صاحب نے پوچھا کہ ”حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ اور مولانا محمد اللہ صاحبؒ (صاحب زادہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) کو ایصالِ ثواب کرنا ہے، تو پہلے کس کو کرے؟“ حضرتؒ نے فرمایا: ”اگر دونوں کو الگ الگ کرنا ہے تو پہلے مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کو کرے، اس کے بعد دوسرے کو، اور اگر عام کرنا ہے تو سب کو ایک ساتھ کرے۔“ اس کے بعد اُن صاحب نے پوچھا: ”حضرت! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟“ فرمایا: ”فضول باتیں نہ کرو۔“

حضرت پر سخت سحر:

حضرتؒ فرماتے تھے کہ میری تکلیف کے بارے میں مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ (متوفیٰ: ۱۴۱۷ھ) نے فرمایا تھا کہ سحر ہے، مفتی صاحبؒ اس میں بہت ماہر تھے، کسی نے مفتی صاحبؒ سے کہا: ”حضرت! آپ ہی کچھ کر دیجیے“ فرمایا: ”اگر میرے بس میں ہوتا تو کر دیتا۔“ اسی سحر کے بارے میں ایک شامی عامل آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا تھا کہ ”جو اس

میں ہاتھ ڈالے گا وہ مر جائے گا یا بیمار ہوگا۔" فرمایا: "کیا ہیں یہ سب باتیں؟ جب تک جی رہے ہیں کر لیں جو کچھ کرنا ہے، ایک دِن مرنا ہے، آخر موت ہے۔"

درگذر کا معاملہ:

ایک دِن ایک بڑے اِدارے کے ایک مؤقر عالم تشریف لائے تھے، انہوں نے حضرتؒ سے فرمایا: "جس نے جادو کیا ہے اس بدبخت کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں کیا،" حضرتؒ نے فرمایا: "مولانا! اسے بدبخت نہ کہو، میں نے آج تک کسی کے لیے ثقیل الفاظ استعمال نہیں کیے، لیکن میں علمی بحث میں مناظرہ کرتا ہوں، اور جو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہوں میں اپنے بچوں کو کرتا ہوں، میں نے آج کل وہ بھی چھوڑ دیا ہے۔" پھر حضرتؒ نے اُن سے فرمایا: "مولانا! آخرت کی تیاری کرو۔"

ہمارا خاندان:

فرمایا: "ہمارے خاندان میں کوئی مشہور مرض نہیں تھا، اللہ پاک نے ان کو غریب بنایا تھا، فاقہ کرتے تھے، کسی کو نہیں کہتے تھے۔"

عزیز واقارب کے مرنے کے بعد کیا کریں؟

فرمایا: "اپنے عزیز واقاریب جو مر چکے ہیں ان کو کچھ پڑھ کر پہنچاؤ، قرآنِ کریم پڑھ کر پہنچاؤ، اور زیادہ نہیں تو دس روپیہ ان کے نام صدقہ کرو۔"

بڑوں کا ڈانٹنا:

فرمایا: "بڑوں کا ڈانٹنا کہنا الگ ہے۔"

مولانا ضیا صاحبؒ کی کوئی اولاد؟

مولانا مختار اسعد صاحب (صاحب زادۂ مولانا محمد اللہ صاحبؒ) نے پوچھا کہ

''حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کی کوئی اولاد ہے؟'' فرمایا: ''تین ہیں،'' فرمایا: ''حضرتؒ نے تو اخیری عمر میں شادی کی تھی، مولاناؒ کا مزاج تھا کہ جو ذہین ہو اس کو بہت چاہتے تھے، شر و فساد کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے تھے، میرے بارے میں کہتے تھے: ''اس کے باوا گالی دیتے ہیں،'' گالی تو نہیں دیتے تھے، بلکہ اعتراض کرتے تھے۔''

ننھیال میں جی لگتا ہے:

فرمایا: ''والدہ کی ننھیال میں جی لگتا ہے، اور کسی جگہ جی نہیں لگتا۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع:

فرمایا: ''دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ خرچ پورا کرا دے، کیوں کہ حج میں جانے سے پہلے بجلی کا اور فون کا خرچ ہوتا ہے، جی چاہتا ہے کہ کسی کا پیسہ اپنے ذمہ نہ رہے۔''

طلبہ کے حجروں میں جھانکنا:

فرمایا: ''میں طلبہ کے حجروں میں جھانکنے سے بہت شرماتا ہوں۔''

خوفِ خدا:

''بچو! مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اپنے علاقہ میں جا کر اعلان کرنا کہ یونس معافی چاہتا ہے۔''

پتھری کا علاج:

ایک صاحب نے کہا: ''پتھری ہے،'' فرمایا: ''روزانہ سورۂ فاتحہ اور الم نشرح پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیا کرو، اوّل و آخر درود شریف پڑھ لیا کرو۔''

میری کوشش:

فرمایا: ''بچو! کوشش تو کرتا ہوں کہ جس کسی کو میں نے تکلیف پہنچائی ہو اس سے

معافی چاہوں، '' فرمایا: ''میری پیٹھ کے پیچھے جو شکایت کرے اس سے (میری طرف سے) معافی مانگ لینا۔ ''

درازی عمر کی خواہش اور اس کی وجہ:

فرمایا: ''یہ ہوس ہے کہ میری عمر بڑھ جائے، تاکہ کوئی نیکی کرلوں۔ ''

نعمت چھن جانے کے بعد اس کی قدر:

فرمایا: ''جب انسان کو صحت ہوتی ہے تو قدر نہیں ہوتی، جب بیمار ہوتا ہے تو اس کو صحت کی قدر ہوتی ہے۔ ''

ہر کام دعا سے تھوڑا ہوتا ہے:

ایک صاحب نے کہا: ''حضرت! دعا کر دیجیے، میرا پوتا نماز میں سستی کرتا ہے، فرمایا: ''دعا سے ہر کام تھوڑا ہوتا ہے، یہ کیوں نہیں کہتے کہ دعا کرو کہ وہ کھانا کھائے، کھانے کے لیے تو بغیر بلائے آجاتا ہے۔ ''

عالمہ کب کامیاب ہوگی؟

ایک صاحب نے کہا: ''میری پوتی عالمہ بن کر آئی ہے، اس نے کہا ہے کہ حضرت سے دعا کی درخواست کرنا، '' فرمایا: ''عالمہ اگر کسی کی ماتحت بن کر رہے گی تو عزت پائے گی، اور اگر عالمہ بن کر رہے گی تو اس کو کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔ ''

مسجد کس جگہ بنائیں؟

فرمایا: ''مسجد ایسی جگہ بناؤ جہاں لوگ عمومی طور پر پہنچ سکیں، سب نماز پڑھ سکیں۔ ''

ایک صاحب سے حضرتؒ کی بے تکلفی:

ایک صاحب حضرتؒ کو ہر ہفتہ دس روپیہ دیتے تھے، اس کو حضرتؒ بڑی خوشی کے

ساتھ لے لیتے تھے، ایک مرتبہ وہ مجلس میں آئے، حضرتؒ نے ان سے فرمایا: ”لا، میری تنخواہ“ پھر فرمایا: ”پہلے اس کے ابا پانچ روپیہ اس کو دیتے تھے، اس میں سے مجھے یہ دو روپیہ دیتا تھا، پھر بعد میں پانچ دینے لگا، اب دس روپئے دے رہا ہے،“ فرمایا: ”اللہ اپنے کرم سے بندہ نوازی کرتے رہتے ہیں۔“

ہم غریب تھے:

فرمایا: ”ہم غریب تھے، طالب علم تھے، ہم نے اپنے استاذوں کو اپنی کوئی چیز نہیں کھلائی۔“

خلق خدا کو تکلیف نہ دو:

فرمایا: ”میں خیال کرتا ہوں کہ کسی کو زبان یا ہاتھ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔“

حضرتؒ کی تواضع:

ایک مرتبہ علاج کرنے والے صاحب نے کہا: ”حضرت! فون نہیں لگتا، فرمایا: ”جیسا میں ویسا فون۔“

ایک صاحب کا قصہ:

فرمایا: ”ہمارے گاؤں میں ایک صاحب تھے، ان کے سامنے ان کے سب سے بڑے بیٹے مر گئے، آہ نہیں نکالی، پہلے وہ نماز نہیں پڑھتے تھے، جس سال موت تھی اسی سال وہ نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے توبہ کر لی۔“

ہم کو ساری امت کی پڑی ہے:

ایک صاحب نے کہا کہ ”میں کرایہ کے مکان میں رہتا ہوں، مکان نہیں ہے، دعا

کر دیجیے، ''فرمایا: ''تمہیں اپنی ہی پڑی ہے، ہم کو ساری امت کی پڑی ہے۔''

مجلس میں کس مقصد سے حاضر ہونا چاہیے؟

فرمایا: ''بعض لڑکے اپنے کسی مقصد سے آتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ میرے یہاں نہ آیا کرو، بعض دوستیوں کی وجہ سے آتے ہیں، میں کسی کے بارے میں برا خیال نہیں کرتا۔''

بہت زیادہ ذہانت بھی تکبر کا سبب بن جاتی ہے:

فرمایا: ''میرا تو بس ایک ہی کام رہ گیا ہے کہ دعا کروں، غصہ کی وجہ سے کسی کے لیے بد دعا کر دیتا ہوں؛ لیکن بعد میں اللہ کے سامنے رو رو کے توبہ کر لیتا ہوں'' فرمایا: ''ایک لڑکا جس سے مجھے بڑا تعلق تھا، میں نے اس کے لیے دعا کی کہ اے اللہ! اس کے ذہن کو چھین لے، پھر وہ بیمار ہو گئے، دو تین سال بعد کسی واسطے سے خبر بھیجی، پھر میں نے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ذہن واپس دے دیا، بہت زیادہ ذہانت تکبر کا سبب بن جاتی ہے، ضرورت کے وقت بحث میں کوئی حرج نہیں۔''

مخبری کے لیے نہ آیا کرو:

فرمایا: ''سی. آئی. ڈی. کے لیے فلاں فلاں نہ آیا کرے، میں جانتا ہوں کون، کون ہے۔''

عبدالرحمٰن کا واقعہ:

فرمایا: ''عبدالرحمٰن (حضرتؒ کے ساتھی تھے) نے ٹوپی پھینک دی، میں نے اٹھا کر دھو کے پہن لی۔'' (اس واقعہ میں حضرتؒ کی غربت کی طرف اشارہ ہے)۔ از: محمد جابر غفرلہٗ

مصیبتیں کیوں ہیں؟

فرمایا: ''میں اپنا بہت جائزہ لیتا ہوں کہ مصیبتیں کیوں ہیں؟ مجھے یاد ہے کہ میں نے

بڑے فخر کے ساتھ کہا تھا کہ مجھ پر جنات کا اثر نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ میرے دادا اور والد صاحب پر نہیں ہوا تھا، میرا سارا تکبر خاک میں مل گیا۔“

حضرتؒ کی غایت درجہ تواضع:

فرمایا: ”اب چالیس سال کے بعد اندازہ ہوا کہ پڑھنا پڑھانا کچھ نہیں، میں سمجھتا تھا کہ اچھا پڑھتا ہوں، کچھ نہیں، سب تکبر خاک میں مل گیا۔“

حج کے لیے پیسے جمع کرنا:

فرمایا: ”میری ہمیشہ سے عادت ہے کہ میں تھوڑے پیسے حج کے لیے نکالتا رہتا ہوں، لیکن دو تین سال سے نہیں جمع کرتا، ایک صاحب حج کے لیے پیسوں کا نظم کر دیتے ہیں، چھ سال ہوئے میں نے حج کے لیے پیسے جمع کیے تھے، آٹھ ہزار باقی تھے، وقت بہت قریب آ گیا، میں نے مولانا عبدالرشید سے کہا کہ ”آٹھ ہزار قرض چاہیے،“ انہوں نے دے دیے، پھر انہوں نے کہا کہ ”آپ کو ایک آدمی نے آٹھ ہزار روپے ہدیہ دیے ہیں،“ میں نے کہا: ”اللہ نے میرا قرض ادا کر دیا، اللہ کی مدد اور ان کی نصرت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔“

صدقے کا مال کس کو دیا جائے؟

ایک مرتبہ مجھ (محمد جابر) سے فرمایا: ”دیکھ، مدرسہ میں کون کون غریب ہے؟ میرے پاس صدقہ کے پیسے ہیں، دیکھنا سید نہ ہو، سید کو للہ رقم دینی چاہیے“ فرمایا: ”آلِ رسول ﷺ کو صدقہ کا مال نہ دیا جائے، کیا حضور پاک ﷺ کی اولاد کو صدقہ کا مال دیں گے؟“

سب ایک ہو:

فرمایا: ”تم سب مسلمان ہو، سب ایک ہیں، جمعیت تبلیغ اور مدارس سب ایک ہیں۔“

محسنوں کے ساتھ برتاؤ:

فرمایا: ”اپنے محسنوں کو کچھ نہ کچھ پڑھ کے بخش دو، دو رکعات پڑھ کے بخش دو، جیسے میرے محسن حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب پالن پوریؒ۔“ (متوفی: ۲۰۰۳ء)

ڈاڑھی رکھوانے کے لیے عار دلانا:

فرمایا: ”بغیر ڈاڑھی والوں کو طعنہ اس لیے دیتا ہوں تاکہ وہ ڈاڑھی رکھ لیں، میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔“

عزت اللہ تعالیٰ کے دینے سے آتی ہے:

فرمایا: ”بچو! روزی ڈاڑھی کٹانے سے تھوڑی آتی ہے اور عزت ڈاڑھی کٹانے سے تھوڑی آتی ہے، بس، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔“

ڈاڑھی کون منڈواتا ہے؟

فرمایا: ”ڈاڑھی مونڈوانا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے، یہ تو غیر مسلم کا کام ہے، عیسائی کا کام ہے، جس نے حکم الٰہی کی رعایت کی اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا۔“

فرمایا: ”بچو! میں چاہتا ہوں کہ تم دین کی کوئی خدمت کرو۔“

مکتب کے پیسوں میں برکت:

فرمایا: ”مکتب کے پیسوں میں برکت ہے، چھوٹے مدرسوں کے پیسوں میں برکت ہے۔“

صحت کی قدر:

”بچو! صحت کی قدر کرو، اس نیت سے قدر کرو کہ میری صحت اچھی رہی تو دین کی خدمت کروں گا۔“ فرمایا: ”دین اور دنیا کا کام صحت سے ہوگا۔“

ضرورت کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: ”ضرورت کہتے ہیں جس کے ہٹ جانے سے نقصان ہو، حاجت کا تو پیٹ ہی نہیں بھرتا۔“

”اس سال (۱۴۲۷ھ) میں زندہ ہوں، اگلے سال بھی اُمید ہے، پھر بعد میں پتا نہیں۔“

ہر ہفتہ بال منڈوانا:

”ہمارے والدؒ نے کبھی ہمیں بال نہیں رکھنے دیے، حالاں کہ وہ انگریزی داں تھے، جب تک والدؒ کے پاس رہے تب تک ہر ہفتہ سر مونڈوانا ضروری تھا۔“

مولانا اطہر صاحب کا بہت اچھا نسخہ:

فرمایا: ”مولانا اطہر صاحب صاحب زادۂ مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ کو کسی نے کہا کہ ”پیسے ہیں؟“ کہا کہ ”ہاں! ہیں، لیکن دینے کے نہیں ہیں“، میں نے کہا: ”یہ بہت اچھا نسخہ ہے۔“

فرمایا: ”ہم مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا بہت احترام کرتے تھے۔“

ایک مرتبہ فرمایا: ”اگر تو اس اَمرود میں تھوڑی چینی اور تھوڑا سا نمک ڈالتا، جیسا کہ رمضان میں ہوتا ہے، تو میں اس کے ساتھ روٹی کھالیتا۔“

میں کیسے کھا سکتا ہوں؟

فرمایا: ”ایک مرتبہ میرے پاس مہمان آئے، میرے پاس کچھ نہیں تھا، جب مہمان چلنے لگے تو ایک صاحب کیلا لے کر آئے، میں نے کہا: ”کیوں لائے؟“ تو انہوں نے کہا: ”مہمان کے لیے لایا تھا،“ میں نے کہا: ”جاؤ، مہمان کو دے آؤ، ابھی نیچے ہوں گے، وہ کیلا لے کر نیچے گئے اور مہمان کو دے دیے،“ بتاؤ بچو! میں کیسے کھا سکتا ہوں؟ جب کہ لوگ مہمان

کی نیت سے لے کر آتے ہیں۔"

پریشانی کا حل:

ایک پریشان سائل کے جواب میں فرمایا: "سر سجدے میں رکھ کر اللہ کے سامنے یہ کہو کہ "اے اللہ! ہم بے کس ہیں، مدد فرمایئے۔"

بیمار کو طعنہ نہ دو:

فرمایا: "جو آدمی کسی کی بیماری کے بارے میں کچھ کہتا ہے تو کہنے والے کو کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے، میں کسی کو کچھ نہیں کہتا، کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کیا تکلیف ہے۔"

اپنے وطن جا کر ایک کام کرو:

"بچو! جب اپنے وطن جاؤ اور کوئی میری برائی کرے تو اس سے معافی چاہو کہ "وہ معافی چاہتا ہے،" میرا جی چاہتا ہے کہ سب سے معافی مانگ لوں، ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو؟ سب پر افسوس کرتا ہوں، ساری زندگی پر نظر ڈالتا ہوں، سب قصور ہی قصور نظر آتا ہے۔" فرمایا: "جو جادوگر ہوتے ہیں اگر آپ ذرا بھی ان کو چھیڑ دیں تو وہ جادو کر دیتے ہیں۔"

میرے پیچھے کوئی نہیں:

"بچو! تم میرے لیے روزانہ تین بار "قل ھو اللہ احد" پڑھ لیا کرو، تمہارا بہت بڑا احسان ہوگا، جب یہ سوچتا ہوں کہ پیچھے کوئی نہیں ہے، تو دل رونے لگتا ہے، "اے اللہ! کوئی سہارا نہیں ہے، تو سہارا بن جا۔" (اس بات پر حضرتؒ رونے لگے)

قارئین سے درخواست ہے کہ روزانہ حضرتؒ کے نام پر تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر

ایصالِ ثواب کیا جائے۔ از: محمد جابر عفی عنہٗ۔

فرمایا: ’’بس، یہی جو کچھ ڈانٹا ہے معاف کرنا، پُرانے بزرگوں کا ڈانٹنا اور تھا۔‘‘

فرمایا: ’’معلوم نہیں کتنے دِن کی زندگی باقی ہے، سوچتا ہوں تو گناہوں کا اَنبار نظر آتا ہے، بس، اللہ پاک سے معافی مانگتا ہوں۔‘‘

مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ کا ذکر:

فرمایا: ’’مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند، متوفیٰ: ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء) سے میں تقریباً بیس سال چھوٹا ہوں، مولاناؒ کی زندگی پر رَشک آتا ہے۔‘‘ (یہ ملفوظ ۱۴۲۷ھ میں اِرشاد فرمایا تھا، اس لیے کہ حضرت اقدس مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ اتنی عمر میں بھی پڑھانے جاتے تھے)۔ از محمد جابر عفی عنہٗ۔

شراب چھوڑنے کا علاج:

ایک صاحب ایک شراب پینے والے کو لے کر حاضر خدمت ہوئے، انہوں نے کہا: ’’حضرت! یہ شراب پیتے ہیں،‘‘ فرمایا: ’’توبہ کرو، بری صحبت چھوڑو، جب شراب پینے کو جی چاہے تو بڑی الایچی کوٹ کر رکھو، اس کی پھانکی پی لو، اس پر پانی پی لو، پھر آہستہ آہستہ عادت نکل جائے گی۔‘‘

اب آخرت کی تیاری کرو:

ایک صاحب سے فرمایا: ’’آپ کے کتنے بیٹے ہیں اور کتنے پوتے ہیں؟‘‘ ان صاحب نے کہا: ’’۵ بیٹے اور ۴ پوتے ہیں،‘‘ فرمایا: ’’اب آخرت کی تیاری کرو، اب تو دادا ہو گئے ہو، شکل وصورت میں نہ لگے رہو۔‘‘ (یہ صاحب ڈاڑھی مونڈوائے ہوئے تھے، از: محمد جابر)

پھر حضرتؒ نے فرمایا: ’’ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ایک شخص کو سمجھاتے ہوئے فرمایا

تھا کہ ”اس دِن کو سوچو جس دِن حضور پاک ﷺ اپنا چہرۂ انور گھما لیں گے، اس دِن کیا حال ہوگا؟ روزی روٹی تو اللہ دیتا ہے۔“

بدن اللہ تعالیٰ کی امانت ہے:

فرمایا: ”بدن اللہ کی اَمانت ہے، سردی وغیرہ سے اس کی حفاظت واجب ہے، جیسے معاصی سے بدن کی حفاظت ضروری ہے، ایسے ہی سردی اور گرمی سے بھی حفاظت ضروری ہے۔“

پہلے زمانے میں سِکھ ایسے تھے:

فرمایا: ”حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ امرتسر کے اسٹیشن پر پہنچے تو کسی سکھ کی دُکان پر جاکے پیسے نکالے اور کباب خریدنا چاہا، تو دُکان دار سکھ نے کہا کہ ”تمہارے لیے نہیں ہے،“ بچو! پہلے زمانے میں سکھ ایسے تھے۔“ (کیوں کہ سکھ لوگ خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں)۔ از: محمد جابر عفی عنہ۔

ہر ضرورت اللہ تعالیٰ سے مانگو:

فرمایا: ”بچو! تمہاری دعا کی ضرورت ہے، دعا کرنا میرے لیے۔“

فرمایا: ”میں ہسپتال میں اکیلا پڑا ہوا تھا، ایک آدمی اپنے مریض کے پاس آیا اور اس نے مجھے پیسے دینا چاہا کہ پیسے لو، اِصرار کیا، اس کے بعد میں نے لیے، پھر کہا کہ ”اگر کوئی ضرورت ہو تو ہماری دُکان پر آنا،“ بچو! میں اللہ کی مخلوق ہوں، میری ضرورت کو میرا رب جانتا ہے، خالق کو سب معلوم ہے کہ یہ کسی سے نہیں مانگے گا۔“

مدارس میں اختلاف کی نحوست:

فرمایا: ”مدارس میں جب اختلاف آیا تو بے برکتی آئی۔“

دعا اچھی کرنی چاہیے:

’’بچو! اچھی دعا کرنی چاہیے، میں تمہارے لیے اچھی دعا کرتا ہوں، اللہ تمہیں علمِ نافع عطا فرمائے، (طلبہ نے آمین کہا) بچو! بندگی کا ’’آمین‘‘ کچھ کرتا ہے، آدمی اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنے کے بعد ’’آمین‘‘ کہے تو مالک سن لیتا ہے۔‘‘

انسان کتنا ہی بڑا ہو:

فرمایا: ’’انسان کتنا ہی بڑا ہو، بہر حال اس کا قدم اور اس کا قلم لغزش کرتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ضرورت پوری کرتے ہیں:

فرمایا: ’’سچ کہتا ہوں، اللہ تعالیٰ میری ضرورت پوری کر رہے ہیں، بعض وقت ضرورت سے زیادہ دیتے ہیں، نعمت الٰہی کی قدر کرو، کسی زمانہ میں تمہارے اساتذہ فاقہ کرتے تھے، مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بیس پچیس سال بعد جو پہلے زمانہ تھا ویسا آجائے گا، اس وقت تو میں نہیں رہوں گا، لیکن بچو! تم بہت زیادہ مال کے پیچھے نہ پڑو، دین کے پیچھے پڑو، کبھی کوئی ضرورت پڑے تو کھا لو، مقصود نہ بڑھاؤ، مجھے کبھی اچھی اچھی چیزیں کھانے کا شوق ہوتا ہے، لیکن میں کہتا ہوں: ’’ارے! نہیں کھانا ہے۔‘‘ (۲۷/محرم/۱۴۲۷ھ) از: محمد جابر۔

فرمایا: ’’اللہ نہ کرے کسی کو ایسی تکلیف ہو، میں ایسی پریشانی میں ہوں کہ کسی کو کیا بتاؤں؟‘‘ (حضرتؒ پر سحر کا بہت سخت اثر تھا، از: محمد جابر عفی عنہ)

عذابِ قبر:

فرمایا: ’’بڑے ڈر کی بات ہے، اگر طہارت میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو عذابِ قبر ہوتا ہے، اللہ بچائے، بچو! اب مجبوری کے دور میں آچکے ہیں، اب کیا کریں؟ پیشاب بستر پر کرتے ہیں اور پیشاب کاغذ سے سکھاتے ہیں۔‘‘ (۱۴۲۷ھ) از: محمد جابر عفی عنہ۔

حضرتؒ کا افسوس کرنا:

درسِ بخاری شریف میں جب اس باب: "باب فضل من بات علی الوضوء" پر پہنچے تو فرمایا: ''میں یہاں پہنچتا ہوں تو ہمیشہ اپنی سنت کے چھوٹنے پر افسوس کرتا ہوں، بچو! تم عمل کرو، بہت ہی رنج ہوتا ہے، ایسا ناکارہ ہوں کہ چھوٹی سی سنت پر عمل نہیں ہوتا، یہ چھوٹی سنت نہیں ہے، بڑی ہے، لیکن اس میں وجوب وغیرہ نہیں ہے، اس لیے چھوٹی کہہ رہا ہوں۔'' فرمایا: ''اپنا عیب حسرت سے سناتا ہوں، تاکہ کسی اللہ والے کی دعا لگ جائے، تاکہ مجھے سنت پر عمل کرنے کی توفیق مل جائے۔''

فرمایا: ''ہمارے ابا غربت کی وجہ سے پڑھانا نہیں چاہتے تھے۔''

کونسی چیز سیکھے؟

فرمایا: ''نیکیاں سیکھو، برائی سیکھ کر کیا کروگے؟ چھوڑ دو ساری برائیاں اور نیکیاں کرو۔'' فرمایا: ''جب میں نے یہ کہا کہ ''تم برائیاں چھوڑ دو'' تو مجھے خیال آیا کہ میں سب سے زیادہ برا ہوں، کیا معلوم کس کا درجہ اللہ کے یہاں بڑھ جائے، ہم سے زیادہ اللہ کے قریب ہو جائے، ہم نے کچھ نہیں کیا، اے کریم! اپنے خزانے سے کچھ نہ کچھ دے دے، ہم نے کچھ نہیں کیا۔'' (اِتنا فرمانے کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ رونے لگے)۔ از: محمد جابر عفی عنہ

علاقے کی اصلاح کس کے ذمہ ہے؟

فرمایا: ''بچو! علاقہ کی اصلاح تمہارے ذمہ واجب ہے، پہلے اپنے بھائی بہنوں کو سمجھاؤ۔''

خیر خواہ بن کر سمجھاؤ:

فرمایا: ''ایک نوجوان میرے پاس مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا، اس نے نماز کے وقت ٹوپی نکال دی، تو میں نے کہا: ''اے بیٹے! ٹوپی کیوں نکال دی؟'' تو وہ سمجھا کہ مجھے

اعتراضاً کہہ رہا ہے، اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا، میں نے کہا: ''ٹوپی تم زینت کے لیے پہنتے ہو؟'' اس نے کہا: ''جی'' تو میں نے کہا: ''إِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ أَنْ تَتَزَيَّنَ لَهُ.'' اس نے بات مان لی اور ٹوپی پہن لی۔'' فرمایا: ''کمی ہم لوگوں کی ہے کہ مفتی بن کر لوگوں کو مسئلہ بتاتے ہیں، اگر بھائی بن کر مسئلہ بتائیں تو اثر اور پڑے گا۔''

''احمد'' نام سے نیک فالی:

فرمایا: ''امام احمدؒ کے مذہب کا ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ''میرے نبی بھی احمد، میرے شیخ بھی احمد، میرے امام بھی احمد اور میرا نام بھی احمد ہے، اُمید ہے کہ ان اسماء کے اشتراک کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔''

دل سے یاد کرنے کا اثر:

فرمایا: ''جو مجھے یاد کرتا ہے وہ مجھے یاد آتا ہے، جب کوئی تعلق سے یاد کرتا ہے تو میرے دل پر اس کا اثر پڑتا ہے، اس لیے بچو! مجھے کوئی یاد نہ کرے۔''

حضرتؒ کی تواضع:

فرمایا: ''میں اِتنا بدّھو، بے وقوف، کیسے کام چل گیا؟ صرف اللہ کا کرم ہے۔''

اہل گجرات کی ایک خوبی:

فرمایا: ''گجرات کے لوگوں میں خوبی یہ ہے کہ وہ جہاں گئے دین کے ساتھ گئے، لندن گئے، افریقہ گئے، تو وہاں جاکے مدارس و مساجد کی تعمیر کی، اس میدان میں گجرات والے سب سے آگے ہیں۔''

فرمایا: ''اللہ کی پناہ! میں لوگوں کو حقیر کیوں جانوں؟''

صحت کی حفاظت:

فرمایا: ”بچو! تم گھر سے صحت مند آتے ہو، جب تم گھر جاؤ تو صحت مند جاؤ، تا کہ تمہارے غریب والدین کو بار نہ ہو۔“

طلبہ کے حق میں دعا:

فرمایا: ”بچو! کفارہ کے لیے میں روزانہ تمہارے لیے دعا کرتا ہوں، میں بہت ڈرتا ہوں اور گھبراتا ہوں کہ کسی کو کچھ تکلیف نہ پڑے۔“

فرمایا: ”میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ میری ذات سے کسی کو نقصان نہ ہو۔“

بچپن کا واقعہ:

فرمایا: ”میں مہابدّھو، ”منع رے منع“ ہوں، (”منع رے منع“ کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرتؒ کے بھائی گڑھا کھود رہے تھے، کسی نے حضرتؒ سے کہا کہ اس کو منع کرو، وہ اس میں گر جائے گا، تو حضرتؒ نے کہا: ”منع رے منع“ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ ”اس وقت مجھے اس کو روکنا چاہیے تھا؛ لیکن مجھے اِتنا بھی معلوم نہیں کہ اسے کیا کہوں، تو اس وقت میں نے کہا: ”منع رے منع“ اس قصہ کی وجہ سے فرماتے کہ ”میں تو ”منع رے منع“ ہوں۔“)

از: محمد جابر عفی عنہٗ۔

حضرتؒ کی تواضع:

درسِ بخاری میں فرمایا: ”مجھ میں کمیاں بہت ہیں اور تم لوگوں میں بڑی خوبیاں ہیں۔“

نقش سلیمانی:

فرمایا: ”میں بہت تعویذ دیتا تھا، عملیات کی کتاب ”نقش سلیمانی“ منگوائی، اس کو

دیکھ کر نفرت ہوگئی، اللہ کی پناہ، اللہ نے بچایا، اگر میں تعویذ کرلیتا تو سوائے دو روپیہ کے اور کیا حاصل کرلیتا؟ اب دو روپیہ مفت میں کھا رہا ہوں، بچو! میں اس لیے کہہ رہا ہوں تاکہ تم ان چکروں میں نہ پڑو۔"

قلیل کھانے کے لیے ناجائز کیوں کھاؤں؟

فرمایا: "آج دوپہر بڑی مشکل سے ایک روٹی کھائی، بتاؤ! اتنے کے لیے میں ناجائز کیوں کھاؤں؟ جائز کھاؤں، پاک چیز کھاؤں، حلال کھاؤں، اِس وقت پیٹ میں جہنم بھروگے تو کل جہنم ہی میں جاؤگے۔"

تم کسی قابل ہوتے:

درسِ بخاری شریف میں فرمایا: "بچو! تم کسی قابل ہوتے تو تھوڑی تکلیف برداشت کرکے مزید باتیں اور کہہ دیتا، جب کہ تم عبارت بھی نہیں پڑھ پاتے ہو۔" فرمایا: "غلطی اور چیز ہے، اَکڑنا اور چیز ہے، تواضع اختیار کرو۔"

جناتوں کی عادت:

فرمایا: "جب جناتوں کو کوئی چھیڑتا ہے تو وہ غصہ ہوتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا کرم:

حضرتؒ نے اپنے بارے میں فرمایا: "اللہ پاک نے اس غریب کو پڑھالیا، ورنہ اس کے پاس کیا تھا؟"

اکڑنا نہیں چاہیے:

فرمایا: "مکہ اور مدینہ کے راستے میں جب میری تفتیش کا موقع آتا تو میں التجا کرتا

شروع کر دیتا، کہیں اکڑنا بکڑنا نہیں چاہیے، ورنہ پولس پکڑ کے لے جائے گی۔ ‘‘

علامہ سرخسیؒ کا قول:

فرمایا: ’’علامہ سرخسیؒ نے لکھا ہے کہ ’’عورت اگر گھر کا کام نہ کرے تو عورت کو روٹی دو، سالن مت دو۔ ‘‘ جب یہ مسئلہ آیا تو حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ بہت ہنسے۔ ‘‘

حضرتؒ نے تنخواہ لینا بند کر دیا:

فرمایا: ’’میری تنخواہ جب ساڑھے آٹھ سو ہوئی تب سے تنخواہ لینی بند کر دی۔ ‘‘

صرف ایک دِن فاقہ:

’’ایک دِن دوپہر کو کھانا نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کھایا، عصر کے بعد دعا کی کہ ’’اے اللہ! بھوکا رہا نہیں جاتا، ‘‘ عصر کے بعد مسجد سے باہر نکل رہا تھا، اللہ نے انتظام کر دیا، اللہ پاک اپنے بندوں کو بھوکا نہیں مارتے، میں نے فاقہ زیادہ نہیں کیا، بڑوں کا امتحان بڑا ہوتا ہے، میں تو چھوٹا ہوں، میرا امتحان کیا؟ میں مدرسہ میں جاتا ہوں، سبق میں شریک ہوتا ہوں، پیسہ نہیں لیتا۔ ‘‘

مسجد میں جنات کب ہوتے ہیں؟

فرمایا: ’’مسجدوں میں اکثر ڈیڑھ اور ڈھائی بجے جنات ہوتے ہیں، ایک مرتبہ مسجد کلثومیہ (مظاہر علوم سہارن پور میں دار الطلبہ کے احاطے میں مسجد کلثومیہ ہے) میں عبد الوحید گھڑی دیکھنے کے لیے گیا تو دیکھا کہ صف لگی ہوئی ہے، وہ بھاگا، اس نے بچوں سے کہا، پھر بچہ کمپنی دیکھنے کے لیے گئی تو جنات نہیں تھے۔ ‘‘

’’پاپا، ممی‘‘ کہنا:

فرمایا: ’’پاپا‘‘ کہنا ناجائز ہے، صحابۂ کرامؓ ’’یا اُماہ‘‘ کہتے تھے، مگر اب صحابۂ کرامؓ

کے الفاظ کو چھوڑ کر ''ممّی'' کہتے ہیں، ''پاپا'' انگریزی لفظ ہے، شان کی بیماری ہے۔''

''اپولو'' کس کا نام ہے؟

فرمایا: ''اپولو'' ایک ہسپتال کا نام ہے، میں نے پیام بھیجا کہ ''اپولو'' شیطان کے چھوٹے بچے کا نام ہے۔''

بھولنے کی عمر:

فرمایا: ''اب میں جلدی سے بھول جاتا ہوں، ہمارے ایک اُستاذ تھے، جو اِسی عمر میں بھول جاتے تھے، میں سوچتا تھا کہ کیوں بھول جاتے ہیں؟ بچو! یہی کہ عمر ہو جاتی ہے اس لیے آدمی بھول جاتا ہے۔'' (۱۴۲۷ھ)

لڑکیوں کے نام:

فرمایا: ''اگر میری لڑکیاں ہوتیں تو میں صحابیات کا نام رکھتا، جیسے: ''فاطمہ، رُقیہ، سلمٰی۔''

جہاں تک ہوسکے نازک نہ بننا چاہیے:

فرمایا: ''میں گدّے پر بیٹھتا ہوں وہ اس لیے کہ بیماری کی وجہ سے ٹاٹ پر بیٹھنے سے نزلہ ہو جاتا ہے، بچو! جان بوجھ کر نازک بننا یہ کوئی خوبی نہیں، بلکہ یہ زَنانہ پن ہے۔''

آم کا شوق:

فرمایا: ''مجھے آم کا بہت شوق تھا، ہمارا ایک ساتھی جس کا نام شجاع الدین (مدرسہ ضیاء العلوم کے ہم درس) تھا، وہ ہمیں روزانہ آم کھلاتا تھا، اس کو ساری عمر یاد کرتا رہوں گا، اس کے لیے دعاءِ مغفرت کروں گا۔''

عیب سے بھرپور زندگی:

فرمایا: ''میں جب اپنی زندگی پر غور کرتا ہوں تو اس میں کوئی اچھی چیز نہیں نکلتی، سب

میں عیب ہے۔‘‘

آپ ﷺ کی زندگی:

’’بچو! ہمارے نبی ﷺ کی زندگی کتنی سادہ تھی، بچو! ان کی زندگی سے تھوڑا سا حصہ لینا چاہیے، کچھ تہجد پڑھو، میرے بچو! میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اللہ کا مقرب بن جائے، میں ایسا ناکارہ ہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا، واقعی میں کیا کرتا ہوں؟ کہاں میں مسجد میں نماز پڑھتا ہوں؟‘‘

اپنا محاسبہ:

فرمایا: ’’دو دو آدمی اٹھا کر مجھے لے جاتے ہیں، اپنے محاسبہ میں یہ سب سوچتا ہوں کہ کسی کو میری ذات سے تکلیف نہ ہو۔‘‘

صحابۂ کرامؓ کیسے تھے؟

’’بچو! حضورِ اقدس ﷺ کو صحابہ کرامؓ کیسے ملے تھے کہ ہر بات نقل کرتے تھے۔‘‘

اصل محبت یہ ہے:

’’بچو! مجھے مرنے کے بعد یاد رکھنا، اگر مرنے کے بعد یاد رکھو تو یہ محبت ہے۔‘‘

اگر واقعی میری عمر اتنی ہوتی:

فرمایا: ’’اگر میں واقعی جانتا کہ میری اِتنی عمر ہوگی، تو شادی کر لیتا، ایک مرتبہ میں نے دعا کی کہ ’’اے اللہ! بتا دیا جائے کہ کتنی عمر ہے؟‘‘ اشارہ ہوا کہ پانچ، میں سمجھا کہ پانچ سال، پھر میں نے ہمارے ایک ساتھی صاحب کشف سے پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ اِتنی عمر نہیں؛ بلکہ پچاس اور اس سے بھی آگے، لیکن بعد میں مجھے سمجھ میں آیا کہ پانچ سال سے مراد

اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانچ چیزوں کا علم کسی کو نہیں ہے۔“

حسن کس میں ہے؟

دارالحدیث میں ایک طالب علم کے بال دیکھے، جو انگریزی تھے، تو فرمایا: ”حسن بال رکھنے میں نہیں؛ بلکہ نبی ﷺ کی اتباع میں ہے، بچو! کیسے بال ہیں؟ حدیث شریف پڑھنے والے لوگ کیسے بال رکھتے ہیں؟ بچو! بال کٹوا دو، انگریزی بال بالکل ختم کر دو، بچو! میرے پاس چار آنے نہیں ہوتے تھے کہ میں بال کٹواتا، چار چار مہینے ہو جاتے میں بال نہیں کٹوا پاتا تھا، بڑے بڑے بال ہو جاتے، بڑے ہونے کے بعد میں انگلی سے کنگھا کرتا تھا، اور جمعہ کے دِن کبھی کبھار کنگھا کرتا تھا، میں منع نہیں کرتا کہ کنگھا نہ کرو، بال رکھو، کنگھا کرو؛ مگر اتباعِ سنت کی نیت ہو، دوستوں کو بتانے کے لیے نہیں، نیز خواہش کے لیے نہیں، فقیہ ابو اللیثؒ نے لکھا ہے کہ اگر آدمی سنت کی نیت سے مسواک کرتا ہے تو حساب نہیں ہوگا، ورنہ حساب ہوگا۔“

حضرتؒ کا واقعہ:

۲۰۰۶ء میں جب حضرتؒ کو دل کا دورہ پڑا تھا تو ڈاکٹر نے اشارہ سے سجدہ کرنے کو کہا تھا، اس کے کچھ دنوں کے بعد افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ”کافی دِن تک میں نے بغیر سجدہ کے نماز پڑھی، ایک دِن اللہ کے سامنے رویا کہ اے اللہ! یہ کیا ہو گیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سجدہ کرنے کی توفیق دی، جب میں نے سجدہ کیا تو ایسا محسوس ہوا کہ آج کوئی نئی چیز ملی ہے، بچو! اپنے رب کو یہ سمجھ کر سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہے۔“

نوٹ: حضرتؒ جب سجدہ میں جاتے تھے تو وہ منظر واقعی قابل رحم ہوتا تھا، پہلے اپنا ایک پاؤں موڑتے، پھر آہستہ آہستہ جھکتے، پھر سجدہ فرماتے، یہاں تک کہ ہانپ جاتے، یہ ۱۴۲۶ھ اور

۱۴۲۷ھ کا مشاہدہ ہے۔ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)۔

حضرت سہارن پوریؒ کا واقعہ:

فرمایا: ’’حضرت سہارن پوریؒ (حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ، متوفی: ۱۳۴۶ھ) ایک مرتبہ اسٹیشن پر نماز پڑھنے لگے، تو ایک صاحب آئے اور حضرتؒ کا لوٹا لے کر چلنے لگے، حضرتؒ نے نماز توڑ دی اور فرمایا: ’’لوٹا لے کر کہاں جا رہے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’واہ مولوی صاحب! ایک لوٹے کی وجہ سے نماز توڑ دی؟‘‘ فرمایا: ’’آج ایک لوٹے کی وجہ سے نماز توڑ دی، اگر تو لے کر چلا جاتا تو کتنی نمازیں چھوٹ جاتیں؟‘‘ حضرتؒ (شیخ یونس صاحبؒ) نے فرمایا: ’’صحیح کہا۔‘‘

مفتی مظفر حسین صاحبؒ کی جانب سے تسلی:

فرمایا: ’’ہم نئے نئے مدرّس تھے، عصر بعد سب تفریح میں چلے گئے، میں ایسے ہی بیٹھا تھا کہ مفتی مظفر حسین صاحبؒ آئے، انہوں نے کہا: ’’کیوں ایسے بیٹھے ہو؟‘‘ میں نے کہا: ’’ایک اُستاذ نے کچھ کہہ دیا ہے،‘‘ فرمایا: ’’ایسا تو ہوتا رہتا ہے،‘‘ سب غم دور ہو گیا، بالکل اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت مفتی صاحبؒ کو اپنی طرف سے بھیجا تھا۔‘‘

حضرت کی وصیت:

فرمایا: ’’قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۲۲۵ھ) نے اپنی وصایا میں فرمایا تھا کہ ’’میری نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا‘‘ پھر حضرتؒ نے فرمایا: ’’اگر تم میں سے کوئی میری نمازِ جنازہ پڑھے تو سورۂ فاتحہ پڑھنا۔‘‘

نوٹ: حضرتؒ کی نمازِ جنازہ بقول مولانا راشد الحسن کاندھلوی ۲۰/ سے زائد ممالک میں غائبانہ پڑھی گئی، جن میں کچھ ممالک کے لوگ وہ ہیں جن کے مذہب میں نمازِ جنازہ میں سورۂ

فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی تمنا اس طرح بھی پوری فرماتے ہیں۔

از: محمد جابر عفی عنہ۔

اپنے نفس سے دوستی:

فرمایا: ”مولوی اطہرؒ (مولانا اطہر حسین صاحبؒ متوفی: ۱۴۲۸ھ) کہتے تھے کہ تجھے تو صرف اپنے نفس سے دوستی ہے، میں نے کہا: ”تو بالکل صحیح کہتا ہے۔“

جان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے:

فرمایا: ”انسان کی یہ جان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی جان ضائع نہیں کرنی چاہیے، آدمی اپنی صحت کی حفاظت اس لیے کرتا ہے تاکہ تعلیم وتبلیغ کر سکے، دین کی خدمت کر سکے، اس پر ثواب ہے، اس پر اجر مستحسن ملے گا، گلا گھونٹنے کا کام وہی کرتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا اور گناہ کرتا ہے، بچو! نماز کا اہتمام کرو، اللہ پاک سے بہت ڈرو۔“

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو:

طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”آج کل لُو چل رہی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں سایہ میں رکھا ہے، دیہات کے لوگ دھوپ میں رہتے ہیں، اور دو دو دانے چن کر تمہاری خدمت میں دیتے ہیں۔“

کونسا مہمان پسند ہے؟

فرمایا: ”جو ”اللہ، اللہ“ کے لیے آتا ہو اور علم کے لیے آتا ہو، ایسا مہمان میں پسند کرتا ہوں۔“

آج کل کے حالات:

فرمایا: ”آج کل مسلمانوں میں عمومی فساد آ گیا ہے، اس لیے اہل مدارس اور اہل تبلیغ کوشش کر رہے ہیں، اور جہاں جہاں اہل مدارس اور اہل تبلیغ کوشش کر رہے ہیں اس کے حدود

تک امن رہتا ہے، اصلاح کی خوب فکر کیجیے، حالات نازک سے نازک تر ہوتے جا رہے ہیں، فرزندانِ اسلام! آپ لوگ غور کیجیے، اپنے نفس کی اصلاح کیجیے، گناہوں سے بچیے، کپڑے دھونے اور کھانے پینے میں مت لگے رہیے، اگر ایسا کریں گے تو کچھ کام نہ آئے گا، آج یا کل کے اخبار میں مسلمانوں کے بارے میں سن کر بڑی تکلیف ہوئی کہ مسلمان اِتنا گر گیا ہے کہ جس کے منہ میں جو کچھ آتا ہے کہتا ہے اور جس کے قلم پر جو آتا ہے لکھ دیتا ہے، آپ خود کی اصلاح کیجیے، اللہ تعالیٰ کے سامنے روئیے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئے۔"

باغِ سلمان کی لکڑی:

فرمایا: "جب میں پہلی بار ۱۳۹۹ھ میں حج کو گیا تھا، تو باغِ سلمان کی لکڑی لے آیا تھا، اس کے بعد توڑ پھوڑ شروع ہوگئی۔"

صحابۂ کرامؓ کی جان نثاری:

فرمایا: "حضراتِ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے دین پر اپنی جان نثار کرنے والے تھے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین پر اپنی جان قربان کردی، اپنے گھروں کو چھوڑ دیا، وطن چھوڑ دیا، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ (امیر دعوت وتبلیغ وصاحب زادہ حضرت مولانا الیاس صاحب، متوفیٰ: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء) کے زمانے میں بھوپال کے رہنے والے ایک انجینئر تھے، دین کی خدمت کے لیے ایک بستی میں جا کر رہنے لگے، وہ لوگوں کو کھلاتے تھے اور خود جنگل میں جا کر نرم نرم گھاس توڑ کر کھاتے تھے۔"

اب تو چھوٹے بچوں کا اِغوا عام ہے:

فرمایا: "پہلے زمانے کے لوگ اچھے تھے، چھوٹے بچوں کو کوئی نہیں چھیڑتا تھا، اب تو چھوٹے بچوں کا اِغوا کر لیتے ہیں، یہ بچوں کو اِغوا کرنا یہودیوں نے سکھایا ہے، پہلے انڈیا کی

تاریخ صاف تھی، پہلے بچوں کو کوئی نہیں چھیڑتا تھا، انسانیت رُخصت ہوگئی ہے، یہ سب چند پیسوں کے لیے ایسا کام کرتے ہیں، ارے بھائی! چند پیسوں میں کیا پڑا ہے؟''

اہل عرب کمزور ہوگئے:

فرمایا: ''اہل عرب کمزور ہوگئے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے اپنے سلف کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے۔''

حضرتؒ کی والدہؒ کا نام:

فرمایا: ''میری والدہ کا نام ''عمدۃ النساء'' تھا، والدہ ''دتّن'' کے نام سے مشہور تھیں۔''

حضرتؒ کو بچپن ہی سے فکر:

فرمایا: ''مجھے بچپن ہی سے لوگوں کو جنتی بنانے کی بڑی فکر تھی، کیسے؟ میں توبہ کراتا تھا اور اچھی اچھی باتیں بیان کرتا تھا، یہاں ایک صاحب تھے، جو بہت غریب تھے، وہ مکہ جانے کا ذکر کرتے رہتے، ان کے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ یہ شخص غریب ہے، مکہ کیسے جائیں گے؟ مجھے یہ سن کر بڑی تکلیف ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! ان کو مکہ بھیج دے، وہ مکہ گئے، ان کے سر میں درد ہوگیا، مجھے اطلاع ملی، میں بہت خوش ہوگیا کہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ وہیں انتقال کر گئے اور جنت المعلّٰی میں مدفون ہوئے، مجھے بڑی خوشی ہوئی، اس لیے کہ جب حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے یہاں دسترخوان لگتا تھا اس وقت میں دُبلا پتلا تھا، جب میں جاتا تو وہ کہتے: ''آؤ مولوی صاحب!'' پھر وہ تھوڑی سی جگہ کرتے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ ان کا بہت خیال فرماتے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کبھی ان کو ایک شامی کباب دیتے تھے تو وہ مجھے اس میں سے آدھا دے دیتے تھے، تو کیا میں ایسے محسن کو بھول جاؤں گا؟ میں اپنے محسن کو نہیں بھولتا، جب تک زندہ

ہوں تب تک احسان نہیں بھولوں گا، بچو! میری عادت یہی ہے کہ جو مجھ پر احسان کرتا ہے ان کو میں نہیں بھولتا۔‘‘

فرمایا: ’’بچو! عزت کہیں نسب سے ملتی ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے دینے سے ملتی ہے، کتنے مالدار لوگ تھے ان کے نام مٹ گئے اور کتنے غلاموں کی اولاد ہیں ان سے حدیثیں ملتی ہیں، ان کے نام باقی ہیں۔‘‘

مہمان کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: ’’مہمان وہ شخص ہے جو تمہاری زیارت کے لیے آئے، ایک طالب علم نے بڑے مولانا سے پوچھا کہ ’’مہمان کسے کہتے ہیں؟‘‘ جواب دیا کہ ’’آدمی جس کو مہمان سمجھے۔‘‘

نعمت گویائی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے:

فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے انسان کو فصیح زبان دی ہے، اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔‘‘

مکہ و مدینہ کی کوئی مثال نہیں:

فرمایا: ’’دنیا میں مکہ اور مدینہ کی کوئی مثال نہیں، وہ تو سب کو اچھے لگتے ہیں، اُن کے بعد ہر ایک کو اپنا وطن اچھا لگتا ہے۔ بس بچو! یہ دنیا کیا ہے؟ ہنگامہ گاہ ہے۔‘‘

سید کا اکرام:

فرمایا: ’’ایک سید میرے پاس آئے، ضرورت مند تھے، انہوں نے پیسے مانگے، میں نے کہا کہ میں تو طالب علم ہوں، پھر مجھے پتا چلا کہ وہ سید ہیں، میں نے ان کو کچھ پیسے دیے، بچو! میں تو حضور ﷺ کے صدقہ میں کھا رہا ہوں۔‘‘

سمجھ لینا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں:

ایک مرتبہ سبق میں فرمایا: ’’بچو! اگر مجھے وہم ہو جائے تو معاف کر دینا اور یہ سمجھ لینا

کہ بوڑھا آدمی ہے، بھول ہو جاتی ہے۔ ''

دخولِ کعبہ:

فرمایا: ''دخولِ کعبہ حسنات میں سے ہے، بشرطیکہ ظلم نہ ہو، رِشوت نہ دینی پڑتی ہو، ہمارے بڑے دنیا سے چلے گئے، کعبہ میں نہ حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ گئے، نہ حضرت مولانا اسعد اللہ ناظم صاحبؒ، نہ حضرت خواجہ صاحب گئےؒ، نہ حضرت سہروردیؒ گئے، نہ مجددِ الف ثانیؒ گئے اور نہ امام بخاریؒ گئے۔ ''

مولوی اطہر اور مولوی یامین سے دوستی:

فرمایا: ''میں غریب تھا، مجھے غریبوں سے دوستی تھی، غریب اگر دو لقمے بھی کھلا لے گا تو خوش ہوگا، احسان نہیں رکھے گا، مولوی اطہر اور مولوی یامین سے میری دوستی تھی، کبھی کبھی میں، مولوی اطہر اور مولوی یامین ربڑی کھانے جاتے تھے، مولوی اطہر اور مولوی یامین پیسے دیتے تھے، انہوں نے ایک دِن مجھے پکڑا کہ تجھے پیسے دینے پڑیں گے، میں چپکے سے مسجد میں چلا گیا، یہ دونوں مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئے تو میں بھاگ گیا، مولوی اطہر نے مجھے بعد میں کہا کہ ''تو کیوں بھاگا تھا؟'' میں نے کہا کہ ''پیسے نہیں تھے، '' بچو! یہ لوگ پیسے دیتے تھے، میں پیسے نہیں دیتا تھا، میں تو غریب تھا، کہاں سے لاتا؟ ''

غلام قادیانی بالکل احمق تھا:

فرمایا: ''غلام قادیانی بالکل احمق تھا، کچھ سمجھتا ہی نہیں تھا، صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے نبی بنا تھا۔ ''

کونسا پائجامہ سنت ہے؟

فرمایا: ''ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ ''کونسا پائجامہ سنت ہے؟'' میں نے

کہا: ”جو ٹخنوں کے اوپر ہو اور ساتر بدن ہو۔“

ایک لطیفہ:

فرمایا: ”ایک دِن کا لطیفہ ہے، ہمارے والد صاحبؒ آسمان دیکھ کر اذان سے پہلے سب سے پہلے ہی افطار کرتے تھے، ایک دِن بہت ہی سخت بارش ہوئی، سب لوگ مسجد میں پہنچ گئے اور سب نے اتفاق کیا کہ سورج غروب ہو گیا ہے، تو سب نے روزہ افطار کرلیا اور اذان بھی ہوگئی، لیکن والد صاحبؒ نے افطار نہیں کیا، کہ کچھ دیر انتظار کرلوں، کچھ دیر بعد بادل ہٹے اور سورج نے اپنی مونچھیں نکالیں، دادا نے بھی افطار کرلیا تھا، یہ قصہ جو سنا رہا ہوں اس وقت کا ہے جب میں نے روزہ رکھنا شروع کردیا تھا۔“

اِفطار میں کیا ہونا چاہیے؟

فرمایا: ”افطار میں کوئی چیز لازم نہیں ہے، جو چیز موجود ہو آدمی اُسی سے افطار کرلے، میں جب تمہاری عمر کا تھا تو جیب میں روٹی کا ٹکڑا لے کر جاتا، جب اذان ہوتی تو روٹی نکال کر کھاتا اور پانی پی لیتا۔“ (دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو یہ فرمایا تھا)۔

وہ آئندہ سال زندہ رہے گا:

فرمایا: ”حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ”اگر کسی کو یومِ عرفہ کے روزے کی توفیق ہوجائے تو یہ علامت ہے کہ وہ آئندہ سال زندہ رہے گا، یہ حضرتؒ کا استنباط تھا۔“

میرے حجرے میں سونے کی شرط:

فرمایا: ”میرے حجرے میں ایسے ہی بچے سوئیں جو تہجد پڑھتے ہوں، یہ شرط ہے۔“

کتابیں خریدنے کا شوق:

فرمایا: ”پہلے جب میں کتابیں خریدتا تھا تو کسی کو پیسے نہیں دیتا تھا، حتیٰ کہ ایک روپیہ بھی نہیں دیتا تھا، لیکن اب دے دیتا ہوں، کیوں کہ بوڑھا ہوگیا ہوں، بچو! اپنے ساتھیوں کی خفیہ طور پر مدد کردیا کرو۔ جون پور کے ایک صاحب تھے، وہ غریبوں کی خوب مدد کیا کرتے تھے، وہ جس شہر میں رہتے تھے وہاں ان کی مقبولیت بھی بہت تھی، جب ان کا انتقال ہوگیا تو ان کے جنازے میں تقریباً تیس ہزار لوگ شریک ہوئے تھے، بچو! موت تو سب ہی کو لے جاتی ہے۔“

ہدیہ کس کا لیا جائے؟

فرمایا: ”ہدیہ اسی کا لیا جاتا ہے جو دے کر اسے یاد نہ کرے۔“

حضرت مولانا علی میاںؒ کے گھر میں سخاوت:

فرمایا: ”حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کے گھر میں سخاوت بہت تھی، ایک مرتبہ حضرتؒ کے گھرانہ کی لڑکی گھر سے کپڑا پہن کر آئی، تو ایک عورت نے کہا کہ ”کپڑا اچھا لگتا ہے،“ فوراً گھر جا کر کپڑا نکال دیا، دوسرا کپڑا پہنا اور وہ کپڑا اس عورت کو دے دیا۔“

مجھے کس سے تعلق ہوجاتا ہے؟

فرمایا: ”جو حدیث شریف سے محبت کرتا ہے مجھے اس سے تعلق ہو ہی جاتا ہے۔“

ایمان کا اقرار:

فرمایا: ”جب آدمی کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ پڑھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی باتیں مانتا ہے، بچو! ہم سب اسلام کے فرزند ہیں، ہم محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں، ہم سو فی صد ایمان کا اقرار کرتے ہیں، ہم ان کی خدمت

کرتے ہیں، جو شخص محمد ﷺ کے دین کی خدمت نہیں کرے گا وہ محمد ﷺ والا کیسے ہوگا؟“

ایک بدعتی کا لطیفہ:

فرمایا: ”بدعتی شور وشغب جانتے ہیں، اور کچھ نہیں، ایک بدعتی پیر صاحب کسی علاقہ میں گئے، وہاں کسی مولوی صاحب کو اپنا معتقد کرلیا، ایک دِن لوگوں نے کہا کہ پیر صاحب تقریر کریں گے، بعض لوگوں نے کہا کہ پیر صاحب بولتے نہیں ہیں، لیکن لوگوں نے اصرار کیا کہ تقریر سننی ہے، تو مولوی صاحب نے پیر صاحب سے کہا کہ آپ صرف ”قُل“ کہہ دینا، میں آگے سنبھال لوں گا، پیر صاحب تقریر کے لیے بیٹھے تو بجائے ”قُل“ کے ”پُل“ کہہ دیا، بس اِتنا کہا ہی تھا کہ مولوی صاحب کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ”ہمارے پیر صاب نے ایک بڑے عنوان کی طرف توجہ دِلائی ہے، یعنی پل صراط کی طرف،“ بچو! آج کل کچھ پیر ایسے ہی ہیں جو غریبوں کا کھانا کھاتے ہیں، جب کہ ہمارے اکابر نے صاف صاف باتیں سنائی ہیں، بچو! آدمی کو بہت زور دکھانے کے لیے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، میں خود تقریر نہیں جانتا، خواہ مخواہ اپنی بڑائی کے لیے جھوٹ کیوں بولوں؟ کتنے طلبہ ہیں جو مجھ سے اچھی تقریر کر لیتے ہیں۔“

حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ کا ایک جملہ:

فرمایا: ”مجھے حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کا ایک جملہ خوب یاد ہے کہ ”کھانا کھاوے تو کھاوے ورنہ جاوے۔“ ہاں! بچوں کا استثنا ہے۔“ (اس لیے کہ حضرت شیخ زکریا صاحبؒ کسی کو کھانے پر زیادہ اِصرار نہیں فرماتے تھے)۔ از: محمد جابر عفی عنہ۔

یہ کمال نہیں:

فرمایا: ”بڑے بھی انسان ہیں، ان سے بھی غلطی ہوتی ہے؛ لیکن آدمی کا کمال یہ نہیں

ہے کہ بڑوں کی غلطی پر شور مچائے۔‘‘

ابتدا میں حضرت کا جسم:

فرمایا: ’’ایک آدمی پہلے کیسا تھا؟ اور اب کیسا ہوگیا؟ بچو! پہلے میں بہت دُبلا سا تھا، ایک صاحب نے مولانا منظور احمد صاحب اور میری دعوت کی، تو انہوں نے مولانا منظور احمد صاحب سے کہا تھا کہ آپ کے ساتھ جو دُبلے پتلے، گورے اور لمبے ہیں ان کو بھی لے آنا، مولانا میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی فلاں صاحب نے دعوت کی ہے، میں مولانا کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، حضرت نے وہاں جا کر یہ کہا کہ یہ ہیں بھائی، جن کی آپ نے دعوت کی ہے، تو وہ ہنسنے لگے، ہاں بچو! پہلے میں بہت دُبلا تھا، اب بیماریوں کی وجہ سے بدن موٹا ہوگیا ہے۔‘‘

خواب میں حضرت عائشہؓ کی زیارت:

فرمایا: ’’ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے کمرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آرام فرما ہیں، پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بھی اسی جگہ سویا ہوا ہوں، میرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علوم حاصل ہوں گے۔‘‘

خدام کا احسان کبھی نہیں بھولوں گا:

یہ بات اس وقت کی ہے جب حضرتؒ نے مدرسہ کی تنخواہ لینا چھوڑ دیا تھا، فرمایا: ’’جب میرے یہاں پیسے نہیں ہوتے تھے تو دو طالب علم سلیمان گجراتی (اُستاذِ حدیث مدرسہ نورنگر، کیم) اور عبد القدوس بنگالی دیناج پوری (شیخ الحدیث مرشد آباد) اپنا کھانا بیچ کر ان پیسوں سے میرے لیے سبزی پکاتے تھے، تین مہینے تک انہوں نے ایسا کیا تھا، ایسے بچے اچھے ہوتے ہیں، کیا میں ان کا احسان بھول جاؤں گا؟‘‘

ملک کیسے آگے بڑھے گا؟

فرمایا: ’’ہمارا ملک اگر تدبیر سے چلے اور عوام کو راضی رکھ کر چلایا جائے تو امریکہ کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ‘‘

احسان شناسی:

فرمایا: ’’بچو! ہمارے کمرے کے باہر جو پنکھا لگا ہوا ہے، وہ ایک طالب علم سے اُدھار پیسے لے کر لگوایا تھا، بچو! جس نے اُدھار پیسے دیے اس نے احسان کیا ہے، بچو! میں جس سے اُدھار لیتا ہوں اس کا احسان مانتا ہوں۔ ‘‘

بچپن کا ایک پُرلطف واقعہ:

فرمایا: ’’ہمارے گاؤں میں ایک بزرگ آئے، انہوں نے اپنے بیان میں بہترین طرز کے ساتھ ”زمّلونی“ والی حدیث پڑھی، میں اس وقت چھوٹا سا تھا، مسجد سے باہر نکلتے ہی میں نے ”زمّلونی، زمّلونی“ پڑھنا شروع کر دیا، لوگ تعجب کرتے تھے کہ چھوٹا سا لڑکا کیا پڑھ رہا ہے؟ بچو! اللہ تعالیٰ نے کرم فرمادیا کہ ”زمّلونی“ والی حدیث بار بار پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ ‘‘

حضرت باندویؒ کا واقعہ:

فرمایا: ’’حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ (متوفی: ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء) طلبہ کے ساتھ لکڑیاں چننے جاتے تھے، ایک مرتبہ ایک طالب علم کھجور کے درخت پر چڑھ گیا، اس کے پاؤں میں کانٹا لگا، جس سے وہ چیخنے چلانے لگا، حضرت مولاناؒ دعا میں مشغول ہو گئے، فرمایا: ’’اب تم کو دَرد نہیں ہوگا، ‘‘ وہ کانٹا اب تک چبھا ہوا تھا؛ مگر دَرد نہیں ہو رہا تھا، ایک دِن وہ کبڈی کھیل رہا تھا، ایک بچہ نے اس پر پاؤں رکھا تو اچانک وہ کانٹا نکل گیا، بچو! آخر کیا

چیز تھی کہ اُستاذ بھی لکڑی چننے جاتے تھے اور چندہ کرنے جاتے تھے، آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ چندہ ذلت کی چیز ہے، ارے! وہ عزّت کی چیز ہے، چندہ کرنے میں کیا مزہ آتا ہے بچو! اگر چندہ دینے والا طعنہ دیتا ہے تو وہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے۔“

اُس دن کی اَروی بہت لذیذ لگی:

فرمایا: ”رات کو دال پرانی (باسی) تھی، میں نے کہا کہ اے اللہ! میں کیا کھاؤں؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! کھانا بھیج دیجیے، تو ایک آدمی کھانا لے کر آیا، میں نے پوچھا کہ ”کیا ہے؟“ اس نے کہا: ”روٹی اور اَروی،“ بچو! اَروی میں کبھی شوق سے نہیں کھاتا تھا، لیکن اس دن اَروی اس قدر لذیذ لگی کہ میں نے زندگی میں ایسی اَروی نہیں کھائی تھی، پورا کھانا کھا گیا۔“

طلبِ علم کے زمانے میں حضرتؒ کا کھانا:

فرمایا: ”جب میں گھر سے مدرسہ ضیاء العلوم جاتا تو روٹی اور گُڑ ساتھ لے جاتا، ایک مرتبہ گُڑ پھینک دیا، مجھے گُڑ اچھا نہیں لگتا، کبھی میں روٹی نمک سے کھالیتا اور کبھی چٹنی سے کھا لیتا، جب انسان بچپن سے گزرتا ہے تو اس وقت اس میں کامل عقل نہیں ہوتی، میں بوڑھا ہو گیا ہوں، پھر بھی عقل کامل نہیں ہے، سب سے کم درجہ کا کھانا میں لے جاتا تھا، ہمارے ساتھیوں میں کوئی اَنڈے کا سالن لاتا اور کوئی آلو کا سالن لاتا تھا۔“

علم نبی کی تشبیہ:

فرمایا: ”سمندر بھی علم نبی کی تشبیہ نہیں بن سکتا۔“

میں تو بہت بدھو تھا:

فرمایا: ”مجھے اپنی ساری حماقتیں یاد ہیں، میں تو بہت بُدّھو تھا، یہ تو اللہ تعالیٰ نے

اپنے کرم سے پار لگادیا، اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔"

نظر کا علاج:

فرمایا: "ایک صاحب میرے پاس آکر کہنے لگے کہ "میرا بچہ رات بھر روتا رہتا ہے،" میں نے کہا: "اس کی ماں سے کہیے کہ جب اپنے بچے کو دیکھے تو اس وقت ماشاء اللہ کہہ دیا کرے اور یہ دعا پڑھے:

" أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ. "

پھر اس نے ایک روز آکر کہا کہ "اب بچہ پوری رات سوتا ہے،" میں نے کہا: "اس کی ماں کی نظر لگتی ہوگی۔"

نظر کا علاج:

فرمایا: "اگر کوئی "بارك الله" کہے تو نظر نہیں لگتی، طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی "ماشاء الله ، لا حول ولا قوة إلا بالله" کہے تو نظر نہیں لگتی۔"

شیخ ابو محمد ہمدانی کا واقعہ:

فرمایا: "کشمیر میں جب شیخ ابو محمد ہمدانی آئے تو ایک پنڈت نے ان کا مقابلہ کیا اور کہا کہ "اس گائے کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی پیشانی پر نشان ہے،" حضرتؒ نے نگاہ ڈال کر دیکھا تو اس کی بات صحیح معلوم ہوئی، مگر حضرتؒ نے دو رکعات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ "یا اللہ! پھیر دے،" تو اس کی دُم میں نشان ہوگیا، جب بچہ پیدا ہوا تو دُم میں نشان لگا ہوا تھا۔"

پیسوں کے لیے اب لوگ سلفی بن جاتے ہیں:

فرمایا: "اب سعودی سے پیسے حاصل کرنے کے لیے لوگ سلفی ہو رہے ہیں، یہ جو فتنہ ہو رہا ہے مجھے اچھا نہیں لگتا، میں کون ہوں؟ میں کچھ نہیں، میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع

کرتا ہوں۔"

آخر کار مٹی ہونا ہے:

فرمایا: "بدن مٹی کا ہے اور مٹی میں مل جائے گا، یا اللہ! میں نے کچھ بھی نہیں کیا، بچو! اب تو حرکت کی بھی طاقت نہیں رہی، معلوم نہیں کب روح نکل جائے؟ اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میری حیات کی روزی کم ہوگئی۔"

بڑوں پر تبصرے کرنا:

فرمایا: "بڑوں پر تبصرہ کرنا اچھا نہیں۔"

دعا قبول ہوگئی:

فرمایا: "حج میں جانے سے پہلے ہم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! ہمیں مواقف محمدیہ میں وقوف نصیب فرما، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی، جب میں مکہ پہنچا تو وہاں پہنچا، ایک مرتبہ حج میں پیدل چلا، تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے، عرفہ سے چلا، مزدلفہ گیا، پھر مزدلفہ کی ایک مسجد میں رات کو ٹھہر گیا، صبح امام صاحب آئے تو انہوں نے نماز پڑھائی، نماز کے بعد صبح میں ساتھی ملے، انہوں نے پوچھا کہ رات کو کہاں تھے؟ میں نے کہا کہ مسجد میں تھا، انہوں نے کہا کہ مشعر حرام میں، یہ نام سن کر میں بڑا خوش ہوا، بچو! اگر میں ساتھیوں کے ساتھ رہتا تو مجھے وہاں جانا نصیب نہ ہوتا، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ساتھیوں سے الگ کر دیا تھا۔"

حضرتؒ کی تواضع:

فرمایا: "میں تو کچھ نہیں جانتا تھا، میں مہا بدّھو تھا، اللہ تعالیٰ نے اس بدّھو کو تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔"

حضرت باندویؒ کی جفاکشی:

فرمایا: ”جب گنجائش ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو، اگر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ ایک مرتبہ سفر سے فاقہ کے ساتھ لوٹے، خادم سے کہا کہ گھر جا کر کچھ لے آؤ، وہ گھر گیا اور دیکھا تو کچھ نہیں تھا، فرمایا: ”جاؤ، کہیں روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا ہو تو وہی لے آؤ“ دیکھا تو وہ بھی نہیں تھا، فرمایا: ”پانی لاؤ“ چنانچہ پانی کھانے کے برابر ہو گیا، بعد میں ان پر اللہ تعالیٰ کی خوب مدد آئی۔“

صبر سے اللہ تعالیٰ کی مدد:

فرمایا: ”میں مدرّس تھا، ایک طالب علم سخت روٹی پکاتا تھا، میں اس کو پانی میں بھگو کر کھاتا تھا، تین چار دن گزرے تھے کہ میرے رب نے دوسرا لڑکا بھیجا جو بستی کا رہنے والا تھا، وہ نرم روٹی پکاتا تھا، بچو! صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے مدد کی، تم بھی صبر کرو۔“

پرانے تبلیغی:

فرمایا: ”پرانے تبلیغی عجیب تھے، وہ اس طرح سمجھاتے تھے کہ کند ذہن شخص بھی سمجھ جاتا تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے میری ستاری فرمائی:

فرمایا: ”ایک مرتبہ ایک دیہاتی جمعہ کے دِن مسجد میں میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور مجھے ایک روپیہ دینے لگا، میں نے کہا: ”مجھے نہیں چاہیے“ اس نے کہا: ”لے لے“ میں نے کہا: ”ان کو دے دے“ یعنی ایک مدرّس کو جو پاس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس دیہاتی نے کہا کہ ”نہیں، تجھے ہی دینا ہے“ تو میں نے لے لیا، میں جیسے ہی اپنے حجرے میں آیا تو دھوبی آیا اور اس نے کہا کہ ”اجی! پیسے چاہیے“ میں نے کہا: ”کتنے؟“ اس نے کہا: ”ایک روپیہ“ اللہ

تعالیٰ نے میری ستاری فرمائی، اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو بچاتا ہے۔ ”

آج کل مصر میں ایک وبا:

فرمایا: ” آج کل مصر میں ایک وبا پھیلی ہوئی ہے کہ اپنا نسب فرعون تک پہنچاتے ہیں، جدہ میں بہت دیکھا کہ فلاں بن فلاں بن فلاں فرعونی، یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی منطق ہے، مسلمان اس سے غافل ہیں اور اپنے نبی ﷺ کی بات کو جانتے نہیں ہیں۔ ”

سارے لوگوں کو جنتی بنانے کی فکر:

فرمایا: ” بندہ کو کلمہ پڑھتے رہنا چاہیے اور توحید کا اِقرار کرتے رہنا چاہیے، بچو! میں بھی لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، تاکہ سب لوگ جنت میں جائیں، بچپن میں میرے دادا کے مرنے کا وقت قریب ہوا، تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ” کلمہ پڑھو “ اسی طرح میں کئی لوگوں کے پاس جاتا، تاکہ وہ مرنے سے پہلے کلمہ پڑھ لیں اور جنت میں چلے جائیں۔ ”

اپنا حال بیان کر کے لوگوں کو آمادہ کرنا:

فرمایا: ” دنیا مسجد میں نماز پڑھتی ہے اور میں حجرہ میں نماز پڑھتا ہوں، پتا نہیں میں نے تکبر سے کونسا جملہ کہہ دیا جس کی وجہ سے یہ بھگتنا پڑا، اے اللہ! میں سب بچوں کے سامنے معافی مانگتا ہوں، معاف فرما دیجیے۔ “ (حضرتؒ یہ دعا کرتے ہوئے رونے لگے، اور اس وقت حضرتؒ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا، اخیری عمر میں حضرتؒ معذوری کے سبب اپنے حجرے میں نماز باجماعت پڑھتے تھے)۔ محمد جابر عفی عنہ۔

حضرت شیخ تو حضرت شیخ تھے:

فرمایا: ” ایک مرتبہ ایک لڑکا تھوڑے سے چاول دے گیا، جس کے کھانے کے دوران مجھے نظر لگ گئی، اس کی تکلیف مجھے دو ماہ تک رہی، حضرت شیخ رحمہ اللہ کو اس بات کا پتا

چلا، ایک لڑکا جو میرا کام کرتا تھا وہ حضرتؒ کے پاس گیا، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ تیرے اُستاذ بیمار ہیں، حضرتؒ تو حضرت ہی تھے، (اس بات پر حضرتؒ کی آواز بھر آئی) اس وقت حضرت شیخ زکریاؒ نے اپنی قوت استعمال کی تھی، کیا کیا؟ مجھے پتا نہیں چلا، مجھے قَے آنی شروع ہو گئی، دو لوٹے قَے نکلی، جو ایک دم سیاہ اور بہت بدبو والی تھی، پھر مجھے راحت ہو گئی۔''

شہداءِ بدر کے مقام کی زیارت:

فرمایا: ''ہم شہداءِ بدر کے مقام کو دیکھنے گئے تھے، ہم تھک چکے تھے، ایک پنجابی نے کہا: ''وہ سُوَر، وہ پڑا ہے'' میں نے پوچھا: ''کون سُوَر؟'' اس نے کہا: ''ابو جہل'' بچو! جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت رکھتا ہے اس سے سب دشمنی کرتے ہیں، اس کا حال یہی ہوتا ہے، بچو! ایسی شان کو جھاڑو مارو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع فرمان ہو جاؤ۔''

ایک لکڑی سے سب کو ہانکا نہیں جاسکتا:

فرمایا: ''جیسا آدمی ویسا خطاب، ہر ایک کو تھوڑا ڈانٹا جاتا ہے، تمہاری ڈانٹ تمہارا بیٹا، تمہارا شاگرد یا مرید برداشت کرتا ہے، ہر آدمی تھوڑا ہی برداشت کرے گا؟''

حالات بدل چکے ہیں:

فرمایا: ''بچو! حالات کتنے بدل چکے ہیں، عورت دِن میں نکلتی ہے تو کہیں چلی جاتی ہے، اگر رات میں نکلے گی تو کہاں جائے گی؟ حدیث میں ہے کہ عورت کو کہیں جانا ہے تو خوشبو لگا کر نہ جائے، اب عورتیں شادی وغیرہ کی کسی بھی تقریب میں زیور پہن کر خوشبو لگا کر جاتی ہیں۔''

عورتوں کی مرغوب اشیاء:

فرمایا: ''عورتیں عجائباتِ اقوام ہیں، اگر ان پر دس کیلو زیور بھی لادو تو وہ اُٹھالیں گی،

عورتیں تین چیزیں: برتن، کپڑے اور زیور بہت پسند کرتی ہیں، بچو! انسان کو جس چیز سے رغبت ہوتی ہے اسے اس چیز کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔"

والد صاحب کی وفات اور حضرتؒ کا عمل:

فرمایا: "جب میرے والد صاحبؒ کی وفات ہوئی تو سب رونے لگے، میں نہیں رو رہا تھا، میں نے کہا: "رونے سے کیا فائدہ؟ روتے کیوں ہو؟ تسبیح پڑھو،" تو سب "لا الہ الا اللہ" کی تسبیح پڑھنے لگے، عورتیں اور بچے سب پڑھنے لگے، سارے تسبیح میں مشغول ہو گئے، ہم نے آہستہ سے جنازہ اُٹھایا اور لے کر چلے گئے، بچو! رونے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن رونے سے مرحومین کو کیا ملے گا؟"

درازیٔ عمر کی تمنا کیوں؟

۱۴۲۷ھ میں حضرتؒ نے فرمایا تھا کہ "میری عمر کا یہ بہترواں (۷۲) سال ہے، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اگلے سال اور اس کے بعد والے سال بھی زندہ رہوں گا، -ان شاء اللہ- اللہ تعالیٰ سے عمر بڑھانے کی دعا کرتا ہوں، عمر کیوں بڑھانا چاہتا ہوں؟ تاکہ کچھ کفارہ ادا کر سکوں، گناہ کیے ہیں تو معافی مانگ لوں، کچھ نیکیاں کرلوں اور نمازیں قضا کرلوں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حروف لکھوائے ہیں (اب ماشاء اللہ "نبراس الساری فی ریاض البخاری" کے نام سے چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور آگے سلسلہ جاری ہے) انھیں صاف کرلوں، تاکہ کسی طالب علم کو فائدہ ہو جائے۔"

تمنا دل میں رہ گئی:

فرمایا: "بڑی تمنا تھی کہ حافظ ہوتے تو جوانی میں نماز میں سورۂ بقرہ وغیرہ پڑھتے، دل کی یہ تمنا دل ہی میں رہ گئی۔"

حضرتؒ کا واقعہ:

فرمایا: ”میں بیمار تھا تو نماز نہیں پڑھتا تھا، حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے طلبہ سے پوچھا کہ ”وہ نماز پڑھتا ہے؟“ اس دور کے طلبہ سچے تھے، ایسی باتوں میں رعایت نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ ”نماز نہیں پڑھتا“ پھر جب میں صحت یاب ہوا تو مولاناؒ کے پاس جا کر مصافحہ کیا، تو فوراً فرمایا: ”تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تھے؟“ میں نے کہا: ”قطرواں آوت“ (یہ پوربی زبان میں ہے، یعنی پیشاب کے قطرے ٹپک رہے ہیں) فرمایا: ”اسی حال میں پڑھ لیتے، پھر میں مسجد گیا اور ایک ساتھ کئی نمازیں قضا کر لیں، جس جگہ میں نے نمازیں قضا کی تھیں اب تک مجھے وہ جگہ برابر یاد ہے، اس وقت مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو رہے ہیں، زندگی میں مجھے ایسا احساس دو مرتبہ ہوا، دوسری مرتبہ اس وقت جب طلبہ نے میرے لیے روزہ رکھا تھا، تو افطار کے وقت میرے قلب میں ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔“

اس نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کیوں کی؟

۱۴۲۷ھ میں ڈین مارک کے ایک شخص نے ناموس رسالت مآب ﷺ کی توہین کی تھی، اس وقت حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اس خبیث نے اِتنی بڑی جرأت آخر کیسے کی؟ بات یہ ہے کہ ہم ہی اپنے نبی ﷺ سے دور ہو گئے ہیں اور ان کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے، جب تک لوگ آپ ﷺ کے طریقے پر چلتے تھے تب تک غیر کو ایسی ہمت نہیں ہوتی تھی، آپ لوگ لوٹئے اور اپنے نبی ﷺ کا اتباع کیجیے، وہ جو کہہ گئے کر ڈالو، وہ جو کر گئے کر ڈالو۔“

دادا کی سنت پر عمل کا شوق کیسے ہوا؟

فرمایا: ”ہمارے دادا جب غسل کرتے تو تین مرتبہ بدن دھویا کرتے تھے، میں چھوٹا تھا، تو دادا سے پوچھتا کہ بدن کو تین مرتبہ کیوں دھوتے ہو؟ میں بچہ تھا اس لیے زیادہ مرتبہ دھوتا

تھا، بچو! میرے دادا تین مرتبہ بدن کیوں دھوتے تھے؟ اس لیے کہ وہ سنت ہے، دادا کو اس سنت کا علم کیسے ہوا؟ ہمارے یہاں ایک پیر صاحب آتے تھے وہ سنن و آداب سکھاتے تھے۔''

مجھ سے عبرت لو:

فرمایا: ''بچو! مجھ سے عبرت لو، مجھے اپنی جوانی پر افسوس ہوتا ہے کہ کوئی نیکی اور کام نہیں کیا۔'' (۱۴۲۷ھ)

اہل قباء کا حال:

پھر فرمایا: ''علاقہ قباء میں میری دعوت تھی، ایک بڑا رئیس آیا اور اس نے بچا ہوا کھانا کھالیا، وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں کے لوگ جھوٹا کھانا بھی کھالیتے ہیں۔''

بچپن کا واقعہ:

فرمایا: ''میں بچپن میں بہت ڈرتا تھا، میں ایک مرتبہ کھلیان میں گیا، میرے ساتھ اور بھی کئی بچے تھے، وہ اپنے گھر چلے گئے اور میں گھر بنانے میں مشغول تھا، رات ہوگئی، تو ڈرنے لگا، اگر والدہ صاحبہؒ ہوتیں تو فکر کرتیں کہ کہاں گیا؟ لیکن والدہ نہیں تھیں، کسی نے فکر نہیں کی، سب سوگئے، رحمان ورحیم ذات جس نے اپنا نام رب العالمین رکھا ہے اس نے مجھ پر نیند غالب کردی، میں سوگیا، وہاں سانپ اور شیر رہا کرتے تھے، لیکن کچھ نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی، صبح اُٹھ کر گھر چلا گیا، میں نے زندگی میں دوبار ایسی غلطی کی۔''

اپنے اعمال پر نگاہ:

فرمایا: ''بچو! میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں ہر وقت اپنے برے اعمال کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہوں۔''

دعا سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں:

(۱۴۲۷ھ میں ڈین مارک کے ایک شخص نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ کی توہین کی تھی، جس کے خلاف سہارن پور میں ایک بہت بڑا جلسہ ہونے والا تھا) اس وقت حضرتؒ نے فرمایا کہ ’’بچو! دعا کرو، جلسہ ہونے والا ہے، دعا بڑے مسائل کو حل کر دیتی ہے، یہ مسئلہ حضور پاک ﷺ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ ہے؛ اس لیے بڑا سنگین ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے ماتھا رگڑو اور کہو کہ ’’اے اللہ! یہ جو کچھ ہوا ہے ہماری غلطیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔‘‘

حضرت اورنگ زیبؒ کا ذریعۂ معاش:

فرمایا: ’’حضرت اورنگ زیبؒ قرآن لکھتے تھے، اس کی اُجرت لیتے تھے، اور اسی سے اپنے گھر کا گذارہ کرتے تھے، بچو! تم نے کبھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا ہے؟ میرا نفس اندر سے کہتا ہے کہ تو نے کبھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا ہے؟ بچو! جب بھی میں کھانا کھاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ وہ کھلا رہے ہیں، اور توبہ بھی کرتا ہوں، اس لیے کہ میں اس نعمت کا اہل نہیں ہوں۔‘‘

بچپن میں حضرتؒ کا دماغ:

فرمایا: ’’بچپن میں ایک مرتبہ جب میں کھیت میں بیٹھا ہوا تھا، تو دل میں ایک بات آئی کہ سنّی کو ’’سنّی‘‘ کیوں کہتے ہیں؟ اور شیعہ کو ’’شیعہ‘‘ کیوں کہتے ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ سنّی کو ’’سنّی‘‘ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بزرگوں سے باتیں سن سن کر یاد کرتے ہیں، اور شیعہ کو ’’شیعہ‘‘ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ سیاہ ہیں، ان کا مذہب اچھا نہیں ہے، جس جگہ بیٹھ کر میں یہ سب سوچ رہا تھا وہ مجھے اب تک یاد ہے۔‘‘

حضرت مولاناؒ کا احتیاط:

فرمایا: ”مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ ”میں تنخواہ منطق پڑھانے پر لیتا ہوں، یہ حضرت مولاناؒ کا خاص مزاج تھا، وہ دینیات مسجد میں پڑھاتے تھے، منطق کا سبق مسجد میں نہیں پڑھاتے تھے۔

ہمارے اُستاذ کی نصیحت:

فرمایا: ”ہمارے اُستاذ حضرت مولانا صدیق صاحب کشمیریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ”تم اپنی دو روٹی میں سے آدھی روٹی فقراء کو دے دیا کرو۔“ بچو! روٹی بچتی تھی، ہم اسے بیچ کر قلم وغیرہ خرید لیا کرتے تھے، لیکن حضرت مولاناؒ کے فرمانے کے بعد دار الطلبہ کے مطبخ کے سامنے جو فقراء بیٹھتے تھے ان کو آدھی روٹی دے دیا کرتے تھے، ڈیڑھ روٹی میں ہمارا پیٹ بھر جاتا تھا۔“ پھر فرمایا: ”حضرت مولانا صدیق صاحبؒ کو تین مرتبہ ”قل ھو اللّٰہ“ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرو۔“ (طلبہ نے تین مرتبہ ”قل ھو اللّٰہ“ پڑھی) پھر حضرتؒ نے فرمایا: ”حضرت مولاناؒ آج کتنے خوش ہوئے ہوں گے۔“

(قارئین سے درخواست ہے کہ ”قل ھو اللّٰہ“ تین مرتبہ پڑھ کر حضرتؒ کو ایصالِ ثواب فرمائیں۔ از: محمد جابر عفی عنہٗ)

حضرتؒ کو اونٹ دیکھنے کا شوق:

فرمایا: ”جب میں مدینہ شریف سے نکلتا ہوں تو بچوں کو کہتا ہوں کہ جب اونٹ نظر آئے تو مجھے دِکھانا، جب اونٹ نظر آتا ہے تو بچے گاڑی روک کر بتاتے ہیں کہ یہ اونٹ ہے، کیوں؟ کیا مجھے اونٹ دیکھنے کا شوق ہوتا ہے؟ نہیں...... اس لیے کہ یہ نبی پاک ﷺ کے بلاد کا جانور ہے، اب تو بچو! اونٹ بہت کم ہو گئے ہیں۔“

قرآن پڑھنے کی خوبی:

فرمایا: ”بچو! ایک مرتبہ میرے ساتھ سہارن پور کے کسی لڑکے نے دہلی کا سفر کیا، وہ بکواس اور غیبت کیا کرتا تھا، لیکن اس میں ایک خوبی تھی، وہ یہ کہ جب میں اس کی طرف دیکھتا تو اس کو قرآنِ کریم پڑھنے میں مشغول پاتا، یہ بات میں نے اس میں جاتے ہوئے اور آتے ہوئے بھی دیکھی۔“

ختم قرآن کے موقع پر ایک اہم نصیحت:

۱۹/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۸ھ کو ختم قرآن کے موقع پر حضرتؒ نے مولانا حنیف صاحب پالن پوری (امر پوری) کو دعا کرانے کا حکم فرمایا، مولانا نے دعا کرائی، اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا:

”ہم انسان ہیں، ہمارے احتیاج کی وجہ سے دین و دنیا کے متعلق ہماری ہزاروں ضرورتیں ہیں، ہم ختم قرآن کے موقع پر جمع ہوتے ہیں، کیوں کہ قرآن کے ختم پر دعا قبول ہوتی ہے، لیکن دعامیں دنیا ہی کو مقصود نہ بناؤ، آخرت کو بناؤ، دنیا سو سال کی بھی ہوجائے تو بالآخر ختم ہوجائے گی، آئندہ کی جو زندگی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگی، تو جو ختم ہونے والی زندگی ہے اس کے لیے بقدرِ ضرورت مانگو، اور جو زندگی کبھی ختم نہیں ہونے والی ہے، اس کے لیے اسی کے شایانِ شان اہتمام کیا جائے، اکثر لوگ جمع ہوتے ہیں تو صرف اپنی دنیا کی ضرورتوں کے لیے، اس میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ ہم محتاج ہیں، لیکن آخرت کی ضرورت کو مقدم رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں اتباعِ رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائے، بدعتوں اور گمراہیوں سے بچائے، آج کل قادیانی فرقہ بہت فتنہ پھیلا رہا ہے، یہ کافر لوگ ہیں، کسی کا کوئی بھی رشتہ دار جو قادیانی ہوجائے تو وہ مرتد ہوگیا، کافر ہوگیا، اس کے ساتھ سلوک، ملنا جلنا اور رہنا جائز

نہیں ہے، اس بات کا اہتمام کیا جائے، قادیانی بہت مکاری کرتے ہیں، مسلمانوں میں گھس کر چھپ کر انہیں گمراہ کرتے ہیں، ان سے بچنے کا اہتمام کیا جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔

آخری دعا:

۹/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۸ھ کو دعا کرنے سے پہلے حضرتؒ نے فرمایا کہ ”ہم لوگ گناہ بہت کرتے ہیں، دعا کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ بندہ مخلص ہو، گناہوں سے تائب ہو، اسی لیے اِمام بخاریؒ نے ”کتاب الدعوات“ کی ابتدا میں ”باب الاستغفار والتوبۃ“ کو پہلے ذکر فرمایا ہے، ضرورت ہے کہ ہم پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور تمام مؤمنین کے لیے استغفار کریں، درود شریف پڑھیں، پھر دعا مانگیں۔“

اس کے بعد حضرتؒ نے خلافِ معمول ۱۷ منٹ دعا فرمائی، اس کے بعد حضرتؒ نے تقریباً ۷ شوال کو ۲ منٹ اجتماعی دعا فرمائی، جو آپؒ کی آخری دعا تھی، مذکورہ دعا ۹/ رمضان المبارک کی ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَ العَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ، وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ إِمَامِ النَّبِیِّیۡنَ وَ خَاتِمِ النَّبِیِّیۡنَ وَ قَائِدِ الۡغُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ، رَسُوۡلِ رَبِّ العَالَمِیۡنَ، وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ أَصۡحَابِہٖ وَ مَنۡ تَبِعَھُمۡ بِإِحۡسَانٍ إِلیٰ یَوۡمِ الدِّیۡنَ.

رَبَّنَا ظَلَمۡنَا أَنۡفُسَنَا وَ إِنۡ لَمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ، رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَ أَنۡتَ خَیۡرُ الرَّاحِمِیۡنَ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِنۡ نَسِیۡنَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَا، رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَآ إِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا، رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا

بِهٖ، وَ اعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلٰنَا، فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! اغْفِرْ لَنَا وَ لِوَالِدِيْنَا وَ لِاٰبَائِنَا وَ لِأُمَّهَاتِنَا وَ لِأَقَارِبِنَا وَ لِأَسَاتِذَتِنَا وَ لِتَلَامِذِنَا وَ لِمَنْ تَعَلَّقَ بِنَا وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ.

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! أَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَ دُنْيَانَا، وَ أَصْلِحْ دُنْيَانَا الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشُنَا، وَ أَصْلِحْ لَنَا دِيْنَنَا الَّذِيْ فِيْهِ آخِرَتُنَا وَ مَعَادُنَا. يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! اِرْحَمْنَا وَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ جَمِيْعِ بِقَاعِ الْعَالَمِ، وَ أَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِنَا، وَ رَحْمَتُكَ أَرْجٰى عِنْدَنَا مِنْ أَعْمَالِنَا، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

اے اللہ! ہم سب کی مغفرت فرما، ہمارے گناہوں سے درگذر فرما، ہمیں گناہوں سے سچی پکی توبہ نصیب فرما، ایسی توبہ نصیب فرما کہ وہ ٹوٹنے نہ پائے، اے اللہ! ہمیں گناہوں سے پکی توبہ نصیب فرمادے، اے اللہ! ہمیں اپنی توبہ پر جمے رہنے کی توفیق دے۔

اے اللہ! یہ حاضرین اس اُمید پر آئے ہیں کہ ان کی ضرورتیں پوری ہوں گی، بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا کی ضرورتوں کے لیے آئے اور آخرت کی ضرورتیں بھول گئے، مجھے اِن باتوں سے بڑی اُلجھن ہوتی ہے، بھائی! توبہ کرو، دنیا کیا ہے؟ آج نہیں تو کل چھوٹے گی، مرجائیں گے اور سب کچھ یہیں رہ جائے گا، جو کچھ مال و دولت، مکان و دُکان

اور کپڑے لیتے ہیں، سب یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے، آخرت میں صرف اعمال جائیں گے، وہی ساتھ رہیں گے، اسی کے اعتبار سے حساب ہوگا، ہم سب اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کا عزم کریں، آخرت کو اپنا مقصود بنائیں، اللہ تعالیٰ ہماری آخرت درست فرمائے، ہمیں سچا پکا مسلمان بنائے، اس وقت بے شمار بدعتیں پھیل گئی ہیں، لوگ دنیا کے پیچھے کتوں کی طرح دوڑ رہے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو اس سے پاک فرما، اے اللہ! آخرت کی طرف توجہ نصیب فرما، اے اللہ! ہماری آخرت درست فرما، اے اللہ ہماری آخرت کے معاملہ کو درست فرما، اے اللہ ہمارے اعمال درست فرمادے، ان میں اخلاص کی جان ڈال دے، اے اللہ! ان میں تقدس ڈال دے، ہم میں "إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ" کی صفت پیدا فرمادے، اے اللہ! تقوی نصیب فرمادے، اے اللہ! تقوی عن الحرام عطا فرمادے، تقوی عن الکفر والشرک عطا فرما، تقوی عن البدعۃ عطا فرما، تقوی عن ترک الفرائض نصیب فرما، اے اللہ! تقوی عن ترک السنن نصیب فرما، تقوی عن ترک المستحبات عطا فرما، تقوی عن ترک المندوبات عطا فرما، اے اللہ! تقوی کا ہر درجہ ہمیں نصیب فرما، گناہوں سے ہم میں نفرت پیدا فرمادے، گناہوں سے بچنا ہمیں نصیب فرما، اپنے نبی ﷺ کا صحیح اتباع نصیب فرما، ظاہر وباطن میں ہر گناہ کو چھوڑنا نصیب فرما۔

اے اللہ! ہمیں "وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ" پر پورا عمل نصیب فرما، اے اللہ! "اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً" پر پورا عمل نصیب فرما، اسلام کی ہر چیز اختیار کرنے کی توفیق نصیب فرما، ہمیں صحیح دین پر چلنے کی توفیق دے، ادیانِ باطلہ کی طرف جانے سے ہماری حفاظت فرما، شہر کے مسلمانوں کی بھی حفاظت فرما، دنیا کے مسلمانوں کی حفاظت فرما، اس بلاءِ

عام کو دور فرما۔

اے اللہ! ہمیں بدعات سے بچنے کی توفیق نصیب فرما، طریق بدعت سے نکلنے کی توفیق عطا فرما، طریق سنت پر آنے کی توفیق عطا فرما، طریق نبوّت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما، ظاہر و باطن میں ہمارا مقصود سنت کو بنا دے، ہر چیز میں رسول اللہ ﷺ کو پیشوا بنانے کی توفیق نصیب فرما۔

اے اللہ! تو ہم سے اپنی طرف سے راضی ہو جا، ہم تیرے قابل نہیں، تیرے کرم کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا، اے اللہ! ہم پر رحم فرما، ہم پر رحم فرما دے، اے اللہ! مسلمانوں کی بے کسی دور فرما دے، اے اللہ! نہ مال ہے، نہ دولت ہے، نہ حکومت ہے، لیکن ہم صرف تیری ذاتِ والاصفات کو پکڑے ہوئے ہیں، تیری توحید کے قائل ہیں، تیرے نبی ﷺ کے دین کے قائل ہیں، تیرے نبی ﷺ کے دین کو اپنا سب کچھ بنائے ہوئے ہیں، اسی کو اختیار کرنے کا جذبہ ہے، اسی کو اختیار کرنے کا اَرمان ہے، اے اللہ! ہم پر فضل فرما، اے اللہ! ہماری حفاظت فرما، بلاؤں سے حفاظت فرما، دشمنوں کی طاقت کو ناکام فرما، ہمارے خلاف سوچنے کا جذبہ ان کے دلوں سے نکال دے، اے اللہ! اس وقت کے حکام کے دلوں کی اصلاح فرما، ان کے قلوب اسلام کے حق میں نرم فرما، ان کے دلوں کو اسلام کے لیے کشادہ فرما، دلوں پر ایمان کی عمومی بارش نازل فرما، ایمان کی ہوائیں چلا دے، ایمان کی فضا قائم فرما دے، اے اللہ! اسلام پر عمل کو جاری فرما دے، اسلام کو ہر طرح روشن فرما، اے اللہ! بے نمازیوں کو نماز کی توفیق دے، ڈاڑھی منڈوں کو ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کی توفیق دے، حرام کے مرتکبین کو حرام سے بچنے کی توفیق دے، شراب نوشی سے بچنے کی توفیق دے، دیگر منشیات سے بچنے کی توفیق دے، اے اللہ! جتنے برے اعمال مسلمانوں میں رائج ہیں ان تمام

سے بچنے کی توفیق عطا فرما، ہدایت کو عام فرما دے، ہدایت کی ہر چیز کو عام فرما دے، سنت نبویہ کو زندہ فرما، نبی ﷺ جس چیز کو لے کر آئے اسے صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق دے، غیروں کو بھی سمجھنے کی توفیق دے، اے اللہ! تو ہی سب کو سمجھا دے کہ طریق نبوی میں نجات ہے، محمد ﷺ آخری نبی ہیں، تیرے آخری پیغام کو لے کر آئے ہیں، سب کو اسی کی طرف جانے کی توفیق دے، سب کو اس کے اختیار کرنے کی توفیق دے، سب کو اس پر جم جانے کی توفیق دے، سب کو اس پر مر مٹنے کی توفیق دے، ہر طرف سے دین اسلام کی حفاظت فرما، اے اللہ! حاضرین کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا فرما، اسلام اور ایمان کے مفید ہونے کا یقین ان کے قلوب میں پیدا فرما، اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا، اپنی مرضیات پر چلا، ہماری ہر ضرورت کو غیب سے پورا فرما، تمام دنیا کے لوگوں کی ضرورتوں کو بھی پورا فرما، اے اللہ! جو تجھ سے اور تیرے نبی ﷺ سے عداوت نہیں رکھتے ان سب کے لیے ہدایت کو عام فرما، اور جو عداوت رکھتے ہیں ان کے دلوں کو بھی کشادہ فرما، ان کو سمجھ عطا فرما، اے اللہ! یہود ونصاریٰ اور دیگر اہل باطل کو توبہ کی توفیق نصیب فرما، ہر بات میں خیر کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہر ایک کا انجام ہدایت کے مطابق فرما، اے اللہ! سب کے انجام کو بہتر بنا، اے اللہ! ہم سب کے لیے خیر کی دعا مانگتے ہیں، سب کے لیے طریق جنت کی دعا مانگتے ہیں، ہم تجھ سے جنت حاصل ہو سکے ایسے اعمال اختیار کرنے کی دعا مانگتے ہیں، اے اللہ! تو ہم سے راضی ہو جا، ہمیں اپنی مرضیات پر چلا اور نامرضیات سے ہماری حفاظت فرما، مکروہات سے حفاظت فرما، ہمارے شہر کی فضا درست فرما، ہمارے ملک کی فضا درست فرما، اے اللہ! ملک کے احوال کو صحیح فرما، اے اللہ! تنگیٔ معاش کو ختم فرما، اے اللہ! سب کو ہدایت نصیب فرما، اے اللہ! کرم کا معاملہ فرما، کرم والے راستوں کو کشادہ فرما دے، اے اللہ! ہم پر اپنے فضل و

کرم کو کھول دے، اے اللہ! ہمیں اپنا بنالے، اے اللہ! ہمیں سو فی صد تیرا تابع بنادے، نبی ﷺ کا متبع بنادے، اے اللہ! جو لوگ اس وقت اپنے مال و اولاد، دکان و مکان اور روزگار وغیرہ کی مشکلات لے کر آئے ہیں ان تمام کی مشکلات دور فرمادے، اے اللہ! سب کی ضرورتیں پوری فرما، پریشانیاں ختم فرما، اے اللہ! ہماری اولاد کو اصلاح کے راستے پر چلا، مکان ودکان کی حفاظت فرما، اے اللہ! مکان ودکان میں برکت عطا فرما، ہمیں شیطانی اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرما، حاضرین کی تمام جائز مرادیں پوری فرما، سب کو صحت عطا فرما، دینی اور دنیوی صحت دے، اے اللہ! روحانی اور جسمانی صحت دے، روح کی اصلاح فرما، اے اللہ! ہمارے اعمال کو صحیح فرما، ہمارے اعمال کی کوتاہیاں دور فرما، حاضرین کے عقائد صحیح فرما، بطلان اور اہل باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! اپنا کرم فرما۔

اے اللہ! ہم ان سب باتوں کا سوال کرتے ہیں جن کا ہمیں سوال کرنا چاہیے اور جن باتوں کا تیرے نبی ﷺ نے سوال کیا ہے، اور ہم ان تمام باتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں جن سے ہمیں پناہ مانگنی چاہیے اور تیرے نبی ﷺ نے ان سے پناہ مانگی ہے، اے اللہ! ہمارا انجام بہتر فرما، اس ختم قرآن کو پڑھنے اور سننے والوں کے حق میں قبول فرما، جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو تو معاف فرما، ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! ہم سے راضی ہوجا، قرآن فہمی کو عام فرما دے، اس کے الفاظ صحیح پڑھنے کی ہمیں توفیق دے، اس کے معانی صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرما، اس کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق دے، اس پر سو فی صد عمل کی توفیق نصیب فرما، اس کی تعلیم کو عام فرما، تمام مسلمانوں کو اس کی طرف متوجہ فرما، اس کی تعلیم میں برکت عطا فرما، تعلیمی ضروریات کو پورا فرما، غیب سے اپنی مدد فرما، مدارس کی حفاظت فرما، مدارس کو ترقی نصیب فرما، ان کی ضروریات کو غیب سے پورا فرما، مکاتب کی حفاظت فرما، ان کی ضروریات غیب سے پوری

فرما، مساجد کی حفاظت فرما، تمام اسلامی ممالک کی حفاظت فرما، ہمارے ملک کے باشندوں کی جائز ضرورتیں پوری فرما، پریشانیوں سے نجات دے، ہم سب کو سمجھ عطا فرما، حکام کو محکومین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی توفیق نصیب فرما، ہدایت کو عام فرما، ہدایت کے دروازے کھول دے، اے اللہ! ہدایت کی ہوائیں چلا دے، اس کی برسات کر دے، قلوب کو درست فرما دے، سب کو اپنے وقت پر خاتمہ بالخیر نصیب فرما، اے اللہ! ہم ان تمام امور کا سوال کرتے ہیں جن کا تیرے نبی ﷺ اور اولیاءِ امت نے سوال کیا ہے، اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ایسے تمام امور سے جن سے تیرے نبی ﷺ نے اور اولیاءِ امت نے پناہ چاہی ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ.

یہ محدثِ عصر علیہ الرحمہ کی حیاتِ مبارکہ اور آپؒ کے اقوالِ زرّیں کی چند روشن جھلکیاں ہیں، ورنہ ان کے کمالات واوصاف کے اِحاطہ سے قلم وبیان قاصر ہیں، حضرتؒ کی کامیاب زندگی کے اور بھی بہت سے گوشے پردۂ خفا میں ہیں، بشرطِ توفیق وصحت ان کو کسی اور موقع کے لیے چھوڑ کر رخصت ہوتا ہوں۔ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

منتخب از بیان ودرسِ بخاری
حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی دامت برکاتہم
(خلیفۂ اجل حضرت شیخ یونس صاحب رحمہ اللہ)
ناقل: ابرار الحق کوساڑی (فاضل جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

حضرت مدنیؒ کی زبانی تصوف کی تعریف:

ہمارے حضرت شیخ یونس صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں کہ: ”حضرت مدنی رحمہ اللہ تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بندہ اصولی زندگی پر آجائے، عبادت کی لذت پیدا ہوجائے، گناہوں سے نفرت ہوجائے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوجائے، ان چار چیزوں کا نام تصوف ہے اور اسی لیے ان خانقاہوں کے نظام کو قائم کیا گیا، تاکہ اللہ اللہ کرتے کرتے عبادتوں میں لذت پیدا ہوجائے۔ “

حضرتؒ کی ڈانٹ اور نوافل کی ترغیب:

تراج میں اپنے حضرتؒ کو لے کر چل رہا تھا، رات کو بہت دیر ہوگئی تھی، میں تہجد نہیں پڑھ پایا، فجر کی نماز حضرتؒ کے ساتھ پڑھی، نماز سے فراغت کے بعد حضرتؒ کے تیور بدلے ہوئے تھے، ابھی رمضان سے پہلے کی بات ہے، چوں کہ رات کو بہت دیر ہوگئی تھی اس لیے نہیں اُٹھ پائے، فجر کے بعد فرمایا: ”حنیف! تم نے تہجد نہیں پڑھی، بڑے بنتے ہو، مشیخیت

بگھارتے ہو، یہ مشیخیت، یہ تقریریں، یہ درسِ بخاری، یہ درسِ ہدایہ، یہ تمھیں اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں بچاسکتے اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے مامورات پورے نہیں کیے۔

اساتذہ کے لیے ایصالِ ثواب:

فرمایا: ”میں ہر سال پانچ بار اپنے اساتذہ کے لیے ایصالِ ثواب کرتا ہوں، اپنے اساتذہ سے محبت، اپنی مادرِ علمی سے محبت، یہ اپنی ماں ہے، اس سے تعلق ہمیشہ کا ہو۔“

اللہ تعالیٰ کے لیے کرو:

فرمایا: ”اے لوگو! جس کے لیے کام کر رہے ہو، اس نے دیکھا بھی ہے یا نہیں، دیکھا بھی ہو تو ہم کو معلوم نہیں، جس دنیا کو دِکھانے کے لیے، جس بندے کو دکھانے کے لیے، جس سیٹھ اور جس آقا کو دکھانے کے لیے ہم کام کر رہے ہیں اس نے دیکھا بھی ہے یا نہیں، نہیں معلوم، چلو! اس نے ہماری تلاوت، نماز اور لچھے دار بات کو دیکھ بھی لیا، سن بھی لیا، کیا معلوم وہ راضی بھی ہوگا یا نہیں؟ چلو مان لو! اس نے دیکھ بھی لیا، وقتی طور پر راضی بھی ہوگیا، وہ دے گا بھی یا نہیں دے گا؟ اس کا بھی تو یقین نہیں ہے۔“

فرمایا: ”اگر ایک خالق کے لیے کروگے، وہ دیکھ بھی رہا ہے، جب وہ دیکھے گا تو راضی بھی ہوگا اور جب وہ راضی ہوگا تو ضرور عطا فرمائے گا، یہ خالق کی شان ہے، دنیا والوں کی یہ شان نہیں۔“

اہل اللہ کی باتیں کس جذبے سے سنیں؟

فرمایا: ”امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعہ موسیٰ وخضر علیہما السلام کو پیش کیا، اس میں تیسرے واقعہ پر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿ھذا فراق بینی وبینك﴾ اور اس کے بعد تینوں کی حقیقت بیان کی، یہ تو ہے پوری روایت۔ اس کے

بعد نبی علیہ الصلاۃ والسلام واقعے کو بیان کرتے ہوئے ایک جملہ فرماتے ہیں: "یرحم اللّٰہ موسیٰ، لوددنا لو صبر، حتی یقصّ علینا من أمرھما". (اگر موسیٰ علیہ السلام خاموش رہتے تو دونوں کی اور بھی باتیں کھل کر سامنے آتیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ کی باتوں کو اور ان کی کرامتوں کو شوق ولذت سے سننا چاہیے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ثابت ہے۔"

بغیر محرم کے عورت کے سفر میں ائمہ کا اختلاف:

فرمایا کہ: "احناف نے عورت کے سفر میں محرم کی معیت کے لیے تین دن، تین رات کی شرط لگائی ہے اور استدلال بخاری کی روایت سے کیا ہے کہ تین دن، تین رات کا سفر ہو تو محرم کا ہونا شرط ہے۔ اور امام شافعیؒ نے ایک دن اور ایک رات کی شرط لگائی، میں کہتا ہوں کہ یہ روایت چھ طرق سے منقول ہے اور ہر ایک کے الفاظ قدرے مختلف ہیں: (۱) ثلثة أیام ولیالیھن (۲) ثلثه أیام (۳) یومین ولیلتین (٤) یومین (٥) یوما و لیلة (٦) یوما. یہ چھ طریق ہیں۔ حنفیہ نے ثلثہ ایام کے مفہوم سے استدلال کیا اور کہا کہ مادون الثلثۃ بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، یعنی تین دن پر تو محرم شرط، لیکن تین دن سے کم میں بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن کی مسافت کو لے کر منطوق سے عدم جواز پر استدلال کیا، یعنی ایک دن کا سفر بھی بغیر محرم کے نہیں کرسکتی۔

علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ کا مقولہ:

فرمایا کہ "علامہ محمد بن طاہر پٹنیؒ نے مجمع البحار میں فرمایا ہے: "إن للعلم طغیانا کطغیان المال" یعنی جیسے مال کا ایک غرور ہوتا ہے، اسی طرح علم کا بھی ایک غرور ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ "جب علم کا غرور آتا ہے تو وہ عالم اپنے جہنم کے راستہ کو ہموار کرتا ہے۔"

حنیف! ایک بات سنو:

فرمایا: ”حنیف! وہ حدیث تو نے نہیں پڑھی: ”من نفّس عن مؤمن کربة من کرب الدنیا، نفّس اللّٰہ عنه کربة من کرب یوم القیامة“. (رواہ مسلم) جو دنیا میں کسی مؤمن کی مصیبت کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مصیبت دور کریں گے۔ تو جب کسی کی دنیاوی مصیبت زائل کرنے پر اللہ تعالیٰ آخرت کی مصیبت ختم کرتا ہے، لہٰذا اگر تم کسی کی دینی مصیبت حل کرو گے، تو بدرجۂ اولیٰ اللہ تعالیٰ آخرت کی مصیبت حل کرے گا۔ دین کی مصیبت کیا ہے؟ بچہ اگر غلط راستہ پر چلتا ہے، تو اس کی تربیت کرنا، کسی کا ایمان بنانے کے لیے محنت کرنا، کسی کے دل میں اللہ کا شوق پیدا کر دینا، کسی کے دل میں نبی کی عظمت پیدا کر دینا، کسی کو سمجھا بجھا کر اپنے قریب کر کے اس کو دین کے راستہ پر ڈال دینا وغیرہ وغیرہ۔“

نام سے کچھ نہیں ہوتا، کام کرو:

فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے یہاں نام نہیں چلتا، کام چلتا ہے، بڑے بننے سے کچھ نہیں ہوگا، اس کا کام کرو، جس طرح دنیا میں تمہارے باپ کو کام پسند ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی کام پسند ہے۔“ نیز فرمایا کہ ”ڈاکٹروں کے پاس روزانہ صرف آنے جانے سے کیا ہوگا؟ شفا اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک ڈاکٹر سے مرض بیان کر کے دوا نہ لو، اسی طرح اللہ والوں کے پاس اور پیر کے پاس روزانہ ساتھ رہنے سے کچھ نہیں ہوگا، جب تک کہ اپنی اصلاح کی فکر نہ کرو۔“

میرے نزدیک دونوں طرف سے دیکھنا ممنوع ہے:

کچھ عورتیں بیعت ہونے کے لیے آئیں، تو عرض کیا گیا کہ: کچھ عورتیں بیعت ہونے آئی ہیں، تو فرمایا: ”دیوار کے پیچھے بٹھا دو، کہا گیا: حضرت! وہ تو پردے میں ہیں، فرمایا

کہ ”میں اگر چہ ان کو نہیں دیکھ رہا ہوں، وہ تو مجھے دیکھ رہی ہیں، میرے نزدیک دونوں طرف سے (دیکھنا) ممنوع ہے۔“

استغفار کونسا پڑھے؟

فرمایا: ”رب اغفر وارحم وأنت خير الراحمين“ یہ دعا بھی ہے، استغفار بھی ہے، رحم بھی ملے گا، توبہ بھی ملے گی۔“

حضرتؒ کی نصیحت:

فرمایا: ”استغفار کثرت سے کرو، درود شریف کثرت سے پڑھو اور قرآن شریف خوب پڑھو۔“

حافظ کو نصیحت:

ایک صاحب سے حضرتؒ نے پوچھا: حافظ ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، عالم ہوں، فرمایا: ”چل احمق! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم عالم ہو؟ میں نے یہ پوچھا کہ حافظ ہو؟ پھر دوسرے سے پوچھا کہ حافظ ہو؟ کہا: جی ہاں! تو فرمایا: نوافل میں روزانہ ایک پارہ پڑھو۔“

اُمت کی فکر:

فرمایا: ”میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! پوری دنیا کو مسلمان بنادے، اس لیے نہیں کہ مسلمانوں کی کثرت ہو جائے؛ بلکہ اس لیے کہ نبی کا ہر امتی جنت میں داخل ہو جائے۔“

درود شریف میں تسلسل:

فرمایا: ”عزیز بچو! درود شریف کا اہتمام کرو، یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے آپ کو قربِ نبوی ملے گا، مجھے میرے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اس کی تلقین کی تھی اور

انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے میرے استاذ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے درود شریف کی تلقین کی تھی۔"

حضرتؒ میں اطاعت نبوی کا جذبہ:

حضور ﷺ جب مرض الوفاۃ میں تھے اور آپ ﷺ نے دوات اور کاغذ طلب فرمایا تو اس سلسلے میں صحابہ کرامؓ کے مابین اختلاف ہو گیا کہ آپ ﷺ کے امر کی تعمیل کی جائے یا صحت کا خیال رکھا جائے؟ اس واقعے کو حضرتؒ نقل فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ "علامہ ابن حزم ظاہریؒ اس واقعے کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر میں اس وقت وہاں ہوتا تو میں دوات و کاغذ دے دیتا۔"

پھر فرمایا: "میں بھی اگر وہاں ہوتا تو قلم و کاغذ لے کر حاضر خدمت ہو جاتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی ضروری اور از قبیل واجب لکھوانا مقصود نہ تھا، کیوں کہ اگر دینی و ضروری بات لکھوانا مقصود ہوتی تو عمرؓ کیا عمرؓ کے باپ بھی حضور ﷺ کو نہیں روک سکتے تھے۔"

مصافحہ میں عجیب انداز:

فرمایا: "جب کوئی مقلد مجھے ملتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہوں اور جب کوئی غیر مقلد ملتا ہے تو اس سے دو ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہوں، کہ دونوں کو سبق مل جائے کہ دونوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔"

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی عظمت کا اعتراف:

اپنے معاصرین میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی حدیث دانی کا اعتراف فرماتے تھے۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے: "میں بابِ حدیث میں کسی سے نہیں ڈرتا، مگر اعظم گڑھ کے کالے ناگ سے ڈرتا ہوں۔ اعظم گڑھ کا کالا ناگ کون ہے؟ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن

اعظمیؒ۔" (متوفی: ۱۹۹۲ء)

مولانا سلیم اللہ خانؒ کا حضرتؒ کی کتاب سے استفادہ:

اس عاجز کی ملاقات مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ (متوفی: ۲۰۱۷ء) سے ہوئی، تو مولاناؒ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا: "تجھے کیا بتاؤں؟ بخاری شریف میں کتاب التوحید مجھے اب تک سمجھ میں نہیں آئی، میں نے حضرتؒ کی "کتاب التوحید" ان کی خدمت میں پیش کی، پھر جب دوسری مرتبہ مولاناؒ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ "مجھے اس کتاب سے فائدہ ہوا" حضرت شیخ رحمہ اللہ ان سے لاعلم تھے، جب میں نے یہ واقعہ حضرتؒ سے عرض کیا تو فرمانے لگے: "مولانا سے کہو کہ "میری کتاب سے فائدہ اُٹھاتے ہو، مگر آج تک ایک کتاب ہدیہ میں نہیں بھیجی!"

مصلّٰی کیسا ہونا چاہیے؟

فرمایا: "اس مصلّٰی پر نماز پڑھو جس پر کعبۃ اللہ یا مسجد نبوی کی تصویر نہ ہو، اس لیے کہ تصویر کی اہانت ذی تصویر کی اہانت تک پہنچا دیتی ہے۔"

مصلّٰی کیسے لپیٹے؟

حضرتؒ نے مصلّٰی لپیٹنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا کہ "سجدہ کرنے کی جگہ کو پاؤں رکھنے کی جگہ سے ساتھ مت ملاؤ، سجدہ اور پاؤں کی جگہ اس لیے نہ ملاؤ کہ مقامِ سجدہ مقامِ عظمت ہے اور مقامِ عظمت کو پاؤں رکھنے کی جگہ کے ساتھ نہ ملانا چاہیے۔"

محبت کا اظہار:

حضرتؒ کو جن سے محبت ہوتی تھی ان کا کوئی نہ کوئی نام رکھ لیتے تھے، مولوی جابر (جو جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ کے استاذ ہیں) کا نام "کالا جابر" رکھا تھا، یہ عاجز جب سہارن پور پڑھتا

تھا اس وقت حضرتؒ مجھے ''گجرات کا بیل'' کہتے تھے، حضرت مفتی احمد بیمات صاحبؒ جب تشریف لائے تو ان سے فرمایا کہ ''مفتی صاحب! یہ بیل لے جاؤ! صرف دو روپے میں بیچنا ہے!''

حضرتؒ کی محبوب جگہ:

اس عاجز نے جب حضرتؒ کو رمضان المبارک میں یہاں (جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ) اعتکاف کرنے کی دعوت دی تو فرمایا: ''مجھے تو صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ محبوب ہیں، یا تو پھر میرے حجرے ہی میں مجھے اچھا لگتا ہے، اور تم بھی خلوت میں رہو۔''

کسی کے متکبر کہہ دینے سے کوئی متکبر تھوڑا ہوتا ہے؟

ایک مرتبہ ہماری طالب علمی کے زمانے میں کسی نے حضرتؒ پر خط بھیجا، مضمون تھا کہ تم متکبر ہو، تم میں غرور ہے، ہم ملنے کے لیے آئے تو تم نے مصافحہ کے علاوہ نہ بات چیت کی، نہ ہی ہماری طرف التفات کیا، حضرتؒ نے یہ خط درس میں طلبہ کو پڑھ سنایا، پھر فرمایا: ''بچو! کسی کے ساتھ بات چیت کر کے خواہ مخواہ غیبت میں پڑنے سے بہتر ہے کہ میں اپنے کام میں لگا رہوں، ان کے متکبر کہہ دینے سے کوئی متکبر تھوڑے ہی ہو جاتا ہے۔''

شرحِ صدر نہ ہو تو ہٹ جا:

حضرتؒ کے ساتھ یہ عاجز دہلی ائیر پورٹ پر تھا، نمازِ ظہر کا وقت ہو چکا تھا، حضرتؒ کے حکم پر میں نے نماز پڑھائی، پھر حکم فرمایا: ''چل عصر پڑھا''! اب میں پس و پیش میں تھا کہ کیا کروں؟ ابھی عصر کا وقت ہوا نہیں ہے، تو فرمایا: ''اگر شرحِ صدر نہ ہو تو چل ہٹ جا!'' میں ہٹ گیا، حضرتؒ نے تنہا نماز پڑھ لی، پھر فرمایا: ''سن! علامہ شامیؒ نے یہ جزئیہ لکھا ہے کہ علت سفر کی بنیاد پر جمع بین الصلوٰتین کی اجازت ہے، مگر تم لوگوں کو اس کا علم نہیں۔''

مسجد میں عصا کیسے رکھا جائے؟

ایک مرتبہ یہ عاجز مسجد نبوی میں حضرتؒ کے ساتھ تھا، حضرتؒ کے ہاتھ میں عصا تھا، جب بیٹھ گئے تو میں نے عصا کے نیچے کا حصہ (جو چلتے وقت زمین سے مس ہوتا ہے) قبلہ رُخ رکھا، تو اس پر حضرتؒ نے سخت ڈانٹا، تو میں نے دستہ والا حصہ (جو ہاتھ میں رہتا ہے) جانب قبلہ کر دیا، تو فرمایا: ''اب تک تجھے لاٹھی رکھنا بھی نہیں آیا، اس کو عرضاً رکھ۔''

حرمِ مکی میں پونے گھنٹے میں مقدمہ مسلم مکمل:

جب میرے ذمہ مسلم شریف آئی تو اس وقت میں حضرتؒ کے ساتھ حرمِ مکی میں تھا، میں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مقدمہ پڑھا دیں، نمازِ ظہر کے بعد میں کتاب لے آیا اور حرمِ مکی میں حضرتؒ کے سامنے مکمل عبارت پڑھی، پھر حضرتؒ نے زبانی تقریر شروع فرمائی، میں قلم و قرطاس لے کر لکھنے لگا، پونے گھنٹے میں مکمل مقدمہ مسلم سمجھا دیا۔

لاعلمی کا اظہار:

حضرتؒ کو بارہا دیکھا کہ جب کوئی سوال کرتا اور حضرتؒ کو معلوم نہ ہوتا تو فوراً فرما دیتے کہ ''مجھے معلوم نہیں، دیکھ کر بتاؤں گا'' حج میں بھی اس عاجز کا مشاہدہ ہے کہ جب حضرتؒ سے کوئی مسائل حج دریافت کرتا تو فرما دیتے: ''بھائی! کسی مفتی سے پوچھ لو۔'' ہاں! اگر موٹے موٹے مسائل ہوتے تو جواب دے دیتے۔''

مرحومین کے لیے عباداتِ مالیہ کا ثواب زیادہ ہے:

حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے: ''اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کی خاطر تم عباداتِ بدنیہ ضرور کرو، اچھی بات ہے؛ مگر ان کے لیے عباداتِ مالیہ کا بھی اہتمام کرو، کیوں

کہ عباداتِ مالیہ طبیعت پر زیادہ گراں گزرتی ہیں، اس لیے ان میں ثواب بھی زیادہ ہے۔“

ماں عائشہؓ کے نام صدقہ:

ایک مرتبہ کسی نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ میں فلاں صحابیؓ کے نام پر صدقہ کرتا ہوں، اس پر فرمایا: ”بہت اچھی بات ہے، البتہ ماں عائشہؓ اور ماں خدیجہؓ کے نام صدقہ کیا کرو، کیوں کہ اللہ کے نبی علیہ السلام کی حین حیات زیادہ تر تحائف ان ہی کے گھر آیا کرتے تھے اور آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے تھے، آج بھی اگر آپ ان کے نام صدقہ کروگے تو حضور ﷺ کی روح خوش ہو جائے گی۔“

امام شافعیؒ کی خواب میں زیارت اور اس کی تعبیر:

ایک مرتبہ حضرتؒ نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا تو امام شافعیؒ سے پوچھا: ”حضرت! آپ کی اولاد کہاں ہے؟“ اس پر امام شافعیؒ نے اپنی کتاب ”کتاب الأم“ (جو آپؒ کی زندگی کی آخری تصنیف ہے) کو اُٹھا کر فرمایا: ”یہ میری اولاد ہے۔“ خواب کو ذکر کر کے حضرت شیخؒ نے فرمایا: ”میں نے اس خواب سے دو باتیں سیکھیں، اوّل تو یہ کہ امام صاحبؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل چیز روحانی چیز ہے اور اسی پر توجہ دینی چاہیے۔ دوسری بات یہ سمجھی کہ حضرت امامؒ مجھے تسلّی دینا چاہتے تھے کہ اگرچہ تیری بھی اولاد نہیں ہے، اصل تو روحانی اولاد ہے۔“

خواب کے پیچھے مت پڑے رہو:

یہاں (جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڑ) حضرتؒ کو جب پہلی مرتبہ ختم بخاری کی مناسبت سے مدعو کیا گیا، اس وقت میں مولوی زبیر (ڈونگری) جس گھر میں رہتے ہیں وہاں رہتا تھا، حضرتؒ وہیں تشریف فرماتھے، فجر کے بعد کا وقت تھا، ایک مولانا آئے، حضرتؒ سے کہنے

لگے کہ میں نے ایسا ایسا خواب دیکھا، حضرتؒ نے فرمایا: ”بھائی! بیداری کی بات کرو، خواب ویسے بھی قابل تقلید نہیں ہے۔“

حضرت شیخ زکریاؒ کی مجلس میں فضائل اعمال کی تعلیم:

حضرتؒ کی مجلس میں ہمیشہ عصر کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی تھی، حضرتؒ نے خود اس عاجز کو ایک مرتبہ فرمایا: ”میرے حضرتؒ (شیخ زکریاؒ) کی خانقاہ میں بھی فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی تھی، وہاں اس طرح شروع ہوتی کہ حضرتؒ کی خانقاہ میں جب تعلیم کتاب کے سلسلے میں مشورہ ہونے لگا کہ کونسی کتاب پڑھی جائے؟ حضرتؒ کی خانقاہ میں بڑے بڑے لوگ آتے تھے، ہر ایک اپنے اپنے اعتبار سے مشورہ دے رہے تھے، ایک چھوٹا سا طالب علم بھی وہاں تھا، وہ پیچھے سے بولا: ”حضرت کی کتاب فضائل اعمال ہی پڑھی جائے، اس لیے کہ یہ حضرت کی تالیف ہے اور صاحب کتاب کو خوشی ہوتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی کتاب پڑھی جارہی ہے، اس طالب علم کی رائے قبول کر لی گئی اور آج تک یہی کتاب پڑھی جارہی ہے۔“ میں نے عمداً عرض کیا کہ ”حضرت! وہ چھوٹا سا طالب علم کون تھا؟“ حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ اس سے مراد حضرت ہی ہیں، اس پر فرمایا: ”احمق! وہ میں ہی تھا۔“ (یہ واقعہ حضرتؒ نے اس عاجز کو ائیرپورٹ پر سنایا)۔

مزاحیہ کلام اور حضرتؒ کا حال:

حضرتؒ جب دلائل پیش فرماتے تو کئی کئی عبارات پڑھتے چلے جاتے، پھر فرماتے: ”یہ ایک منتر تھا جو میں نے پڑھ دیا، تاکہ تم پر جادو کا اثر نہ ہو۔“

لطیفہ:

پھر فرمایا: ”تم تو بزِ اخفش بھی نہیں ہو، کلب اخفش ہو، تم سوچ رہے ہوں گے کہ ہمارا

انسلٹ کر دیا۔'' پھر فرماتے: ''یہ تمہارا انسلٹ نہیں ہے، میں تمہارا مقامِ عالی بتا رہا ہوں، اس لیے کہ کلب تو محافظ ہوتا ہے۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی پاسبانی کے لیے منتخب فرمایا ہے اور تم دین کے پاسبان ہو۔'' (حضرتؒ بہت اچھی تاویل کر کے طلبہ کو خوش کر لیا کرتے)۔

جماعت کی محنت اور اس کا اثر:

حضرتؒ نے ایک واقعہ سنایا تھا کہ ''تیونس میں ایک جماعت کام کر رہی تھی، ایک بستی میں گئی، وہاں ایک بوڑھے میاں تھے، بڑے شرابی، صرف نمازِ عید پڑھ لیتے تھے، جماعت کے امیر نے ایک بچے کو بھیجا ان کو دعوت دینے کے لیے، بچے نے پیاری زبان میں میٹھے میٹھے الفاظ بول کر "یا أبی، یا أبی" کہہ کر ان کو دعوت دی اور نقد مسجد میں لے آیا اور ماشاء اللہ وہ بوڑھے میاں عبادت میں لگ گئے، یہ جماعت دوسری بستی میں گئی، پھر امیر صاحب نے چاہا کہ دیکھیں بوڑھے میاں کا کیا حال ہے؟ جب بستی میں آ کر پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ جب سے آپ ان کو مسجد میں بٹھا کر گئے تھے وہ باہر ہی نہیں نکلے، عبادت میں لگ گئے تھے اور شراب بھی چھوڑ دی تھی، آج نمازِ فجر کی دوسری رکعت میں سجدہ کے بعد قعدہ میں انتقال ہو گیا۔'' اللہ اکبر۔

جنت میں درخت لگوائے:

ہمارے پڑھنے کے زمانے میں حضرتؒ کی خدمت میں بیرون ملک سے ایک جماعت آئی تھی، ان میں سے ایک شخص حضرتؒ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور تسبیح بہت جلدی پڑھ رہا تھا، حضرتؒ نے فرمایا: ''بھائی! یہ صاحب کیوں اس قدر تیزی سے تسبیح پڑھ رہے ہیں؟ ان کو کہو کہ آہستہ آہستہ اطمینان وسکون سے تسبیح پڑھو۔'' ترجمان نے جب ان کو حضرتؒ کی بات سنائی تو انہوں نے جواب دیا جس سے پتا چلتا ہے کہ اس آدمی کو حضور ﷺ کی بات پر کس

قدر یقین تھا، کہا کہ ''او مولانا! آپ لوگ تو پیدائشی مسلمان ہو اور آپ بچپن سے تسبیحات پڑھ رہے ہو، آپ کے لیے نہ جانے کتنے درخت ہوں گے، اس لیے میں جلدی جلدی پڑھ کر اپنے لیے درخت لگا رہا ہوں۔''

امام راغب اصفہانیؒ پکا شیعہ:

حضرتؒ کی تحقیق یہ ہے کہ امام راغب اصفہانیؒ پکے شیعہ تھے، حضرتؒ نے اس کی کتابوں کو بہت پڑھا، اس کو لوگ امام راغب کہتے ہیں، حضرتؒ فرماتے ہیں کہ وہ شیعہ تھے، فرماتے ہیں کہ ''راغب کے باب میں علامہ سیوطیؒ جیسے آدمی بھی دھوکے میں آ گئے، ایک دلیل نہیں؛ میں دسیوں دلیل سے ثابت کرسکتا ہوں کہ راغب اصفہانی رافضی تھے، دیکھو! اس نے حضور ﷺ کے ترکہ میں بیان کردہ روایت میراث کو میراثِ علی مراد لیا اور اہل سنت و الجماعت کی دلیل کو توڑنے کی کوشش کی۔

امام ابوبکر جصاص رازیؒ کے بارے میں حضرتؒ کی رائے:

علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ جن کو (احناف) اپنا امام مانتے ہیں وہ اگرچہ مسلکاً حنفی تھے؛ مگر اعتقاداً معتزلی تھے، دیکھو! اپنی تفسیر میں رؤیت باری کا صراحۃً انکار کردیا ہے۔

امام طحاویؒ کے بارے میں حضرتؒ کی رائے:

امام طحاویؒ کو دیکھو! انہوں نے اپنی کتاب میں جنگ و جدال اور مناظرہ قائم کیا ہے؛ مگر پڑھنے میں مزہ آتا ہے، اس لیے کہ عشق نبوی لیے ہوئے ہیں، برخلاف ابوبکر جصاص رازیؒ کہ ان کی عبارت بڑی فصیح و بلیغ اور وجیز ہے؛ مگر وہ مائل الی الاعتزال ہیں، اس لیے پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔''

نعمت کی قدر:

ایک مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، سامنے بہت سے تحائف رکھے ہوئے تھے، ایک کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: ”حنیف! اس میں کیا ہے؟“ میں نے دیکھا کہ اس میں بالائی تھی؛ مگر چند دن سے آئی ہوگی، اس لیے بگڑ گئی تھی، عرض کیا: ”حضرت! بالائی ہے۔“ فرمایا: ”لاؤ! یہ تو مجھے بہت مرغوب ہے۔“ دو تین چمچ تناول فرمائے، پھر فرمایا: ”تو بھی کھا“ اب میری تو جان نکل گئی! منع بھی کیسے کروں؟ ایک آدھ چمچ کھا کر رکھ دی، تو حضرتؒ چہرے سے بھانپ گئے، فرمایا: ”حنیف! یہ بھی نعمت ہے، ﴿لتسئلن یومئذ عن النعیم﴾ اس کے متعلق بھی باز پرس ہوگی۔ ہمارے حضرتؒ (شیخ زکریاؒ) کی خانقاہ میں ہم نے بگڑی ہوئی کھجور بھی صاف کر کے کھائی ہے اور اس سے افطار کیا کرتے تھے۔“

حضرتؒ کی تحقیق اور حضرتؒ کا حال:

حضرتؒ کے علوم میں واقعی بڑی تحقیق تھی، ایک مرتبہ دورانِ درس صاعِ عراقی و حجازی کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”ابن ہمامؒ نے قاضی ابو یوسفؒ کے واقعہ کا انکار کر دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اس پر دلیل یہ دی کہ ابو یوسفؒ کے علوم کو امام محمدؒ نے اپنی کتب میں جمع فرمایا ہے اور ان میں اس واقعے کا ذکر نہیں ملتا۔“

پھر بڑے جلال میں آگئے اور فرمایا: ”میں کہتا ہوں کہ یہ واقعہ صحیح ہے، امام ابو یوسفؒ نے خود اپنی کتاب ”کتاب القضاۃ“ میں ذکر فرمایا ہے، صاحب واقعہ خود اپنا واقعہ لکھتا ہے اور ابن ہمامؒ انکار کرتے ہیں، ابن ہمامؒ کے پاس علم کم تھا، دیکھو! فتح القدیر میں فلاں مسئلے میں یہ غلطی کی ہے، فلاں جگہ فلاں غلطی کی ہے۔“

حضرتؒ ابن ہمامؒ کے متعلق بہت بولے، دوسرے دن آئے اور فرمایا: ”بچو! میں

نے کل ابن ہمامؒ کے متعلق بہت کچھ بول لیا تھا، حالانکہ کہاں میں اور کہاں ابن ہمامؒ، انہوں نے جو فتح القدیر لکھی ہے کون ایسی لکھ سکتا ہے؟'' بہت تعریف فرمائی، پھر فرمایا: ''ہاں! ان تک قاضی ابو یوسفؒ کی کتاب القضاۃ نہ پہنچی ہوگی، اس لیے انھوں نے اس واقعہ کا انکار کیا۔''

اجازت یافتہ کو تنبیہ:

حضرتؒ نے "الدین النصیحۃ" کے تحت فرمایا کہ ''میں نے بڑے بڑے اجازت یافتہ حضرات کو دیکھا کہ "ولعامۃ المسلمین" ہی میں مار کھا جاتے ہیں، بڑے بڑے مالداروں کے گھر تو جاتے ہیں؛ مگر غریب کے گھر کون جاتا ہے؟''

نماز میں خیالات آئیں تو کیا کرے؟

فرمایا: ''بہت سے بچے پوچھتے ہیں کہ نماز میں خیالات آتے رہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ بھائی! تصور کرو کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور جب مملوک کو اس بات کا تصور ہوتا ہے کہ اس کا مالک اسے دیکھ رہا ہے، تو وہ کام میں چوری نہیں کرتا۔''

حضرتؒ نے حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی بات نقل فرمائی کہ: ''شاہ صاحبؒ سے جب پوچھا گیا کہ ''نماز میں دھیان نہیں لگتا، تو آپؒ نے فرمایا کہ ''تصور کرو کہ عزیز جبار کو دیکھ رہے ہو۔''

حضرت تھانویؒ کے علوم:

حضرت تھانویؒ کے متعلق فرمایا کہ ''ہم تتبع کتب اور ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کرکے جس حقیقت تک پہنچتے ہیں حضرت تھانویؒ اپنی حذاقت و ذہانت سے ہی اس حقیقت کا ادراک فرمالیتے تھے۔''

یہ بات حضرتؒ نے اس روایت پر بیان فرمائی کہ "الصوم لی، و أنا أجزی به"

(صیغۂ معروف کے ساتھ) اور ایک نسخے میں "و أنا أجزیٰ به" (صیغۂ مجہول کے ساتھ) ہے، حضرتؒ نے فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے اس پر فرمایا کہ "صیغۂ مجہول کے ساتھ اگر ذکر کیا جائے تو ترجمہ ہے کہ "مجھے (اللہ کو) بدلہ دیا جائے گا۔" اور اللہ تعالیٰ کو کون کیا بدلہ دے گا؟ صیغۂ مجہول کے ساتھ یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی۔" اور ہمارے حضرتؒ کو تتبع اور تلاش کے بعد پتا چلا کہ یہ صیغہ مروی نہیں ہے۔

حضرت مولانا ابراہیم پٹنی صاحب کی حاضری:

ایک مرتبہ مولانا ابراہیم صاحب پٹنی (سابق استاذ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل) حضرتؒ کے پاس آئے، مجھے فرمایا کہ شیخ سے کچھ اشکالات حل کروانے ہیں، تو بات کر، میں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ "یہ مولانا آئے ہیں، ہمارے گجرات کے بڑے عالم ہیں، انہیں دارِ قطنی میں کچھ اشکالات ہیں، وہ آپ سے حل کرنا چاہتے ہیں"، فرمایا: "بلاؤ"، مولانا آئے اور مقاماتِ مشکلہ حضرتؒ کے سامنے پیش کیے، حضرتؒ نے وہیں بیٹھے بیٹھے چار پانچ مقامات حل فرما دیے، میں تعجب کرنے لگا کہ اللہ اکبر! کس قدر استحضار ہے شیخ کو، پھر فرمایا کہ "بس بھائی، جاؤ! میں تو بچوں کو پڑھانے کے لیے آیا ہوں، اب چلے جاؤ۔"

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بروایت حضرت مفتی ادریس صاحب موسالی دامت برکاتہم
(استاذِ حدیث: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

حضرت تھانویؒ کا مقولہ:

حضرت شیخ یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ”معصیت کا نقصان بعض مرتبہ کم ہوتا ہے اور بے اَدبی کا نقصان زیادہ ہوتا ہے۔“

بوقت آفت ختم بخاری ۹۸٪ فیصد کامیابی:

فرمایا: ”قدیم تجربہ ہے کہ جب کوئی پریشانی آتی ہے اور بخاری شریف کا ختم کیا جاتا ہے، تو ۹۸ فی صد کامیابی ہوتی ہے، ورنہ تقدیر کے سامنے کسی کا کچھ نہیں چلتا، ”وَ مَا تَشَآؤُوْنَ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللّٰہُ“. صوفیہ فرماتے ہیں کہ ”تقدیر کی آہنی دیواروں کو توبہ کے پھاوڑوں سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔“ ختم بخاری شریف کا یہ تجربہ تقریباً ۷۰۰ سال کا ہے۔ عارف باللہ ابن ابی جمرہؒ نے نقل کیا ہے اور سادات سے نقل کیا ہے کہ اس سے بلایا دفع ہوتی ہیں اور اگر کشتی میں لے کر بیٹھ جائیں تو پار ہوتی ہے۔ تاج سبکیؒ نے نقل کیا ہے کہ تُرکیوں نے بلادِ اسلامیہ پر حملہ کیا؛ لیکن ختم بخاری سے کچھ نہیں ہوا، ابن دقیق العیدؒ سے کہا گیا تو کہا: ”ما فعل البخاری؟“ ”یہ تو تقدیر ہے۔“

حاتم سمرقندی شہیدؒ علماءِ احناف میں سے ہیں:

فرمایا: ”حاتم سمرقندیؒ شہید علماءِ احناف میں سے ہیں، آپؒ وزیر تھے، بلوائیوں

نے آپؒ کو شہید کیا تھا، آپؒ کو جب معلوم ہوا کہ دروازے پر شور ہو رہا ہے، تو غسل کیا، خوشبو لگائی، کفن پہنا، نکلے اور شہید ہو گئے۔" (سمعانی علی الانساب)

ابوبکر رازیؒ کے باب میں امام ذہبی کی رائے:

فرمایا: "حنفیہ ابوبکر رازیؒ کے بہت زیادہ معتقد ہیں؛ مگر ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ "یہ شخص معتزلی تھا، قرینہ یہ بتایا کہ یہ رؤیتِ باری کا منکر تھا۔"

فرمایا: "میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح مخالفت کو برداشت نہیں کر سکتا۔"

آخر کار سنت پر عمل کیا:

"آج میں نے اپنے نفس کو پکڑا، بائیں کروٹ پر لیٹا، تو کہا کہ ویسے ہی بہانہ بناتا ہے، نیند آئے یا نہ آئے، تو جانے اور تیرا کام جانے، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ گیا، اللہ کے فضل سے نیند آ گئی۔"

انگریزی پڑھی جائے؛ مگر مشنری اسکولوں میں نہیں:

فرمایا: "انگریزی پڑھی جائے؛ مگر مشنری اسکولوں میں نہیں، مشنری اسکولوں میں تقریباً حرام ہے، ہمارے اسکولوں میں اُسے پڑھایا جائے، پہلے زمانے میں اس لیے روکا گیا تھا کہ پورا زہر اس وقت تعلیم میں بھرا ہوا تھا، اب تو سب باتیں فاش ہو چکی ہیں، اب اس حیثیت سے نہیں پڑھی جاتی کہ وہ حاکم کی زبان ہے، یا داعی کی زبان ہے، حاکم کی زبان حکومت کی طرف بلاتی ہے، اب تو یہ جنرل اسٹور کی چیز ہے۔"

علم توفیق خداوندی سے آتا ہے:

فرمایا: "علم عجیب چیز ہے، نہ نری ذہانت سے آتا ہے، نہ نری محنت سے آتا ہے، یہ تو توفیق خداوندی سے آتا ہے۔"

جوانی میں حضرت شیخ زکریاؒ کی بات کاٹتا تھا:

فرمایا: ''جوانی میں تو میں حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ کی بات کاٹتا تھا، اب تو جی نہیں چاہتا، اب صراحۃً نہیں کاٹتا، مجبوراً کہیں کہیں کاٹ دیتا ہوں۔''

بغیر مطالعہ کے پڑھنے پر اُستاذ کی تنبیہ:

''اب تک مجھے یاد ہے کہ میں نے اصول الشاشی میں ایک غلطی کی تھی، مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے بے انتہاء مذاق اُڑایا تھا، غلطی کیوں ہوئی تھی؟ مجھے بغیر مطالعہ کے پڑھنے کی عادت تھی، بغیر مطالعہ کے پڑھتا تھا۔''

قراءۃ خلف الامام:

فرمایا: ''میں اپنے بڑوں کے زمانہ میں بھی اپنی بات کہتا تھا، میں نے ناظم صاحبؒ سے بھی کہہ دیا تھا کہ ''میں قراءت خلف الامام کو پسند کرتا ہوں۔''

نوٹ: سرّی نمازوں میں حضرتؒ قراءت خلف الامام پسند فرماتے تھے۔ (از: محمد جابر عفی عنہٗ)

بڑوں کی بڑائی کا اعتراف:

''بڑوں کی بڑائی کا اعتراف کرنا چاہیے اور ان کے سامنے جھک کر رہنا چاہیے، اپنے حق کو ان کے لیے معاف کر دینا چاہیے۔''

بہت سے اخلاق زجر سے بنتے ہیں:

فرمایا: ''بہت سے اخلاق زجر سے بنتے ہیں، اس لیے سلف زجر کو پسند کرتے تھے، مامون کو اُن کے اُستاذ نے پیٹا، وزیر جعفر برمکی آیا، اُستاذ سمجھے کہ اب میری شکایت ہوگی، مامون آیا تو اُستاذ نے دَبی زبان میں پوچھا کہ ''کیا میری شکایت کی؟'' سبحان اللہ! مامون

نے آپ زر سے لکھنے کے قابل جواب دیا کہ ''کیا میں اتنی سی بات پر آپ کی شکایت کروں؟ آپ دِن میں سو مرتبہ پٹائی کریں تو بھی میں اپنے باپ سے شکایت نہیں کروں گا۔'' یہ تھے اُس وقت کے شہزادے، جس بچہ کو استاذ نے پیٹا ہو پہلے زمانے کے لوگ سمجھتے تھے کہ اُستاذ کی اس پر توجہ ہے۔''

علم سمندر کی طرح ہے:

فرمایا: ''مفتی محمود الحسن گنگوہی صاحبؒ (متوفی: ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) فرماتے تھے کہ ''جہاں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ساکت ہو جاتے ہیں تو حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''میں تو پست نہیں ہوتا، کیوں کہ خطیب بغدادیؒ نے لکھا ہے: ''العلم کالبحار.''

بیٹے کے انتقال پر حافظ منذریؒ کا عمل:

فرمایا: ''حافظ ابن منذریؒ کے بیٹے کا انتقال ہوا، دار الحدیث الکاملیۃ میں جنازہ پڑھا گیا، حضرتؒ دروازے تک تشریف لائے اور فرمایا: ''أستودعك اللّٰه تعالیٰ.''

اساتذہ کی حیثیت:

فرمایا: ''درسِ حدیث میں حاضری حضور ﷺ کی مجلس میں حاضری ہے، اساتذہ تو لاؤڈ اسپیکر کی حیثیت رکھتے ہیں۔''

علم پر قناعت نہیں کرنی چاہیے:

فرمایا: ''مجھے حدیث شریف پڑھاتے ہوئے ۳۲ سال ہو گئے، الحمد للّٰہ، ثم الحمد للّٰہ، لیکن ہمیشہ کہیں نہ کہیں مسئلہ ڈھونڈھتا رہتا ہوں، الاّ یہ کہ کسی جگہ ایک دم صریح بات ہو۔'' (یہ ملفوظ ۱۹۹۶ء کا ہے) از محمد جابر عفی عنہٗ۔

خدام کے احوال:

فرمایا: ’’بعض لوگ بڑی غلط نیت کے ہوتے ہیں، اُن کے پاس جانے سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے، بعض اساتذہ کے خدّام میں تو تواضع ہوتی ہے اور بعض اساتذہ کے خدّام میں کبر ہوتا ہے، ہم نے بچپن میں خود اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے، کوئی اپنی شکل سے اچھا نہیں لگتا، ہر ایک اپنے عمل سے اچھا لگتا ہے، محنت کیجیے، اساتذہ اچھے لڑکے کی بعض وقت رِعایت کر لیتے ہیں۔‘‘

حق و باطل کا معیار قرآن وحدیث:

فرمایا: ’’خواہ تمام دنیا میں اختلاف ہو جائے، لیکن حق و باطل کا معیار قرآن و حدیث ہے۔‘‘

حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کا تصوف قرآن وحدیث:

’’مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ تصوّف کی باتیں قرآن وحدیث سے ثابت کرتے تھے، اَثر یہ پڑتا تھا کہ اطراف کے بدعتی غور سے سنتے تھے۔‘‘

حضرتؒ کی دعا:

فرمایا: ’’میں نے کبھی یہ دعا نہیں کی کہ میرے نمبر زید سے زیادہ آئیں، ہمیشہ یہ دعا کی کہ میرے نمبر کسی سے کم نہ آئیں۔‘‘

جہاں سے نورِ نبوت ہٹ جائے وہاں باطل ہوگا:

فرمایا: ’’جہاں سے نورِ نبوّت ہٹ جائے وہاں ضیق ہوگا، باطل وہاں جم جائے گا، بات سمجھ لیجیے! آپ سے امت کی موت وحیات کا مسئلہ وابستہ ہے۔‘‘

حضرتؒ کا اپنے لیے علاج تجویز کرنا:

فرمایا: ”ایک صاحب نے بتایا کہ ”میرے علاج کے لیے تازہ تاڑی پلائی جائے“ میں نے منع کر دیا، اللہ نے فضل فرمایا اور وہ مرض جاتا رہا، اور ایک دَوا تھی، جس میں الکحل ملا ہوا تھا، میں نے دَوا کے طور پر پیا اور مجھے بیماریاں لگ گئیں۔“

حلال روزی اور ابراہیم بن ادہمؒ کا قصہ:

فرمایا: ”الدال نعم المال“ اسی کو کھاتا ہوں، ابراہیم بن ادہم خاک پھانکتے تھے، اُن کے عجیب قصے ہیں، اکل حلال کی تلاش میں وہ شام پہنچے، مزدوری ختم ہوگئی تھی، نصرانی کا باغ رہ گیا تھا، دو دینار پر معاملہ طے ہوا، دوسرا ساتھی تھا، رات میں مشورہ ہوا کہ کون پہلے سوئے؟ ساتھی نے کہا: ”میں پہلے سوؤں گا، آخر میں جاگوں گا“ آپؒ پوری رات جاگے اور رات بھر میں پورا کھیت کاٹ ڈالا اور پولے باندھ دیے، صبح ساتھی کو اُٹھایا، نصرانی کو خبر دی، تو وہ حیرت میں پڑ گیا، کہا: ”چل کر دیکھو“ اس نے دیکھا تو خوش ہوگیا، کتنا بہتر کاٹا ہوا تھا، اس نے دو کے بجائے چار دینار دینا چاہا، حضرتؒ نے منع کیا۔“

مولانا مودودیؒ سے اصل غلطی کہاں ہوئی؟

فرمایا: ”ایک ہے معیارِ حق ہونا، ایک ہے تنقیص کرنا، دونوں میں منافات نہیں ہے، مودودیؒ نے یہیں غلطی کھائی۔“

گروہ بندی کی وجہ سے مغرب کی سلطنتیں تباہ ہوئیں:

فرمایا: ”گروہ بندی کی وجہ سے مغرب کی سلطنتیں تباہ ہوئیں، اسلام پر زوال اسی اختلاف سے آیا ہے، حضور ﷺ نے وفات کے وقت کہا تھا: ”میں تم میں قرآن وسنت چھوڑ کر جا رہا ہوں“ یہ نہیں کہا تھا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، یہ سوچنے کی بات

ہے کہ آدمی ابھی کیا کر رہا ہے؟ تعصب کو ختم کرنے کی ضرورت ہے، آپسی لڑائیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ، ہم مبصر نہیں ہیں؛ مگر ہم نے یوپی کے جتنے سفر کیے ہیں عبرت کی نگاہ سے کیے ہیں، مسلمان کہاں تھا اور کہاں چلا گیا ہے؟''

پہلی بار کے سفر حج کے وقت حضرت ناظم صاحبؒ سے دعا کی درخواست:

فرمایا: ''حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے یہاں اخفا بہت تھا، ورنہ آپؒ کو کشف بہت ہوتا تھا، پہلی مرتبہ جب میرا حج میں جانا ہوا تو مشورہ کے لیے گیا، فرمایا: ''ہوائی جہاز سے جاؤ'' میں نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکایا، میں نے سوچا کہ کوئی خطرہ ہے، تو میں نے سوچ لیا کہ میں تو لمبے عرصہ کے لیے جاؤں گا، یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرتؒ نے فرمایا: ''لمبے عرصہ کے لیے پھر چلے جانا'' حضرتؒ کے اس جملہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ میں دوبارہ جاؤں گا۔''

نبی ﷺ کی باتیں تم غور سے نہیں سنتے:

فرمایا: ''مجھے تم پر تعجب ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی باتیں اِتنے غور سے نہیں سنتے جتنے غور سے بزرگوں کے واقعات و عجائب سنتے ہو، میں قسم نہیں کھاتا؛ مگر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم کو نبی ﷺ کی باتوں سے اِتنا تعلق نہیں جتنا عجائب سے ہے۔''

میری نجات کا ذریعہ بن جائے:

''اسی لیے پڑھتا ہوں کہ شاید اسی بھیڑ میں اللہ تعالیٰ میرے منہ سے کوئی ایسا کلمۂ خیر نکال دے جو میرے لیے خیر کا باعث بن جائے۔''

بے اَدبی کی وجہ سے ایک عالم کے مرتد ہونے کا واقعہ:

''ایک واقعہ سناتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، ایک عالم جو خود کو سید کہتے تھے، مرتد ہو گئے، میں نے مولانا صدیق صاحب باندویؒ سے پوچھا کہ ''یہ کیا ہوا؟'' آپؒ نے ایک منٹ کے لیے توقف کیا اور فرمایا کہ ''کوئی بے اَدبی کر لی تھی''، میں نے پھر پوچھا، پھر فرمایا: ''کوئی بے اَدبی کر لی تھی۔ بچو! بے اَدبی بڑی خطرناک چیز ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں گناہ تو معاف ہو سکتے ہیں، گستاخی نہیں، شیطان بے اَدب تھا تو نکال دیا گیا، حضرت آدم علیہ السلام خاطی ہوئے؛ لیکن روئے تو قبول کر لیے گئے۔''

حضرت باندویؒ کی مہمان نوازی:

فرمایا: ''مولانا صدیق صاحب باندویؒ کے گھر مہمان کے لیے اچھا کھانا بناتے تھے، بچے وغیرہ سب چٹنی روٹی پر قناعت کر لیتے تھے۔ یہ مثال لاکھوں بلکہ کروڑوں میں شاید ہی ملے گی۔''

حدیث کی بے اَدبی کا نقصان:

فرمایا: ''یہ فن (حدیث) بڑی عزت والا ہے، لوگوں نے تن، من اور دھن کی بازیاں لگائیں، تب انہیں کچھ ملا ہے، میں بد دعا کرنے سے بہت پرہیز کرتا ہوں، ہاں! خبر دیتا ہوں کہ جو لا پرواہی کرے گا وہ محروم رہے گا، بڑے اونچے اونچے خاندان والے اسی زعم میں ڈوب جاتے ہیں، تواضع والے اوپر آتے ہیں، یاد رکھو کہ تواضع سے علم آتا ہے، جو اکڑ جاتا ہے تو وہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو، کہیں نہ کہیں جا کر کٹ جاتا ہے، بشری غلطی سب جگہ معاف ہے، توبہ کرنے سے اس بے اعتنائی کا ضرر کبھی معاف نہیں ہوگا، یہ ساری زندگی کا لازمہ ہے۔''

حضرت ناظم صاحبؒ آوارہ لڑکے کو نکال دیتے تھے:

فرمایا: ”حضرت ناظم صاحبؒ کے زمانے میں تشدد تھا، آوارہ لڑکے کو نکال دیتے تھے، فوری اخراج قاعدۂ کلیہ تھا، ایرے غیرے نتھو خیرے کو میں پسند نہیں کرتا، ایسے ہزاروں کی تعداد میرے درس میں ہو اس سے مجھے کوئی اَثر نہیں پڑتا، کوئی کہیں کا ہو، مجھے ایسوں کی کوئی قدر نہیں، ہاں! میرے اُستاذ کا لڑکا ہو تو میں برداشت کر لیتا ہوں، اس سے تعلق ہے۔“

مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کی توجہ:

فرمایا: ”میرے والد مجھے پڑھانا نہیں چاہتے تھے، اور حالات بھی ایسے نہیں تھے، یہ تو مولانا ضیاء صاحبؒ کا احسان ہے کہ وہ نبھاتے رہے اور جو کتاب ان کے یہاں بیس دِن میں پوری ہوتی تھی میری وجہ سے تین مہینے میں پوری ہوئی، اس لیے کہ میں زیادہ تر بیمار رہتا تھا، ایک دِن سبق پڑھا، پھر بیمار ہوا، مولانا ضیاء صاحبؒ کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے، ویسے مجھ پر تمام بڑوں کا احسان ہے۔“

حضرتؒ کا بچپن اور کچھ گھریلو حالات:

”سردی کی رات میں اُٹھتا، میری ماں نہیں تھیں، آٹا گوندھتا، گھر کے لوگوں کے لیے کھانا بناتا، محض اس لیے کہ والدؒ پڑھنے سے منع نہ کریں، ایک مرتبہ سب کام کرنے کے بعد کہا: ”بھینس چرواہے کے پاس پہنچا دو“ بارش ہوئی، اس لیے دیر ہوگئی، گھومتے گھومتے گیارہ بج گئے، چھٹی ہوگئی تھی، میں جی بھر کے رویا، دوسرے روز اُستاذ نے ڈانٹا، والدؒ کیوں تشدد کرتے تھے؟ بھائی! غریب تھے، کونسا والد نہیں چاہے گا کہ میرا بچہ پڑھے لکھے؟ مگر ہر ایک کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔“

دوستی کیوں کی جاتی ہے؟

فرمایا: ”یاری اور دوستی اس لیے کی جاتی ہے کہ سبق میں تعاون ہو، اس لیے نہیں کی جاتی کہ سبق خراب ہو اور آوارگی ہو۔“

ٹیلی ویژن ایک بلا ہے:

فرمایا: ”ٹیلی ویژن کی بلا سے پرہیز کیجیے، اس میں ایسی بد اخلاقیاں ہیں کہ ان کا علاج سمجھ میں نہیں آتا، سوائے اس کے کہ اس کا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے۔“

پیسوں کو مقصود مت بناؤ:

فرمایا: ”میں تمہیں پیسے کمانے سے منع نہیں کرتا، مقصود بنانے سے منع کرتا ہوں۔“

سچے اور جھوٹے کا پتا عمل کے وقت چلتا ہے:

فرمایا: ”جس شخص میں اتباعِ سنت کا جذبہ جس قدر کم ہو اس میں اسی قدر ایمان کی کمی ہے، بڑے خطرے کی بات ہے، سچے اور جھوٹے کا پتا عمل کے وقت چلتا ہے، یوں تو دعوے کر لینا بہت آسان ہے۔“

نبی ﷺ سے دوستی ہونی چاہیے:

فرمایا: ”میں درسگاہ میں کسی کی دوستی کا قائل نہیں تھا، یہاں کیسی دوستی؟ یہاں تو نبی ﷺ سے دوستی ہوگی، میری بھی دوستی تھی؛ مگر درسگاہ سے باہر۔“

فرمایا: ”نبی ﷺ سے محبت تعظیم کی محبت ہوتی ہے، نری جذباتی محبت نہیں ہوتی، جیسے بیوی سے ہوتی ہے، بھول چوک معاف ہے، اساتذہ بھی معاف کر دیتے ہیں، غیر شعوری حرکات پر اور بچگانہ حرکات پر اللہ اور رسول ﷺ بھی مؤاخذہ نہیں فرماتے، لیکن شعور کی

حالت میں لا اُبالی کے طور پر کچھ کیا تو سزا پاؤ گے۔“

درس میں سونے کا وبال:

فرمایا: ”جو طلبہ درس میں سوتے ہیں وہ اپنا ماتم کرلیں، یہ من جانب اللہ سزا ہے، اس کا بعد میں کوئی علاج نہیں۔“

میرے پڑھنے کا ماحول بنایا گیا:

فرمایا: ”بچپن میں والدؒ پڑھانا نہیں چاہتے تھے، ہمارے ایک دور کے رِشتہ دار تھے، وہ آئے تھے اور عصر بعد والدؒ سے کھڑے کھڑے بات کر رہے تھے، کہا: ”ماحول تو بنایا جاتا ہے،“ (یعنی انہوں نے والد صاحبؒ کی ذہن سازی کی اور مجھے پڑھانے کا قائل کرلیا) والد صاحبؒ جیسے آدمی جو کسی کی چلنے نہیں دیتے تھے بالکل خاموش ہو گئے۔“

مولانا منور صاحبؒ کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑے:

”مولانا منوّر صاحبؒ (شاگرد و خلیفہ حضرت شیخ زکریا صاحبؒ) جب فارغ ہو کر گئے تو انہیں بڑے پاپڑ بیلنے پڑے، سخت بدعت کا ماحول تھا؛ لیکن انہوں نے ماحول تیار کیا۔“

مدرسہ اور اساتذہ کی آبرو سے کھیلنا ناکامی کا سبب ہے:

فرمایا: ”جو لوگ اپنے مدرسے کی آبرو سے اور اپنے اساتذہ کی عزت سے کھیلتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے، بہت جلد سزا پاتے ہیں۔“

آپ لوگ کس تماشے میں رہتے ہو؟

”آپ لوگ کس تماشے میں رہتے ہیں؟ سوچتے ہیں کہ جیسے چاہیں گے پڑھ لیں گے، کیا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔“

حدیث میں مزہ نہ آئے تو کچھ نہیں:

فرمایا: ”جس شخص کو حدیث میں مزہ نہ آئے سمجھ لو کہ اُسے محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں ہے۔“

لباسِ نبی ﷺ کیا ہے؟

فرمایا: ”لباسِ نبی ﷺ کیا ہے؟ لباسِ نبی ﷺ یہ ہے کہ جس سے انہوں نے منع کیا ہے اس سے رُکا جائے، اسبالِ ازار سے منع کیا ہے، اسبال نہ کرے، کہیں اگر کوٹ پتلون کا عمومی رواج ہو تو وہاں حرج نہیں، جیسے ترکی ٹھنڈا ملک ہے، مگر یہاں اگر کوئی کوٹ پتلون پہنے تو ممنوع ہوگا، ہاں بھئی! عزت و ذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، لباس سے کچھ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کسی کو بخش دے تو اس کی مرضی کی بات ہے۔“

اس سے بخاری شریف کے انوار نکل رہے ہیں:

فرمایا: ”اب سے ۳۱ سال پہلے کی بات ہے، میرے ایک دوست صاحب الہام ہیں، میں لیٹا ہوا تھا، وہ لیٹے اور یوں پیچھے ہاتھ ڈالے، تو بخاری شریف پر ہاتھ پڑا، کہنے لگے کہ ”کیا یہ بخاری شریف ہے؟“ میں نے کہا: ”ہاں! لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟“ کہا: ”اس سے بخاری شریف کے انوار نکل رہے ہیں۔“ (یہ ملفوظ ۱۹۹۶ء کا ہے)۔

صوفیہ کا مقولہ:

فرمایا: ”صوفیہ کا مقولہ ہے: ”مَا حُرِمَ مَنْ حُرِمَ إِلَّا مِنْ إِضَاعَةِ الْأَدَبِ“. (محروم وہی بندہ ہوتا ہے جو بے ادبی کرتا ہے)۔

عیسائیوں کے تشابہ سے اجتناب کریں:

فرمایا: ”عیسائیوں کی نقل سے پرہیز کیجیے، اوہام کی طرف توجہ نہ کیجیے، نبی ﷺ کی

سیرت وسنت کو اپنائیے، یہ سمجھتے ہو کہ توبہ کرلیں گے تو ہو جائے گا، کبھی نہیں، کبھی نہیں، ایک آدمی اپنا گھر گرادے، پھر مسجد میں جا کر رونے لگے کہ یا اللہ! غلطی ہوگئی، معاف کردے، تو کیا گھر بن جائے گا؟ نہیں، وہ تو گرا پڑا رہے گا، جب تک کہ دوبارہ نہ بنالے، تو کیا آپ پھر سے دس سال لگادیں گے؟ ناممکن ہے، جیسے آئے ہو ویسے ہی جاؤ گے۔"

شک ایک بیماری:

فرمایا: "میں شک کی وجہ سے کئی کئی بار نمازیں پڑھتا تھا، جب دیکھو نہا رہا ہوں، ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ حج میں جاؤ گے تو سب اَوہام دور ہو جائیں گے، لیکن وہ تو وہاں بھی دور نہیں ہوا۔"

ہمارے زمانے کے طلبہ میں استغنا:

فرمایا: "ہمارے زمانے کے طلبہ میں کتنا استغنا اور کتنی شرم تھی، حضرت شیخ محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ بعض طلبہ کو کہہ دیتے تھے کہ چائے یہاں پی لیا کریں، لیکن نہیں جاتے تھے، کیوں؟ فخر تھا؟ نہیں، بلکہ شرم آتی تھی۔"

حضرت مولانا علی میاںؒ میں حیاء:

"مولانا علی میاں صاحبؒ جوان تھے، وقت آیا، کچھ پاس نہ تھا، صرف گھڑی تھی، بیچنے کے لیے گئے، پھر سوچا کہ جوان ہوں، کوئی سوچے گا کہ گھڑی کہاں سے لائے ہیں؟ شرم آئی اور آپؒ واپس چلے آئے۔"

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خدمت کر کے دیکھو:

فرمایا: "آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خدمت کرے اور وہاں سے کچھ عطا نہ ہو، یہ نہیں ہوسکتا، یہ سب اُس آوارگی کا نتیجہ ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔"

’’سوریا‘‘ عیسائی نام ہے:

فرمایا: ’’سوریا‘‘ یہ عیسائی نام ہے، اسلامی نام ہے: ’’شام‘‘ اب تو علماء بھی ’’سوریا‘‘ کہنے لگے، تورات وانجیل میں ’’سوریا‘‘ آیا ہے۔ مسلمان اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں چھوڑنے لگا ہے۔‘‘

اولاً ہم مسلمان ہیں:

فرمایا: ’’ہمارے ناظم صاحب مولانا اسعد اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ پہلے ہم مسلمان ہیں، پھر سب کچھ ہیں، ہندوستانی بھی۔‘‘

مدرسے کی دال کی عزت:

فرمایا: ’’جو مدرسہ کی دال کی عزت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے فاقہ سے تو ضرور بچالے گا۔‘‘

تبلیغی جماعت میں اب اَغراض پرستی آگئی ہے:

فرمایا: ’’تبلیغ یہ اللہ تعالیٰ کی مقبول تحریک ہے، اب تو اس میں بھی بعض جگہ اَغراض پرستی آگئی ہے۔‘‘

حدیث شریف کی سند:

فرمایا: ’’اس کو سند کہتے ہیں، اس کا سننا بھی ثواب ہے، نبی ﷺ سے محبت کام دیتی ہے، محبت سپردگی کا نام ہے، کبھی کبھی غلطی ہوجاتی ہے، وہ محبت کے منافی نہیں، وہ وقتی ہوتی ہے۔‘‘

صرف اہم سوال کیا جائے:

(کسی نے سوال کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دِن میں اُتارا گیا یا رات میں؟ رات پہلے پیدا ہوئی یا دِن؟) اس پر خفا ہوتے ہوئے فرمایا کہ ’’کیا اس سے تمہارے کسی عقیدے کا تعلق ہے؟ یا یہ کوئی علمی گتھی ہے؟‘‘

ہم مسالک کا اختلاف کیوں پڑھتے ہیں؟

''ابن صلاحؒ نے مسئلہ لکھنا شروع کیا، ایک دم اس کی تفصیل چھوڑ دی، علماء نے لکھا ہے کہ فضول بحث سے پرہیز کرنا چاہیے، مسالک کے اختلاف ہم صرف ترجمہ سمجھانے کے لیے بیان کرتے ہیں، ورنہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، محض تم لوگوں کی تسہیل اور فہمائش کے لیے بیان کیا جاتا ہے، حدیث سے تمہیں کوئی تعلق نہیں، ہاں! زید و عمرو نے کوئی بات کہہ دی تو تمہیں تسلی ہو جائے گی، یہ اسی جمودی تقلید کا نتیجہ ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔''

بڑوں کے سامنے اپنا علم ظاہر نہ کرو:

فرمایا: ''اپنے بڑوں کے سامنے اپنا علم ظاہر نہیں کیا جاتا، جن صاحب نے یہ بات پوچھی میں ان سے پوچھتا ہوں کہ نماز کی سنتیں کتنی ہیں؟ جو کام کی باتیں ہیں وہ یاد نہیں کرنی ہیں، اُستاذ سے ہمیشہ معقول بات پوچھی جاتی ہے، اور مقصد استعلام ہوتا ہے، کہ ہمیں علم حاصل ہو۔''

معقول باتیں سیکھو:

''علم کا ادب کرو، اُستاذ کا اَدب کرو، معقول باتیں پوچھو، معقول باتیں سیکھو۔''

شاگرد کیسا ہوتا ہے؟

فرمایا: ''شکل وصورت سے کوئی کسی کو پسند نہیں کرتا، کبھی اُستاذِ مرحوم کو ہم نہیں بھولے، اس کا نام شاگردی ہے، ابھی تو میری بات کڑوی لگتی ہے، ان شاء اللہ یہاں سے نکل کر قدر ہوگی، افسوس ہوتا ہے کہ تم ضائع ہو گئے؛ بلکہ تم نے خود کو ضائع کر دیا۔''

رِزق مقصود نہیں، دین مقصود ہے:

فرمایا: ''رِزق کو مقصود بناؤ گے تب بھی ملے گا اور نہیں بناؤ گے تب بھی ملے گا؛ لیکن

اگر دین کو مقصود نہیں بنایا تو کچھ حاصل نہیں ہوگا، بعض ایسے ہیں کہ ڈگری ہونے کے باوجود نانِ شبینہ میسر نہیں ہے۔“

اخلاص کا پتا تزاحم کے وقت چلتا ہے:

فرمایا: ”ہمارا یہ مدرسہ کبھی اپنی اَقدار میں مشہور تھا؛ مگر اب کچھ نہیں، اِخلاص پیدا کرو، اخلاص کا پتا تزاحم کے وقت چلتا ہے، ویسے تو میں بھی دعویٰ کر دوں، حضرت تھانویؒ (مولانا اشرف علی تھانویؒ، متوفی: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) باوجودیکہ نازک طبیعت پائی تھی جب حق بات سامنے آتی تو فوراً رجوع کر لیتے تھے۔“

باطل متحد ہوگیا اور حق منتشر ہوگیا:

فرمایا: ”اسلام سے محبت پیدا کرو، اپنا محاسبہ کرو، باطل متحد ہوگیا اور حق منتشر ہوگیا، جب دار العلوم کا قضیہ شروع ہوا، تو بعض لوگ قاری طیب صاحبؒ (متوفی: ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) کو کہیں لے جارہے تھے، کسی مقدمہ کی بات تھی، کسی نے کہا کہ ”حضرت! آپ کو یہ کہنا ہے،“ حضرت قاری صاحبؒ کسی اسٹیشن پر اُتر کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ”میں غلط بات کہنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔“ سب سے اچھی جگہیں مدارس تھیں، لیکن اب مدارس کا بھی کیا حال ہوگیا ہے؟ دوسری جگہوں کے احوال بھی آپ جانتے ہیں۔“

قرآن کیوں اثر نہ کرے؟

فرمایا: ”ایک صاحب نے کہا کہ قرآن پڑھتے ہیں تو وہ اثر نہیں ہوتا اور بزرگوں کے واقعات پڑھتے ہیں تو اثر ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ؟ پہلے تو میں نے کہا کہ ”یہ آدمی کا کلام ہے، مناسبت ہوتی ہے تو آدمی توجہ کرتا ہے،“ پھر میں نے کہا کہ ”بزرگوں کے واقعات تم توجہ سے پڑھتے ہو اور قرآن توجہ سے نہیں پڑھتے، ورنہ ہمارے حضرت شیخؒ محمد زکریا صاحبؒ کو

دیکھا کہ آپؒ تلاوت کرتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔ ‘‘

طلبہ کو عمل پر آمادہ کرنا:

فرمایا: ’’ آپ لوگوں کو خیال ہی نہیں کہ چپل کونسی پہلے پہننی ہے؟ کونسی پہلے نکالنی ہے؟ خیال ہی نہیں، الحمدللہ! جب سے مجھے معلوم ہوا اس وقت سے آج تک اس کے خلاف نہیں کیا، اگر کبھی بھول ہوگئی تو فوراً تدارک کرلیا ہے، آپ لوگ تو دنیا کے لیے پڑھتے ہو۔ ‘‘

مجھے پڑھانے میں چند معاونین کا بڑا دخل ہے:

فرمایا: ’’ مجھے پڑھانے میں چند آدمیوں کا بڑا دخل ہے، ابن تیمیہؒ، ابن حجرؒ، علامہ ذہبیؒ اور ابن ہمامؒ یہ سب میرے اساتذہ ہیں، امام شافعیؒ سے مجھے بہت فائدہ ہوا، جب بھی میں نے ’’ کتاب الام ‘‘ خریدی امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا، ایک مرتبہ خریدی، تو دیکھا کہ میں امامؒ کے مزار پر کھڑا ہوں اور خوش بو آرہی ہے۔ ایک مرتبہ لکھنؤ سے ٹرین میں آرہا تھا، خواب میں امامؒ کو دیکھا کہ آپؒ ہنس رہے ہیں، باتیں کررہے ہیں، میں نے پوچھا: ’’ حضرت! آپ کی اولاد میں سے کوئی ہیں؟ ‘‘ فرمایا: ’’ بیٹی کے سلسلہ سے ہیں، آنکھ کھلی تو سوچا کہ کوئی بات ضرور ہے، یہاں آیا تو ’’ کتاب الام ‘‘ آچکی تھی۔ ‘‘

کافیہ تو حفظ کے لیے ہے:

فرمایا: ’’ مولانا بنوریؒ (متوفی: ۱۳۹۷ھ) نے ’’ کافیہ ‘‘ وغیرہ جیسی مغلق کتب پر کہا کہ ’’ ان لوگوں نے کاغذ کم خرچ کیا اور دِماغ کو زیادہ خرچ کروایا ‘‘ اگر مولاناؒ زندہ ہوتے تو میں انہیں یہ جملہ کہتا کہ ’’ ایسی بات نہیں، متون اس لیے نہیں لکھے گئے کہ اُن کی تشریح میں دِماغ پاشی کی جائے، یہ تو حفظ کے لیے لکھے گئے ہیں۔ ‘‘

بے سبب کسی پر برسنا نفسانیت کی دلیل ہے:

فرمایا: ’’بے سبب کسی پر برس پڑنا یہ نفسانیت کی دلیل ہے، مسئلہ پر کلام چل رہا تھا، متانت سے گفتگو ہو رہی تھی، دلائل کے درمیان کسی کی کوئی بات آگئی اور جوش آیا اور کہا، تو کیا یہ لوگ مغرور سمجھے جائیں گے؟ نہیں، تم لوگ نہیں، تم اصحابِ ہوا ہو۔‘‘

حضرتؒ کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خواب میں دیکھنا:

فرمایا: ’’میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آپؓ بہت دُبلے پتلے اور چھوٹے قد کے تھے۔‘‘

چاند شاہ صاحبؒ کا ذکر:

فرمایا: ’’چاند شاہ صاحبؒ (متوفی: ۱۳۱۷ھ) ہمارے علاقہ کے اکابر مشائخ میں سے ہیں، جدھر سے آپؒ گزر گئے وہاں سے بدعت کا خاتمہ ہوگیا۔‘‘

بے وقت کمرے نہ آؤ:

فرمایا: ’’مجھے شرم آتی ہے کہ میں کوئی ایسا بورڈ لگاؤں کہ فلاں فلاں وقت پر نہ آئیں، لیکن لوگ ہیں کہ سمجھتے ہی نہیں، بے وقت آجاتے ہیں۔‘‘

مشفق اُستاذ:

فرمایا: ’’میں ایک مرتبہ مسلسل بارش میں بھیگا ہوا مدرسہ پہنچا، مدرسہ پانچ میل دوری پر تھا، پہنچنے پر حضرت اُستاذؒ (مولانا ضیاء الحق صاحبؒ) نے کہا کہ ’’جاؤ! حجرے میں جا کر لنگی بدل لو، ایسا شفیق اُستاذ اور خیر خواہ کم دیکھا۔‘‘

غلطی پر ہنسنا بے باکی ہے:

فرمایا: ’’بلا ضرورت توریہ سے بچو، غلطی ہو جانا یہ تو بشریت ہے، مگر غلطی پر ہنسنا یہ

بے باکی ہے۔“

تین دن تک سبق کی پابندی کرو:

فرمایا: ”تم لوگ میری ایک بات مان لو، تین دِن تک کوشش کرو کہ سبق کا ایک ایک حرف غور سے سنیں، دیکھو! میرا دعویٰ ہے کہ اصلاح ہو جائے گی، دل اور طبیعت بھی لگ جائے گی۔“

کیا پگڑی باندھنا سنت ہے؟

فرمایا: ”میں نے سنا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا جوتا بہت نفیس ہوتا تھا، مجھے کیا ہو گیا کہ ہمارے بزرگوں نے جو پہنا وہ میں نہ پہنوں؟ میرے یہاں زیادہ تکلف نہیں ہے، ہاں! لباس شریعت کے خلاف نہ ہونا چاہیے، نبی ﷺ نے پگڑی باندھنے کا نہ التزام کیا، نہ اہتمام کیا، ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ ”پگڑی باندھنا سنت ہے،“ میں نے کہا: ”بھائی! ثابت ہے، مگر اس کا التزام اور اہتمام سمجھ میں نہیں آتا۔“

ٹیک لگا کر بیٹھنے سے احتیاط:

فرمایا: ”میں عادۃً خود کو ٹیک لگا کر بیٹھنے سے بچاتا ہوں، مجھے شرم آتی ہے، مگر کیا کروں؟ بیمار ہوں۔“

ایک حاجی صاحب کا تذکرہ:

فرمایا: ”ہمارے یہاں ایک حاجی صاحبؒ تھے، جن کا نام حاجی ایوب صاحبؒ تھا، ان کی ہنسی ایک فرلانگ تک سنائی دیتی تھی۔“

اُمت کی فکر:

فرمایا: ”میں اپنی وجہ سے حضور ﷺ کے کسی اُمتی کو معذّب ہونے دوں، میں اس

بات کو پسند نہیں کرتا۔"

حضرتؒ پر مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کی توجہ:

فرمایا: "مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کے یہاں بڑے بڑے لوگ رہتے تھے، یونس پر عنایت ہوگئی، تو وہ پڑھ گیا، ورنہ کوئی اُمید نہ تھی پڑھنے کی، نہ ہی کوئی اسباب تھے۔"

سر سید احمدؒ کے بارے میں سوال:

فرمایا: "حضرت مفتی محمود صاحبؒ سے سر سیّد احمد خانؒ (بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ولادت: ۱۷/ اکتوبر/ ۱۸۱۷ء، وفات: ۲۷/ مارچ/ ۱۸۹۸ء) کے بارے میں کسی نے پوچھا، تو مفتی صاحبؒ نے فرمایا: "ہر شخص سے اپنی قبر میں اپنے متعلق سوال ہوگا، کیا کسی کی باتیں لے کر کسی کے پیچھے پڑے رہتے ہو؟ کیا معلوم کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ اپنی فکر کیوں نہیں کرتے؟"

کوئی فخر کی بات نہیں:

فرمایا: "کوئی فخر کی بات نہیں کہ اگر میں یہ کہوں کہ صفات کے بارے میں مجھ پر انکشاف ہوا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ حقیقت واضح ہو، اللہ کا شکر ہے، میں کھل کر کہتا ہوں، خواہ کسی کو کچھ بھی لگے۔"

نبی ﷺ کے سرچشمہ سے دوری کا نقصان:

"نبی ﷺ کے سرچشمہ سے جتنی دوری ہوگی اتنا ہی انسان کے اندر سے جذبۂ دینی آہستہ آہستہ ختم ہوتا جائے گا، کیوں کہ وہ تو نبی ﷺ کی برکت ہوتی ہے۔ وکیع بن جراحؒ فرماتے ہیں: "أهل الهواء يكتبون ما لهم، دون ما عليهم، و أهل الأثر يكتبون ما لهم و ما عليهم." (رواه الدارقطني)

آواز سے میں سمجھ جاتا ہوں:

فرمایا: ’’غیب تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، میری طبیعت ایسی ہے کہ آواز پر سے میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس پر کس کا اثر ہے؟ نیتیں صحیح کیجیے، ورنہ خالی ہاتھ رہو گے، بہت ممکن ہے کہ بہت جلد وقت آ جائے، آپ دیکھ لیں، میں کسی سے ذاتی بغض نہیں رکھتا۔‘‘

حضرتؒ کا اعتدال:

فرمایا: ’’جب کوئی حنفی آتا ہے تو میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہوں، اور کوئی اہل حدیث آتا ہے تو دو ہاتھ سے کرتا ہوں، اہل حدیث میں سے ایک شخص آئے، میں نے ان سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا، انہوں نے ایک ہاتھ سے کیا، فوراً میں نے یہ اَثر پڑھا: ’’صافح حماد بن زيد ابن مبارك بكلتي يديه۔‘‘ تو فوراً انہوں نے دوسرا ہاتھ لگایا اور کہا: ’’هذه فائدة استفدناها منكم۔‘‘ یہ ہیں عرب، ان میں صدق بہت ہے، ہندوستان والوں کی طرح نہیں۔‘‘

حضرت ناظم صاحبؒ کا حال:

فرمایا: ’’ہمارے ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) وفات سے چند دِن قبل بیٹھے ہوئے تھے، میں اور مفتی مظفر صاحبؒ تھے، فرمایا: ’’کیا ایسا کہنا جائز ہے کہ ’’میں نے کوئی گناہ نہیں کیا‘‘ ہم نے کہا: ’’یہ تو جائز نہیں‘‘ فرمایا: ’’میں نے کوئی کبیرہ گناہ نہیں کیا‘‘ پھر حضرتؒ رونے لگے اور فرمایا: ’’کسی سے کہنا نہیں‘‘ ہم نے کہا: ’’یہ بات اِخفا کی نہیں، ہم تو کہیں گے‘‘ تو آپؒ خاموش ہو گئے۔‘‘

موت کا کوئی بھروسہ نہیں:

’’ایک ذرا سا جھٹکا (زلزلہ) آیا، سب باہر نکل گئے اور باتیں کرنے لگے، ہونا یہ

چاہیے کہ کلمہ پڑھتے، خیر پر خاتمہ کی دعا مانگتے، کیا پتا کس سانس پر موت آجائے؟‘‘

اختلافِ ائمہ میں حدود:

’’بچو! تم نے کیا اختلافِ ائمہ پڑھ لیا! اس اختلاف سے بڑا ضرر ہو گیا، امت اپنے نبی ﷺ سے کتنی دور ہو گئی، ائمہ کی رائے محترم ہے؛ مگر اختلاف میں اس قدر غلو مذموم ہے، نبی ﷺ کا اتباع کرو، ان کو واسطہ تو بنا سکتے ہو۔‘‘

آپ کے پاس آنے سے میرا رُخ حدیث کی طرف ہونے لگا:

فرمایا: ’’اپنی تعریف نہیں کرتا، ایک عالم آئے تھے، ان کا رُجحان تفسیر کی طرف تھا، کہنے لگے: ’’آپ کے پاس آنے سے میرا رُخ حدیث کی طرف ہونے لگا۔‘‘

ابن تیمیہؒ سے اکثر ملاقات:

فرمایا: ’’ابن تیمیہؒ سے میری اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے، ان کے بحرِ علم میں کھو جاتا ہوں، جن چیزوں کو صوفیہ احوال کہتے ہیں ابن تیمیہؒ اپنی کتابوں میں انہیں اجزاءِ ایمان کہتے ہیں، ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔‘‘

یہاں اچھے کپڑے پہن کر کیا کرنا ہے؟

فرمایا: ’’یہاں اچھے کپڑے پہن کر کیا کرنا ہے؟ وہیں تک پہنو جہاں تک آخرت کا ضرر نہ ہو۔‘‘

حسد سے بچو:

’’بچو! حسد سے بچو، اللہ تعالیٰ نے بچپن سے میری حفاظت کی، میں بچہ تھا، ایک وَرق پڑا تھا، جس میں فارسی زبان میں دو باتیں لکھی تھیں: ایک یہ کہ جو آدمی حسد کرتا ہے وہ

گویا تقدیر سے جنگ کرتا ہے۔"

ایسے بھی طلبہ ہوا کرتے ہیں:

فرمایا: "مولوی اطہر (مولانا اطہر حسینؒ) نے نقل کیا کہ دار الطلبہ میں کسی اُستاذ نے کسی طالب علم کی شکایت کی، اس طالب نے آ کر استاذ کو پکڑا اور کہا: "آپ نے میری غیبت کیوں کی؟" اُستاذ نے کہا: "کب؟" کہا: "فلاں وقت، جب آپ نے کہا تھا تو میں نے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر آواز سنی تھی۔" دیکھئے! ایسے طلبہ بھی ہوا کرتے ہیں۔"

مال کی حرص نہ رکھو:

فرمایا: "مال کی لالچ نہ کرنا، ورنہ ایمان جاتا رہتا ہے، دیکھو! ایک صاحب شرحِ وقایہ تک پڑھے ہوئے تھے، کسی قادیانی نے انہیں پیسوں کا لالچ دیا تو وہ قادیانی بن گئے، یہ قصے آج پیش آ رہے ہیں۔"

مولاناؒ نے میری وجہ سے قانون توڑ دیا:

فرمایا: "مولانا ضیاء الحق صاحبؒ نے میری وجہ سے قانون توڑ دیا، "شرحِ مائۃ" کا وقت متعین تھا، وہاں تک ختم ہونی چاہیے، مگر ختم نہ کی، میں بیمار ہوتا تو سبق موقوف کر دیتے، جب تک میں گھر سے نہ آتا سبق شروع نہ فرماتے۔ انتظار تو مولانا عبد الحلیم صاحبؒ بھی کرتے تھے۔"

تو میں نے تکیے بنوائے:

فرمایا: "ہم مدرّس بنے تو اس وقت ہمارے پاس کہاں تکیہ تھا؟ ہمارے بجنور کے ایک ساتھی نے پانچ مرتبہ روئی بھیجی، تو میں نے تکیے بنوائے۔"

تکبر سے بچو اور تواضع پیدا کرو:

''بچو! اپنے اخلاق کی اصلاح کرو، اپنے جذبات کو دباؤ، جس میں ترفع کا مادّہ ہوتا ہے وہی فتنہ انگیزی کرتا ہے، آپ ﷺ بایں علوِ مرتبت عبد تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اس وصف کو خصوصیت سے ذکر فرمایا: "سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ......الخ" آپ ﷺ نے فرمایا: "آکل کما یأکل العبد." اگر یہ سب باتیں پیدا نہ کیں، تو آئندہ کی زندگی میں تلخیوں کا سامنا ہوگا۔''

حسد بہت سی برائیوں کی جڑ:

فرمایا: ''حسد سے دنیا تو خراب ہوگی، آخرت بھی برباد ہوگی، کیوں کہ حسد گناہ ہے، حسد میں بغض، تجسّس، ایذا رسانی کا چکر اور کتنی برائیاں جمع ہو جاتی ہیں۔''

ابن شہابؒ کی خدمت:

فرمایا: ''دیکھو! یونس کا نام کہاں کہاں زندہ ہے؟ ہر ہر صفحہ پر ہے، یہ کیا ہے؟ یہ ابن شہابؒ کی خدمت ہے۔''

اپنے بڑوں کی خدمت نہ کرسکا:

فرمایا: ''میرا مزاج خدمت کا تھا؛ لیکن یہاں نہ کرسکا، کیوں کہ یہاں آتے ہی مجھے ٹی. بی. ہوگئی تھی، مجھے افسوس ہے کہ میں یہاں اپنے بڑوں کی خدمت نہ کرسکا۔''

ابن عبد البرؒ کا قول:

فرمایا: ''ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ ''علم کی برکت یہ ہے کہ صاحب علم کی طرف اس کی نسبت کی جائے۔''

أجول مع البرهان:

حضرتؒ نے اپنی نسبت فرمایا: "أنا سيّال، جوّال، أجول مع البرهان، و أسيل بالدليل."

اپنا قلب صاف رکھو:

فرمایا: ''اپنے قلوب کو صاف رکھو، اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ بڑوں کا ادب کرنے سے، بہت فائدہ ہوتا ہے۔''

مجھ میں تعصب نہیں:

فرمایا: ''ایک مرتبہ میں ایک آدمی سے ناراض تھا اور زیادہ ہی ناراض تھا، حضرت شیخ (محمد زکریا صاحبؒ) بھی اسے ناپسند کرتے تھے، ایک بات آئی، حضرتؒ نے مجھ سے پوچھا، تو میں نے اس کی حمایت کی، حضرتؒ دیکھتے رہ گئے، ہاں! کیوں کہ حق بات تھی، میں کیا کرتا؟ میں نے سچ کہا، ہاں! مجھ میں تعصب نہیں ہے۔''

امانت میں خیانت سے بچو:

فرمایا: ''کسی کا خط پڑھ لینا، کسی کا ڈبہّ کھول کر دیکھ لینا، یہ کیا چیز ہے؟ کیا سمجھتے ہو کہ یہ آسان ہے؟ اوپر سب کچھ لکھا جاتا ہے، جس پر پکڑ ہوگی۔''

خلوص کی کوشش:

فرمایا: ''مجھے دعویٰ نہیں کہ میں خلوص رکھتا ہوں، ہاں! خلوص کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔''

حضرت مقدادؓ:

فرمایا: ''حضرت مقدادؓ موٹے تھے، جنگ میں شرکت نہیں کر سکتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور رکھا ہے۔''

بے اَدبی کا نقصان:

فرمایا: ”مجھے تو خطرہ ہے کہ جنہوں نے بے ادبیاں کی ہیں اور غیر حاضریاں کی ہیں وہ بچیں گے نہیں، خواہ ایک لاکھ بزرگ مل کر دعا کریں، وہ بچیں گے نہیں۔“

اختلافِ رائے تو ہو؛ مگر بزرگوں سے اعراض نہ ہو:

فرمایا: ”کیا میں اپنے بزرگوں سے اعراض کروں گا؟ نہیں، میں تو اختلافِ رائے کرتا ہوں۔“

مجھے تو مزہ آ گیا:

فرمایا: ”ایک مرتبہ میں نے دو گھنٹے میں ”ہدایہ“ کے ۵۴ صفحے دیکھ ڈالے، ایک جگہ رُکا، حاشیہ دیکھ لیا، وہی امتحان میں آ گیا، مجھے تو مزے آ گئے۔“

نفس کی اپنے قصد سے اصلاح:

فرمایا: ”جب تک اپنے قصد سے نفس کی اصلاح نہ کی جائے وہاں تک اصلاح نہیں ہوگی، خود کو اپنے نفس کے بارے میں متہم نہ سمجھا جائے وہاں تک کچھ نہیں ہوگا۔“

محض کفر کی وجہ سے کافر پر بددعا نہیں کرتا:

فرمایا: ”میں کافروں کے لیے محض ان کے کافر ہونے کی وجہ سے بددعا نہیں کرتا۔“

امتحان کے زمانے میں حال:

فرمایا: ”میں نے امتحان کی راتوں میں کبھی کبھی چائے پی ہے، ورنہ مہینوں تک چائے نہیں پی ہے۔ سبق مسلسل ہوتا تھا تو بھوک سے چکر آتے تھے، ساتھی کو کہتا تو وہ کھانا کھلا دیتا تھا۔“

والد صاحبؒ کی تربیت:

فرمایا: ’’ہمارے والدؒ تربیت فرماتے تھے، ایک مرتبہ کہا: ’’پلیٹ اُٹھاؤ‘‘ میں نے اُٹھائی، کہا کہ ’’کھنگالو‘‘ میں نے کہا: ’’پلیٹ صاف ہے‘‘ کہا: ’’پھر بھی کھنگالو‘‘ بس اُس دِن سے آج تک میں نے کبھی بغیر کھنگالے پلیٹ استعمال نہیں کی۔ ‘‘

مولانا صدیق صاحبؒ کا ’’اُلّو‘‘ کہنا:

فرمایا: ’’ہمارے اُستاذ سید صدیق صاحب کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے: ’’الوّ!‘‘ ہم ہنستے تھے، حضرتؒ مذاق کے لیے ہی کہتے تھے۔ ‘‘

ایک لفظ کی تحقیق کے لیے کئی صفحات دیکھنا:

فرمایا: ’’لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ’’فتح الباری، قسطلانی، کرمانی‘‘ دیکھ کر خان صاحب بنتا رہتا ہوں، ارے احمقو! میری تو زندگی اس بحرِ ناپیدا کنار میں غوّاصی کرتے کرتے گزر گئی، ایک لفظ کی تحقیق میں کئی صفحات دیکھ جاتا ہوں۔ ‘‘

حرص سے دوری:

فرمایا: ’’ہمارے حجرے میں بہت سے طلبہ رہتے تھے، بعض تو ایک دم قلاّش ہوتے تھے، مگر کسی کے کھانے کے وقت کبھی حاضر نہیں رہتے تھے، ایک گھنٹہ پہلے غائب ہو جاتے تھے۔ ‘‘

عورتوں کی عادت:

فرمایا: ’’شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو لکھا کہ ’’تمہاری بیوی آئی کہ نہیں؟ عورتوں کو مارا نہیں کرتے، ان کی تو عادت ہوتی ہے اِدھر لگائی، اُدھر بجھائی!۔ ‘‘

امام سیبویہؒ اور امام ابن ہشامؒ:

فرمایا: ”امام سیبویہؒ تو اتنے بڑے تھے کہ محبّ الدین ابن ہشامؒ کو پوچھا گیا کہ ”کیا تمہارے والد سیبویہ سے بڑے ہیں؟“ کہا کہ ”میرے والد کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سیبویہ کی کتاب کو سمجھ لیں۔“ حالاں کہ ابن ہشامؒ وقت کے بہت بڑے شخص تھے۔“

نس بندی کے زمانے میں حضرتؒ کا خواب:

فرمایا: ”ایک مرتبہ میں نے نس بندی کے زمانے میں یہ خواب دیکھا کہ آپ ﷺ سیاہ اور خراب شکل میں کوٹ پینٹ پہنے ہوئے نس بندی کی ترغیب دے رہے ہیں، میں نے مولوی اطہر سے پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ ”یا تو کوئی اولادِ نبی میں سے یا کوئی عالم نس بندی کی ترغیب دے رہا ہے۔“ مجھ پر اس بات سے ایک دروازہ کھلا کہ اولاد یہ باپ کا وجودِ ثانی ہے اور عالم یہ نبی کا وجودِ ثانی ہوتا ہے، اور واقعی اُس زمانے میں بعض لوگ تھے جو اس ناجائز کام کی ترغیب دیتے تھے۔“

علم نبوت سے تعلق:

فرمایا: ”جو جس قدر علم نبوّت سے تعلق رکھتا ہے اسی قدر اس میں صفائی اور انجلاء آجاتا ہے۔“

اصولاً و فروعاً حضرتؒ کا مسلک:

فرمایا: ”میں عقیدۃً سو فی صد سلفی ہوں اور عملاً حدیث کا پابند ہوں۔“

نوٹ: یعنی صحابۂ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین کے مسلک پر ہیں۔ اس لیے کہ اس کتاب کے بعض ملفوظات میں حضرتؒ نے آج کل کی سلفی جماعت پر طعن بھی فرمایا ہے کہ آج کل لوگ پیسوں کے لیے سلفی بن جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ قارئین کو ملفوظات پڑھنے سے ہوگا۔ از: محمد جابر۔

ابواسحٰق شیرازیؒ کا وہم:

فرمایا: ”ابواسحاق شیرازیؒ کو بھی وہم ہوتا تھا، موت کے بعد ان کو کسی نے خواب میں خوش اور شفاف لباس میں دیکھا، تو پوچھا: ”یہ لباس کیسا؟“ کہا: ”یہ نظافت کا لباس ہے۔“

حضرتؒ کے دل کی کیفیت:

فرمایا: ”اپنی بات اس لیے ظاہر کرتا ہوں کہ حقیقت کا پتا لگے، جب میں کوئی فضول بات کر لیتا ہوں تو میرے دل میں اُلجھن سی پیدا ہو جاتی ہے۔“

حدیث سمجھ کر پڑھانا:

فرمایا: ”ایک شافعی عالم سے میری ملاقات ہوئی، میں نے کہا: ”دیکھئے! آپ مسائل شافعیہ پڑھاتے ہیں؛ لیکن مسلۂ شافعی سمجھ کر نہ پڑھائیں، (حدیث سمجھ کر پڑھائیں، مرتب) ان کو پہلے سمجھ میں نہیں آیا، پھر میں نے وضاحت کی تو بہت شکریہ ادا کیا۔“

اُستاذ کی بات لکھنے کا فائدہ:

فرمایا: ”جو شخص اُستاذوں کی بات کو اہتمام سے سنتا ہے اور لکھتا ہے اُسے ضرور کچھ نہ کچھ یاد ہو جاتا ہے۔“

مصطفیٰ کمال کی حقیقت:

فرمایا: ”حقیقت یہ ہے کہ مصطفیٰ کمال تو مسلمان تھا ہی نہیں۔“

علم کسی اور چیز کا نام ہے:

فرمایا: ”میں نے ایک مرتبہ بھی اپنے گھر میں نہیں کہا کہ میرا اوّل نمبر آیا ہے، سوائے حساب کے ہر فن میں اوّل آتا تھا، علم تو کسی اور چیز کا نام ہے۔“

طالب علم کا بال رکھنا:

فرمایا: ”ہم لوگ بخاری شریف پڑھ رہے تھے، حضرتؒ (حضرت شیخ زکریاؒ) نے بال رکھنے پر ٹوکتے ہوئے کچھ فرمایا، میں نے پوچھا: ”حضرت! میرے لیے؟“ فرمایا: ”تیرے لیے بالکل جائز نہیں ہے۔“ بچو! جو لوگ بھی زینت کے لیے بال رکھتے ہیں بالکل جائز نہیں ہے، ایسے لوگ گنہگار ہوں گے۔“

نیت سے بہت کچھ ہوتا ہے:

فرمایا: ”نیت سے بہت کچھ ہوتا ہے، استنجا جاتے وقت نیت کیجیے کہ طبیعت فارغ ہوگی تو نماز میں لگوں گا، نیت بڑی عجیب چیز ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو دی ہے، اگر مسلمان عمل کرے تو بہت کچھ مل سکتا ہے۔“

ایک عالم کا قصہ:

فرمایا: ”ہمارے اطراف میں ایک عالم تھے، بتاتے تھے کہ لوگوں کا ان کی طرف رجوع تھا، مدرسہ میں پڑھاتے تھے، ساتھ والوں کو ان کے ساتھ پرخاش ہوئی، وہ عالم جب گھر آئے تو پرچہ آیا کہ آپ نہ آئیں، وہ کہتے تھے کہ میری ہمت ٹوٹ گئی، تین دِن تک بستر سے نہ اُٹھ پایا، اللہ تعالیٰ نے ہمت دی تو مکتب میں لگے، آہستہ آہستہ وہ مکتب بن گئے اور اَب مدرسہ بن گیا، اب تو وہاں گل گلزار ہے۔“

میں چھوٹا آدمی ہوں:

فرمایا: ”میں چھوٹا آدمی ہوں، چھوٹے کا گوشت کھاتا ہوں، گائے کا نہیں کھاتا، اور دیسی آدمی ہوں، اس لیے دیسی انڈا کھاتا ہوں، بدیسی ہمیں اچھا نہیں لگتا۔“

حقیقۃً طالب علم کون؟

فرمایا: ''حقیقۃً طالب علم وہی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز پر ہو۔''

حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ:

فرمایا: ''حضرت عمرؓ کے زمانے میں کسی نے کہا: "ما أمي بزانية" لوگوں میں چرچا ہوا، بعض نے کہا کہ تعریف کی، بعض نے کہا کہ مذمت کی، حضرت عمرؓ کو پتا چلا تو سزا دی، دیکھو! اگر یہ شخص کہتا کہ "أمي عفيفة" تو کون چرچا کرتا؟ دونوں کا نتیجہ ایک ہے، مگر ایک اِدھر سے چلا، ایک اُدھر سے چلا، راستہ بدل گیا تو حکم بدل گیا۔''

جن مجازین کی نسبت صحیح نہیں ہوتی:

فرمایا: ''مولاناؒ نے فرمایا کہ جن مجازین کی نسبت صحیح نہیں ہوتی وہ کلامِ رسول کی عزت نہیں کرتے۔''

میرا نام میاں محقق:

فرمایا: ''حضرت ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) نے میرا نام ''میاں محقق'' رکھا تھا، میں کسی کی سنتا ہی نہیں تھا، حافظؒ (ابن حجرؒ) کہتے ہیں، لیکن میں سنتا ہی نہیں، دیکھتا اُسی کو ہوں، مگر دیکھتا ہوں کہ یہ کہاں سے لیتے ہیں؟ تاکہ میں بھی وہاں سے دیکھوں۔''

سہارن پور کے ایک شخص کا واقعہ:

فرمایا: ''ایک عامی شخص شہر سہارن پور کا میرے پاس آیا، اس نے کچھ بات کہہ دی، مجھے غصہ آیا، میں نے کہا کہ ''بھائی! اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے،'' اتنا کہہ کر میں تو کتاب میں لگ گیا، پھر کسی وجہ سے اوپر دیکھا تو وہ رو رہا تھا اور بہت رو رہا تھا، مجھے قدر ہوئی

تو میں نے اُسے سمجھایا۔"

مولانا رائے پوریؒ کی سوانح کا ایک واقعہ:

فرمایا: "مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کی ایک سوانح "حیاتِ طیبہ" ہے، اس میں مولانا حسین صاحب پاکستانی کے قادیانی بن جانے کا واقعہ ہے، وہ قادیانی بن گئے تھے، حضرت رائے پوریؒ کے ایک مرید تھے، جب وہ ان کو دیکھتے تو ہمیشہ ہدایت کی دعا کرتے، وہ طرح طرح کے خواب دیکھتے تھے۔"

جمادی الثانیہ یا جمادی الاخریٰ؟

فرمایا: "جمادیٰ الاولیٰ، جمادیٰ الثانیہ" کہا جائے گا، "جمادیٰ الاخریٰ" غلط ہے۔"

حسن ظن خوف کے منافی نہیں:

فرمایا: "حسن ظن خوف کے منافی نہیں، اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھو، امید کرو۔"

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت حضرت مفتی زبیر احمد صاحب ڈونگری دامت برکاتہم

(استاذِ حدیث وفقہ: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

ہر کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرو:

فرمایا: ”بچو! جو کرو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرو، دُنیا میں جب کسی سے ضرورت وابستہ ہوتی ہے تو آدمی اس کو خوش رکھنے کی فکر کرتا ہے، تاکہ اس کا کام رُک نہ جائے۔“

درود شریف کس نیت سے پڑھے؟

ایک مرتبہ درود خوانی کے درمیان فرمایا: ”ذوق سے پڑھو، اللہ کا حکم اور نبی ﷺ کا حق سمجھ کر پڑھو، یہ کیا بات ہے کہ اس طرح پڑھ رہے ہو جیسے کوئی مزدور ہے، جسے صرف اپنی مزدوری سے مطلب ہے۔“

بعض لوگ ”اللہ اللہ“ بڑائی کے لیے کرتے ہیں:

فرمایا: ”بعض لوگ ”اللہ، اللہ“ بڑائی کے لیے کرتے ہیں، ایک صاحب آئے، بیعت ہوئے، چار دِن گزرے اور کہنے لگے کہ ’قطب بننے کا خیال ہے،‘ فرمایا: ’قطب کیا؟ غوث بھی نہیں بن پاؤگے،‘ آدمی ”اللہ، اللہ“ اس لیے کرے کہ اس سے عبدیت پیدا ہو، اپنی حقارت (ذہن میں) آئے، جو آدمی فرعون بننے کے لیے ذکر کرتا ہے وہ وہیں رہتا ہے، اس کے بعد حضرتؒ (حضرت شیخ زکریاؒ) نے فرمایا: ”اس طرح کے آدمی کے متعلق میرے دل پر قفل لگ جاتا ہے، آدمی کو اپنی مدح کا طالب نہیں رہنا چاہیے۔“

بعض لوگوں کا قلب جوہری ہوتا ہے:

فرمایا: ”بہت سے لوگ بیعت ہوئے اور فوراً اجازت لے کر روانہ ہو گئے، کیوں کہ ان کا قلب جوہری ہوتا ہے، فوراً پکڑ لیتا ہے، بہت سے لوگ چالیس چالیس سال تک ذکر کرتے ہیں؛ لیکن فائدہ نہیں ہوتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو لکڑیاں ہوں، ایک خشک اور ایک ہری، خشک تو فوراً آگ پکڑ لیتی ہے، اور ہری میں صرف دھواں رہ جاتا ہے۔“

ذکر کی پابندی بڑائی کے لیے نہ ہو:

”بنگال کے ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ ”میرا قلب ذکر کے لیے جاری ہو گیا“ میں نے کہا: ”یہ خیالِ ذکر ہے، حقیقتِ ذکر اور چیز ہے، ہاں! ایک آدمی اِخلاص سے ”اللہ، اللہ“ کہتا ہے تو یہ فائدہ سے خالی نہیں ہوتا، ذکر کی پابندی بڑائی کے لیے نہ ہو، کہ میں شیخ بن جاؤں، لوگ میری دست بوسی کریں، بڑا تو آدمی اللہ کے بنانے سے بنتا ہے۔“

پگڑی کس نیت سے باندھے؟

ایک صاحب کو پگڑی باندھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”پگڑی باندھنا برائے سنت جائز ہے، برائے زینت و آرائش مکروہ ہے، آج کل اکثر طلبہ زینت کے واسطے باندھتے ہیں، دو رکعات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے لیے پڑھنا ہزار مرتبہ پگڑی باندھنے سے بہتر ہے، پگڑی آپ ﷺ کی سنت غیر مطلوبہ (زائدہ) ہے، سنت ہدیٰ نہیں ہے، دو رکعات پڑھنا سنت ہدیٰ ہے۔“

بغیر حال کے ایک ہی آیت کی تکرار خواہش ہے:

فرمایا: ”ایک ہی آیت کا تکرار بغیر حال کے خواہش ہے، اس سے ترقی نہیں ہوگی، آدمی وہیں رہے گا، صاحب حال اپنے حال کے تابع ہوتا ہے، حال قلب کا ایک اثر ہے،

جس کو وہی شخص جانتا ہے جس پر حال طاری ہوتا ہے، ہر آیت کا ایک نور ہے، اگر ایک ہی آیت کا تکرار مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایک ہی آیت نازل فرما دیتا۔"

مخدوم کے ساتھ وفا کا تقاضا:

فرمایا: "مخدوم کے ساتھ وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ جب اچھی خدمت کرنے والا آ جائے تو دوسرا خادم خوش ہو، اس لیے کہ اس کی خدمت سے مخدوم کو راحت پہنچ رہی ہے، نہ کہ وہ حسد کرے۔ حضرت گنگوہیؒ (مولانا رشید احمدؒ، متوفیٰ: ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۵ء) کے وہاں جب دورہ ہونے لگا تو لوگ وہاں جانے لگے، حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ "میں اپنے اُستاذ حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ (صدر المدرسین دار العلوم دیوبند، متوفیٰ: ۱۳۰۲ھ/ ۱۲۸۴ء) کے پاس رہوں گا، جب تک کہ وہ یہ نہ کہہ دیں کہ میرا علم ختم ہو گیا۔" یہ ہے وفاداری، پھر دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے کیسی برکت دی۔"

خدمت کس نیت سے کرے؟

فرمایا: "بعض لوگ خدمت کرتے ہیں تا کہ دعا مل جائے، راحت رَسانی مقصود نہیں ہوتی، یہ نیت فاسدہ ہے۔"

انسان کی نیت اس کے آواز سے بھی ظاہر ہوتی ہے:

ایک مرتبہ تراویح کے بعد فرمایا: "انسان کی نیت کا اَثر اس کی آواز میں بھی ظاہر ہوتا ہے، کعب بن اشرف کی بیوی نے گھر کے اندر سے دروازے پر دستک دینے والے کی آواز کو محسوس کر لیا کہ کسی خون کے پیاسے کی آواز معلوم ہو رہی ہے، بہت دور کیوں جائیں؟ ہمارے قریب کا واقعہ ہے، رات کے وقت ایک ٹھاکر کو پیشاب کی ضرورت ہوئی، وہ باہر جانا چاہتا تھا، تو اس کی بیوی نے کہا: "آپ باہر نہ جائیں، مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے،" واقعی باہر

دشمن تاک میں کھڑے تھے۔ تو ایک سانس کے ذریعہ آدمی کی نیت کا احساس ہو جاتا ہے، تو کیا نیت کا اثر آدمی کے الفاظ میں ظاہر نہ ہوگا؟ اسی لیے حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کی والدہؒ نے اپنی بیٹیوں سے کہا کہ بلند آواز سے نہ بولیں، کہ کوئی تمہاری آواز سن لے، اس لیے کہ آواز سے بھی انسان کے حسن و جمال کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ایک شخص کل پڑھ رہا تھا، اچھا معلوم ہو رہا تھا، وہی آج پڑھتا ہے تو وہ لطف محسوس نہیں ہوتا، آدمی اگر تائب ہو جاتا ہے تو فوراً وہ لطف لوٹ آتا ہے۔

توبہ کی اُمید پر معصیت نہیں کرنی چاہیے:

خطیب بغدادیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا، پھر اس کو یہ خیال آیا کہ ابھی سے کیا یہ زندگی اختیار کرنی؟ کچھ دنیا کے مزے لوٹ لینے چاہیے، پھر اللہ کی طرف رجوع کرلیں گے، چنانچہ اس نے بیس سال اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزاری، اس کے بعد خیال آیا کہ اب اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، لیکن شاید میری توبہ قبول نہ ہو، ابھی یہ خیال ہی گزر رہا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ ” أَطَعْتَنَا قَرَّبْنَاكَ، عَصَيْتَنَا أَمْهَلْنَاكَ، فَإِنْ رَجَعْتَ إِلَيْنَا تَقَبَّلْنَاكَ. “ لیکن توبہ کی اُمید پر معصیت نہیں کرنی چاہیے، کیا پتا زندگی باقی رہے یا نہ رہے؟ اگلا سانس نصیب ہوگا یا نہیں؟

فرمایا: ” اللہ سے دوستی کرو، وہی ایک دوستی باقی رہنے والی ہے، باقی سب دوستی ختم ہونے والی ہے۔ “

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت مفتی آصف صاحب بھلسوی

(استاذ مدرسہ ناشر العلوم، سہارن پور)

تیقظ کی ضرورت:

فرمایا: ”جس میں تیقظ نہ ہو وہ غلطی کر دیتا ہے۔“

”احمد“ نام بہت اچھا ہے:

ایک ساتھی سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: احمد، فرمایا: ”تیرا نام بہت اچھا ہے، بس تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔“

غصہ دل میں رکھنا صحیح نہیں:

فرمایا: ”طلبہ پر غصہ ہونا تو صحیح ہے، مگر غصہ دل میں رکھنا صحیح نہیں۔“

آخرت بناؤ:

فرمایا: ”ہم ایسے تو نہیں ہیں کہ کچھ بارگاہِ ایزدی میں پیش کریں، بس کرتے جاؤ، کرتے جاؤ، کرتے جاؤ، اپنی آخرت بناؤ۔“

میرے بعد تم ہی ہو:

فرمایا: ”بچو! میرے لیے کچھ کر دینا، کچھ نماز پڑھ دینا، کچھ صدقہ کر دینا، میرے بعد مجھے یاد رکھو گے نا بچو! نہ میرا نسب ہے، نہ خاندان ہے، نہ میں خود میں کمال رکھتا ہوں۔“

ٹیک لگانے کی ضرورت:

فرمایا: ’’مجھے ٹیک لگانے کی ضرورت تھی، حضرت مولانا امیر صاحبؒ نے فرمایا کہ کتاب پر سہارا نہ لینا، ہاں! دیوار پر لگا سکتے ہیں۔‘‘

دین کی خدمت کرنی ہو تو:

فرمایا: ’’دین کی خدمت کرنی ہے تو پاپڑ بیلنے ہی پڑیں گے۔‘‘

ناظم صاحبؒ کی آخری وصیت حضرتؒ کے نام:

فرمایا: ’’آخری وصیت حضرت ناظم صاحبؒ نے کی تھی وہ یہ تھی کہ دو رکعات بعد العشاء تہجد کی نیت سے ضرور پڑھ لیا کرو، ایسا لگتا ہے کہ جنت سے بول رہے تھے۔‘‘

یہ ان کی عنایت، ان کا کرم ہے کہ بے کس کی بگڑی بنائی گئی ہے
آخر یہ عرضِ گدا ہے شاہ سے، تا دمِ حیات نہ بھٹکوں راہ سے

حضرت عائشہؓ کی ایک نمایاں صفت:

فرمایا: ’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ایک ایسی صفت تھی جو اور کسی میں نہیں تھی، کہ نو / دس سال کی عمر میں اتنی حدیث یاد رکھیں کہ ثلث دین ان ہی سے آیا۔‘‘

قصور ہونا عیب نہیں:

فرمایا: ’’کسی عرب نے کہا تھا کہ یہ عیب نہیں کہ قصور ہو جائے، عیب یہ ہے کہ قصور میں پڑا رہے۔‘‘

اچھی عادت ڈالو:

فرمایا: ’’جب تک ہو سکے یہاں دنیا میں کر لو، دو رکعات پڑھ لو، اس کی عادت ڈالو،

اشراق کی نماز پڑھو، تاکہ صبح نماز سے شروع ہو، شام کو اوّابین پڑھو، تاکہ شام بھی نماز سے شروع ہو، کل آخر مر جانا ہے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہے۔“

طالب علم کے لیے زیادہ کھانا:

فرمایا: ”بچو! زیادہ محنت کرو تو کھاؤ بھی، ایسا نہ ہو کہ زیادہ محنت کرو اور سوکھ جاؤ۔“

یونس کا نام بار بار آنا:

فرمایا: ”یونس کا نام بار بار آتا ہے، یہ چلا ہے امام زہریؒ کی برکت سے۔

علامہ اقبالؒ نے قلم توڑ دیا، بچو! بچپن میں شعر وغیرہ پڑھتا تھا، اور اب تو عمر ہے قرآن پڑھنے کی، ذکر کی، حدیث کی اور توبہ کی، بچو! برکت تو خدا دیتا ہے۔“

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح وقلم تیرے ہیں

جھنڈے کا فائدہ:

فرمایا: ”جھنڈے کا فائدہ ہوتا ہے کہ فوج اِدھر اُدھر نہیں ہوتی، جھنڈا دیکھ کر آجاتی ہے۔“

اونٹ باغیرت جانور:

فرمایا: ”بلا ضرورت اونٹ کو کچھ نہ کہنا چاہیے، یہ بہت باغیرت جانور ہے۔“

کعبۃ اللہ میں حضور ﷺ کی نماز کی جگہ:

فرمایا: ”حضور ﷺ کی نماز کی جگہ کعبہ میں سیدھے داخل ہو کر آگے تین ہاتھ چھوڑ کر ہے، وہی حضور ﷺ کی جگہ ہے۔“

پرانے لوگوں کا حال:

فرمایا: ”شیخ شمس الدین نے مجھے اپنے تانگے میں سوار کیا، ان سے ابا کی لڑائی ہوتی

رہتی تھی، جب میں نے یہ قصہ ابا سے ذکر کیا تو پھر سب نفرت ختم ہوگئی، بچو! پرانے لوگ ایسے ہی ہوتے تھے، کہ بڑوں سے اختلاف ہو تو چھوٹوں سے کچھ نہیں کہتے تھے، اور آج تو بچوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوتا ہے جو بڑوں سے ہوتا ہے۔“

میرے پاس مٹی کا پیالہ:

فرمایا: ”میرے پاس مٹی کا پیالہ تھا، اسی میں سالن لاتا، وہ ٹوٹ گیا، پھر لایا، پھر بس ایک دیگچی لایا، وہی میرا پیالہ تھا، وہی بالٹی، وہی سب کچھ تھا، پھر جب میں دفتر سے نکلا تو وہ بھی ختم۔“

مولانا عاقل صاحب کی نماز:

فرمایا: ”مولانا محمد عاقل صاحب (داماد و خلیفہ حضرت شیخ زکریا صاحبؒ) نماز بڑے اطمینان سے پڑھتے ہیں، اور مولانا عبد الحلیم صاحب اس کی تعلیم دیتے تھے کہ آہستہ پڑھا کرو۔“

جھاڑ پھونک میں کیا پڑھے؟

فرمایا: ”انسان کو شریعت کا پابند بننا چاہیے، خدا کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے، جھاڑ پھونک میں قرآن و ذکر ہونا چاہیے، جنتر منتر جائز نہیں ہے۔“

میرے گھر کا کھانا:

فرمایا: ”میرے گھر کبھی چٹنی سے کھاتے، کبھی اچار سے، کبھی کھٹائی سے، کبھی سرکہ سے، تو میں کھاتا ہی نہیں تھا، تو والد صاحب نے دال بنانے کو کہا، اور ایک مرتبہ گھر سے میں آرہا تھا تو پیسے نہیں تھے، تو ایک بنگالی ساتھی سے آٹھ آنے لے کر دیے۔“

تواضع والے چہرے:

فرمایا: ”تواضع والے چہرے اچھے لگتے ہیں، اور ہمیں تو کچھ نہیں آتا، بس اللہ تعالیٰ

چلا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے گاڑی سرکا دی۔ ''

وطن سے تعلق:

فرمایا: ''تعلق وطن ختم کرنا کسی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ ''

حضرتؒ کا جوانی میں خواب:

فرمایا: ''جوانی میں خواب دیکھا کہ غیر مسلم راجہ ہے، جو آپ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، میرے پاس کچھ نہیں ہے، مٹی کا لوٹا تھا، اس سے مارا تو راجہ غائب ہوگیا، مولوی اطہر نے تعبیر کی کہ تمہاری تقریر سے دفاع عن الدین ہو رہا ہے۔ ''

حضرت عمرؓ کے باب میں عیسائی کا اعتراف:

فرمایا: ''حضرت عمرؓ کے بارے میں کسی عیسائی نے کہا تھا کہ اگر یہ شخص دس سال زندہ رہے گا تو پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ ''

شعبیؒ اور حسن بصریؒ:

فرمایا: ''شعبیؒ بڑے تابعی تھے؛ مگر حسن بصریؒ کہنے کا انداز رکھتے تھے اور فقہ کے پہاڑ تھے۔ ''

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: مولانا یوسف شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم (بلیک برن، یو. کے.)

حضرت الاستاذ محدث العصر امیر المؤمنین فی الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جون پوری نوّر اللہ مرقدہٗ نے حرمین شریفین کے علاوہ بیرونی ممالک میں سب سے زیادہ اسفار برطانیہ کے کیے۔ سب سے پہلے حضرتؒ برطانیہ ۱۹۸۸ء میں تشریف لائے اور چند مہینے دار العلوم بری میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد دار العلوم لندن کی دعوت پر حضرتؒ ۲۰۰۰ء میں تشریف لائے۔ اس کے بعد ۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۷ء تک حضرتؒ مسلسل بجز ایک یا دو سال کے تشریف لاتے رہے اور درسِ حدیث اور اپنے مواعظ سے عوام وخواص سب کی پیاس بجھاتے رہے۔

حضرتؒ کا قیام زیادہ تر برطانیہ کی معروف دینی درسگاہ جامعۃ العلم والہدیٰ بلیک برن میں ہوتا تھا اور حضرتؒ کو جامعہ سے اچھی مناسبت ہوگئی تھی۔ بندے نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آخری چند اسفار میں حضرتؒ کے ملفوظات وافادات لکھنے کا اہتمام کیا تھا، ان میں سے کچھ کا انتخاب کر کے یہاں پیش کرتا ہوں، اس کے علاوہ بھی بعض ملفوظات جو مستحضر ہیں انہیں بھی یہاں شامل کیا جاتا ہے۔

حضرات اہل علم ومحدثین کرام کے بارے میں ملفوظات:

ارشاد فرمایا: ”حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو شرح الحدیث بالحدیث میں اوّلیت حاصل ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”عادة ابن حجر رحمه الله أنه يأخذ البحوث عن ابن تيمية وابن القيم ولا ينسبها إليهما“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”أعطي ابن حجرؒ من الله القبول“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”الحافظ ابن حجرؒ لم يطلع على مسند ابن وهب“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”جب حافظ ابن حجرؒ علامہ عراقیؒ کے پاس پہنچتے تو لوگ جگہ کر دیتے تھے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”اگر بخاری شریف میں کوئی حدیث ہو تو ضرور فتح الباری دیکھو، اس لیے کہ حافظؒ اس فن کے امام ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”الحج المبرور کی تشریح میں حافظ ابن حجرؒ نے ابن خالویہؒ کا حوالہ دیا ہے۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ”قال ابن خالويه: ”المبرور“ المقبول. ابن خالویہؒ کی کتاب ”ليس فى كلام العرب“ میں یہ بات نہیں ملی، بہت تلاش کرنے کے بعد ابھی اس سفر میں ابن خالویہؒ کی ایک اور کتاب کا مخطوط ملا، جس میں ہے: ”برّ حجك، أي قبل“. یہ تصریح تو نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مقبول ہے۔ اس سے حافظؒ کی قوتِ مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے، لغت کی ایک کتاب سے شرحِ بخاری میں یہ بات رکھ دی۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے آدمی ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ مغلطائی کی تصانیف کثیر الفائدہ ہیں، بس دو غلطیاں کیں، حنفی کیوں ہیں؟ تہذیب الکمال کی تکمیل میں نقد بہت ہے، جب کہ حافظ مزیؒ تو مسلم شخصیات میں سے ہیں، زبردست آدمی ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”الإمام المزی رحمه الله إمام جليل، أنا أحبّه، بنته زوجة ابن كثير رحمه الله“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام نوویؒ بزرگ آدمی ہیں، حافظ مذہب شوافع ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام نوویؒ اور عارف ابن ابی جمرہؒ دونوں صوفی بزرگ ہیں، نوویؒ پر قرآن وحدیث کا غلبہ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں، علمائے احناف کا اصرار ہے کہ آپؒ تابعی ہیں، محقق بات یہ ہے کہ آپ صرف رویۃً تابعی ہیں، نہ کہ روایۃً۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”تابعی وہ ہے جس کو صحابی کی رؤیت حاصل ہو، کچھ لوگ بہت جھگڑا کرتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ تابعی ہونے کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو صحابی سے روایت کرے اور دوسرے وہ جس نے صحابی کو دیکھا ہو۔ اہل تحقیق کی رائے یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی روایات صحابہ سے سب مخدوش السند ہیں، آپؒ کو صحابی کی رؤیت حاصل ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں امام ابومنصور ماتریدیؒ کے مزار پر گیا ہوں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”جہاں سب محدثین تھے آج وہاں سب شیعہ ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”روسی سلطنت نے امام بخاریؒ کے مزار سے ذرّہ برابر مٹی کو بھی نہیں ہٹایا۔ امام بخاریؒ نبوتِ محمدیہ کی ایک دلیل ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”بخاریؒ تو ”معجزة من الرسول ﷺ“ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس معجزہ کو مؤخر کیا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام بخاریؒ کے اوہام چھ یا سات ہیں، یہ بہت معمولی ہے، میں نے

اپنی تعلیقات میں ان کو لکھا ہے، امام بخاریؒ بہت متواضع ہیں، خود فرماتے ہیں: "لا يخفى على جميع ما فيه". نیز ارشاد فرمایا: أنا أرجو أن يبارك الله تعالىٰ للمسلمين فى هذه المصنفات". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”باجماعِ امت صحیح بخاری قرآن کریم کے بعد افضل کتاب ہے اور اصح کتاب ہے، امام بخاریؒ کا حافظہ اور فہم بہت اعلیٰ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام نوویؒ ارشاد فرماتے ہیں: "صحيح البخارى أصح الكتب بعد كتاب الله". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”بخاری شریف صرف احادیث کا مجموعہ نہیں ہے؛ بلکہ اسلام کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”بخاری شریف تو اسلام کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد رد کرنا نہیں ہے اور نہ ہی اختلافِ ائمہ کو بیان کرنا، کتاب کا نام نہ تو کتاب الردود ہے اور نہ ہی امام ابن جریر طبریؒ اور امام طحاویؒ کی کتابوں کی طرح اختلاف الائمۃ ہے۔ بخاری شریف کا نام ہی دیکھ لو: "الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”امام بخاریؒ کا اصل مقصد نشر سنت ہے، نہ کہ رد کرنا یا اختلاف بیان کرنا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”یہ غلط بات ہے کہ امام احمدؒ اور امام بخاریؒ کے مابین کچھ تھا؛ بلکہ امام بخاریؒ کو عالی سند سے روایت مل گئی۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "قال الحاكمؒ: احتج به إمام الصنعة محمد بن إسماعيل".

یہ نقل کرنے کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا: "وانقطع القلم". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ آپ (امام بخاریؒ) سب سے بڑے حافظ حدیث اور عالم مسائل علل و رواۃ ہیں۔ امام ابوعبداللہ الحاکم نے "احتج به إمام الصنعة محمد بن إسماعيل". یہ کہہ کر امامت کا قلم توڑ دیا۔ ''صنعۃ'' سے مراد فن حدیث ہے۔'' (شعبان/۱۴۳۸ھ)

''نبراس الساری'' کے متعلق ارشاد فرمایا: ''میں نے مذہب کی رعایت نہیں کی ہے، بخاریؒ کے تراجم کی رعایت کی ہے۔ مذہب نہیں لکھا، حنفی کتاب نہیں ہے، محمدی کتاب ہے۔ حضور علیہ السلام نے ابوزید مروزیؒ سے خواب میں کہا: "إلى متى تدرس كتاب الشافعي؟ ولا تدرس كتابي". (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''کبھی میں ایک سے زائد حوالے دیتا ہوں اپنی سہولت کے لیے۔'' (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''یہ فتح الباری کا فیض ہے، میں فیض الفتح نام سوچ رہا تھا؛ لیکن التباس کی وجہ سے یہ نام نہیں رکھا۔'' (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "هكذا ذكره، والذي أجده" میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہوں، ہاں! کبھی کبھی "قلت" بھی آتا ہے۔'' (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''پھر آئے شیخ الاسلام، امام الانام، امام الدنیا ابن تیمیہ۔''

حدیث کی تعریف میں حضرت نے ان کا کلام نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: "هذا خلاصة كلامه المبارك. هذا إمام الدنيا، غوّاص البحار، يخرج منها الجواهر والدرر. فريد في الدنيا". علامہ ابن تیمیہؒ دنیا سے نرالے ہیں۔ تقی سبکیؒ وغیرہ سب عاجز

تھے۔ لوگ پوری طرح اعتراف نہیں کرتے۔ شیعیت کے باب میں دنیا کا ہر مسلمان منہاج السنۃ کو جانتا ہے۔ کہا گیا: ”لم يُصنَّف مثله“. تقی سبکیؒ کی بھی اس موضوع پر کتاب ہے، اس کو کوئی نہیں جانتا، شاید کوئی شافعی جانتا ہو۔ ابن تیمیہؒ بہت بڑے آدمی ہیں، نہایت محقق بات بولتے ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: ”يقول ابن تيمية رحمه الله : ”خديجة أفضل من جهة التقدم في الإسلام، وعائشة أفضل من جهة نشر السنة. ابن تيمية رحمه الله له يد طولى في دفع التعارض بين الأحاديث. لم يعرفوا قدرهذا الرجل، وسببه غلبة الأشاعرة“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: ”امام ابن تیمیہؒ امام الدنیا ہیں۔ آپؒ کا تفقہ ابن حجرؒ سے زیادہ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

حضرت مولانا عبد الحي لکھنویؒ کے متعلق ارشادفرمایا: ”ذو بركة، لا نظير له في باب التصنيف“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: ”مولانا عبد الحي لکھنویؒ بہت بڑے عالم ہیں، علامہ ہیں، محدث ہیں، علامہ عبد الحي کتانیؒ جیسے ان پر رشک کرتے ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشادفرمایا: ”قال البخاري رحمه الله عن علي بن المديني رحمه الله: ”أعلم الناس“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: ”الدارقطني أحفظ الناس في عصره، وذهن الخطيب أجلىٰ منه، ولذا يعتمد على نقوله“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: ”لأبي نعيم بعض الفوائد، لا توجد عند الحافظ ابن

حجر رحمه الله". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "دلائل النبوة كتاب عجيب، لا بد أن يراجع مرة بعد مرة". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "البيهقيؒ ذكي فهم للغاية، من أعلم أصحاب الشافعي، يفهم كلام الخطابي. السنن الكبرى يجمع كل شيء، كان شافعيا، تدرج وارتقى، حتى صار مجتهدا، وكذا ابن عبد البر. التمهيد كتاب عجيب غريب، بورك له في تصانيفه". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "الإمام الشافعي له ذهن وقاد، بورك له لإخلاصه ونصره للسنة". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "ابن حبان إمام في العلوم والرجال والعلل والتاريخ. وابن خزيمة أعلم منه وأحفظ، لكن بورك في تصانيف ابن حبان، ولم يبارك في تصانيف ابن خزيمة. الحافظ ابن حجر يعتمد على ابن خزيمة، وكتابه كتاب التوحيد هو جزء الصحيح". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "امام ابن حبانؒ علم کے سمندر ہیں۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشادفرمایا: "ابن المنذر رحمه الله هو علامة الخلافيات، كتابه جيد جدا". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشادفرمایا: "ابن عساكر أحفظ الناس في دهره، ليس أقل من الدارقطني، لكنه بالغ في حب الأشعري، ولذا يقول ابن تيمية: "قال أبو القاسم المؤرخ." قلت: "إني أحبه، وهو ليس بمؤرخ فقط". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "لابن دقیق العید جلالة". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "ابن دقیق العید کی "الامام" نہایت عجیب کتاب ہے، پانی میں ڈال دیا کسی نے، کسی شاگرد نے تھوڑا سا حصہ نقل کیا ہے۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "میں نے یہ فن علامہ ابن تیمیہؒ، حافظ ذہبیؒ، حافظ ابن کثیرؒ، حافظ ابن القیمؒ، حافظ ابن رجبؒ، حافظ ابن عبد الہادیؒ، حافظ جمال الدین زیلعیؒ، اور حافظ ابن حجرؒ سے حاصل کیا ہے۔" (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: "میں نے ان کتابوں سے بہت فائدہ اٹھایا: منہاج السنة، فتاوی ابن تیمیہ، تذکرة الحفاظ، میزان الاعتدال، تفسیر ابن کثیر، البدایة والنہایة، زاد المعاد، تہذیب سنن ابی داود، شرح علل الترمذی، الصارم المنکی، نصب الرایة، فتح الباری۔" (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: "إنما استفدت من الذهبی وابن تیمیة وابن کثیر وابن القیم وابن عبد الهادی وابن رجب والزیلعی الذی یهابه ابن حجر، ولا یزید علیه بشیء". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "الصارم المنکی مفید جدا. الحافظ ابن عبد الهادی حافظ یقظ الذهن". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "عرفت ابن رجب رحمه اللّٰه من کتابه "جامع العلوم والحکم". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

صحیح مسلم کے ختم کی مجلس میں ارشاد فرمایا: "حافظ ابن القیم نکتہ نویسی میں ماہر ہیں۔ فرمایا کہ "علی علو سے ہے، حمزہ شیر ہے، عبیدة عبادت سے ہے۔ عتبہ عتاب یعنی ناراضی سے ہے، شیبہ بڑھاپا ہے اور ولید کا معنی ہے چھوٹا بیٹا۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ ابن القیمؒ بہت بڑے مصنف ہیں۔ علومِ ابن تیمیہ کے جامع ہیں۔ ان کی تصانیف میں قبولیت ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ ذہبیؒ عشرہ کے قاری تھے، برزالی سے ملاقات ہوگئی، برزالی نے کہا: ”خطك يشبه خط المحدثين“. کیا جملہ تھا، ایک بجلی تھی، پھر حدیث کے ہوگئے، ایسے ہوگئے کہ ابن حجرؒ نے دعا کی کہ اللہ! ذہبیؒ کا رُتبہ دے دے۔ ہمارے نزدیک ذہبیؒ ناقدین میں سے ہیں اور حافظ ان کے مقام تک نہیں پہنچے۔ جی، شرح الحدیث بالحدیث میں حافظؒ ایسے مقام پر ہیں کہ ابن دقیق العیدؒ بھی اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے۔ ابن حجرؒ نے ابن الملقن کی التوضیح سے بہت فائدہ اٹھایا۔ ابن حجرؒ کے پاس لکھنے کا نفیس سلیقہ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”ابن ابی العز محقق عالم ہیں، حنفی ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”الزم مشارق الأنوار للقاضي، وهو من أولياء الله، علمه كبير، نعم، يكتب ما حضر في ذهنه ولا يهذب“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”الطحاوي إمام، انظر كتابه المشكل“. (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”شیخ البانیؒ فن میں ایک تحقیقی مقام رکھتے ہیں؛ لیکن متاخرین میں سے ہیں، بعض چیزیں متقدم کے سامنے ظاہر ہوتی ہیں، متاخر اُن سے غافل ہوتا ہے۔“ نیز ارشاد فرمایا کہ ”وہ ایک اہل تحقیق عالم ہیں؛ لیکن تنہا ان کی بات غیر معتبر ہے، جب وہ سب کے خلاف ایک بات بولیں۔“ پھر شیخ البانیؒ کے صحیح وضعیف کی تقسیم پر بھی نقد فرمایا۔ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”ناظم صاحبؒ (حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) کا سینہ بالکل شفاف تھا، بہت کم بولتے تھے، ان سے ابوداود، طحاوی، صدرا، شمس بازغۃ اور خلاصۃ الحساب، کتابیں پڑھیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”ناظم صاحبؒ نے کہا: ”ابھی نہیں، ایک وقت آئے گا کہ تمہاری بات حجت ہو جائے گی، دو بار کہا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

مولانا مختار صاحب (حال مقیم لندن) سے ارشاد فرمایا: ”دادا (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) کے وجود سے غم دور ہو جاتا تھا۔ دنیا میں رنج و غم پیش آنا لازم ہے۔ ناظم صاحبؒ صرف اتنا فرماتے تھے: ”میں دعاء کرتا ہوں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "الإمام عبد القادر الجيلاني رحمه الله إمام الأولياء في عصره". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”شبلی نعمانی حب رسول میں غرق ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا وصی اللہ صاحبؒ کو سماوی کشف ہوتا تھا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا وصی اللہ صاحبؒ کا کشف مشاہدہ کی طرح ہوتا تھا، حضرت شیخ کا کشف بھی ایسا نہ تھا، ایک مرتبہ مولانا وصی اللہ صاحبؒ بمبئی میں ایک بزرگ کے مزار سے گزر رہے تھے، جو سمندر میں ہے، فرمایا: یہودی ہے، غضب الٰہی نازل ہو رہا ہے، جلدی چلو، اتنا واضح کشف صرف ان کو ہوتا تھا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”احمد دیداتؒ سے تعلق نہ توڑو، اس کی کوئی مثال نہیں ہے، ”جن“ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”احمد دیداتؒ علامۃ الکتب ہیں، بیمار ہو گیا، ورنہ ایسے آدمی کا ملنا مشکل ہے، مرنے کے بعد اس کی قدر معلوم ہوگی۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”قاضی بیضاویؒ بہت بڑے شافعی عالم ہیں، کشاف کی بات کو اپنی عبارت میں پیش کردی۔ زمخشریؒ معتزلی حنفی ہیں۔ احناف کی دو پارٹی ہے: ایک سنی پارٹی، جس میں شمس الائمہ حلوانیؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ، کردریؒ، قدوریؒ، ابوالبرکات نسفیؒ صاحب الکنز، صاحب درمختارؒ وغیرہ ہیں، دوسری پارٹی معتزلہ کی ہے، جس میں ابوالحسن کرخیؒ، عمر نسفیؒ اور زمخشریؒ وغیرہ ہیں۔ میں صرف زمخشریؒ کو پسند کرتا ہوں، علم حدیث کا دھنی ہے، ابن ابی جمرہؒ ان سے ناراض ہیں، میں ان سے محبت کرتا ہوں، أحبه للحديث، وهو يبغضه للاعتزال“. (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”علامہ سرخسیؒ کی بہت باتیں بے اصل ہوتی ہیں؛ لیکن ان کی کتاب بہت مقبول ہوئی۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”علامہ ابن الہمام احناف کے بیرسٹر (Barrister) ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

علم کے متعلق آداب اور کتابوں کے متعلق نکات:

ارشاد فرمایا: ”ناظم صاحبؒ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کوئی حدیث بے وضو نہیں پڑھاتے تھے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”محدثین تحدیث کے وقت عطر کا اہتمام کرتے تھے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”بغیر ادب کے علم میں برکت نہیں ہوتی۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حسن ادب سے علم آتا ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں نے شیخ عبداللہ بن احمد ناخیؒ سے فون کے ذریعہ اجازت حدیث لی تھی، پھر ملاقات کے لیے حاضر ہوا، جب میں ان سے ملا تو ان کی عمر ۱۱۵؍ سال کی تھی، میں

جب پہنچا تو دیکھا کہ شیخ انتظار میں کھڑے ہیں، انہوں نے حدیث سنائی، میں نے بھی حدیث سنائی، بعد میں پتا چلا کہ آدھے گھنٹہ سے وہ باہر کھڑے تھے، یہ ہے حدیث شریف کا احترام۔ حسن ادب سے علم آتا ہے۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "درس میں پانی پینا حسن ادب کے خلاف ہے۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "علم حدیث میں قوتِ قلبیہ وذہنیہ وجسمیہ صرف کردو۔" (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "محدثین کو حدیث سے محبت تھی، جس کو عشق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "ہمیشہ اصل مرجع دیکھو۔" (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: "چار سال کی عمر میں بھی روایت لی گئی ہے، خطیبؒ نے الکفایۃ میں اس کا ذکر کیا ہے۔" (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "جب میں جوان تھا تو دماغ میرا اور تھا۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "تبیین کی کوشش کریں، تقریر کی نہیں۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "میری تحریر میں ایک حرف کا اضافہ مت کرو، پھر اعتماد نہیں رہتا۔ "طرح التثریب" میں کتنا کلام علامہ عراقیؒ کا ہے، کتنا بیٹے کا ہے، پتا نہیں چلتا۔" (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "فاکہیؒ نے اخبارِ مکہ لکھی، بہت بابرکت کتاب ہے، حافظ ابن حجرؒ بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔" (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: "غایۃ المقصود کے مصنف بہت ذی فہم ہیں، اہل حدیث ہیں، بذل میں وہ نہیں ہے جو غایۃ میں ہے، عون المعبود کے بھی وہی مصنف ہیں؛ لیکن بھائی کی طرف منسوب کردی۔" (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”ترمذی شریف پر تحفۃ الاحوذی سے مکمل کوئی شرح نہیں ہے۔ عیب سے کوئی خالی نہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”ہدایہ بہت بابرکت کتاب ہے، اس کے مصنف ذی علم ہیں۔ جو شخص ہدایہ اچھی طرح سے پڑھ لے اس کے لیے دوسری کتابیں سمجھنا آسان ہو جائے گا، ہدایہ کو مقبولیت حاصل ہے اور وہ مرجع ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”سب طلبہ امانت ہیں، سب میں انصاف کرو، خادم کو ترجیح مت دو۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”ایک مرتبہ مولانا صدیق صاحب باندویؒ کو کشف ہوا، فرمایا: ”طلبہ کو معاف کر دیا کرو، بغیر معافی مانگے معاف کر دو۔“ اس پر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے اس کے بہت فوائد دیکھے ہیں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

میرا تجربہ ہے کہ اللہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

صحابہ تو سو فیصد تابع تھے۔“ (شعبان ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”اگر جرح کی ضرورت ہو تو جرحِ معتدل ضروری ہے، یعنی اس طرح کہ ”أظن أنه وهم“. حضرت شیخ محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”وہم“ کا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے، ”لم أجده“ لکھتے تھے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں ”لم أجده“ کا لفظ استعمال کرتا ہوں، ہم سے بھی غلطی ہوتی ہے، بعد والے لکھیں گے، میں رجوع بھی کرتا ہوں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

فتح الباری کے متعلق ارشاد فرمایا: "هو قاموس السنة، قاله السخاوی".
(شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

فرمایا: ''کویت کے شیخ محمد بن ناصر عجمی جب اوائل سنبلیہ میں سنن النسائی کی پہلی حدیث پر پہنچے تو ارشاد فرمایا: "هذا سند المجتبیٰ، وللنسائی کتاب یسمی "السنن الکبری" الحافظ ابن حجر ادعی فی موضع أن الإمام النسائی روی عن البخاری أحادیث، و أنا فتّشت، فما وجدت، نعم، روی عنه بعض الکلام".
(شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "الأوائل السنبلیة أرویها عن الشیخ زکریا الکاندهلوی".
(شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "البحر الذخار للبزار، فیه فوائد کثیرة". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''سب سے پہلے صحیح کس نے تصنیف کی؟ مالکیہ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے، حاکمؒ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے، مغلطائیؒ کہتے ہیں کہ امام دارمیؒ نے، میں مغلطائی کا قائل ہوں؛ لیکن اس قول میں مخالف ہوں، دارمی میں آثار بھی ہیں اور تابعین کے اقوال بھی ہیں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''مسلم پڑھاتے وقت المعلم، اکمال المعلم، مکمل اکمال المعلم اور نووی سب دیکھو، بار بار دیکھو، پڑھانے سے علم نہیں بڑھتا صرف گویائی کا انداز بڑھتا ہے، کبھی علم بھی بڑھ جاتا ہے، بولتے بولتے کوئی لفظ نکل جاتا ہے۔ علم تو مطالعہ سے بڑھتا ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''کسی کی برائی نام لے کر مت کرو۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''بخاری سے مراد وہ عالم جلیل ہیں جن کی امامت پر امت کا اجماع اور

اتفاق ہے، علامہ ابن الصلاحؒ اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری سے شروع کیا جائے۔ حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ترمذی شریف پڑھی جائے؛ اس لیے کہ اس میں مذاہب ائمہ ہیں، پھر دلائل کے لیے ابو داود شریف، پھر استدلال سے واقفیت کے لیے بخاری شریف، پھر طرق کے لیے مسلم شریف، اس کے بعد ان طرق کے مخفی راز اور علت کے لیے نسائی شریف پڑھی جائے۔ یہ سب نکتے بعد الوقوع ہیں۔ سب سے پہلے بخاری پڑھاؤ، الاھم فالاھم۔ اکابر نے سب سے پہلے قرآن کو مقدم کیا، پھر احادیث کو، اور احادیث میں اوّل درجہ صحیح بخاری کا ہے، پھر صحیح مسلم کا۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "بخاری اور مسلم حدیث کے معتبر ستون ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نسائی مسلم سے اعلیٰ ہے، میں اس کو تسلیم نہیں کرتا، اجزاءِ مسلم دیکھو، جو مصطفیٰ اعظمی نے چھاپے ہیں۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "من قدّم النسائی علی مسلم فی حفظ الحدیث و معرفته، لم ینصفه". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "صحیح مسلم میں امام مسلم نے ابواب درج کیے تھے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں دو رائے ہیں، واللہ اعلم۔ الیواقیت میں اس پر کلام ہے، پھر آیا یہی ابواب ہیں جو مطبوع ہیں یا اور ابواب ہیں؟ اس میں بھی دونوں رائے ہیں۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "ہندی نسخہ میں فوائد زیادہ ہیں۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "دین کی خدمت کا عزم رکھنا چاہیے۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

طلبہ سے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اپنے ارادوں میں۔" (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں نے غصہ میں امام طحاویؒ کی تردید کی، پھر سالہا سال بعد دیکھا کہ امام احمدؒ نے وہی بات یحییٰ القطان سے نقل کی ہے، میں نے اپنا نام مٹا کر یحییٰ القطان کا نام لکھ دیا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا صدیق صاحب مدارس کی عمومی تائید کرتے تھے، فرماتے تھے: اختلاف چھوڑ دو، مدارس کے بغیر اسلام ختم ہو جائے گا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”اصل مدارس ہیں، علم اُن سے محفوظ ہے، دین کی ضرورت ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مدرسہ کے دو کام ہیں، علم و عمل سکھایا جائے، جب کاغذ ملے گا تب پتا چلے گا کہ کتنے سال پڑھائے، یعنی کتنے سال کی پڑھائی مقبول ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

فقہی و علمی رجحانات و تحقیقات:

ارشاد فرمایا: ”اوّلاً ”فاقرأوا ما تیسر من القرآن“ کا نزول ہوا، پھر ارشاد فرمایا: ”لا صلاۃ إلا بفاتحۃ الکتاب“ یہ نصوص بتدریج وارد ہوئے ہیں، گویا ”ما تیسر“ کا مصداق نص نبوی سے سورۂ فاتحہ ہو گیا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”میرا مذہب وہی ہے جو امام بخاریؒ کا مذہب ہے، میں رفع یدین کا قائل ہوں، میں کیا جواب دوں گا اگر سوال ہوا کہ حدیث کا فہم تھا، پھر رفع یدین کیوں نہیں کیا؟“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”جو حدیث صحیح ہو اور غیر منسوخ ہو، میرا اُسی پر عمل ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”صحیح احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں عملاً و اعتقاداً امام بخاریؒ کے مسلک پر ہوں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں ہر چیز میں امام بخاریؒ کا ہم مسلک ہوں، عملاً و اعتقاداً۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”لوگ عامةً اپنا نظریہ قائم کرتے ہیں پھر دلیل تلاش کرتے ہیں، میں دلائل کا جائزہ لیتا ہوں، پھر اپنا موقف قائم کرتا ہوں۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”تقلید تو عوام کے لیے ہے، ان کے لیے جو علم نہیں رکھتے، جو علم رکھتے ہیں ان کے لیے نہیں۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”اجتہاد کا دروازہ الیٰ یوم القیامہ کھلا ہے، اجتہاد جزئی بھی ممکن ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”زیاد تکلہ نے مجھ سے پوچھا، تو میں نے کہا لکھ دو: ”مذهبي مذهب البخاري“. قیامت میں پوچھ لیا تو میں کیا جواب دوں گا؟“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے المہند میں علامہ سیوطیؒ کی بات پر اعتماد کر کے حیاتِ انبیاء کو حیاتِ دنیویہ لکھا ہے؛ لیکن ان سے پہلے محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ حیاتِ برزخیہ ہے، اور یہ حیاتِ دنیویہ سے زیادہ قوی ہے۔“ (شعبان/۱۴۲۱ھ)

ارشاد فرمایا: ”ایسی نماز پڑھو کہ تمام ائمہ کے نزدیک صحیح ہو، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک دونوں سجدوں کے مابین دعا ”رب اغفر لی“ کہنا واجب ہے، اس کا اہتمام کرو۔“ (رمضان المبارک/۱۴۲۵ھ)

ارشاد فرمایا: ”احناف کے نزدیک وضو میں نیت شرط نہیں ہے؛ لیکن بے نیت وضو مت کرو، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شرط ہے۔ عبادت اس طرح کرو کہ سب ائمہ کے نزدیک صحیح ہو۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں عصر اور عشاء صاحبینؒ کے مسلک پر پڑھتا ہوں، ورنہ میں کیا

جواب دوں گا؟'' (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''نماز کے اوقات کے مسئلہ میں امام صاحبؒ کا قول مرجوح ہے، میں عشاء امام شافعیؒ کے قول پر پڑھتا ہوں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''جمع تقدیم صرف امام شافعیؒ کا قول ہے، جو قولِ مرجوح ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''احناف نماز میں تاخیر پسند کرتے ہیں، یہ بنیاد ہی غلط ہے، نماز میں تعجیل مطلوب ہے، حضور ﷺ جب قباء تشریف لے گئے تو فرمایا: "يا بلال! إن حضرت الصلاة ولم آت، فمر أبا بكر، فليصلّ بالناس". (رواه أحمد: ٢٢٨١٦ بإسناد صحيح) (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "ولا يُهِلُّوا قبل ذي الحليفة" حديث میں ہے: "يُهِلُّ أهل المدينة من ذي الحليفة". میرا اسی پر عمل ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''میں قراءۃ خلف الامام کو واجب سمجھتا ہوں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

نوٹ: اس موقع پر حضرتؒ نے تصریح نہیں کی، غالباً یہ سری نمازوں سے متعلق ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی تعلیقات سے پتا چلتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ارشاد فرمایا: ''سفر کے باب میں میرا عمل جمہور کے مسلک پر ہے۔'' (یعنی مدت اقامت چار دن چار رات ہے)۔ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''مسلسل وہ حدیث ہے جس کو کسی خاص وصف سے نقل کیا جاتا ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "الحديث المسلسل بالأولية رواه أبو داود والترمذي، ورواه

البخاری فی الکنی، وقیل: "إنه رواه فی الأدب المفرد"، ولم أجده فی مطبوعة الهند ولا خارج الهند، ولعله سقط، وقرینته أن فی بعض أسانید الأدب والمتن سقطا". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

فرمایا: "حدیث مسلسل بالاولیت میں تسلسل سفیان بن عیینہؒ تک ہے، جو تبع تابعی ہیں، سفیانؒ کے بعد تسلسل نہیں ہے۔ ابن عیینہؒ اکابر حفاظ میں سے ہیں، امام شافعیؒ ان کے اور امام مالکؒ کے متعلق فرماتے ہیں: "لولا هما لذهب العلم من الحجاز". (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "علامہ سخاویؒ نے تصریح کی ہے کہ حدیث مسلسل بالاولیت میں تسلسل سفیان بن عیینہؒ تک ہے۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "میں نے حدیث مسلسل بالاولیت سب سے پہلے حضرت شیخ سے باقاعدہ ۱۳۸۰ھ میں سنی، اس سے پہلے ۱۳۷۷ھ میں بے قاعدہ سنی تھی۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "الفضل المبین کے نسخۂ متداولہ میں سقطات اور تصحیفات بہت ہیں۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "صحابی کسے کہتے ہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صحبت عرفی شرط ہے، بعض کہتے ہیں کہ ایک سال کی صحبت شرط ہے، امام احمدؒ اور علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے صحبت پائی ہو، یا ملاقات کی ہو، یا دیکھا ہو، یہی امام بخاریؒ اور امام طحاویؒ کا مسلک ہے۔ پھر اگر کفر کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس میں اختلاف ہے۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "صحابی کسے کہتے ہیں؟ حافظ ابن حجرؒ نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں، معتبر قول یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس نے حضور ﷺ کو دیکھا، یا تھوڑی دیر صحبت پائی ایمان کی حالت میں اور وفات بھی ایمان کی حالت میں ہوئی۔ یہی امام احمدؒ، علی بن المدینیؒ، امام

بخاریؒ وغیرہ کی رائے ہے اور امام طحاویؒ کی مشکل الآثار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں اسی تعریف کو ملحوظ رکھا ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''صحابہؓ کا قرن خیر القرون ہے۔ اشکال یہ ہے کہ حدیث ہے: "أمتی کالغیث، لا یدری أوله خیر أم آخره". فضل اللہ تورپشتیؒ اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ انفعیت کے اعتبار سے ہے، اور وہ افضلیت کے اعتبار سے ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''اشکال ہے کہ حدیث ہے: "مثل أمتی مثل المطر لا یدری أوله خیر أم آخره". (رواه الترمذی) سراج الدین قزوینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہے؛ لیکن یہ غیر معتبر ہے، یہ جواب دے کر تو احناف کو شرمندہ کر دیا، غالباً چھ صحابہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ (دیکھئے الیواقیت الغالیة ۴: ۳۴۸) ایک صحیح ابن حبان میں ہے، یہ حدیث حسن ہے۔ جواب نمبر دو: "خیر کم قرنی" کا تعلق افضلیت سے ہے اور "مثل امتی مثل المطر" کا تعلق انفعیت سے ہے، مثلاً بعض صحابہ سے کوئی روایت منقول نہیں ہے، جب کہ بعد کے بعض لوگوں سے بہت نفع پہنچا۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: "خیر أمتی قرنی"، "قرن" کی تفسیر کے متعلق دو رائے ہیں۔ یہ خیریت عہد نبوی میں عروجی ہے اور اس کے بعد نزولی ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ''صحابہ تو مطلقاً بعد کے سارے طبقات سے افضل ہیں، صحبت نبوی سے ایک خاص نورانیت حاصل ہوتی ہے، جس کی کوئی مثیل اور نظیر نہیں، بعد کے قرون میں مجموعی افضلیت ہے، عین ممکن ہے کہ کوئی تبع تابعی افضل ہو کسی تابعی سے، مثلاً امام مالکؒ تابعی ہیں؛ مگر بہت سے تابعین ان کے مقام تک نہیں پہنچے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

کویت کے شیخ محمد بن ناصر عجمی سے ارشاد فرمایا: "شیء في قلبي أذکر لك:

”غلب على عائشة رضى الله عنها فى الجمل عبد الله بن الزبير، وإنا نحب عائشة رضي الله عنها“. (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”جاہل صوفیوں کی بات ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے عشق ہو، اصل تو اطاعت اللہ ہے اور اسی کا عشق ہونا چاہیے، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، یہ تو جذبات رحمانی ہیں، جیسے ایک باپ اور بیٹے میں محبت ہوتی ہے، غلط کہتے ہیں کہ یہ نفسانی محبت ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”السفر لزيارة القبور ليس بمذهبي، إنما مذهبي مذهب الحديث“. (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں، حدیث میں اس کی تصریح ہے، یہ دلیل ہے کہ انسان بندر نہیں تھا۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

”لولاك لما خلقت الأفلاك“ کے متعلق ارشاد فرمایا: ”بڑے بڑے مصنفین کو غلطی ہوتی ہے، تخلیق انس کا مقصد عبادت ہے، اور سید الانس عبادت میں سب سے افضل ہیں، حضور ﷺ کی محبوبیت اطاعت اور عبادت سے ہے، نہ کہ کسی اور شیٔ سے۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں ید، قدم، سب کا قائل ہوں، کیفیت کا قائل نہیں ہوں، خالق کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، میں حقیقت کا قائل ہوں، ظواہر قرآن وحدیث کو مانتا ہوں، تاویل کو نہیں مانتا۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں حدیث کا ظاہر مانتا ہوں، میں محدثین کے مسلک پر ہوں۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”قال: لن تراني“ ایک لفظ میں بتادیا کہ اس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا، اللہ

تعالیٰ کی عجیب شان ہے، حضور ﷺ نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں؟ امام غزالیؒ انکار کرتے ہیں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بار بار دیکھا، حدیث کا ظاہر ان ہی کے ساتھ ہے۔“
(شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

محدثات میں قدم کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ اور اسی طرح علامہ ابن ابی العز الحنفی کا موقف بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ”یہ مسئلہ بڑا نازک ہے، پرہیز کرنا چاہیے، سکوت اولیٰ ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مدارس میں دستار بندی کا مقصد اعتماد ہے، ورنہ قدیم زمانہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”پانی کے مسئلہ میں میں امام مالکؒ کے قول پر عمل کرتا ہوں۔“
(شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حضرت فاطمہؓ کی قبر بقیع میں ہے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

دیگر کتب سماویہ کلام اللہ ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”موجودہ تورات پر بھی کلام اللہ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے؛ اس لیے کہ محققین جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وغیرہ کے نزدیک تورات پوری محرف نہیں ہیں؛ بلکہ اس کے بعض اجزاء محرف ہیں، لہٰذا اس کو کلام اللہ کہہ سکتے ہیں؛ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ کہنا ضروری ہے کہ اس میں تحریف واقع ہوئی ہے۔“

اس پر والد محترم مفتی شبیر احمد صاحب نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ تورات کتاب اللہ ہے، کلام اللہ نہیں ہے، حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا: ”کلام

اللہ ہے، اللہ تعالیٰ کا لکھنا یہی اس کا کلام ہے، اگر آپ کچھ بولتے ہیں تو یہ آپ کا کلام ہے، اسی طرح اگر آپ کچھ لکھتے ہیں تو یہ بھی آپ کا کلام ہے، یہ بات الگ ہے کہ قرآنِ کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ إِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝﴾ یہ قرآنِ کریم کی وجہ امتیاز اور خصوصیت ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

نوٹ: حضرت شیخ کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ تورات و دیگر کتب سماویہ اصلاً وحقیقۃً کلام اللہ ہیں اور اسی کے مدنظر موجودہ کتب پر بھی کلام اللہ کا اطلاق بشرطِ ذکرِ وقوعِ تحریف جائز ہے۔

ارشاد فرمایا: ''مضمضہ کے وقت انگلی کا استعمال حضرت علیؓ سے ثابت ہے، حضور ﷺ سے نہیں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

تصویر کے مسئلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ کی تحقیق کے متعلق ارشاد فرمایا: ''مولانا غلط لکھتے ہیں، یہ تصویر ہی ہے، کبھی عالم کو دھوکہ ہو جاتا ہے، روایات کتنی سخت ہیں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''میں تیمّم میں امام بخاریؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کے مسلک پر ہوں، ترابِ منبت ہونا ضروری ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

۱۵/ شعبان کو کسی نے کہا کہ سعودی لوگ آج کے روزہ کا اہتمام نہیں کرتے، اس پر سخت لہجہ میں ارشاد فرمایا: ''سنت سے کچھ ثابت نہیں ہے، سعودی والے صحیح کرتے ہیں، ایک روایت ہے، لیکن ابوبکر بن ابی سبرۃ متہم بالوضع ہیں، ۱۵/ شعبان کا روزہ ایک بھی روایت سے ثابت نہیں ہے، صوفی لوگ زیادہ گڑبڑ کرتے ہیں، آپ بچوں کا روزہ ہے؛ اس لیے میں نے تو قضا کی نیت سے روزہ رکھا ہے۔'' (۱۵/ شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''ابن الدغنہ نے جو حضرت ابوبکر الصدیق کے اوصاف بیان کیے تھے

جو بخاری کتاب الکفالہ میں مروی ہیں، وہی اوصاف حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کی شان میں بیان کیے تھے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں صحابہ میں تفریق کا قائل ہوں محبت میں مساوی؛ لیکن پھر مختلف درجات ہیں، جتنا اقرب الی السنۃ اتنا ہی اقرب الی اللہ ہوں گے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ”فاطمة بنت سيد الرسل“، ایک لفظ میں حافظؒ نے قلم توڑ دیا، ”فاطمة سيدة نساء أهل الجنة“. صحیح روایت ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مشاجراتِ صحابہ کے متعلق امام احمدؒ کا قول اسلم ہے: ”أمروها كما جاءت“. (شعبان/۱۴۳۸ھ)

زہد، صلاح، تقویٰ، اتباعِ سنت، عشق حدیث، تزکیۂ نفس:

ارشاد فرمایا: ”أهل الحديث طويلة أعمارهم، و وجوههم بدعاء النبي منضّرة“.
پھر ارشاد فرمایا: ”۲۶/رجب/۱۴۳۷ھ کو میری عمر ۸۱ سال کی ہو گئی۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حسن خلق ایک باطنی قوت ہے، جو انسان میں ہوتی ہے۔ ”قيل: يا رسول الله! ما حسن الخلق؟ فقال: ”لا تغضب“. واپس کہا، وہی جواب دیا، واپس کہا، وہی جواب دیا، پھر کہا: ”ما لك لا تفهم؟“ اس لیے کہ حسن خلق کی جڑ عدم غضب ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”كان خلقه القرآن، أي العمل بالقرآن“. خوش اخلاقی کسے کہتے ہیں؟ علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ ”خوش نیتی کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حضرت عبداللہ بن عمر جب ﴿وَ مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾

پڑھتے تو ارشاد فرماتے: "لا أحد". (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

حدیث النیۃ کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’احادیث کا سرچشمہ نیت حسنہ ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ’’دین نیت واعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نیت کو صحیح کر کے پڑھو، نیز مؤلف نے حسن نیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’امام بخاریؒ نے حدیث النیۃ سے کیوں ابتدا کی؟ اپنی حسن نیت پر تنبیہ کرنے کے لیے، یا طالب علم کو ترغیب دینے کے لیے، یا حضورﷺ کی حسن نیت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے، یعنی حضورﷺ نیت کے مقامِ علیا پر فائز ہیں، حضرت حسانؓ نے کہا تھا: "له همم لا منتهى لكبارها، وهمته الصغرى أجل من الدهر". (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’امام بخاریؒ کی عبدیت ہے کہ ہر حدیث کے لیے غسل فرمایا اور نیت کے بارے میں خائف رہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’جو کام اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اس کا انجام صحیح ہوتا ہے، اپنی ذات کے لیے مت کرو۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’کارِ خیر سے دنیا مطلوب نہ ہونی چاہیے، اگر انعام ہو جائے تو ٹھیک ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’نیت ایک خاص انسانی کیفیت قلبیہ کا نام ہے، مخصوص ارادہ پر بولا جاتا ہے، ارادہ کا تعلق نفس فعل سے ہے، اور نیت صرف الفعل الی اللہ کا نام ہے۔ علامہ قرافی فرماتے ہیں کہ ارادہ کی دس انواع ہیں، ان میں سے ایک نیت بھی ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

صحیح مسلم کے ختم کی مجلس میں ارشاد فرمایا: ’’امام مسلمؒ نے اپنی کتاب کا اختتام ہشیم کی روایت سے کیا، ہشیم یہ ”ھشم“ سے ہے جسکے معنیٰ ہیں ’’چُور کردینا‘‘، امام مسلمؒ کا قلم چُور ہوگیا، اشارہ کردیا کہ انسان کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

صحیح مسلم کے ختم کی مجلس میں ارشاد فرمایا: ’’امام مسلمؒ نے اپنی کتاب کا اختتام حدیث مبارزت سے کیا، جمہور علماء کے نزدیک مبارزت جائز ہے، اور یہی صحیح قول ہے، امام کی اجازت ضروری ہے یا نہیں؟ اس میں دونوں قول ہیں، امام مسلمؒ نے اشارہ کردیا کہ حق و باطل کا مقابلہ دائمی ہے، اور ہشیم راوی سے اشارہ کردیا کہ ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’ختم النبوۃ کے متعلق میں نے احادیث جمع کیں، میرے نبی کا حق ہے، اس نیت سے میں نے جمع کیں۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’ڈاڑھی کی رونق ہی ختم ہوجاتی ہے اگر ایک مرتبہ اسے کاٹ دیا جائے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’ہجرت سے انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’میں مکہ مکرمہ پہنچتا ہوں تو سب تھکان ختم ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے کعبہ میں عجیب برکت رکھی ہے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ’’صرف مدینہ مت کہو، اجمیر شریف کہہ سکتے ہو تو مدینہ شریف نہیں کہہ سکتے؟‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ﴾

آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تلاوت عبارت سے متعلق ہے، تعلیم کا تعلق معانی سے ہے، اور ”تزکیہ“ نفوس کو تربیت کے ذریعہ نجس اعتقاد، شرک و بدعت اور نجس اخلاق و اعمال سے پاک کرنا اور اتباع سنت پر چلانا ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”انسان روح اور جسم سے مرکب ہے، روح کا تعلق عالم روحانیت سے ہے اور جسم کا تعلق عالم جسمانیت سے ہے، جسم کی غذا عالم اجسام سے ہے اور روح کی غذا عالم روحانیت سے ہے، اس میں سب سے بڑی غذا قرآنِ کریم ہے، پھر اس کی تفسیر حدیث شریف سے۔ ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾۔ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مشہور ہے کہ روح کی تخلیق پہلے ہوئی، پھر جسم کی؛ لیکن کوئی صحیح روایت نہیں ہے، موضوع روایت ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا صدیق صاحبؒ کا تقویٰ زبردست تھا، متوکل علی اللہ تھے، مدرسہ کا ایک دانہ نہیں کھایا، وہ تنخواہ نہیں لیتے تھے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”تقویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”جب میں نے توکل کی راہ اختیار کرنے کا قصد کیا تو مولانا عبد الحلیم صاحب سے مشورہ کیا، تو فرمایا: اگر آپ چاہتے ہیں تو ہو جائے گا، مولانا صدیق صاحبؒ نے کہا: ابھی نہیں، تجھ سے نہیں ہو سکے گا، میں نے کہا: بس ارادہ کر لیا ہے، میں نے دفتر میں لکھ کر بھیج دیا: ”تا اطلاعِ ثانی میری تنخواہ موقوف کر دی جائے۔“ شروع میں فاقے بھی آئے، پہلے مہینہ پانچ سو روپیہ آئے، دوسرے مہینہ دو سو روپیہ، تیسرے مہینہ پینتیس روپیہ، میں نے مولانا صدیق صاحبؒ سے پوچھا: توکل میں فاقہ بھی آتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں۔“ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”میں صوفیہ کا کلام زیادہ نہیں لیتا، ہاں! محققین صوفیہ جیسے شیخ عبد القادر

جیلانیؒ اور مجدد الف ثانیؒ کا استثنا ہے؛ اس لیے کہ یہ حضرات تو صاحب سنت وطریقت ہیں۔ ناظم صاحب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ ”ہمارا تصوف تو فقیہانہ ہے۔“
(شعبان/۱۴۳۳ھ)

ارشاد فرمایا: ”تصوف نام ہے تصحیح نیت کے ساتھ اتباعِ سنت کا۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”اتباعِ سنت سے باطن مزکی ہوتا ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”خلافت ولایت کی دلیل نہیں ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”حضور ﷺ نے آواز سن کر کہا: ”خديجة، اللّٰهم هالة.“ نیز ارشاد فرمایا: ”إني رزقت حبها“. حضور ﷺ کی روح اور حضرت خدیجہؓ کی روح ملی ہوئی تھی۔“
(شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”دو الگ الگ سنت ہیں، دانتوں کے برش سے سنت تنظیف ادا ہوگی، نہ کہ لکڑی کی سنت۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مولانا زکریاؒ کی فضائل میں نے بالاستیعاب نہیں پڑھی، تاریخ دعوت وعزیمت خارج میں پڑھی، میں صرف نبی کا کلام پڑھتا ہوں، ہاں! سید سلیمان ندویؒ کا میں قائل ہوں، بہت علم تھا، معقولات میں وہ مولانا انور شاہ صاحبؒ سے کچھ کم نہیں تھے، تعبیر اور حسن بیان میں وہ اپنی مثال آپ ہیں، ان جیسا کوئی نہیں۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”علامہ طیبیؒ لکھتے ہیں: ”قال الدار الحديثي (شرح مشكاة ٩: ٨٥٧٢) میں اسی برادری کا آدمی ہوں۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

فرمایا: ”تھوڑی تواضع سے بہت بڑا اختلاف ختم ہوجاتا ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”عارف ابن ابی جمرہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے کام لینا چاہتے

ہیں تو دل میں ابتدا سے شوق ڈال دیتے ہیں، بچو! بے شوق کام نہیں ہوتا۔" (شعبان/۱۴۳۸ھ)

آدابِ معاشرت، نکاح، ضیافت، کھانا پینا اور لباس:

ارشاد فرمایا: "علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے، میں واجب نہیں کہتا؛ لیکن میرا عمل اسی پر ہے۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "کھانے کی چار سنتیں ہیں: (١) بسملة (٢) الأكل باليمين (٣) الأكل مما يليك، یہ دو علامہ ابن حزمؒ اور بعض شوافع کے نزدیک واجب ہیں۔ (٤) الحمد بعد الفراغ". (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "مہمان وہ ہے جو تمہارے قصد سے آیا ہو، "إن لضيفك حقا" آخری نبی علیہ وسلمﷺ کا فرمان ہے، مخاطب میزبان ہے، سنت سمجھ کر کھلاؤ، سنت کی نیت سے کھلاؤ۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "حدیث میں وارد ہے: "كلوا الزيت، وادهنوا به" میرا اسی پر عمل ہے، اسی میں کھانا پکواتا ہوں۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "زیتون کا تیل استعمال کرو، قرآن اور حدیث میں اسے بابرکت کہا گیا ہے۔" (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: "تنگ پائجامہ کو میں ناجائز سمجھتا ہوں، اس میں حکایت ماتحت اللباس ہے۔" (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: "ناظم صاحبؒ نے فرمایا کہ "ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں، پھر سب کچھ ہیں۔" (شعبان/۱۴۳۸)

کسی نے حضرت شیخ زکریاؒ کو مدینہ منورہ کی مٹی سے بنایا ہوا ایک پیالہ بطورِ ہدیہ

پیش کیا، اس پر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: ''فقہاء نے اس سے منع کیا ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) نے مجھ سے پوچھا کہ عمامہ کیوں باندھتے ہو؟ میں نے کہا: سردی سے بچنے کے لیے، فرمایا: سنت کی نیت سے باندھو۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''عمامہ سنت کی نیت سے باندھو، نہ کہ زینت یا شان کے لیے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

طالبات کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''گھر کو سنوارنا، مسئلہ مت بتانا، مردوں کا حق اونچا ہے۔ ﴿الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس سرہٗ) نے اپنی بیٹی کو نصیحت کی تھی: (۱) خاوند کی اطاعت کرنا۔ (۲) سسرال والوں کو خوش رکھنا۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سال تک تنہا رہے، پھر حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتی تھیں، بہت خیال کرتی تھیں۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ''نکاح کے وقت تین نیتیں کرو: (۱) اتباعِ سنت (۲) احصانِ فرج (۳) اِکثارِ امت۔'' (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ''عود جنت میں بھی ہوگا؛ لیکن سب سے افضل خوشبو مشک ہے، جیسا کہ حدیث میں اس کی تصریح ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

تلاوتِ قرآن، ادعیہ، اذکار، توبہ واستغفار:

ارشاد فرمایا: ''یہ جو صوفیہ کہتے ہیں: ''نعم المذکر السبحة'' میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے، تسبیح نہ ہو تو آدمی بھول جاتا ہے، چوک جاتا ہے۔'' (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”شیطان کے وساوس سے وہی آدمی بچ سکتا ہے جس کے دل میں ذکر اللہ کا غلبہ ہو۔“ (شعبان/ ۱۴۳۶ھ)

ارشاد فرمایا: ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة“ یہ جوامع ادعیہ میں سے ہے، پھر میں نے یہی قاضی عیاضؒ کے کلام میں دیکھا، میں نے اپنا نام مٹا کر ان کا نام لکھ دیا، قاضیؒ حدیث کی دنیا میں مسلم ہیں، ان کی ولایت بھی مسلم ہے، اس دعا میں دنیا اور آخرت کی سب حسنات شامل ہیں، اس نیت سے پڑھو۔ مسلم شریف میں ہے: ”أفلا قلت: ”اللّٰهم اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة، وقنا عذاب النار“. (رقم: ٢٦٨٨)

مولوی اطہر حسین (برادر حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ) سے ایک آدمی نے پوچھا جو سعودی عرب حج کے لیے جا رہا تھا کہ کوئی دعا تجویز کیجیے، تو یہ دعا تجویز کی، اس نے کہا: یہ تو سب لوگ پڑھتے ہیں، مولوی اطہر نے کہا: یہ رجسٹرڈ (registered) دعا ہے۔“ (شعبان/ ۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ پورے طواف میں یہی دعاء پڑھتے تھے: ﴿ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار﴾ ایک صحابی بیمار ہوئے، حضور ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور پوچھا: ”هل كنت تدعو بشیء؟“ تو جواب دیا: ”نعم، کنت أقول: اللّٰهم ما کنت معاقبی به فی الاٰخرة، فعجّله لی فی الدنیا“ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سبحان اللّٰه، لا تطیقه، أ فلا قلت: ”اللّٰهم اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار، قال: فدعا اللّٰه له، فشفاه“. (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”وجودِ نبوی عذاب کو روکتا ہے: ﴿وما کان اللّٰه لیعذبهم وأنت

فیہم﴾ اور عمومی استغفار عذاب کے لیے مانع ہے: ﴿وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون﴾ ”(شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”تسبیح اللہ تعالیٰ کے تقدس کا اقرار ہے، تحمید اللہ تعالیٰ کے کمالات کا اقرار ہے، ﴿فسبح بحمد ربك﴾ الحمد: هو الثناء بالجميل على قصد التبجيل.“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”نوافل میں قرآن پڑھنے کی عادت ڈالو، ایک مدت کے بعد طبیعت عادی ہو جائے گی۔“ (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ بچوں کی قدر کرتا ہوں، گجراتی بچوں کی خصوصیت ہے، ان کے والدین حفظ کرواتے ہیں، مشائخ یمن گجرات آئے تھے، ان سے ادب سیکھا، انہوں نے لوگوں پر محنت کی، تصوف، علم دین اور قرآن ان میں آگیا۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”درود شریف سے مشکلات دور ہوتی ہیں، یہ مجمع علیہ عمل ہے، قبولیت مُصدَّق ہو جاتی ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

فرمایا: ”درود شریف ہر مصیبت کا علاج ہے، اخلاص سے پڑھو۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

فرمایا: ”درود ہر دعا کا مبتدا و منتہیٰ ہے، اس سے دعا قبول ہوتی ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”بخاری میں سات ہزار سے زائد احادیث ہیں، اتنی مرتبہ درود پڑھنے سے برکات لاحق ہوتی ہیں، درود اپنے دامن میں دعا کو لپیٹ کر اوپر چلی جاتی ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ایک شخص سے ارشاد فرمایا - جو کسی مجبوری کی وجہ سے مدینہ منورہ نہ جا سکے -: ”تمہارے لیے کفارہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے لے کر پاکستان پہنچنے تک درود شریف پڑھتے

رہو۔“ (شعبان/۱۴۳۶ھ)

ختم بخاری کے بعد ارشاد فرمایا: ”پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرو، پھر دعا مانگو، امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الدعوات کا آغاز استغفار اور توبہ کے ابواب سے کیا ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”وضو کے دوران اَدعیہ ثابت نہیں ہیں۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”مسنون ادعیہ کا اہتمام کرو، جیسے: ” أمسينا و أمسى الملك للّٰه“ سنت کی برکت سے مختصر اَدعیہ لمبے لمبے وظائف سے بڑھ جاتی ہیں۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”عارف ابن ابی جمرہؒ فرماتے ہیں کہ جب نافس پڑھتا ہے تو انفاس میں برکت آ جاتی ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے یہاں دم میں تفل بھی ہوتا تھا، یہ قولِ مرجوح ہے۔ ”نفس“ کے معنیٰ ”نفخ“ ہیں علی الراجح، ویسے دونوں قول ہیں، مجھ کو راجح عدم تفل لگتا ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”بارک اللہ“ کہنے سے نظر دور ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے: ”هلا بركت عليه.“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”حافظ پٹیل صاحب مستجاب الدعوات ہیں۔“ (شعبان/۱۴۳۵ھ)

مناماتِ صالحہ:

ارشاد فرمایا: ”حافظ ابن حجرؒ کو خواب میں دیکھا، فوق السرة ہاتھ باندھے ہوئے ہیں، میں نے سوچا کہ تحت السرة کی صرف ایک روایت ہے، فوق السرة وتحت الصدر کی دو روایات ہیں، ان میں بھی کلام ہے؛ لیکن مجموعی اعتبار سے قوت ہے۔“ (شعبان/۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ”رأيت الشافعي فی المنام، فسألته: هل لك أولاد؟ فقال: نعم، من جهة البنات“. (شعبان/۱۴۳۷ھ)

ارشاد فرمایا: ’’امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا، ان کی قبر پر ایک چھوٹی ٹہنی ہے، جو مشک کی خوشبو سے معطر ہے، تعبیر یہ ہے کہ میں ان کے علوم سے فائدہ اٹھاؤں گا۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

۱۴۱۶ھ کے موطا امام محمد کے درس میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ’’سب سے زیادہ شغف مجھے امام شافعیؒ کی کتاب الام سے رہا ہے؛ اس لیے کہ امامؒ حدیث کے متعلق بحث کرتے ہیں، اس کی تعلیلات پر بحث کرتے ہیں، اس کے رجال پر بحث کرتے ہیں، اس کی درجہ بندی کرتے ہیں، اور میرا یہی مزاج ہے۔‘‘ (رجب/ ۱۴۱۶ھ)

ارشاد فرمایا: ’’خواب دیکھا کہ علامہ ابن حزمؒ اور حضور ﷺ ایک دوسرے میں حلول ہوگئے، اللہ اکبر! تمام سنن قولاً، فعلاً واعتقاداً علامہ ابن حزمؒ کے سامنے ہیں، بہت بڑے آدمی ہیں، ابن حزمؒ سے مجھے اعتقاد ہے، حب الرسول میں وہ برا بھلا کہتے ہیں، علامہ ابن حزمؒ کسی کو چھوڑتے نہیں ہیں، حب الرسول کا غلبہ ہے۔ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ ’’داود ظاہری بہت بڑے آدمی ہیں، نیز فرماتے تھے کہ دار قطنیؒ نے جو امام ابوحنیفہؒ پر جرح کی ہے اس پر ان کو ثواب ملے گا، ہمارے بڑے سب کا ادب کرتے تھے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’ایک دن مہمان آئے، میرے پاس کچھ نہ تھا، میں پریشان ہوا، خواب دیکھا، دائیں ہاتھ پر لکھا ہوا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ شام کو پیسے آگئے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’خواب دیکھا، نانی سفید لباس میں لپٹی ہوئی ہیں، مجھے گلے لگا رہی ہیں، چوں کہ میں نے ایصالِ ثواب کیا تھا تو میں سمجھا کہ وہ خوش ہیں۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ارشاد فرمایا: ’’خواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، ناظم صاحبؒ کے کمرے میں لیٹی ہوئی ہیں، پھر منظر بدل گیا اور میں اسی جگہ لیٹا ہوں، میں نے تعبیر کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے علومِ عائشہؓ سے حظ وافر دیں گے۔‘‘ (شعبان/ ۱۴۳۸ھ)

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: مولانا محمد امین کھولوڑی فلاحی زید علمہٗ وکرمہٗ

(استاذ دار العلوم فلاحِ دارین، ترکیسر)

ایک رمضان المبارک کے آخری عشرے کی یہ چند مجالس ہیں، جن میں بندہ راقم شریک تھا، جو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی ہیں، اس امید کے ساتھ کہ کسی کو نفع پہنچ جائے۔

ذکر سویا ہوا شیر:

۲۳/رمضان المبارک، بروز بدھ فضائل ذکر کی مجلس کے دوران فرمایا: ”حضرت شیخ زکریاؒ فرماتے تھے کہ ذکر، سویا ہوا شیر ہے، شیر جاگتا ہے تو جنگل میں کھلبلی مچا دیتا ہے، ایک آواز لگاتا ہے کہ پورا جنگل ہل جاتا ہے، بڑے میاں (حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ) بھی کیا عجب مثال دیا کرتے تھے۔“

نماز میں سستی عبارت میں غلطی کا سبب:

فرمایا: ”ایک دن میں عبارت پڑھ رہا تھا، دو تین جگہ غلطی ہوئی، فوراً حضرتؒ نے فرمایا: ”کیوں تم نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: حضرت پڑھتا ہوں، فرمایا: پھر یہ کیا کر رہے ہو؟ مطلب حضرتؒ کا یہ تھا کہ نماز پڑھنے سے عادۃً عبارت پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی۔“

حضرتؒ کی خواہش:

فرمایا: میں بہت چھوٹا تھا، والدہ کے ساتھ کھیت جا رہا تھا، ارہر کی کھیتی لہلہا رہی تھی،

دل میں خیال آیا کہ کاش میں حافظ ہوتا تو یہاں بیٹھ کر قرآنِ کریم کی تلاوت کرتا۔ حفظ قرآن بہت بڑی نعمت ہے، اس کی قدر کرنی چاہیے۔“

بچوں کی اچھی تربیت:

۲۴ ر رمضان المبارک کی شب کو فرمایا: ”بچوں کی اچھی تربیت کرنے سے بچے اچھے بن جاتے ہیں؛ مگر پہلے پیار محبت سے مانوس کرو، جب مانوس ہو کر ماننے والے بن جائیں تب سختی کرنی چاہیے، شروع ہی سے ڈانٹ ڈپٹ مفید نہیں ہے۔ بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی بچے کو گالی دے دی، تو والدہ نے زور سے تھپڑ لگایا اور کہا یہ منھ اور گالی؟ (یہ واقعہ نانی صاحبہ نے سنایا تھا، ذاتی شعور نہ تھا) آج اگر والدہ ہوتیں تو وہ میری تربیت فرماتیں؛ لیکن وہ تو چلی گئیں۔“ (یہ کہتے ہوئے حضرتؒ کا دل بھر آیا)

حضرتؒ کا بچپن:

فرمایا: ”۲۷ ویں شب کو ہمارے گاؤں (جونپور) میں بڑی ہلچل رہتی، مسجد میں شور شور ہوتا، ہم بچے تھے، سارے بچے مسجد میں گشت کرتے رہتے تھے، پھر تھک جاتے تو ہاتھ میں تسبیح لے کر سو جاتے، نیند لگ جاتی؛ مگر رات بھر ایسا لگتا کہ ہم تسبیح پڑھ رہے ہیں، یہ سب اچھی تربیت کا اثر تھا، اچھی تربیت سے بچے اچھے بنتے ہیں۔“

سب کے ساتھ ایک جیسا معاملہ نہ رکھو:

فرمایا: ”اگر بچے کا ذہن حفظ میں نہ چلے تو پھر زبردستی نہ کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ سب کا ذہن ایک جیسا نہیں ہوتا، ورنہ پھر فکر اور سوچ ہی میں ڈوبا رہے گا۔“

ایک بابا کا ہر وقت ذکر الٰہی میں رہنے کا واقعہ:

۲۵ ر رمضان بعد عصر فضائل اعمال کی تعلیم میں حدیث: ”لسانك رطبا بذكر اللّٰه

الـخ“ یعنی ”ہر لمحہ زبان ذکر اللہ میں لگی رہے“ پڑھی گئی، اس پر حضرتؒ نے فرمایا: ”ایک مزدور کو میں نے دیکھا، حضرت مفتی مظفر حسین صاحب سے بیعت تھا، دیکھا کہ ہمیشہ کچھ پڑھتا ہی رہتا تھا، بچہ پارٹی ان کا مذاق بھی اڑایا کرتی، ایک دن میں نے پوچھا: (اپنے مخصوص انداز میں) ”بابا کیا پڑھتے رہتے ہو؟ تو منہ کھولا اور کہنے لگا: ”لا الٰہ الا اللہ“ مزدوری کرتے رہتا ہوں اور زبان سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہتا ہوں۔ جاؤ۔“

اصل لباس تقویٰ:

فرمایا: ”ظاہری لباس اور احوال سے کسی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے، اللہ کے یہاں لباس نہیں دیکھا جاتا، مال اور جمال نہیں دیکھا جاتا، اللہ کے یہاں تو دل کا حال اور اخلاص دیکھا جاتا ہے۔“

بیمار کے لیے سب سے افضل ذکر:

فرمایا: ”بیمار کے لیے سب سے افضل ذکر میری سمجھ میں تو یہی آرہا ہے کہ ”لا الٰہ الا اللہ“ پڑھتا رہے، زبان پر کوئی دشواری بھی نہیں ہوتی، بہت آسان ہے۔“

ایک آدمی کا اللہ تعالیٰ سے رشتہ ٹوٹنے کا واقعہ:

ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: حضرت! اللہ تعالیٰ سے میرا رشتہ ٹوٹ گیا ہے، میں نے کہا: میں اتنا بڑا آدمی تو نہیں کہ تمہارا رشتہ جوڑ دوں، تم درود شریف کثرت سے پڑھا کرو؛ اس لیے کہ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ کی روحِ اقدس خوش ہوتی ہے، پھر بندے کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے۔

ذکر سے زبان میں مٹھاس:

حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ نے فضائل ذکر میں لکھا ہے کہ میں نے بعض بزرگوں کو دیکھا کہ ذکر کرنے سے ان کی زبان میں مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے؛ بلکہ پاس بیٹھنے والے کو بھی

منھ میں پانی آجاتا ہے، اس پر فرمایا کہ ”ذکر کا یہ اعلیٰ درجہ ہر کسی کو تو حاصل نہیں ہوتا، ہر ایک کی طبیعت اور صلاحیت الگ ہوتی ہے، مختلف ہوتی ہے؛ لیکن تھوڑا موڑا مزہ تو ہر ایک کو حاصل ہوتا ہی ہے، بشرطیکہ رطوبت لسان بکثرت ذکر اللہ اور بدوام ذکر اللہ ہوتی رہے۔“

ایک صالح آدمی کا قصہ:

فرمایا: ”ایک آدمی تھا، بڑا نیک تھا، دس سال قبل دیکھا تھا، پتا نہیں زندہ ہے کہ نہیں؛ لیکن ہمیشہ ذکر کرتا رہتا تھا، صوفی قسم کا تھا، مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے بیعت تھا، ایک مرتبہ ناظم صاحبؒ نے اس سے پوچھا: ارے تو مجھ سے بیعت ہے؟ تو فوراً کہنے لگا: نہیں جی! میں آپ سے بیعت نہیں ہوں، (وہاں موجود سب لوگ ہنس پڑے) کہنے کا منشا یہ ہے کہ اچھوں کی صحبت میں رہو، بری صحبت سے بچو، اپنی اولاد کی بھی فکر کرو، بری صحبت سے انہیں بچاؤ۔“

حضرت صدیق اکبرؓ کا سوال کہ کونسی دعا مانگوں؟

۲۸/ رمضان بعد عصر فرمایا: ”حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! ایسی دعا بتلا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں، تو ارشاد ہوا اللّٰهم إني ظلمتُ نفسي......الخ“ پڑھا کرو، اب سوال کہ اقرارِ گناہ تو سب کرتے ہیں، پھر صدیق اکبرؓ کی کیا خصوصیت اور اس میں خاص بات کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ دعا قطعی الاجابت ہے کہ اس میں ”ظلمت نفسي ظلما كثيراً“ ہے، بندہ اضطراری کیفیت میں دعا کرتا ہے، جو قبولیت کی علامت ہے، قرآن میں بھی ﴿أمن يجيب المضطرّ إذا دعاه﴾ ہے، اس میں قبولیت کی قطعیت کو بیان کیا گیا ہے اور اسی کو خاص طور پر بیان فرمایا ہے۔ اس لیے ”ربنا اتنا فی الدنیا“ کو بھی اضطراری کیفیت سے مانگنا چاہیے، تو اس کے آثارِ

قبولیت ظاہر ہوں گے۔''

سہارن پور کے حالات کشیدہ ہونے پر حضرتؒ کی طرف سے جامع ہدایات:

۲۷/ رمضان، سنیچر بعد نماز ظہر ذکر کی مجلس ہوتی ہے، خلافِ معمول حضرت نے مائک منگوایا، چوں کہ شہر کے حالات کشیدہ تھے، اس پر حضرتؒ نے ایک پیغام دیا اور ہدایت فرمائی۔ شہر کی ایک مسجد کے پڑوس کی زمین کا مسئلہ تھا، معاملہ مسلمان اور غیر مسلموں کے درمیان تھا، کسی وجہ سے آپس میں جھگڑا ہو گیا، دونوں گروہ آمنے سامنے آگئے اور ہتھیار چلے، جس میں چار پانچ مسلمان شہید ہو گئے، اس حادثے میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا اور غیروں کا مالی نقصان۔ ملٹری لگا دی گئی تھی، اس واقعے پر حضرتؒ نے بعد ظہر ہدایت فرمائی۔

''یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے اُسے فنا کر دیں گے، ختم کر دیں گے؛ مگر اس فنا کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ باطنی، گناہ اور معاصی کی کثرت اس کے باطنی اسباب ہیں؛ اس لیے اس فتنہ وفساد کے دور میں عمومی استغفار اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی سخت ضرورت ہے، جب تک رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما تھے عمومی عذاب نہیں آتا تھا، خدا کا فرمان تھا: ﴿وما كان الله ليُعَذِّبهم وأنت فيهم﴾ کہ آپ کے ہوتے ہوئے انہیں عمومی عذاب نہیں دیا جائے گا، یہ تو اُسی زمانہ کی بات تھی؛ مگر آنے والی پوری امت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رہنمائی فرما دی ہے: ﴿وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون﴾ کہ جب تک امت عمومی استغفار کرتی رہے گی اس پر عذاب نہیں آئے گا، اس لیے آج جو فتنے ہو رہے ہیں ان میں عمومی استغفار کی ضرورت ہے۔

شہر کے حالات خطرہ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کیا ہوگا، ہمیں چاہیے

کہ ہم دو دو رکعات صلوۃ الحاجہ پڑھ کر پوری امت کی عافیت مانگیں، توبہ کریں اپنے گناہوں سے، استغفار کرتے رہیں اور ظلم نہ کریں، چاہے مسلمان ہو یا کافر، مظلوم کی فریاد رد نہیں ہوتی، اسی لیے مائک منگوایا میں نے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرتؒ کو پوری امت کی طرف سے بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: (مفتی) محمد انور ہتھوڑوی
(استاذ عربی وشعبۂ تجوید دار العلوم ہدایت الاسلام عالی پور)

محترم قارئین کرام! قبل اس کے کہ میں حضرت الاستاذ محدث ربانی حضرت شیخ یونس صاحبؒ کے ملفوظات نقل کروں، مناسب یہ ہے کہ ان ملفوظات کا پس منظر واضح کرتا چلوں، جس کی تفصیل یہ ہے:

۹۸-۱۹۹۷ء کی بات ہے، دورانِ درس بندے کی یہ عادت تھی کہ حضرت محدث ربانیؒ درس سے کے علاوہ کوئی تربیتی، دینی اور علمی بات ذکر فرماتے تو اسے کاپی کے آخری صفحہ پر ''ملفوظاتِ حضرت الاستاذ'' کے عنوان کے تحت لکھ لیتا، اس وقت قارئین با تمکین کے سامنے جو ملفوظات نقل کیے جا رہے ہیں یہ وہی ہیں، جو دورانِ درس لکھے گئے تھے۔

”حب الوطن من الإیمان“ کوئی روایت نہیں:

”حب الوطن من الإیمان“. یہ کوئی روایت وحدیث نہیں ہے، اگرچہ مجددِ الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوب میں آ گیا ہے۔

ارکانِ اربعہ میں اہم کیا؟

ارکانِ اربعہ: نماز، روزہ، زکوۃ اور حج میں اہم کون ہے؟ اس کو رب العالمین جانتے ہیں یا حضور ﷺ جانتے ہیں، عارفین نے جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ اصل

ہے، زکوۃ وصوم تابع ہیں، صلوۃ اللہ تعالیٰ سے مناجات کے لیے اور حج اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہے، زکوٰۃ مساکین کی خبر گیری اور صوم میں نفس مقصود ہے۔

حج عاشقانہ عبادت:

حج: دربارِ خداوندی میں عاشقانہ حاضری ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حج سے قبل رمضان کے روزے فرض کیے، جن میں کھانا کم، پینا کم، بات بھی کم، جو انسان کو عشق کے کمال کی طرف لے جاتا ہے اور تراویح کی نماز بھی اسی لیے عشق میں کمال پیدا کرنے کی صورت ہے۔ خلاصہ یہ کہ حج سے قبل روزے اور تراویح کے ذریعہ مقصود انسان کے عشق میں کمال پیدا کرنے کے بعد اپنے دربار کی طرف بلانا ہے۔

حسن بصریؒ اور فرزدق:

(۴) ابو علی قالیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک جنازے میں حسن بصریؒ اور فرزدق شاعر دونوں موجود تھے، حسن بصریؒ نے فرزدق شاعر سے معلوم کیا کہ تم نے اس مقام (آخرت) کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ تو اس پر فرزدق شاعر نے کہا: "شهادة أن لا إلـه إلا الله" (کلمہ طیبہ) تو حسن بصریؒ نے فرمایا: یہ تو عمود ہے، اطناب کہاں ہیں؟ حسن بصریؒ کا مطلب یہ تھا کہ فقط شہادتین پر اعتماد مت کرنا؛ بلکہ اعمال بھی ضروری ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب نہ دے سکوگے۔

یہ کوئی حدیث نہیں:

"علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل". یہ کوئی حدیث نہیں ہے۔

بزرگوں کی صحبت:

بزرگوں کے پاس بیٹھنا ضروری ہے، اس سے اتباع کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

حضورﷺ کی اتباع:

حضورﷺ کی اتباع ضروری ہے، ہم اپنی نسبت حضورﷺ کی طرف اس وقت کریں گے جب کہ اتباع بھی ہو۔

دیانت دار ممتحن:

ممتحن اگر دیانت دار ہو تو نمبر دیتے وقت الہام خدا کی طرف سے ہوگا، کبھی نمبرات میں خیانت نہ ہوگی، مجھ سے کبھی اس کے خلاف نہیں ہوا ہے، ایک مرتبہ غلط نمبر لگ گئے، طالب علم فیل تھا؛ مگر کامیاب کر دیا، تو بچو! مجھے نیند نہ آئی، جب اٹھ کر اس کو فیل کیا تب مجھے نیند آئی۔

اوابین کی پابندی:

بچو! مغرب کی نماز کے بعد صرف دو رکعات رضاءِ الٰہی کی خاطر پڑھو، ان شاء اللہ! اس کا ضرور فائدہ ہوگا اور حرام سے بچو اور دوسرے کا حق دبانے سے بچو۔

استاذ کی حیثیت:

بچو! تم حدیث کو حدیث کے طور پر پڑھو اور درسِ حدیث میں عمل کی نیت سے بیٹھو، استاذ تو حضورﷺ کی باتوں کا لاؤڈ اسپیکر ہے۔

استاذ کی بے ادبی کا نقصان:

استاذ کی بے ادبی زہر کھانا ہے، اگر توبہ کر بھی لی تب بھی علم کی برکت نہیں آتی۔

انگریز کی بڑی کوشش:

انگریز کی بڑی سعی بد یہ ہے کہ اسلام کی تہذیب بدل دی جائے، زبان بدل دی جائے، اسلام کو آپ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہاں! آپ کو اپنی نجات کے لیے اسلام کی

ضرورت ہے، اعمالِ صالحہ کرو؛ ورنہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اچھا طریقہ اختیار کرو:

ہمیشہ سچائی اختیار کرو، صدق ایسی چیز ہے کہ نفع ہو کر رہتا ہے۔ ارادۂ معافی بھی معافی ہے۔

وضو حدیث کے مطابق:

۴۰/ سال سے حنفیہ کے مذہب کے مطابق وضو نہیں کیا ہے؛ بلکہ امام مالکؒ و احمدؒ کے مسلک پر عمل کر کے وضو کیا ہے۔ تم لوگ تو صرف تقلید کرتے ہو، محمد ﷺ کی اتباع کرو، یہی اصل ہے۔ میں تو روایات اور احادیث کا عالم ہوں، میں تو وضو بالکل حدیث کے مطابق عمل کر کے کرتا ہوں۔ حدیث کی دنیا میں ربع رأس کا مسح ثابت نہیں ہے، گو بعض رأس پر مسح کا ثبوت ہے، مسح کے باب میں امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا مذہب حدیث سے ثابت ہے۔

نبی ﷺ کی بات سے بے رُخی پر افسوس:

کسی انسان کے تجربے کو تم غور سے سنتے ہو اور محمد ﷺ نے کیا کہا اس کو غور سے نہیں سنتے۔

تہجد کے وقت آنکھ کھلے ایسا عمل:

تہجد کے وقت میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اس ساعت اجابت کو معلوم کرنے کا ایک عمل ہے؛ لیکن وہ تم کو نہیں بتاؤں گا؛ کیوں کہ تمہارے باپ دادا کا کھایا نہیں ہے، پھر آپؒ نے فرمایا: ''روزانہ سونے سے قبل سورۂ کہف پڑھ کر سو یا جایا کرو، وقت اجابت پر آنکھ کھل جائے گی، اس وقت جو دعا کروگے قبول ہوگی؛ لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ اور ظلم کی دعا نہ کرے۔ اور سورۂ کہف پڑھنے کے بعد بھی سو جائے، بات چیت نہ کرے۔

گائے کی پرستش:

دنیا میں کوئی قوم گاؤ پرست نہیں ہے، یہودی کو دیکھ کر برہمن نے شروع کر دیا، گائے کھانا بھی کسی مذہب میں حرام نہیں، نہ ہی پرانی کتابوں میں ہے، پنڈتوں نے حرام قرار دیا ہندوستان کے اندر۔

حضرت اورنگ زیبؒ کا قول:

حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے فرمایا تھا کہ پڑھنے کے لیے علو اخلاق اور اچھا ذہن ضروری ہے۔

مشکوٰۃ پڑھنے کے زمانے میں حضرتؒ کا حال:

میں مشکوٰۃ پڑھتا تھا تب سے ترکِ تقلید کا ارادہ کر لیا تھا، چنانچہ میں سو گیا، میرے دل کے اندر کسی نے کہا کہ تم تو ابن حجرؒ اور ابن ہمامؒ کی اتباع کرتے ہو۔ بچو! میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، جو انور شاہؒ اخیر میں فرما گئے تھے، یہ بات میں نے مولانا ابرار صاحب ڈھلیویؒ (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، متوفی: ۱۹۹۵ء) سے سنی کہ انہوں نے اپنے استاذ مولانا ایوب اعظمیؒ سے سنا کہ علامہ انور شاہؒ (متوفی: ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) نے مولانا ایوب اعظمیؒ سے فرمایا تھا کہ جاؤ! اتباعِ رسول ﷺ کرو۔“

تبلیغ میں جاؤ:

بچو! تبلیغ میں جاؤ اور تبلیغ کرتے رہو، نفلیں پڑھتے رہو، ایک نہ ایک دن ضرور فائدہ دے گی، معصیت چھڑوا کر رہے گی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھو، نیکی کرتے رہو، نیکی نیکی کی طرف لے جاتی ہے۔

اساتذۂ مکاتب کیسے ہوں؟

آج کل مکاتب میں پڑھانے والے ترجمۂ قرآن کے جاننے والے ہوں، تاکہ ترجمہ کردے اور توحید ورسالت بچوں کے سینوں میں راسخ کرادے اور کفر کی نفرت دل میں بٹھادے۔

اللہ تعالیٰ نے شریعت کی حفاظت فرمائی:

اللہ تعالیٰ نے شریعت کو مکمل کرنے کے لیے جو افعال شانِ نبوت کے خلاف تھے وہ حضرات صحابہؓ سے کرائے، اور جو شانِ نبوت کے خلاف نہ تھے ان کو خود نبی ﷺ نے کرکے امت کے سامنے پیش کردیے۔

درسِ حدیث میں کس نیت سے بیٹھے؟

کسی کے درسِ حدیث میں بیٹھو اس نیت سے کہ سن کر عمل کریں گے، اس نیت سے مت بیٹھو کہ کیسا پڑھاتا ہے؟ کیوں کہ اس میں نفسانیت ہے۔

حدیث کی بے ادبی کا نقصان:

بچو! حدیث کی بے ادبی نہ کرو، دیکھو! قریش نے حضور ﷺ سے بے اعتنائی کی، تو مٹ گئے، اگر صحابہ کرامؓ کی سیرت نہ ہوتی تو ان کا نام ونشان مٹ جاتا۔

ابن عبد البرؒ کا مقولہ:

ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ علم کی برکت یہ ہے کہ اس کو اس کے اصل کی طرف منسوب کرو۔ (جہاں سے لیا ہے اس کا ذکر کرو) کیوں کہ یہ اسلاف کا طریقہ ہے، میری عادت ہے کہ کسی کی بات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔

بے فائدہ سختی نہ کرو:

بے فائدہ سختی نہ کرو، کیوں کہ یہ دل کو توڑ دیتی ہے۔

نبی ﷺ کی سنت قابل حجت ہے:

کسی کا عمل حجت نہیں ہے؛ بلکہ حجت قرآن وحدیث ہیں۔ اور یہ اصل ہے کہ نبی ﷺ کی ذات جو کر کے گئی وہ سنت ہے، وتر کے بعد دو رکعات نفل بیٹھ کر پڑھی سنت کی نیت سے، تو ہوگئی سنت۔

رزق آسمان سے آتا ہے:

رزق تو آسمان سے آتا ہے، تم لوگ ہو کہ زمین کے اندر پڑے ہو اور حیران و پریشان ہو؛ البتہ یقین ضروری ہے۔

حضرت ناظم صاحبؒ کا مدرسے کے ساتھ برتاؤ:

حضرت ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) ۷۰/سال کی عمر میں مدرسے کا کام بذاتِ خود کیا کرتے تھے۔

اُمت کی حفاظت کا عزم کرو:

امت کی حفاظت کا عزم کرو، ماضی کے گناہوں پر معافی طلب کرو اور نہ کرنے کا عزم کرو، اگر تم اللہ تعالیٰ کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا، اگر تقویٰ اختیار کروگے تو اللہ تعالیٰ راستہ کھولے گا، مسلمان صرف کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں ہے؛ بلکہ عمل کرنے کا نام ہے۔

استاذ کی غیبت:

ایک مسلمان جو علومِ نبوت کا وارث ہے، وہ اپنے استاذ کی غیبت کرتا رہتا ہے، کس

قدر عجیب اور بری بات ہے؟ بچو! تم ہمارے بچے ہو، اس لیے کہتا رہتا ہوں۔

جو مدرسے میں رہ کر مدرسے کے شرائط پر عمل نہ کرتے ہوں اور مدرسے کا کھانا کھاتے ہوں تو کھانا وہ حرام ہے، اس کا بھگتان فارغ ہونے کے بعد ہوگا کہ معاشی زندگی میں پریشان رہوگے۔

غباوت کا علاج:

غباوت کا علاج اس دنیا میں نہیں ہے، بچو! اس وقت تو تم بے ہوش ہو، جس کو علم مل جاتا ہے وہ حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کا اثر:

اہل اللہ کی صحبت میں جاؤ، بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ ان کی صحبت کے ذریعہ علوم روشن کر دیتے ہیں، اُس وقت کتابوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی بہن:

بچو! جس قدر ہو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو، ابوموسیٰ اشعریؓ کی بہن صرف سجدہ کرتی تھی، ابوموسیٰ اشعریؓ اس کو نہیں روکتے تھے، معلوم ہوا کہ سجدۂ مفردہ بھی کافی ہے۔

عبادت میں مقصود اخلاص:

عبادت کے اندر بھی اخلاص مقصود ہو، جب میں انسان ہوں اور اخلاص کا طالب ہوں، تو رحمٰن عبادت میں اخلاص کا طالب کیوں نہ ہوگا؟

گناہ کرنا عیب نہیں:

بچو! گناہ کرنا عیب نہیں ہے، یہ تو فطرت میں داخل ہے، لیکن عیب کی بات یہ ہے

کہ انسان شہوات کے گڑھے میں پڑا رہے اور اس سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے۔

نصیحت:

مقبولین کے خلاف بولنا نقصان دیتا ہے۔

ایسی زندگی سے کیا فائدہ؟

حدیث پڑھ کر حدیث کے مطابق زندگی نہ گزاری تو کیا فائدہ؟

نتیجہ محنت کے بعد مرتب ہوتا ہے:

نتیجہ برآمد ہوتا ہے محنت کے بعد، جیسا کہ کھیت میں اوّلاً صفائی، پھر غلہ بونا، پھر پانی دینا، بعدہٗ بالیاں آتی ہیں، اسی طرح علم کا باغ اس وقت پھلدار ہوگا جب کہ اس کے مبادی اور مقدمات ٹھیک ہوں گے، جنہوں نے مدرسے میں خوشامد کرا کر داخلہ کرایا تو پھر انہیں کچھ نہیں آئے گا۔

پڑھنے کا شوق ہونا چاہیے:

بچو! میں مدرسے کے اعتبار سے قابل نہ تھا؛ البتہ پڑھنے کا شوق ضرور تھا، زبردستی علم نہیں آتا۔

جھوٹ کہاں بولیں:

جھوٹ نہ بولو، ہمیشہ سچ بولو، اس سے فائدہ ہوگا، جھوٹ وہاں بولو جہاں تمہاری گردن کٹے، یا کسی کا عیب کھلے، یا ذلت ہو تمہاری۔

جنت میں دخول:

جنت میں ریزرویشن سنت سے ہوگا، آخرت میں تو سنت کا ثبوت اور مہر ہو تو کام

چلے گا، ورنہ تو برباد ہو جاؤ گے۔

درس میں کوتاہی پر تنبیہ:

درس میں کوتاہی اور غفلت کے موقع پر فرمایا کہ یہ ناشکری ہے علم کی۔ اور جو ناشکری کرے گا وہ پریشانی میں ضرور رہے گا، صرف توبہ سے معاف ہوگا؛ کیوں کہ تم کھاتے ہو مدرسے کا اور پڑھتے نہیں ہو، یہ تو آپ لوگوں نے حق العبد ضائع کیا، اس پر اللہ تعالیٰ آپ کا مؤاخذہ ضرور کرے گا۔

درس میں طلبہ کی غفلت اور کوتاہی کے موقع پر فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کا فن ہے، اس کی بے ادبی نہ کرو؛ بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہے، اس سے بہتر تھا کہ اس فن میں داخلہ ہی نہ لیتے، آوارگی کرتے رہو گے تو ضرور معاشی تنگی میں مبتلا ہوں گے، آوارگی کرنے پر تم لوگ زکوٰۃ دینے والوں کی رقم کو برباد کرتے ہو، پڑھنے کا حق ادا نہ کر کے اور آوارگی کر کے۔

مدرسے کا مال:

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائےپوریؒ فرماتے تھے کہ مدرسے کے مال کا مسئلہ بڑا مشکل ہے، اس کا استعمال صحیح ہونا چاہیے۔ ایک آدمی نے اس میں خیانت کر دی، پاگل ہو گیا اور چند سالوں تک پاگل رہا۔

طلبہ کے علوم میں کمی کی وجہ:

طلبہ کے علوم میں کمی آنے کی دو وجہ ہیں: ایک تو بد نیتی، کہ لوگ علم برائے دنیا حاصل کرتے ہیں۔ اور دوسری چیز: ماحول، خاندان کا جو ماحول ہوتا ہے اس کا اثر پڑتا ہے۔ جس گھر میں ادب نہیں ہوتا باہر جا کر بھی بندہ ایسا ہی کرتا ہے، اگر نیت صحیح نہ ہوگی اور ماحول صحیح

نہ ہوگا تو جو آج ہو رہا ہے وہ ہوگا۔

بچو! علم کی قدر کرو تب علم آتا ہے، کپڑے اور چہرہ بنانے میں لگو گے تو علم نہیں آئے گا۔

رفع یدین میں حضرتؒ کا موقف

ہمارے نزدیک رفع یدین راجح ہے، گو میں یہاں پر عمل نہیں کرتا؛ کیوں کہ حنفی ماحول ہے، اختلاف ہوگا۔

درسی اقتباسات

انسان کی تخلیق کا مقصد:

انسان کی تخلیق عبادت کے لیے ہے۔ اور عبادت کی حقیقت اطاعت مع الخشوع ہے۔ (کسی کی غلامی کا قولاً وفعلاً اقرار کرنا)۔

انبیاء ورسل کا انتخاب کیوں عمل میں آیا؟

انبیاء ورسل کا انتخاب کیوں عمل میں آیا؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’خالق ومخلوق کے درمیان ربط ومناسبت پیدا کرنے کے لیے، افادہ اور استفادہ کی خاطر؛ کیوں کہ خالق تو نہایت اعلیٰ اور مالک الکل اور انسان نہایت اَرذل، دونوں میں کوئی مناسبت نہیں، تو ضروری ہوا کہ ایسے برگزیدہ بندوں کا انتخاب ہو جو خالق ومخلوق کے درمیان ربط پیدا کریں۔

انبیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے نائب:

انبیاءِ کرام اللہ تعالیٰ کے نائب ہوا کرتے ہیں، اس پر سوال ہے کہ قرآن میں تو فقط

دو نبیوں کو خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے، حضرت آدم اور حضرت داود علیہما السلام کو، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواباً عرض فرمایا کہ ”حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص خلیفۃ اللہ ہونے میں اس لیے کہ وہ جمیع انبیاء میں اوّل اور سارے مسلمانوں میں اوّل ہیں اور حضرت داود علیہ السلام کی وجہ خصوصیت یہ ہے کہ بعض اہل کتاب ان کی خلافت کے منکر تھے، ان کی تردید کے لیے۔“

انبیاء کو صحائف اور کتب کیوں عطا کیے گئے؟

اس پر ارشاد فرمایا کہ ”انسان کے لیے ہر ہر بات کو ہر وقت لینا اور سننا اور اس کو محفوظ رکھنا دشوار ہوتا ہے؛ اس لیے احکام صحائف اور کتب کی شکل میں ہیں؛ تاکہ کتب اور صحائف کی طرف مراجعت کر کے احکام اخذ کرتے رہیں۔“

آپ ﷺ نبوت ختم ہوئی، اس پر سوال وجواب:

محمد ﷺ پر نبوت ختم کر دی، آپ ﷺ آخری نبی ہیں، اس پر سوال قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ ”نبوت تو رحمت ہے اور اللہ رحمٰن ورحیم ہے، تو پھر نبوت کو حضور ﷺ پر ختم کیوں کیا؟ یہ تو بظاہر رحمت کے خلاف ہے؟“

جواباً ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ اشرف الازمنہ میں پیدا ہوئے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”خیر القرون قرنی“. آپ ﷺ کو موجودین اور غیر موجودین دونوں کے لیے نبی بنادیا گیا اور آپ کو ایسی کتاب (ہدایت نامہ) عطا کر دیا گیا جو (علی مر الدھور) ظلمات میں لوگوں کو روشنی دکھاتی رہے گی۔ اس لیے حضور ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک سوال اور جواب:

اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے نبی کو ہدایت کے لیے عطا کیا گیا تو اس پر سوال یہ ہے

کہ ہدایت تو سابقہ کتب میں موجود تھی، پھر نئی کتاب آپ کو کیوں دی گئی؟

جواباً ارشاد فرمایا کہ ”یہ بات علم الٰہی میں تھی کہ سابقہ کتب کی حفاظت نہ ہو سکے گی اور نہ لوگ کر سکیں گے، جب کہ قرآنِ کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، یہ سب کی ہدایت کا ذریعہ بنتی رہے گی؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو نئی کتاب عطا کی۔

نبوت کا دعویٰ درحقیقت قرآن کی تکذیب ہے:

جو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ درحقیقت قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ مثلاً غلام احمد قادیانی اگر اس کو حضور ﷺ کا ظل اور بدل قرار دیا جائے تو تمام احادیث کی تکذیب لازم آئے گی، نیز تناسخ کا قائل ہونا لازم آئے گا؛ جب کہ تناسخ باطل ہے۔ غرض غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرنے میں کئی احادیث کی تکذیب لازم آئے گی؛ کیوں کہ حضور ﷺ نے ”لا نبی بعدی“ کا اعلان فرمادیا اور نکرہ تحت النفی لاکر اور بھی عموم پیدا کر دیا؛ بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، لہٰذا اگر آپ ﷺ کے بعد غلام احمد قادیانی کو یا کسی اور کو نبی تسلیم کیا جائے تو حضور ﷺ کی آخریت پر زد آئے گی۔

حضرت امام بخاریؒ کا ابتلا و آزمائش:

فرمایا: ”کوئی شخص مقامِ عالی کا مالک ہوتا ہے تو وہ ابتلا و آزمائش میں ضرور مبتلا ہوتا ہے، پھر مزید ہر ایک کے کچھ منافرین و معاصرین ہوا کرتے ہیں، تو امام بخاریؒ بھی ابتلا و آزمائش سے دوچار ہوئے۔

حضرت امام بخاریؒ کو دو مرتبہ اپنے مستقر سے نکالا گیا:

(۱) مسئلہ ایمان کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے پر، جس کی تفصیل یہ ہے کہ احناف میں سے ابوبکر بن اسحاق اسماعیل نے ایمان کو غیر مخلوق قرار دیا، امام بخاریؒ اسے مخلوق قرار دے

رہے تھے، چوں کہ غلبہ احناف کا تھا، چنانچہ امام بخاریؒ کو شہر بدر ہونا پڑا، احناف نے ضد بازی سے کام لیا، ضد کی وجہ سے حضرت امامؒ کو چڑھ ہوگئی، پھر کبھی مصالحت نہ ہوئی، جس مسئلے کو بنیاد بنا کر نکالا گیا بظاہر وہ عصبیت و منافرت تھی۔

ایمان کے مخلوق و غیر مخلوق ہونے کے باب میں امام احمدؒ دونوں پر نکیر کرتے ہیں، جو ایمان کو مخلوق قرار دے وہ جہنمی ہے اور جو غیر مخلوق قرار دے وہ مبتدع ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اگر ایمان سے مراد وہ کلمہ لیا جائے جس کے اعتقاد کے بعد انسان ایمان کے دائرے میں آتا ہے تو ایمان غیر مخلوق ہے۔ اور اگر ایمان کا اطلاق تصدیق قلبی پر کیا جائے تو اس اعتبار سے ایمان مخلوق ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ جب انسان مخلوق ہے تو اعمال بھی مخلوق ہیں۔ احناف کا اختلاف ہے ایمان کے مخلوق وغیرہ مخلوق ہونے کے باب میں۔ ملا علی قاریؒ نے اختلاف کیا ہے (جو شرحِ فقہ اکبر) میں موجود ہے، ہمارے نزدیک وہ ایمان مخلوق ہے جو انسان کی تصدیق قلبی کا نام ہے۔

اس پوری بحث میں امام بخاریؒ حق بجانب تھے، صرف امام بخاریؒ ہی نہیں؛ بلکہ امام مسلمؒ نے بھی ان کی اتباع کی ہے۔

(۲) جب امام بخاریؒ حجاز سے تشریف لائے تو ابو حفص کبیر نے فتویٰ دینے سے روک دیا۔ ایک دن امام بخاریؒ سے کسی نے مسئلہ دریافت کیا کہ بکری کا دودھ دو بچے پی لیں، تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟ تو حضرت امام بخاریؒ نے اثبات میں فتویٰ دے دیا، اس پر ابو حفص کبیر نے بخارا سے نکال دیا۔

احناف اس واقعہ کو ذکر کر کے دندناتے ہیں۔ اگر اس واقعے کی سراغ رسائی کی

جائے تو یہ فقط اسطورۂ لسانی ثابت ہوسکتا ہے۔

میں نے تواریخ ورجال کی جمیع کتابوں کو چھان ڈالا جو امام بخاریؒ کے معاصرین نے لکھی ہیں، مثلاً تاریخ یعقوب بن سفیان، تاریخ ابن ابی حاتم، تاریخ ابن حبان، کتاب الضعفاء عقیلیؒ کی، نیز ابن عدیؒ کی کتاب۔

ان تمام کتب میں اس واقعے کا ذکر ہی نہیں، اگر اتنا بڑا واقعہ پیش آیا ہوتا تو دنیائے علم فقہ میں ہل چل مچ جاتی۔ ابن ابی حاتم جو امام بخاریؒ کی کبھی مدح سرائی نہیں کرتے، دونوں میں اختلاف تھا، وہ کبھی ان کو نہ چھوڑتے، ابن المنذرؒ نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا ہوتا تو ابن المنذرؒ ہرگز نہ چھوڑتا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس افسانے کا آغاز شمس الائمہ سرخسیؒ نے کیا، ان کے بعد شارحِ ہدایہؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں آنکھ بند کر کے لکھ دیا، غرض یہ کہ یہ واقعہ بے اصل ہے، ”أسطورة من الأساطير“ ہے اور ”أكذوبة من الأكاذيب“ ہے۔

سوال: علامہ سرخسیؒ نے غلطی کیوں کی؟

جواب: چوں کہ علامہ سرخسیؒ نے مبسوط کتاب اپنے حافظے سے نقل کردی، جیل میں تھے اس وقت، ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی، اس موقع پر جو باتیں سنی جاتیں لکھ دی جاتیں، تو انھوں نے بھی اس افسانے کو لکھ دیا۔

طلب حدیث کے آداب حضرتؒ کی زبانی:

طالب حدیث کو چند آداب کا اہتمام کرنا چاہیے، ان میں سے کچھ باطنی ہیں اور کچھ ظاہری، باطنی میں سب سے اہم اور اصل بنیاد ہے نیت کا صحیح کرنا، یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے کتاب کا آغاز بھی حدیث النیۃ سے کیا ہے۔

حدیث کا احترام دل سے ہو۔

دل میں علم کی محبت ہو؛ کیوں کہ جو چیز انسان کو محبوب ہوتی ہے انسان اس کے لیے اسباب اختیار کرتا ہے۔

خدا سے توفیق کا سوال: ﴿و ما تشآؤُون إلا أن يشآء اللّٰه﴾ کیوں کہ اعانت سے مقصد حاصل ہوتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے تو کچھ نہ ہو۔

آدابِ ظاہری: (۱) حدیث پڑھنے کے لیے باوضو آئے، وضو سے نیچے اترنے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں! اگر بیمار ہے اور وضو سے تکلیف ہو تو تیمّم کر لینا چاہیے۔ اور وضو کرنے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ علم بھی نور اور وضو بھی نور، دونوں نور کے ملنے سے نور میں طاقت پیدا ہوگی، تجربہ کر کے دیکھ لو۔

ساتھیوں کے ساتھ نرمی سے کام لیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے غصہ ہونے پر حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ تم رفق اختیار کرو۔

تحصیل حدیث کے لیے پوری طاقت لگا دینا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم کو جس کی ضرورت ہے اس کی حرص کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یحییٰ بن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ”جسمانی آرام کے ساتھ ممکن نہیں ہے کہ علم آجائے۔“

حضرت امام شافعیؒ نے حصولِ علم میں کامیابی کے اور ناکامی کے چند اسباب ذکر کیے ہیں:

ناکامی کے اسباب:

(۱) اُکتانا (تملل) سلف کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ شعبہؒ نے روایت سنائی، امام غندرؒ نے لکھی، تو امام شعبہؒ نے فرمایا: ”تم کس طرح اس حدیث کو لکھتے ہو؟ حالاں کہ میں نے تم سے یہ روایت ۱۸/ مرتبہ بیان کی ہے۔“ اور ناراضی کا اظہار فرمایا؛ لیکن اس کے باوجود غندرؒ

نے لکھنا نہ چھوڑا۔

(۲) استغناء: علم سے بے پروائی واعراض کرنا۔

کامیابی کے چند اسباب:

نفس کو ذلیل کرنا۔ (استاذ کی سرزنش کو قبول کرے اس پر ناراض نہ ہو)

خدمۃ العلم۔ اس میں سب سے پہلے خدمت درس کی حاضری، تکرار و مذاکرہ اور مطالعہ، نیز استاذ کی سنی بات لکھ لینا۔

علم معاش کی تنگی کے ساتھ آتا ہے، مال کی فروانی کے ساتھ نہیں آتا۔

استاذ کی تعظیم کرنا۔ امام مغیرہؒ فرماتے ہیں کہ ”ہم اپنے استاذ سے حاکم کی طرح ڈرتے تھے۔“

حیا وتکبر سے پرہیز کرنا۔ امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جو علم کے باب میں حیاء وتکبر کرتا ہے وہ کبھی بھی علم کامل حاصل نہیں کر سکتا۔

جو پڑھے اس پر عمل کرے؛ بلکہ علماءِ کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حدیث یاد رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر عمل کرے۔

مشہور ائمہ ستہ فی الحدیث کے فقہی مذاہب حضرتؒ کی زبانی:

جو شخصیت جس قدر بڑی ہوتی ہے ہر مسلک ومذہب والے اس کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں، یہی حال مشہور ائمہ حدیث کے ساتھ بھی ہوا، مالکیہ اور شافعیہ کو تو اس کی زیادہ ضرورت نہیں ہے؛ لیکن ضرورت ہے احناف کو۔

(۱) حضرت امام بخاریؒ:

(الف) ابن تیمیہؒ اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ آپ مجتہد مطلق ہیں اور سخاویؒ کا ظن غالب بھی یہی ہے، اسی کو حضرت شیخ محمد زکریاؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اختیار کیا ہے اور میرے نزدیک بھی یہی احوط اور صواب ہے۔ لہٰذا امام بخاریؒ پر فقیہ کا اطلاق درست ہے۔

(ب) ابو عاصم عبادیؒ نے طبقاتِ شافعیہ میں سے شمار کیا ہے۔

(ج) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مجتہد منتسب الی الشافعی (جو فائز ہوتا ہے درجۂ اجتہاد پر؛ لیکن کسی مجتہد سابق کے انداز پر تخریج کرتا ہے، تو شافعی کی طرف یہ ظاہر ہے)

(د) ابن ابی یعلیٰؒ اور ابن قیمؒ نے اصحابِ احمد میں سے شمار کیا ہے۔

(ح) علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ پر اعتماد کیا ہے۔

ہمارے نزدیک قولِ اوّل ہی صواب ہے۔ امام بخاریؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ سنن سے احکام نکال سکتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ہاں! اور ظاہر ہے کہ یہ مجتہد ہی کا کام ہے۔

(۲) حضرت امام مسلمؒ:

(الف) حضرت شاہ ولی اللہؒ نے شافعی المسلک گردانا ہے۔

(ب) علامہ ابراہیم ابن شیخ عبد اللطیفؒ نے منتسب الی الشافعیہ قرار دیا ہے۔

(ج) علامہ ابراہیم سندھیؒ نے مالکیہ میں شمار کیا ہے۔

(د) ابن ابی یعلیٰؒ نے اصحابِ احمد میں شمار کیا ہے۔

(ح) ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ نہ مقلد اور نہ مجتہد؛ بلکہ حدیث صحیح کا اتباع کرتے ہیں۔

(۳) حضرت امام ابو داودؒ:

ان کے بارے میں علماء کے پانچ اقوال ہیں:

(الف) تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں کہ شافعی ہیں۔

(ب) ابو اسحاق شیرازیؒ فرماتے ہیں اصحابِ احمد میں سے ہیں۔

(ج) شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کی طرف منتسب ہیں۔

(د) مجتہد مطلق ہیں۔ ابن تیمیہؒ کے قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے؛ لیکن عبارت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہؒ کا قول بھی شاہ ولی اللہؒ کی طرح ہے۔

(ح) بعض معاصرین فرماتے ہیں کہ "لا مجتهد و لا مقلد". ہمارے نزدیک بھی راجح یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴) حضرت امام ترمذیؒ:

(الف) انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ شافعی ہیں۔

(ب) ابراہیم عبد اللطیفؒ فرماتے ہیں کہ منتسب الی الشافعی ہیں۔

(ج) شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں احمد و اسحاق کی طرف منتسب ہیں۔

(د) ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ مذہب اہل حدیث میں سے ہیں۔

(۵) حضرت امام نسائیؒ:

(الف) ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ شافعی ہیں۔

(ب) علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ حنبلی ہیں۔

(ج) ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث میں سے ہیں۔

(۶) حضرت امام ابن ماجہؒ:

(الف) شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ احمد و اسحاق کی طرف منتسب ہیں۔

(ب) علامہ انور شاہؒ فرماتے ہیں کہ شافعی ہیں۔

(ج) ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث میں سے ہیں۔

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: مولانا ہاشم صاحب فرخ آبادی

(خادمِ خاص: حضرت شیخ یونس صاحب علیہ الرحمۃ)

اولاد کے ساتھ برتاؤ:

ایک صاحب حضرتؒ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جی! میرا بیٹا حفظ کر رہا ہے، ذہن کمزور ہے، دعا کی درخواست ہے، فرمایا کہ ”زیادہ سختی نہ کرو۔“

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے وہ علامہ بنتا ہے:

فرمایا کہ ”ایک عالم صاحب اپنے بیٹے کو صرف کھانے کے وقت تھوڑا پڑھا دیا کرتے تھے، ان کا بیٹا وقت کا سب سے بڑا عالم ہوا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ محض پڑھنے سے ہم علامہ بن جائیں گے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، وہ علامہ بنتا ہے۔“

اپنا عیب بغرضِ اصلاح بیان کرنا:

ایک مرتبہ اپنے بارے میں کچھ بیان فرما رہے تھے، پھر فرمایا کہ ”تم لوگ سوچتے ہوں گے کہ اپنا عیب خود بیان کر رہے ہیں، جب اپنا عیب بہ غرضِ اصلاح بیان کیا جائے تو ٹھیک ہے۔“

حضرتؒ کا رات دن کئی بار توبہ کرنا:

حضرتؒ رات دن میں کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے توبہ کرتے اور فرماتے کہ ”تم لوگ

گواہ رہنا کہ میں تم لوگوں کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ ‘‘

کھانے میں سنت کی اتباع:

حضرتؒ ہمیشہ سیدھے بیٹھ کر کوئی چیز تناول فرماتے تھے، یعنی اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوتے تو سیدھے بیٹھ جاتے، پھر تناول فرماتے، اور فرماتے کہ ’’حضرت نبی اکرم ﷺ کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ ‘‘ نیز ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، کھانے کے لیے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ’’آپ ﷺ کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ ‘‘ ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم ﷺ ٹیک لگا کر کچھ تناول فرما رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ’’کیسے کھا رہے ہو؟‘‘ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ’’کیسے کھاؤں؟‘‘ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’ایسے کھاؤ جیسے غلام کھاتا ہے۔ ‘‘ جب کافی کمزوری کی وجہ سے سیدھے بیٹھنے کی ہمت نہ ہوتی اور مجبوراً ٹیک لگا کر کچھ تناول فرماتے تو لوگوں سے فرماتے کہ ’’بچو! میں کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھاتا تھا، جب سے بہت کمزوری ہوئی ہے تب سے کبھی کبھی ٹیک لگا کر کھانا پڑتا ہے۔ ‘‘

حضرتؒ کا کشف:

ایک مرتبہ چھوٹے کمرے (یہ کمرہ حضرتؒ کے قیام کے کمرے کے علاوہ حضرتؒ کے مہمانوں کے لیے تھا) کی ایک الماری میں کسی طرح آگ لگ گئی اور الماری میں کچھ رقم میری تھی، کچھ حضرتؒ کی۔ اور اس الماری میں کچھ کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ جو رقم میری تھی وہ تو الماری کے بیچ میں تھی اور جو حضرت کی تھی وہ الماری کے ایک کونے میں رکھی ہوئی تھی، میرے ذہن میں یہ تھا کہ ساری رقم ایک ہی جگہ رکھی تھی، اس لیے ساری رقم جل گئی۔ حضرتؒ کو دوسرے دن بندے نے بتایا کہ چھوٹے کمرے کی الماری میں کسی نے آگ لگا دی تھی اور

اس میں جو رقم تھی وہ جل گئی۔ حضرتؒ نے انتہائی نرم لہجے میں فرمایا کہ ’’چلو! جو مقدر تھا وہ ہو گیا۔‘‘ پھر اگلے دن فرمایا: ’’ارے سارے پیسے جل گئے؟ میں نے عرض کیا: ’’جی سارے پیسے جل گئے۔‘‘ گویا حضرتؒ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ سارے نہیں جلے۔ لہٰذا میں نے دیکھا تو الماری کے ایک کونے میں حضرتؒ کی رقم بالکل کالی ہو چکی تھی۔

سب کچھ دعا سے نہیں ہوتا:

فرمایا کہ ’’اگر سب کچھ دعا سے ہوتا تو حضورﷺ خانۂ کعبہ میں بیٹھ کر دعا کرتے رہتے اور کچھ نہ کرتے۔‘‘

ایک صاحب کے اعتراض پر ناراضی:

رمضان میں فضائل اعمال پڑھی جا رہی تھی، ایک مفتی صاحب نے بعد از فراغت یہ سوال کیا- کس چیز پر انھوں نے سوال کیا وہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے- بہر حال فضائلِ اعمال میں حضرت شیخ زکریا صاحبؒ نے ایک مسئلہ رمضان سے متعلق لکھا ہے، حضرت تھانویؒ نے بہ ظاہر اس کے خلاف لکھا ہے، تو ان مفتی صاحب نے بہ طورِ سوال یہ عرض کیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف لکھا ہے (ان کے الفاظ نہیں تھے) حضرتؒ ایک منٹ خاموش رہے، پھر فرمایا کہ ’’حضرت تھانویؒ کی بات کوئی حرفِ آخر تھوڑی ہے۔‘‘ اور بہت ناراض ہوئے، پھر فرمایا کہ ’’تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ بات حضرت تھانویؒ کی بات کے خلاف ہے اور حضرت تھانویؒ نے اس کے خلاف لکھا ہے؟‘‘ بہر حال ان کی اس بات پر حضرتؒ بہت ناراض ہوئے۔

میں حنفی ہوں:

فرمایا کہ ’’میں نے ایئر پورٹ پر جمع بین الصلوٰتین کی، تو کسی نے کہا کہ کیا آپ حنفی

نہیں ہیں؟ میں نے کہا کہ میں حنفی ہوں؛ لیکن ''کٹاٹرہ'' میں سے نہیں ہوں۔''

اپنے شاگرد کی تربیت:

میرٹھ مولانا شاہین جمالی صاحب کے یہاں حضرت ختم بخاری شریف میں جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مولوی صاحب کو بہ طورِ خاص مولانا نے بلا رکھا تھا، وہ حضرتؒ کے تشریف لے جانے کے دو تین گھنٹے کے بعد حضرتؒ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، جب حضرتؒ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضرتؒ نے ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ ''میاں آپ کے اندر کبر ہے، مجھے یہاں آئے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے اور آپ اب آرہے ہو؟''

میں تاویل کا قائل نہیں:

فرمایا کہ ''میں اللہ تعالیٰ کا ''ید'' تسلیم کرتا ہوں؛ لیکن وہ کس طرح ہے؟ ہمیں معلوم نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ''ید'' کا اطلاق کیا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کی تاویل کریں؟ میں تاویل کا قائل نہیں ہوں۔''

امام بخاریؒ کی مکمل تقلید:

فرمایا کہ ''میں کسی کی مکمل طور پر تقلید نہیں کرتا؛ لیکن بخاریؒ کی مکمل طور پر تقلید کرتا ہوں۔''

مجلس آرائی سے پرہیز:

فرمایا کہ ''میں کسی کے پاس بیٹھتا اٹھتا نہیں ہوں، اپنے کام میں مشغول رہتا ہوں۔ زمانۂ طالب علمی میں ایک ساتھی نے چائے پلانے کے لیے بٹھا دیا، بہت وقت ضائع ہوگیا، اس وقت سے میں نے توبہ کرلی کہ اب کسی کے پاس بالکل نہیں بیٹھوں گا۔''

روزی کے لیے پریشان نہ ہوں:

مجھ سے فرمایا کہ ”روزی کے لیے زیادہ پریشان نہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا: ﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾ یہ نص قطعی ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔“

مرنے کے بعد یاد رکھنا:

فرمایا کہ ”بچو! میری کوئی اولاد نہیں ہے، میرے لیے میرے بعد قرآن پڑھنا اور کچھ صدقہ بھی دینا۔“

استاذ کی خدمت اور برکت:

فرمایا کہ ”ایک مرتبہ میں مسجد میں گیا، دیکھا کہ میرے ایک استاذ کے پاس موزہ نہیں ہے، میں نماز کے بعد اپنا مستعمل موزہ لے کر حاضر خدمت ہوا اور اس موزے کو پیش کر کے عرض کیا کہ حضرت! میرے پاس یہ مستعمل موزہ ہے، آپ اسے استعمال کر لیں، حضرت نے رکھ لیا۔ اس دن سے میرے پاس اتنے موزے آنے لگے کہ جو بھی آتا موزہ لے کر آتا، اتنے ہیں کہ میں دُکان کھول سکتا ہوں۔“

گجراتیوں کا مزاج:

فرمایا کہ ”گجرات کے ایک صاحب مجھ کو کچھ ہدیہ بھیجا کرتے تھے، انتقال سے پہلے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں ان کو ہدیہ دیا کرتا تھا، یہ سلسلہ بند مت کرنا، پھر ان کے بیٹے مجھ کو ہدیہ بھیجا کرتے۔“ فرمایا کہ ”یہ ہے گجراتیوں کا مزاج۔“

آدمی بے ضرر رہے:

فرمایا کہ ”نہ تو آدمی فتنے کا سبب بنے، نہ تو فتنے میں پڑے۔“

ترقی اعمال سے ہوتی ہے:

فرمایا کہ ”ترقی اعمال سے ہوتی ہے۔“

وفات سے ایک دن پہلے کی نصیحت:

انتقال سے ایک دن پہلے فرمایا کہ ”برادری کوئی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ذات و برادری کو محض تعارف کے لیے بنایا ہے: ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (لَا لِتَفَاخَرُوْا) اللہ تعالیٰ نے ذات و برادری کو اس لیے نہیں بنایا کہ اس کو لے کر ایک دوسرے پر فخر کرو؛ بلکہ تعارف کے لیے بنایا ہے۔ پھر فرمایا کہ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے یہاں تو تقویٰ کی اہمیت ہے۔“ بارہا یہ نصیحت فرماتے رہتے اور جب یہ آیت ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ پڑھتے تو ایسا لگتا کہ گویا براہِ راست دل سے آواز نکل رہی ہو۔

دوسروں کا خیال:

انتقال سے ایک دن پہلے بعد العصر کہیں سے آم آئے، بندے سے فرمایا کہ ”خود بھی کھاؤ اور مہمانوں کو بھی کھلاؤ سنت کی نیت سے۔“

شفقت بھرا انداز:

رات میں (انتقال سے پہلی رات) انتہائی شفقت کے ساتھ فرمایا کہ ”ہاشم! تم کہاں ہو؟“ شیخ رحمہ اللہ کی چوں کہ طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لیے وہیں بیٹھا ہوا تھا (شیخ کے بستر پر ایک کنارے) میں نے عرض کیا میں یہیں آپ کے پاس ہوں۔ گویا کہ از قبیل شفقت آخری بات تھی، جو انتہائی شفقت پر مبنی تھی۔ بالفاظِ دیگر انتہائی تکلیف میں بھی شفقت فرماتے تھے۔

ایک طالب علم نے شیخ رحمہ اللہ سے معلوم کیا کہ حضرت! میں مدینہ پڑھنے جانا

چاہتا ہوں، فرمایا: ”چلے جاؤ! اگر تمھیں اپنے اوپر اطمینان ہو کہ وہاں کے غیر مقلد لوگ تم کو اپنی طرف مائل نہیں کر پائیں گے۔“

حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے باب میں:

فرمایا کہ ”حضرت مفتی صاحبؒ (مفتی مظفر حسین صاحب) مزاج مظاہری رکھتے تھے، کہ مظاہری مزاج کیا؟ صوفیانہ مزاج۔“

حضرتؒ کے متعلق اکل کوا کے طالب علم کا خواب:

حضرتؒ ”اکل کوا“ بخاری شریف ختم کرانے کے لیے تشریف لے گئے، وہاں عصر کے وقت پہنچے، عصر کی نماز پڑھ کر حضرتؒ نے کچھ دیر آرام فرمایا، جب مغرب پڑھ کر حضرتؒ دارالحدیث تشریف لے گئے، وہاں سبق سے فارغ ہو کر آرام کے کمرے میں تشریف لائے، تو مولانا غلام صاحب وستانوی نے عرض کیا کہ حضرت! ہمارے ایک طالب علم نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ کا جنازہ مہمان خانے میں رکھا ہوا ہے، تو اس طالب علم نے ایک استاذ سے اس کی تعبیر پوچھی، تو ان استاذ نے جواب دیا کہ حضرت کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ یہ خواب سن کر حضرت نے فرمایا کہ ”اگر پہلے بتایا ہوتا تو میں کچھ دیر اور بولتا۔“

آپ کے اندر کبر ہے:

تین مولوی صاحبان پاکستان سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خیریت معلوم کرنے کے بعد بیٹھ گئے، ان میں سے ایک سے حضرتؒ نے پوچھا کہ تم حافظ ہو؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں، البتہ میرے بیٹے سب حافظ ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا: ”میاں! آپ کے اندر کبر ہے، میں پوچھ رہا ہوں آپ سے اور آپ اپنے بیٹوں کو پیش کر رہے ہیں۔“

حضرت قاری صدیق صاحبؒ کا بھنگن سے معافی مانگنا:

فرمایا کہ ”حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ مدرسے کے قریب ایک گلی میں کھڑے تھے، ایک بھنگن آئی اور کسی کا بیت الخلاء صاف کرنے لگی، (جس طرح پہلے ہوا کرتے تھے، باہر سے صاف کیے جاتے تھے) ایک چھینٹ حضرتؒ کے کپڑے پر پڑ گئی، حضرتؒ نے اس کو ڈانٹ دیا، اگلے روز حضرت قاری صاحب وہیں کھڑے ہو گئے اور جب وہ بھنگن آئی تو اس سے معافی مانگی۔ جب تک اس نے یہ نہیں کہا کہ میں نے معاف کر دیا اس وقت تک وہاں سے نہ ہٹے۔ پھر فرمایا کہ یہ تھے حضرت قاری صاحب۔“

حضرت قاری صدیق صاحبؒ کی خوش طبعی اور طلبہ سے ہمدردی:

حضرت قاری صاحبؒ کا یہ واقعہ بکثرت سناتے تھے کہ مدرسے کی چھت پر طلبہ طوفان کر رہے تھے، حضرتؒ نے نیچے سے پکارا: ارے کیا کر رہے ہو؟ اور اوپر جانا شروع کیا، طلبہ ڈر گئے، حضرتؒ کو ایک دم اندیشہ ہوا کہ کہیں طلبہ میں مارے ڈر کے بھگدڑ نہ ہو جائے، کہیں کوئی گر نہ جائے، کسی کو لگ نہ جائے؛ بس نیچے ہی سے فرمانے لگے: مطمئن رہو! میں نہیں آ رہا ہوں، میں نہیں آ رہا ہوں۔“ یہ سناتے ہوئے حضرتؒ کی سادگی پر بہت ہنستے تھے۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کا حال:

حضرتؒ کے سامنے کسی نے ایک مرتبہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کا واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مولاناؒ سے کوئی پانی پڑھوانے کے لیے آیا، اس کی بیوی کی طبیعت خراب تھی، حضرت! جب وہ ناظم صاحبؒ کے سامنے آیا تو مارے ڈر کے اس کے منہ سے بجائے بیوی کے شوہر نکل گیا کہ میرے شوہر کی طبیعت خراب ہے، اس کے لیے پانی دم کر دیجیے، وہاں موجود لوگوں کی ہنسی نکل گئی اور حضرت ناظم صاحبؒ کی بھی ہنسی نکل گئی، اس کے بعد ناظم

صاحبؒ اس کو ایک کمرے میں لے گئے اور اس سے معافی مانگی اور اس کو بہت سارے ہدیے دیے۔ اس پر فرمایا کہ حضرتؒ تو حضرتؒ ہی تھے۔"

حضرت شیخ زکریاؒ کو آپسی اختلاف ختم فرمانے کی فکر:

دو بھائی ایک مدرسے میں شریک تھے، دونوں میں اختلاف ہو گیا، ایک کہہ رہے تھے کہ مدرسے کو رجسٹریشن کرواؤ، دوسرے منع کر رہے تھے اور اس کے سخت مخالف تھے، بہر حال دونوں ہی شیخ رحمہ اللہ کے پاس آیا کرتے تھے، شیخ کو اس مخالفت کا علم ہوا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ان میں سے ایک شیخ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے، پھر اٹھ کر جانے لگے تو کچھ ہدیہ بہ صورتِ رقم دینا چاہا، حضرتؒ نے فرمایا: "پہلے اپنے اختلاف کو ختم کرو، میں ایسا ہدیہ نہیں لیتا۔"

حضرتؒ کا احتیاط:

فرمایا کہ "جو مجھے موٹی رقم دیتا ہے، میں مدرسہ میں دے دیتا ہوں، زکوٰۃ، صدقہ کے پیسے ہوتے ہیں، لوگ نام رکھ دیتے ہیں ہدیہ۔ اور جو سو، دوسو دیتا ہے اس کو اپنے لیے رکھتا ہوں۔"

ایک ہم سفر کا حضرتؒ سے متاثر ہونا:

ایم پی سے تشریف لا رہے تھے، ٹرین میں دروازے سے داخل ہوتے ہی ایک سیٹ ہماری تھی اور تین کسی اور کی، جب "ہم کھنڈوا" سے سوار ہوئے، تو وہ تینوں سیٹیں خالی تھیں، اکثر لوگ جو شیخ کے ساتھی تھے وہیں بیٹھے ہوئے تھے، جب بقیہ تین لوگ "بھوپال" سے سوار ہوئے، تو قاری انعام صاحب (دہلی) نے ان سے کہا کہ ہماری تین سیٹیں دوسرے ڈبے میں ہیں، آپ وہاں چلے جائیں، وہ لوگ غیر تھے، تیار نہیں ہوئے، بہر حال ایک سیٹ پر میں اور شیخ رہ گئے اور باقی لوگ دوسرے ڈبے میں چلے گئے۔ حضرتؒ سو رہے تھے، میں ان

کے پیروں کی طرف بیٹھا تھا، رات میں دوسرے لوگ جو حضرتؒ کے ساتھ تھے، وقفے وقفے سے آتے رہتے تھے اور اسٹیشنوں پر بھی لوگ ملاقات کے لیے آتے تھے، وہ لوگ بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، جب صبح ہوگئی اور دہلی قریب آ گیا تو اس غیر مسلم کی بیوی نے مولانا انعام صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا ہمارے حضرت (گرو) ہیں، اس کی بیوی نے اس کو کہا کہ تم حضرتؒ سے معافی مانگو، اس نے حضرتؒ سے معافی مانگی کہ ہماری طرف سے جو تکلیف ہوئی ہو، اس کو معاف کر دیں، حضرتؒ نے فرمایا: ''سب معاف ہے۔'' اور اس نے اپنے بچے کو بھیجا کہ اس کے سر پر ہاتھ رکھو! تو حضرتؒ نے منع فرمایا کہ ''میں سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔'' جب حضرتؒ ٹرین سے باہر نکل گئے تو اس کی بیوی بہت دیر تک ٹرین کے دروازے پر کھڑی دیکھتی رہی۔

حضرتؒ کا کشف:

جب ہم لوگ دہلی (شاہ درا) اتر کر کار میں سوار ہو گئے تو حضرتؒ نے بندے سے پوچھا کہ تمہارا بیگ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ گاڑی میں رکھ لیا ہے، میرے ذہن میں تھا کہ قاری انعام صاحب نے بیگ گاڑی میں رکھ لیا ہے۔ بہر حال میں نے قاری صاحب (جو باندہ اور ایم پی کے سفر میں ساتھ رہتے تھے) سے پوچھا کہ میرا بیگ رکھ لیا؟ تو قاری صاحب نے فرمایا کہ رکھ لیا، پھر دوبارہ حضرتؒ نے معلوم کیا کہ تمہارا بیگ کہاں ہے؟ گویا حضرتؒ اس طرح معلوم فرما رہے تھے جیسے کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو کہ فلاں چیز نہیں ہے، پھر میں نے خود دیکھا تو واقعی بیگ نہیں تھا؛ لہٰذا میں نے دوبارہ قاری صاحب سے معلوم کیا تو تحقیق پر پتا چلا کہ بیگ گاڑی میں ہی رہ گیا ہے اور گاڑی روانہ ہو چکی تھی، قاری صاحب چوں کہ دہلی ہی کے مقیم تھے، ان کا بیٹا اسٹیشن پر بائک لے کر آیا ہوا تھا، لہٰذا جلدی سے پرانی

دہلی بھیجا۔ جب قاری صاحب کے صاحبزادے پہنچے، تو گاڑی بھی پہنچ چکی تھی اور گاڑی کی صفائی ہو رہی تھی، صفائی کرنے والوں کو وہ بیگ ملا، اس نے سواروں سے پوچھا کہ یہ بیگ کس کا ہے؟ جب قاری صاحب کے صاحب زادے (سلمان) پہنچ گئے، انہوں نے کہا کہ میرا ہے، ان صاحب نے ان کو وہ بیگ دے دیا۔ خلاصہ یہ کہ حضرتؒ ہی نے بیگ کے نہ ہونے کی اطلاع دی اپنے ادراک سے، اور حضرتؒ ہی کی برکت سے وہ مل بھی گیا۔

سنتوں کا استحضار:

ایک مرتبہ دوپہر کے وقت کھانا تناول فرما رہے تھے، واقعہ یہ ہے کہ حضرتؒ کا دایاں ہاتھ چاول کی پلیٹ میں تھا اور اس حال میں حضرتؒ نے بائیں ہاتھ سے پانی پیا اور اس کے بعد فرمایا کہ ”یہ ثابت ہے، حضور ﷺ نے دائیں ہاتھ سے کھجور اور بائیں ہاتھ سے کھیرا کھایا ہے۔“

ترکِ سنت پر سب کے سامنے توبہ:

ایک مرتبہ رات کو حضرتؒ نے پانی منگوایا، حضرتؒ رات میں چار پانچ مرتبہ پانی پیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بائیں ہاتھ سے دھوکے سے پانی پی لیا، جب دارالحدیث میں سبق پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تو بیٹھتے ہی فرمایا: ”بچو! میں نے کبھی بائیں ہاتھ سے پانی نہیں پیا، کل رات دھوکے سے پی لیا، میں سب کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

قرآن کی عظمت:

ایک مرتبہ بندہ چھوٹا قرآن (جو آج کل پانچ پانچ پاروں والا رائج ہے) لے کر تلاوت کر رہا تھا، حضرتؒ نے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا چیز ہے بھائی؟ عرض کیا کہ یہ قرآن ہے، فرمایا کہ ”ایسے قرآن چھاپنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے قرآن کی عظمت ظاہر نہیں ہوتی۔“

معافی مانگنا:

میرٹھ میں ایک مولوی صاحب کو ایک کمرے میں جہاں دو چار لوگ تھے، کسی بات پر سخت لہجے میں تنبیہ کر دی، تھوڑی دیر کے بعد جب کھانے کے لیے دستر خوان لگا سینکڑوں لوگ جمع تھے، بڑے بڑے نامی روٴساء بھی تھے، حضرتؒ نے بھرے مجمع میں زور سے معافی مانگی اور فرمایا کہ ''میاں! تم کو اگر میری کسی بات سے تکلیف ہوئی ہو تو اس کو معاف کرنا۔'' ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ ''حضرت! آپ کی شفقت ہے، آپ اصلاح نہیں فرمائیں گے تو کون ہماری اصلاح فرمائے گا؟''

خادم کو متنبہ کرنا:

ایک مرتبہ عشا کے بعد احقر حضرتؒ کی آنکھ میں دوا ڈال رہا تھا کہ وہ باہر گر گئی، دوبارہ ڈالی، پھر باہر گر گئی، تیسری مرتبہ ڈالی، پھر باہر گر گئی، حضرتؒ نے ایک طمانچہ رسید کیا، پھر فرمایا کہ ''لگا تو نہیں؟'' میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا کہ ''لگا ہوگا۔''

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے باب میں اعتراف:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مدرسے میں چھٹی کے اوقات تھے، حضرتؒ نے کوئی کتاب مطالعہ کے لیے اٹھائی، جو صفحہ کھلا اس میں امام صاحبؒ کا قول بھی لکھا ہوا تھا، حضرتؒ نے سب سے پہلے انتہائی محبت کے ساتھ اس کو پڑھا اور فرمایا کہ ''امام صاحبؒ بہت بڑے امام ہیں، لیکن ان کے ماننے والوں نے بہت تشدد سے کام لیا۔''

دال میری مرغوب شئے:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کھانے میں دال تھی، دال دیکھ کر فرمایا کہ لاؤ اور فرمایا: ''الدال يدل على كثرة المال!''۔ نیز حضرتؒ دال کو بھی انتہائی رغبت سے تناول فرمایا کرتے تھے۔

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس جون پوریؒ

ماخوذ از کتاب: ’’شیخ الحدیث حضرت مولانا یونس صاحبؒ‘‘

مؤلفہ: حضرت مولانا محمود حسن حسنی ندوی صاحب

صحابۂ کرامؓ کے باب میں سکوت:

حضرت شیخ یونس جونپوری نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد مولانا عبد العزیز ثانی رائے بریلوی کہتے ہیں کہ ’’مشاجراتِ صحابہؓ کے تعلق سے (جو واقعات شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہٗ کے بعد جنگ جمل اور صفین کے دوران سامنے آئے) تو اکابر محدثین وائمہ دین متین اور سلف صالحین کا اس سلسلہ میں کلام ذکر فرماتے؛ البتہ آخر میں اس کی وضاحت فرمادیتے کہ ’’یہ بڑوں کا موقف ہے، ہم ان کے پاؤں کی دھول بھی نہیں اور ہم مکمل سکوت اختیار کرتے ہیں۔‘‘

ذکر اور تلاوتِ قرآن کی تاکید:

فرماتے کہ ’’اللہ تعالیٰ کا نام جس حال میں لو گے اثر سے خالی نہیں رہے گا۔‘‘

تیندوا رائے بریلی کے حاجی سلطان کے بیٹے ہارون بھائی شیخ کی خدمت میں گئے، فرمایا کہ ’’کلام پاک پڑھا ہے یا نہیں؟‘‘ ہارون بھائی نے عرض کیا: کہ نہیں، فرمایا کہ ’’قرآن پاک پڑھو‘‘، انھوں نے اس کے بعد جا کر قرآن پاک پڑھا اور مکمل کیا۔

حضرتؒ رمضان میں اپنے یہاں مقیمین سے تاکید فرماتے کہ ’’کم از کم دس پارے ضرور پڑھو۔‘‘

خدمت کا اثر:

اہل اللہ کی خدمت کے بارے میں فرماتے کہ ”اس کا اثر مرتے وقت ظاہر ہوتا ہے اور آخرت میں یہ چیز بہت کام آتی ہے۔“

ماں باپ کا حق:

راقم کے سامنے ایک بڑے عالم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ”امام احمد بن حنبلؒ نے لکھا ہے کہ بہ غیر توبہ کے کبیرہ گناہ ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے معاف ہو جاتا ہے۔“ پھر حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اصل خدمت مرنے کے بعد کی ہے کہ اس میں لالچ نہیں ہوتی، جو ان کے لیے دعاءِ مغفرت، ایصال ثواب اور ان کے تعلق والوں اور تعلق والی چیزوں کے خیال رکھنے سے انجام دی جاتی ہے۔“

مدرسے سے جُڑے رہو:

ایک فاضل مدرسہ سے فرمایا کہ ”مدرسے سے ضرور اشتغال رکھو، چاہے قاعدۂ بغدادی ہی پڑھانے کو ملے۔“

ایک مدرس سے فرمایا: ”حدیث شریف کی کوئی کتاب ضرور پڑھاؤ، وہ نہ ملے تو فقہ کی کوئی کتاب پڑھاؤ۔“

دوسروں کے مقابلے میں سید جلدی ترقی کرتا ہے:

فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاندانی نسبت رکھنے والوں کو تھوڑے عمل پر بھی بہت مل جاتا ہے، دوسروں کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی مثال سامنے ہے، محنت انہوں نے بھی کی اور دوسروں نے بھی کم نہیں کی؛ مگر یہ دوسروں سے بہت آگے نکل گئے۔“

حضرت پیر طلحہ صاحبؒ کی نسبت:

فرمایا: ”مولانا محمد طلحہ صاحب (کاندھلوی) کی نسبت بہت بڑی ہے، جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہٗ سے نسبت فرزندی سے حاصل ہے، یہ معمولی بات نہیں کہ وہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔“

استاذ و پیر زادہ کا خیال:

شیخ کے شاگرد مولانا عبدالعزیز ثانی مظاہری (رائے بریلی) کہتے ہیں کہ جب میں حضرت شیخ جونپوریؒ کی خدمت میں اپنے گھر کا خاص گھی لے کر جاتا اور پیش کرتا تو فرماتے کہ ”بھائی طلحہ کے یہاں پہنچایا کہ نہیں۔“

ختم بخاری شریف کے وقت حضرتؒ کی حالت:

مولانا عبدالعزیز ثانی رائے بریلوی (شاگرد سال ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء) کہتے ہیں کہ جب درسِ بخاری کے اختتام کا وقت ہوتا تو اس وقت ان پر فنائیت کا بے حد غلبہ ہوتا، بے اختیار چہرے سے آنسو جاری ہو جاتے، آواز میں بھربھراہٹ ہوتی اور پھر اس پر قابو کی کوشش، پھر انتہائی الحاح و تضرع سے دعا فرماتے، البتہ ختم بخاری میں دعا حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی علیہ الرحمہ سے کراتے۔

درسِ حدیث میں آپؒ کا اعتدال:

ائمہ کے اختلاف و آرا و اقوال میں آپؒ کا منہج بہت اعتدال کا ہوتا اور عبد ضعیف کہہ کر اپنی بات پیش کرتے اور حدیث میں فقہ کو غالب رکھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، حدیث کا جو مطلب اور پیغام ہے اسی کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی بات کہتے۔
(روایت مولانا عبدالعزیز رائے بریلی)

حضرت شیخ کی کملی پسینے میں شرابور:

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب متالاؒ (متوفی: ۱۴۴۱ھ/۲۰۱۹ء) روایت کرتے ہیں کہ ”صحیح بخاری کے درس میں ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یونس جونپوریؒ فرمانے لگے کہ ”ایک مرتبہ شیخ محمد زکریاؒ کچے گھر کے اوپر کتب خانے میں مطالعہ فرما رہے تھے، گرمی کا موسم تھا، پسینے کی وجہ سے حضرتؒ کی کملی گیلی ہوگئی، حضرتؒ نے فرمایا کہ ”اس کو باہر پھیلا دو۔“ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اسے سونگھا تو پسینے کی بو کے بجائے اس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔

عبارت خوانی میں انداز کیا ہو؟

(۱۴) برمی طالب علم، مولوی محمد عاصم عبیداللہ ندوی مظاہری مظاہر علوم سہارنپور دورۂ حدیث کے لیے گئے تو ندوۃ العلماء کی نسبت سے شیخ نے ان کا خاص خیال فرمایا، جس کا اظہار راقم (مولانا محمود حسن حسنی ندوی استاذ ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کے نام اپنے مکتوب میں مولوی محمد عاصم نے اس طرح کیا ہے کہ ”عربی لہجے میں میں نے شیخ کے درس میں قراءۃِ حدیث کی، جس کی ضیاء العلوم رائے بریلی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں عادت تھی، شیخ کو میرا لہجہ اور انداز اگرچہ پسند آیا؛ مگر مزاحاً تھوڑی تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ ”یہاں سب ہندوستانی ہیں، ہندوستانی لہجے میں پڑھو، عربی لہجہ عربوں کو زیب دیتا ہے اور عجمی اس سے نامانوس ہوتے۔“

ولی کون ہے:

شیخ خالد مرغوب کہتے ہیں: فرمایا:

ولایت کا تعلق کرامت سے نہیں؛ بلکہ خواہش نفس کی مخالفت اور اطاعت میں لگنے سے ہے، بھلے ایسے شخص کو لوگ ولی کی حیثیت سے نہ جانیں اور نہ پہچانیں۔

روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت حضرتؒ کا عمل:

فرماتے اور ان کا عمل بھی اس پر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے روضۂ اقدس پر حاضری میں سلام مطول نہیں مختصر پڑھا جائے۔"

آفات سے بچنے کا نسخہ:

فرماتے کہ: "آفات وبلایا سے حفاظت کا مؤثر ذریعہ کثرتِ استغفار و دعا ہے۔" اور خود وہ اس کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔

علماء کا اختلاف:

فرمایا کہ: "دعاۃ اور علماء کا اختلاف فرعی ہے، اور سبھی ایک کشتی کے سوار ہیں۔"

حدیث شریف حاصل کرنے میں کیا نیت ہو؟

شیخ خالد مرغوب امین مدنی کہتے ہیں، "بوسنیہ" "ہرزے گووینا" کا ایک طالب علم حاضر خدمت ہوا، میں نے اس کے لیے اجازت حدیث اس جذبہ سے طلب کی کہ حضرت کا علم اس دیار میں پھیلے گا، فرمایا: "سنت کی نشر واشاعت کا جذبہ ہونا چاہیے، جہاں اس کے انوار جائیں گے وہاں سے بدعت کی ظلمات کافور ہوں گی۔"

نکاح کے وقت کیا نیت ہونی چاہیے؟

استاذ محمد وائل الحنبلی الدمشقی (مقیم ترکی) نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

ینبغی للشباب أن یتزوجوا بثلاث نیات: اتباع السنة، إكثار الأمة، إحصان الفرج".

(نوجوانوں کو تین نیتوں سے شادی کرنا چاہیے، سنت کی اتباع کے لیے، امت میں

اضافہ کے لیے اور شرم گاہ کی حفاظت کے لیے۔)

اخلاص کا فقدان:

استاذ علی بن احمد الخلفاوی الجزائری ناقل ہیں:

”الصدق و الإخلاص هما اللذان فقدا الآن، الناس يتعلمون للمنزلة وطلب الجاه، تعلموا وادعوا لأنفسكم أن يعطيكم الله الإخلاص والصدق“.

(سچائی اور اخلاص کا آج فقدان ہے، لوگ مقام و مرتبہ اور طلب عز و جاہ کے لیے تعلیم حاصل کرتے ہیں، تم تعلیم حاصل کرو اور اپنے لیے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اخلاص اور سچائی عطا کرے۔)

ایک علمی نکتہ:

استاذ علی الخلفاوی الجزائری استحضارِ نیت والی حدیث پر شیخ جونپوریؒ کی بات کو ایک نکتے کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”نكتة بداية الإمام البخاري بحديث عمر بن الخطابؓ: ”إنما الأعمال بالنيات“ لقول النبي صلى الله عليه وسلم ”لو كان نبي بعدي لكان عمر“. ففيه استعداد النبوة“.

(امام بخاریؒ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہٗ سے روایت کردہ حدیث ”إنما الأعمال بالنيات“ سے صحیح بخاری کی ابتدا رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے کی ہے کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے“ کہ ان کے اندر نبوت کی صلاحیت موجود تھی)۔

بڑوں کی تنقیص کمال نہیں:

استاذ خلفاوی راوی ہیں کہ شیخ نے فرمایا:

”ليس من الكمال أن تنسب النقص للأكابر“.

(کہ یہ کمال کی بات نہیں کہ تم کمیوں کو بڑوں کی طرف منسوب کرو)۔

حضرتؒ کا سب کے سامنے توبہ کرنا:

مولانا عبدالاحد پٹیل فلاحی راوی ہیں کہ: ”میں نے حضرت شیخ جونپوریؒ کو ایک بار ان کے حجرے میں اور ایک بار دارالحدیث میں دیکھا کہ وہ اپنے کانوں کو پکڑے ہوئے طلبہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے فرمارہے ہیں:

”اشهدوا أنتم، إني أستغفر اللّٰه من كل ذنب“.

(تم لوگ گواہ رہنا کہ میں ہر گناہ سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہتا ہوں)۔

امام نوویؒ کے متعلق حضرتؒ کا کلام:

شیخ عمر سراج حبیب اللہ (جدہ) شیخ کی امام نووی کے صدق واخلاص پر سبق آموز بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”ويقول عن الإمام النووي، عنده إخلاص كبير، و هو ذو بركة يعترض على الأشخاص، يقول: هذا وهم، هذا خطأ، ولكن نيته إبراز الحق لا الاعتراض على العلماء، فبورك فيه“.

(وہ امام نوویؒ کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ وہ بہت ہی اخلاص مند انسان تھے اور برکت والے آدمی تھے، اشخاص پر ان کا اعتراض برائے تنقید نہیں ہوتا تھا؛ بلکہ حق کے اظہار کے لیے ہوتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت رکھ دی)۔

کیا شیطان خواب میں اللہ تعالیٰ کی صورت اختیار کر سکتا ہے؟

حضرت شیخ جونپوریؒ کے عزیز شاگرد وخلیفہ مولانا مفتی شبیر احمد برطانوی راوی ہیں:

”قال الشيخ:” وهل يتمثل الشيطان باللّٰه في المنام، فيه خلاف، ذكره صاحب آكام المرجان فاختار ابن العربي، واللالكائي في شرح الجوهرة أنه لا

يتمتل به تعالىٰ، وذهب الإمام الكنكوهي و الشيخ التانوي إلى أنه يتمثل به، و كذا في التعليقات على الصحيح”.

(شیخ فرماتے ہیں کہ کیا شیطان خواب میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت اختیار کر سکتا ہے؟ فرماتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے، جس کا صاحب آکام المرجان نے ذکر کیا ہے، علامہ ابن العربی نے اور لالقائی نے شرح الجوہرۃ میں لکھا ہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کی مشابہت اختیار نہیں کر سکتا، امام گنگوہیؒ اور شیخ تھانویؒ کے نزدیک شیطان مشابہت اختیار کر سکتا ہے اور دھوکہ دے سکتا ہے)۔

انتظامیہ کے ساتھ برتاؤ:

مفتی کوثر علی سبحانی ارریاوی استاذ مظاہر علوم وقف سہارنپور کہتے ہیں کہ ایک بار تعجب سے فرماتے ہوئے کہا کہ: ”ایک خاص نصیحت ہے کہ مدرسے کے انتظامیہ سے کبھی اختلاف مت کرنا۔“

دعا کے وقت کیا عمل کرے؟

دعا اور درود شریف کا حضرتؒ کا بڑا معمول تھا اور فرماتے تھے کہ: ”دعا کے آغاز و اختتام میں درود شریف کا خیال رکھا جائے تو دعا رد نہیں ہوتی۔“

حضرت ہردوئیؒ کے آپؒ کے متعلق وقیع کلمات:

فرماتے تھے کہ: ”دنیا میں جو تزکیہ کے اعمال نماز، تلاوت، ذکر و تسبیح درود شریف استغفار وغیرہ ہیں کرنے چاہئیں اور توبہ کا اہتمام رکھنا چاہیے۔“ خود اپنا معمول راقم السطور کو بتایا کہ میں روز دو رکعات صلوٰۃ التوبہ پڑھتا ہوں۔ حالانکہ آپؒ کا جو بلند مقام تھا، اس کو بات سے سمجھا جا سکتا ہے، جیسا کہ شیخ خالد مرغوب امین (استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) نے

ایک مضمون میں لکھا ہے کہ وہ میرے ماموں شیخ عبداللہ میمنی کے مکان پر حضرت مولانا ابرارالحق حقی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء) سے ملنے کے لیے تشریف لائے تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے فرمایا:

”پیاسا کنواں کے پاس جاتا ہے، یہاں تو خود بادل آ پہنچا۔“

اخلاص کیسے حاصل ہو؟

خلیفہ اجل حضرت شیخ یونس صاحب و شیخ الحدیث فلاحِ دارین ترکیسر مولانا یوسف ٹنکاروی صاحب دامت برکاتہم کے استفسار پر کہ اخلاص کیسے حاصل ہو؟ فرمایا: ”ہر عمل میں اپنے کو متہم کرو، مخلص ہو جاؤ گے۔“

مسواک کے وقت کیا نیت ہونی چاہیے؟

فرمایا: ”جو مسواک سنت کے جذبہ سے کرے گا عنداللہ ماجور ہوگا اور جو سنت کے جذبہ سے نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل مواخذہ ہے۔“

وقار اور تکبر:

”چھوٹے کے سامنے بڑا بننا یہ وقار ہے اور چھوٹے کا بڑے کے سامنے بڑا بننا یہ تکبر ہے۔“

اَدعیۂ مسنونہ کا اثر:

فرمایا: ”اصل فرائض، حقوق اور سنت کے اعمال میں مسنون اذکار اور مسنون دعائیں اپنا بڑا اثر رکھتی ہیں۔ اور خاص ہیئت کے ساتھ ذکر و مراقبہ وغیرہ اسی لیے ہیں کہ سنت کے مطابق زندگی گزرنے لگ جائے۔“

ترقی کا راز:

فرمایا: ”اکڑنے اور پھولنے سے کچھ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کو تواضع پسند ہے، اس سے ترقی ہوتی ہے۔“

حقوق کا اہتمام:

فرمایا: ”حقوق کا بڑا خیال رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے بارے میں پوچھ ہوگی۔“

اتباعِ سنت کا فائدہ:

فرمایا: ”نفوس کا تزکیہ اتباعِ سنت سے ہوجاتا ہے۔“

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس جون پوریؒ

(منتخب از ماہنامہ مظاہر علوم بابت: ۱۹۹۸ء وبابت: ۲۰۱۷ء)

علم ایک نور ہے:

فرمایا: ”علم ایک نور ہے، روشنی ہے، جہل ایک ظلمت ہے، تاریکی ہے، نور ظلمت کو ختم کردیتا ہے، ظلمت وتاریکی میں خیر وشر، بھلائی وبرائی اور نفع وضرر کا نہ امتیاز ہوتا ہے اور نہ ہی ادراک اور نور سے راستہ کی خطرناکی کا پتا چل جاتا ہے۔ خیر وشر میں امتیاز ہوجاتا ہے، اس لیے انسان اس سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے، اسی لیے عالم وجاہل کبھی برابر نہیں ہوسکتے، اسی کو قرآن پاک میں فرمایا:

﴿قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون﴾ (الزمر)

اس آیت میں علم کی فضیلت کو واضح فرمایا ہے، آیت کے ابتدائی حصے میں عمل کا تذکرہ ہے اور اس میں علم کا۔ امام فخر الدین رازیؒ نے لکھا ہے:

”اعلم أن هذه الآية دالة على أسرار عجيبة، فأولها أنه بدأ فيها بذكر العمل، وختم فيها بذكر العلم.“

عمل تو قنوت، سجود اور قیام ہے اور علم سے جہالت جیسی برائی کے خاتمے کی طرف لطیف اشارہ ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانیت کی تکمیل کا انحصار علم وعمل کی جامعیت پر ہے۔

فالعمل هو البداية، والعلم والمكاشفة هو النهاية،...... وفيه تنبيه عظيم

علی فضیلة العلم". (تفسیر کبیر)

تفوق کا ذریعہ علم ہے:

فرمایا: "علم ہی کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ پر تفوق عطا فرمایا تھا اور انھیں مسجودِ ملائکہ بنا کر گل پوشی کی تھی، فرشتوں سے جب حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا: ﴿إنی جاعل فی الأرض خلیفة﴾ تو فرشتوں نے کہا تھا: ﴿أتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء و نحن نسبح بحمدك و نقدس لك﴾ کہ اے اللہ! آپ روئے زمین پر ایسی مخلوق بنانا چاہتے ہیں جو وہاں فتنہ وفساد برپا کرے گی، قتل وخونریزی کرے گی، ہم تو آپ کی تسبیح وتقدیس اور بڑائی وپاکیزگی بیان کرتے ہیں، آپ کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔"

حضرت آدم علیہ السلام کو کونسی چیزوں کے نام بتائے گئے؟

فرمایا: "﴿وعلم آدم الأسماء کلها﴾ اس بارے میں بہت اختلاف ہے کہ کس چیز کے نام بتلائے؟ ضروری اشیاء کے یا دنیا کی تمام مخلوقات کے؟ محققین کی رائے یہ ہے کہ تمام چیزوں کے نام بتلائے۔ بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ جب لوگ حشر کے میدان میں ہوں گے، عجیب کس مپرسی ونفسا نفسی کا عالم ہوگا، اس بے کلی کے موقع پر حق تعالیٰ ان کے قلوب میں یہ بات ڈالیں گے کہ تم کسی کو اپنا سفارشی بنا کر پیش کرو! اس وقت سب کے دل میں یہی بات آئے گی کہ آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں، سب سے پہلے انسان ہیں، انہیں سفارشی بنانا چاہیے، سب حضرات حاضر خدمت ہو کر عرض کریں گے: "أنت أبو البشر، وعلّمك أسماء کل شیئ" اس وقت اسی وصف کا اظہار کیا جائے گا۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے: "علمه اسم کل شیئ حتی القصعة

والمعرفة". بعض محققین نے تو یہ لکھا ہے کہ تمام اشیاء کا نام، خواص اور ان کی حکمتیں سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دی تھیں۔ "أخبرهم بكل الأشياء، وسمى كل شئ باسمه، و ذكر حكمته التي خلق لها". (مختصر تفسير ابن كثير: ج ۱/ص ۵۲)

فرمایا: ”حقیقت یہ ہے کہ انسان جو علم حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کو حاصل کرتا ہے اور اپنے ظرف اور اپنی حیثیت واستعداد کے بہ قدر اسے یہ چیز حاصل ہوجاتی ہے، پھر وہ اسے دوسروں میں منتقل کرتا ہے۔ اس لیے اصل کی خلافت و نیابت کا فریضہ اس انسان کو ادا کرنا ضروری ہے۔ حق تعالیٰ شانہ خود مخلوق میں آکر تو یہ تعلیم وتبلیغ کا کام نہیں کر سکتے، اس لیے کہ اس فریضے کے لیے مناسبت تامہ و بے حجابانہ گفتگو ضروری ہے اور خالق و مخلوق میں یہ وصف اور یہ مناسبت نہیں ہے، حضرت ابوموسی اشعریؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی نقل کرتے ہیں:

إن اللّٰه لاينام، و لاينبغي له أن ينام، حجابه النور، لو كشفه لأحرقت سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه." (رواه مسلم)

اہل اللہ کے واقعات:

(۱) فرمایا: ”السنۃ الجلیہ“ میں لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جلالی کا غلبہ ہوتا تو حجرہ بند کر کے (مراقبہ میں) مشغول ہوجاتے تھے۔ خواجہ بختیار اوشیؒ (کاکی) اور شیخ حمید الدین ناگوریؒ حجرہ کے دروازہ کے مقابل پتھروں کا ڈھیر لگادیتے اور جب حضرت خواجہؒ بزرگ نماز کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپؒ کی نظر پڑتے ہی وہ پتھر راکھ ہوجاتے۔

(۲) اسی طرح ہمارے سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے متعلق امداد

المشتاق رصفحہ: ۱۷۵ میں لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے فرمایا کہ جب میں قصبہ پنچلا میں تھا تو میرے قلب میں گرمی کا جوش تھا، اکثر میں تنہا رہتا تھا، ایک بار باہر آ کر بیٹھ گیا، وہاں ایک آدمی گاؤں کا رہنے والا ذکر و شغل کرتا تھا، اس پر جو اثر پڑا تو تڑپنے لگا، حتیٰ کہ اس جگہ ایک کمہار کا آوہ تھا اس میں جا گرا، لوگوں میں شور و غل مچ گیا؛ لیکن تڑپتے تڑپتے باہر نکل آیا اور کچھ ضرر نہ پہنچا، اس واقعے کا اس نواح میں بڑا شہرہ ہوگیا۔‘‘

بغیر جہد کے علم میں پختگی ناممکن:

فرمایا: ’’اگر آپ لوگ (طلبۂ کرام) یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آپ کی طرف نظر عنایت ہو، تو سب سے پہلے آپ علم حاصل کریں، اس علم کے حاصل کرنے کے لیے پہلی شرط محنت ہے، اس کے بہ غیر اگر آپ چاہیں کہ ہم بہترین عالم بن جائیں گے تو یہ ناممکن ہے اور آپ کی خام خیالی ہے، اکابر کی سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس علم کے لیے اپنے آرام و راحت کو چھوڑ دیا ہے، قربانیاں دی ہیں، فاقے برداشت کیے ہیں، آپ محدثین کی تاریخ پڑھیں کہ انھوں نے کس طرح پیدل اسفار کیے ہیں، ابو حاتم رازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار فرسخ پیدل سفر کیا (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو گویا تین ہزار میل کا سفر کیا) پھر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے گننا ہی چھوڑ دیا۔ اس لیے اگر علم مقصود ہے تو اس کے لیے راحت پسندی سے گریز ضروری ہے۔‘‘

علم حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: ’’یہ علم بڑا غیور اور بہت نازک مزاج ہے، یہ اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اس کے مخزن کا بھی لحاظ کرے، اس کے ساتھ ادب سے پیش آئے، اگر کوئی یہ چاہے کہ اپنے مخزن (استاذ) سے بے نیازی حاصل کرے تو ناممکن ہے۔ اور بے ادبی ہو تو پھر کامیابی قطعاً نہیں

ہوسکتی، استاذوں کے ادب واحترام سے علم آتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے اور نافع علم آتا ہے، یہ میں اپنے لیے نہیں کہہ رہا ہوں، ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، جنھوں نے بے ادبی کی ان کا کیا انجام ہوا۔ اور جو استاذوں کے ہو گئے وہ کس طرح علوم رتبی تک پہنچے۔"

حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ کی برکت:

فرمایا: "ہمارے استاذ مولانا ضیاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیض آبادی بڑے بابرکت انسان تھے، طلبہ پر بڑی توجہ فرماتے تھے۔ جن طلبہ کے حالات نامساعد ہوتے ان کو ہمت دلاتے، دعائیں کرتے، ہم بھی ایسے ہی لوگوں میں تھے، گھر پر کھیتی ہوتی تھی، حالات ایسے نہیں تھے کہ پڑھ سکتے؛ لیکن مولانا علیہ الرحمۃ نے ہمت بندھائی، سمجھایا اور کوشش کی، دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا، پڑھ لیا؛ اس لیے آج آپ یہاں بیٹھا ہوا دیکھ رہے ہیں، ورنہ خدا جانے کہاں ہوتے۔"

تحصیل علم میں کیا نیت کرے؟

فرمایا: "علم کی تحصیل مال وجاہ کے لیے نہ ہو، یہ بڑی خطرناک چیز ہے، اس لیے علم حاصل نہ کیا جائے کہ لوگ مجھے بہت بڑا عالم کہیں، میرا اِکرام کریں، مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے:

"من طلب العلم ليجاري به العلماء، أو ليماري به السفهاء، أو يصرف به وجوه الناس إليه، أدخله اللّٰه النار". (رواه الترمذي)

یعنی جس نے علماء سے مقابلہ ومناظرہ کرنے یا جاہلوں سے جنگ وجدال یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔"

فرمایا: "حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی

نقل کیا ہے:

”لا تزول قدما عبد حتى يسأل عن عمره فيما أفناه، وعن علمه فيما عمل، وعن ماله من أين اكتسبه؟ و فيما أنفقه؟ وعن جسمه فيما أبلاه.“ (رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح)

”فيما عمل“ کا مطلب یہ ہے کہ علم کو کس کام میں استعمال کیا، اس کے مطابق عمل کیا یا نہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا مقصد عمل ہے، قرآن پاک پر غور کرنے سے بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون﴾ (الذاريات)

”میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔“ اس آیت کی تشریح سے یہ معلوم ہو گیا کہ مقصد تخلیق عبادت ہے، تو معلوم ہوا کہ اصل مقصد عمل ہے؛ لیکن یہ بات بھی بدیہی ہے کہ عمل علم کے بغیر ناممکن ہے، اس لیے علم کا سیکھنا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ ذریعۂ مقصود مقصود ہوتا ہے۔“

تعلیم وتدریس کی اہمیت:

فرمایا: ”آپ حضرات نے مشکوٰۃ شریف میں دارمی کی یہ روایت پڑھی ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مجلسیں دیکھیں، ایک ان افراد کی جو دعا وتلاوت میں مصروف ہیں اور دوسرے ان افراد کی جو تعلیم وتبلیغ میں مشغول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے بارے میں فرمایا: ”كلاهما على خير، و أحدهما أفضل من صاحبه الآخر“. دونوں خیر کے کام میں لگی ہوئی ہیں؛ لیکن ایک دوسرے سے افضل ہے۔ اور علم والی مجلس میں بیٹھ کر فرمایا: ”إنما بعثت معلمًا“. ”مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ اس سے تعلیم وتدریس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور یہی تعلیم دینا تبلیغ بھی ہے، اس لیے کہ تعلیم دینا علم کو دوسروں تک

پہنچانے کا نام ہے، اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے کبھی معلم کا لفظ استعمال کیا۔ جیسا کہ معلوم ہو چکا اور کبھی مبلغ کا۔“

تبلیغ کے لیے تعلیم ضروری ہے:

فرمایا: ”مسلم شریف کی ایک طویل روایت میں ہے: ”إن اللّٰه بعثني معلمًا ميسرًا“. اللہ تعالیٰ نے مجھے نرمی کرنے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔ اور اسی روایت کے بعض طرق میں: ”إن اللّٰه أرسلني مبلغًا“. بھی وارد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تبلیغ کرنے والا بنا کر بھیجا۔ جس طرح آپ ﷺ نے تعلیم دینے کا امر فرمایا ہے جیسے مالک بن حویرث اور ان کے رفقاء سے فرمایا: ”ارجعوا إلى أهلكم، فأقيموا فيهم وعلّموهم“. (بخاري: ۸۸۵)

اسی طرح تبلیغ کا امر بھی فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”بلّغوا عني ولو آية“. (رواه البخاري) میری طرف سے ایک آیت ہی لوگوں کو پہنچا دو۔ اور فرمایا: ”وليبلّغ الشاهد الغائب“. (رواه الشيخان) جو موجود ہیں غیر حاضر لوگوں کو پہنچا دیں۔ اور موجودہ تبلیغی نقل و حرکت اسی تعلیم و تبلیغ عام کی ایک خاص صورت ہے، جس کو عوام کی تعلیم اور اس کی مشق کے لیے اختیار کیا گیا ہے، اس لیے آپ لوگ علم حاصل کیجیے، پھر تعلیم و تبلیغ کیجیے، یہی صحیح راستہ ہے، علم ہو عمل ہو اور دوسروں کی ہدایت کی فکر ہو۔“

صحبت صالح:

(۱) فرمایا: ”عمل کی مشق کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیکوں کی صحبت اختیار کی جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾

اے اہل ایمان! تقویٰ اختیار کرو اور صالحین کی صحبت میں رہو۔ تقویٰ سکھانے کے لیے فرمایا، ”صدق“ کا اطلاق دو معنوں میں ہوتا ہے، ایک: ”مطابقة القول للواقع“ ”خبر کا

حقیقت کے مطابق ہونا۔ اور دوسرا: ”تحری الأخلاق المرضية“ پسندیدہ اخلاق کا اہتمام کرنا۔ آیت اپنے عموم کی وجہ سے دونوں کو شامل ہے۔ اس لیے آپ جن کو صالح سمجھتے ہیں، جن کے افعال، اقوال اور اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہیں، جن سے آپ کو اعتقاد ہے، ان کی صحبت اختیار کیجیے، ان کی خدمت میں آیئے جایئے، ان سے ادب سیکھئے، بہ غیر صحبت کے ادب بہت کم آتا ہے، آدمی خود اپنے طریقے پر علاحدہ رہ کر نہ کوئی چیز پوری طرح سیکھ پاتا ہے اور نہ ہی وہ چیز پوری طرح اس کے اندر اترتی ہے۔“

(۲) فرمایا: ”صالح صحبت کے ذریعہ تمہارے علم میں عمل کی چاشنی اور عمل میں برکت وفیض کی حلاوت آئے گی اور پھر تم دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، دنیا اپنے دل میں جگہ دے گی۔“

مال کی حرص میں ترکِ دین:

(۱) فرمایا: ”اس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو خرید رہی ہیں، ان کے ایمان کا سودا کر رہی ہیں۔ افسوس و حیرت کی بات ہے کہ ایک قادیانی میرے پاس آیا، اس نے ایک بات کہی کہ قادیانیوں کے یہاں نظام ہے کہ ان کا ہر ممبر اپنی آمدنی کا چوتھائی حصہ اپنی تنظیم کو دیتا ہے، جس کے ذریعہ وہ تنظیم کے امور انجام دیتے ہیں۔ اور ہر ممبر کا نام اور اس کی آمدنی رجسٹر میں درج ہوتی ہے، اسی سے وہ لوگوں میں گمراہی پھیلا رہے ہیں اور عوام الناس کے دین کو خرید رہے ہیں۔ ابھی قریب ہی میں ایک بچے نے آ کر یہ اطلاع دی (خدا کرے یہ خبر غلط ہو) کہ گذشتہ ہفتہ سو سے زائد آدمی قادیانی ہو گئے، سنا ہے ان میں ایک فارغ التحصیل مولوی بھی ہے، جب اسے پکڑ کر سوال کیا گیا تو بہت مجبور ہو کر اس نے فقط بتلایا کہ ”میں مال کی ضرورت کے لیے کسی میں میں قادیانی ہوا ہوں۔“

(۲) فرمایا: ”قادیانی مبلغین کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ بعض اوقات فی کس ایک ایک

لاکھ تک بھی دے دیتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ بھی دے دیتے ہوں تو تعجب نہیں، وہ اپنے غلط مسلک کے پرچار کے لیے اپنی پونجی اور مال و متاع سب کچھ قربان کر رہے ہیں اور ہم لوگ غریبوں کی خدمت، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک میں چند سکے بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم نے توجہ نہ کی اور اپنے اخلاق و کردار سے، اپنے حسن عمل سے اپنی پونجی اور اپنے اثاثہ سے غریبوں کی دیکھ بھال نہ کی تو اہل باطل کے لالچ پر آپ کسی قسم کا بھی پہرہ نہیں بٹھا سکیں گے۔ اور پھر آپ کے ایمان کی طرف بھی دیگر اقوام للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیں گی؛ اس لیے خدمت خلق اور غرباء پروری کا جذبہ بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔''

تحصیل علم میں سادگی اختیار کرو:

فرمایا: ''علم کی تحصیل کے لیے اساتذہ کی خدمت، ان کا ادب بھی ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ محنت بھی کرنی چاہیے، ہمارے اکابر کی ترقی میں اساتذہ کی خدمت اور ان کا ادب کارفرما تھا، جس کے نتیجے میں اساتذہ کی دعائیں ملتی تھیں، آج تو طلبہ کو ہر وقت یہ فکر ہے کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، پریس نہ ٹوٹے، میری عجیب شان ہو، گھڑی شاندار ہو، چشمہ خوبصورت ہو، زیبائش و آرائش ہو۔ اور ان ہی خواہشات نے انھیں تعلیمی میدان میں بہت پیچھے کر دیا ہے، تحقیق و مطالعہ کا جذبہ ختم سا دکھائی دیتا ہے، آپ حضرات کو مطالعہ و تحقیق اور قرآن و حدیث فہمی میں مسابقت کرنی چاہیے، جس کا محمود و مطلوب ہونا ظاہر ہے۔ اور آئندہ مسابقت فی الخیرات و تحصیل الدرجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔'' وفي ذلك فليتنافس المتنافسون (التطفيف)

لباس و پوشاک) کو منع نہیں کرتا؛ لیکن تصنع کے لیے یہ چیزیں (پوشاک وغیرہ) نقصان دہ ہیں، میں خود خوش پوشاک ہوں؛ لیکن بچو! میں التزام نہیں کرتا، میں نے کبھی کپڑوں کے لیے قرض نہیں لیا، کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ میرے پاس صرف ایک ہی پائجامہ تھا، ایک دن مفتی عبدالعزیز رائے

پوریؒ نے کہہ دیا کہ ''وہی پائجامہ جمعہ کو، وہی بقر عید کو، وہی عید کو''، مجھ پر بہت اثر ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی، ایک صاحب نے ایک جوڑا کپڑا بھیج دیا، حالانکہ اس سے پہلے کبھی نہیں بھیجا تھا اور نہ کبھی بعد میں، اس کے بعد ایک صاحب نے اور بھیج دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کے بارے میں بڑی وسعت فرمائی، اللہ تعالیٰ ضرورت پوری فرما دیتے ہیں، مجھے زیادہ کپڑے رکھنے سے گھبراہٹ بھی ہوتی ہے۔''

فرمایا کہ ''بچپن میں میری کاپی پر خالہ نے یہ شعر لکھ دیا تھا:

ہمیں دنیا سے کیا مطلب؟ مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر، ورق ہوگا کفن اپنا

بس یہی ہوا، اللہ تعالیٰ نے تقدیر خالہ جان کے ہاتھوں لکھوادی۔'' (چنانچہ حضرتؒ کا انتقال کتابوں کے انبار کے بیچ مدرسے کی چہار دیواری میں ہوا)۔

فرمایا کہ ''طلبۂ کرام ان باتوں کا اہتمام کریں: (۱) تصحیح نیت اور اخلاص کا اہتمام (۲) اتباعِ سنت پر مداومت (۳) معاصی سے کلی اجتناب اور مواقع معاصی سے حتی الوسع دوری (۴) تعلیمِ دین سے اشتغال اور اشاعتِ دین کی مکمل فکر (۵) تبلیغ سے حتی الوسع ربط (۶) تزکیہ واصلاح کی غرض سے اہل اللہ سے تعلق اور ان کی ہدایت پر عمل (۷) اصلاح فیما بین المسلمین کا اہتمام اور منازعت سے کلی گریز (اکثر جھگڑا کرنے والا علم سے محروم رہ جاتا ہے)۔ (۸) قدرے نوافل کا اہتمام (۹) اپنے اندر اللہ پاک کی محبت پیدا کرنے کی فکر۔ کسی اور موقع پر اس طرح کی بھی نصائح فرمائیں: (۱۰) جب اللہ تعالیٰ تنگی دے تو صبر کرے اور جب وسعت دے تو خرچ کرے۔ (۱۱) اگر دنیا کے لیے پڑھے تو علم یہاں بھی وبال ہے اور آخرت میں بھی، اس لیے بچو! اپنی نیت صحیح کرو (۱۲) درود شریف میں بے انتہا فوائد و انعامات ہیں۔''

منتخب ملفوظات

از کتاب التوحید/تقریر بخاری شریف شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

اولیاء اللہ کا کیا حال ہوتا ہے؟

فرمایا: ’’بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ دنیا میں اور اس عالم کون میں ہوتے ہوئے اگر وہ یوں نظر ڈالتے ہیں تو ان کی نگاہ کا فیض ایک دو سو میل نہیں، ایک دو ہزار میل نہیں، ہزاروں میل دور چلا جاتا ہے اور ایسے اولیاء اللہ اب بھی موجود ہیں جن کے فیوض قلبیہ ہزاروں میل پہنچ جاتے ہیں، مرنے کے بعد بھی ان اولیاء کے فیوض کا انتقال ہوتا ہے کہ اگر ان اولیاء سے کسی کو نسبی یا روحانی تعلق ہوتا ہے اور واقعۃً ان اولیاء کی روح ان سے راضی ہوتی ہے تو ان کے فیوض ان تک پہنچتے رہتے ہیں، چاہے وہ ہندوستان چھوڑ کر مکہ چلے جائیں یا مدینہ یا کہیں اور چلے جائیں، تو جب ان اولیاءِ امت کے اندر اتنی طاقت ہے اور مرنے کے بعد ان کی حیات میں اتنا زور ہے تو جو صاحبِ امت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سید الانبیاء ہیں، ان کی روحانیت کتنی فیض اور طاقت والی ہوگی؟‘‘

دربارِ نبوی سے حضرتؒ پر خاص توجہ:

ایک بات کہنے کی نہیں، لیکن کہتا ہوں کہ ’’میں اپنی چارپائی پر بیٹھا تسبیح پڑھ رہا تھا، نیچے ایک صوفی بیٹھے ہوئے تھے، جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں، لیکن ان کے دل کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، ان سے میری دوستی ہے، میں ذکر کرتے کرتے باتیں بھی کر رہا تھا، میں نے ان سے یہ کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس عالم میں شرک وکفر کی بیخ کنی کے

لیے ہوئی تھی، آپ توحید خالص کی اشاعت کے لیے تشریف لائے تھے، تو انہوں نے ایک دم اسی وقت کہا: ابھی میں نے دیکھا کہ روضۂ اطہر سے ایک نور آیا اور تمہاری طرف گیا، مجھے تو کچھ پتا نہیں چلا، اندھے آدمی کو کیا پتا چلے؟ لیکن جس شخص کے سامنے یہ بات ہوئی تھی اس نے ایک دم یہ بات کہی۔‘‘

زیارتِ رب تعالیٰ کی مثال:

فرمایا: ’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت (اہل جنت کے لیے) سب سے بڑی نعمت ہوگی، اس لیے کہ اگر کسی کو محبت سے پالا پڑا ہو اور کسی سے محبت ہوگئی ہو تو اسے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر نعمت سے بڑھ کر اپنے محبوب سے ملاقات، اس کو دیکھنا، اس سے بات چیت کرنا ہوتا ہے، آدمی کو کسی سے ذرا تعلق ہوتا ہے تو اس کی آمد پر کھانا پینا بھول جاتا ہے، راحت و آرام چھوٹ جاتا ہے، نیند اُڑ جاتی ہے، باتوں میں محو ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ جو مجمع الجمال والکمال؛ بلکہ سارے جمال وکمال کے دینے والے ہیں، ان کے دیکھنے میں بندوں کو کیا کچھ لذت حاصل ہوگی اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

مختصراً ایک مثال سے سمجھو کہ اگر کوئی بہت بڑا بادشاہ ہو، جس کو دنیا کی اصطلاح میں شہنشاہ کہا جاتا ہے، جس کے ماتحت بہت سی سلطنتیں ہوں، اگر وہ کہیں آ جائے تو دلوں میں کتنے زور کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس کو دیکھا جائے، یہ تقاضا محض اس کی شہنشاہیت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس سے کوئی محبت نہیں ہوتی، کوئی رشتہ داری نہیں ہوتی، کوئی تعلق نہیں ہوتا، اور اللہ ذو الجلال والاکرام مالک الملوک ہیں، خود ہی فرمائیں گے قیامت میں: ﴿لمن الملك اليوم﴾ اور خود ہی جواب دیں گے: ﴿لله الواحد القهار﴾ تو اس میں تو سلطنت کی سب سے بڑی شان ہے، اس کا ملک ملکِ حقیقی ہے، اور اس کی ملکیت ملکیتِ حقیقیہ ہے، باقی

بادشاہوں کا ملک ملکِ مجازی ہے، تو جب ان مالکین مجازی کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے تو جو حقیقی بادشاہ ہے اس کو دیکھنے کی خواہش کیوں نہ کرے گا۔

اور جب کہ اس میں جمال وکمال بھی ہے، حالاں کہ دنیا کے بادشاہوں میں ظاہری شان وشوکت ہوتی ہے، ورنہ بہت سے بادشاہ بدشکل اور بدصورت ہوتے ہیں، تو حق تعالیٰ کے یہاں تو جمال وکمال بھی ہے، پھر بندوں سے رشتہ بھی ہے اور وہ خون کا رشتہ نہیں؛ بلکہ تخلیق کا رشتہ ہے، پیدا کرنے کا رشتہ ہے اور یہ رشتہ خون کے رشتہ سے کہیں زیادہ قوی ہے، تو جب اللہ تعالیٰ سے اتنے تعلقات ہیں کہ وہ ہمارے خالق بھی ہیں، مالک بھی ہیں، رازق بھی ہیں، ہمیں راحت کے اسباب دیتے ہیں، ضرورت کے موقع میں ہمارے لیے ضرورت کی تمام چیزوں کو مہیا فرمایا، ہم سے غلطی ہوجائے تو چشم پوشی فرمائی، بندے نے گناہ کرنے پر معافی مانگی تو قلمِ عفو پھیر دیا، کیا ایسے مالک کو دیکھنے کا تقاضا نہیں ہوگا؟ اس مالک میں شانِ مالکیت بھی ہے اور شانِ محبوبیت بھی ہے، جیسے محبوب کو دیکھنے کا تقاضا ہوتا ہے ایسے ہی مالک و سلطان کو دیکھنے کا بھی دلوں میں تقاضا ہوتا ہے، تو تمام مسلمانوں کو جنت میں اپنے محبوب و مالک کے دیکھنے کا تقاضا ہوگا اور دیکھ کر لذت وراحت اور فرحت وانبساط حاصل ہوگا۔“

حضرت تھانویؒ نے پہلے مسجد میں بیع کی، پھر فسخ فرمادی:

فرمایا: ”حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک مرتبہ مسجد میں کسی سے ریزگاری لی اور پیسے دے دیے، کسی مرید نے عرض کیا آہستہ آواز سے کہ کیا یہ بیع میں داخل نہیں ہے؟ (یعنی مسجد میں بیع تو منع ہے) حضرتؒ نے فرمایا: ہاں بھئی! اور ایک دم ریزگاری واپس کردی اور پھر مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور دوبارہ تبادلہ کیا اور فرمایا کہ اعتراض اگر سلیقہ سے ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔“

حلق کی چار صورتیں ہیں:

فرمایا: ”شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حلق کی چار صورتیں ہیں، ایک حلق فی الحج والعمرۃ ہے اور دوسرا حلق للمرض ہے (بیماری کی وجہ سے بال منڈائے) یہ دونوں تو منصوص ہیں کتاب وسنت میں، تیسرا حلق عبادت کے طور پر، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور مشائخ معتبرین میں سے جو سلف میں گزرے ہیں کسی نے بھی ایسا عمل نہیں کیا ہے۔ اور چوتھا عمل وہ ہے جو عام طور سے رائج ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے، امام احمدؒ کی دو روایتیں ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ یہ حلق مکروہ ہے، اور یہی امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حلق مباح ہے، یہی اصحابِ ابوحنیفہ اور اصحابِ شافعی کا قول ہے۔“

رؤیت باری سے حسن وجمال میں اِضافہ ہوگا:

فرمایا: ”روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے جنتیوں کے حسن و کمال میں اضافہ ہوجائے گا۔ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر آئیں گے تو اہل (بیویاں) کہیں گے: کیا بات ہے! تم تو بہت ہی زیادہ حسین وجمیل معلوم ہوتے ہو اور ادھر ان کے گھر پر گھر والوں کے حسن وجمال میں اضافہ فرمائیں گے، وہ اپنی بیویوں سے پوچھیں گے کہ کیا بات ہے! تمہارے اندر حسن وجمال میں یہ اضافہ معلوم ہوتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی زیارت سے قلب کو راحت وسکون لذت اور قرار حاصل ہوگا اسی طرح ایک معنوی قوت وطاقت پیدا ہوگی، جمال وکمال بڑھ جائے گا اور اس کا اندازہ دیکھنے کے بعد ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں۔“ (آمین)

کیا بطورِ امکان اللہ تعالیٰ نبی علیہ جیسا پیدا کرنے پر قادر ہیں؟

فرمایا: ”ایک دفعہ ایک طالب علم نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیدا کرنے پر قادر ہیں؟ تو میں نے کہا کہ ”دو باتیں ہیں: ایک عالم امکان اور دوسرا عالم وقوع، عالم امکان میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تو کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کروڑوں اور اربوں درجہ رسول پیدا کرنے پر قادر ہیں؛ لیکن عالم وقوع میں یہ ہوگا نہیں؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء سید المرسلین بنا دیا ہے اور قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور تمام اولادِ آدم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، وہ طالب علم صاحب کشف تھے اور عجیب وغریب ان کے کشوف تھے، وہ کبھی کبھی میرے پاس آ کر ادھر ادھر کی باتیں سنایا کرتے تھے، تو انھوں نے ایک دم رونا شروع کیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ میں تو خاموش ہو گیا، جب رونا ختم ہو گیا تو میں نے پوچھا کہ تو کیوں رو رہا تھا؟ اس نے کہا کہ جس وقت آپ یہ تقریر کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ روضۂ اطہر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ انور نکالا اور تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں، اب مجھے (حضرت شیخ کو) ڈر سا معلوم ہوا، میں وہمی آدمی ہوں کہ معلوم نہیں حضور ﷺ نے تائیداً دیکھا یا تردیداً؟ کیا ہوا ہوگا؟ خیر دس سال کے بعد تیسرے سال میں نے حضرت شیخ کو خط لکھا اور خط میں یہ واقعہ لکھ دیا، اور لکھنے کا منشا یہ بات تھی کہ میں نے خواب میں اس طرح دیکھا کہ مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اللہ پیدا کر سکتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا ان سے لاکھوں بلکہ اربوں درجہ افضل پیدا کرنے پر قادر ہیں، پھر مجھے اس بچے کا قصہ یاد آ گیا تو میں نے یہ سب لکھ کر مدینہ منورہ بھیج دیا، شیخ کا وہاں سے جواب آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا تردید نہیں تھی؛ بلکہ تائید تھی۔“

حضرت رائے پوریؒ کی کرامت:

فرمایا: ”یہاں ایک صاحب تھے وہ مندر چلے گئے، وہاں سادھو نے توجہ ڈال دی،

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا دل کافر ہونے کو چاہنے لگا، حضرت شیخ (زکریاؒ) دامت برکاتہم سے ذکر کیا، حضرتؒ نے فرمایا: ان کو رائے پور لے جاؤ۔ مولوی عبدالمنان ان کو لے کر گئے، رات کو پہنچے، حضرتؒ (مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری) نے فرمایا کہ صبح ملیں گے، صبح فجر کی نماز کے بعد حضرتؒ کی عادت تھی تفریح کو جاتے، مولوی عبدالمنان صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب! آؤ مل لو، میں تو تفریح کے لیے جارہا ہوں اور تم لوگ جاؤ، پھر فرمایا کہ میں تو کچھ نہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ یوں اشارہ فرمادیں تو دل پلٹ جائے اور حضرتؒ تشریف لے گئے، مولوی عبدالمنان نے کہا کہ افسوس میں جس کام کو آیا تھا وہ تو نہیں ہوا، ان صاحب نے کہا کہ بس، جس وقت حضرت نے یوں فرمایا اور میرا دل پلٹ گیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ طاقت دے رکھی ہے کہ دل پلٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طاقت کا کیا عالم ہوگا۔ کسی انسان کی طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ لگا سکے، سارا عالم اور سارے انبیاء بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہو جائیں تب بھی اس کی قدرت کا اندازہ نہیں لگا سکتے، وہ بڑی قدرت والا ہے، اسی سے دعا کرنی چاہیے۔

يا مقلّب القلوب! ثبّت قلوبنا على دينك".

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: مفتی محمد مصطفیٰ صاحب مظاہری

(مدرس دار العلوم جامعہ صدیقیہ، جام پور، مغربی بنگال)

نام بدل دو:

بندہ جب پہلی مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؒ نے نام دریافت فرمایا، بندے نے عرض کیا: حضرت میرا نام مصطفیٰ کمال ہے، اس پر فرمایا: ”مصطفیٰ کمال نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا، لہٰذا کمال کو حذف کرو، صرف محمد مصطفیٰ اچھا ہے۔“

یہ بے ادبی نہیں:

ایک دفعہ بندے نے پوچھا: بزرگوں کے مزارات سے پیٹھ پھیر کر واپس ہونا بے ادبی تو نہیں؟ فرمایا: ”جو بات بڑی سرکار کے دربار میں بے ادبی نہیں ہوتی چھوٹی سرکار کے یہاں بے ادبی کیسے ہوگی؟ احادیث میں آتا ہے: ”فلما ولّی الرجل“ ”فلما قفّی الرجل“ جس سے پتا چلتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ پھیر کر واپس ہوتے تھے، بے ادبی نہیں سمجھتے تھے۔“

جس سے بے تکلفی ہے اس سے کہو:

فرمایا: ”کسی کی تصنیف پر کچھ کہنے کی طبیعت نہیں ہے، ہاں کسی سے بے تکلفی ہوتی ہے تو کہہ دیتا ہوں، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی کتاب ”سیرتِ خیر البشر“ جب سامنے

آئی تو میں نے حضرتؒ سے عرض کیا: ”فلاں فلاں روایت کو نکال دیجیے، حضرتؒ نے فرمایا: ٹھیک ہے، نکال دیں گے۔“

والد کے احترام میں گھر سے باہر کھانا:

فرمایا: ”میری طبیعت ہے کہ باہر لوگوں کے سامنے کھایا نہیں جاتا؛ لیکن میرے والد صاحب چوں کہ گھر کے باہر برآمدہ میں کھانا کھاتے تھے اس لیے ان کی حیات میں احترام والد کی بنا پر میں بھی برآمدہ میں کھالیتا تھا۔“

جمعہ کے دن عصر بعد درود کے بارے میں حضرتؒ کی رائے:

ایک صاحب نے عرض کیا: جمعہ کے دن عصر بعد والے درود میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے ایک قول ” اللّٰهم صلّ على محمد النبی الأمي“ تک لکھا ہے، تو یہاں تک پڑھ لینے میں کوئی حرج ہے؟ فرمایا: ”یہ روایت ٹھیک نہیں ہے، حضرت شیخ نے نہ جانے کیوں درج کیا، مجھے اس میں حضرتؒ سے اختلاف ہے، میں حضرتؒ پر اعتراض نہیں کر رہا ہوں، اختلاف اور ہے، اعتراض اور ہے۔“

ایک خدشے کا جواب:

ایک بنگالی طالب علم نے عرض کیا کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ اکثر روایاتِ حدیث بالمعنی ہیں، تب سے قراءۃِ حدیث میں لذت کم پاتا ہوں، حضرتؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”روایت بالمعنی کا مطلب روایت میں معنی گھس گئے ہیں، الفاظِ نبوی غائب نہیں کیے گئے ہیں۔“

ہدیہ کے متعلق سوال:

ایک دفعہ بندے نے پوچھا: ” تهادوا، تحابوا“. اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا

حصولِ محبت کے بعد ہدیہ دیا کرو، یا حصولِ محبت کے لیے ہدیہ دیا کرو؟ فرمایا: حصولِ محبت کے لیے، اور ہدیہ تو اصل میں تحفۂ مؤمن ہے۔"

حضرت ناظم صاحبؒ کا کشف اور حضرتؒ کی امامت:

فرمایا: "میں اپنے اعذار کی وجہ سے نماز میں امامت نہیں کرتا تھا، ایک روز عمدہ کپڑے پہنے ہوئے مسجد کلثومیہ میں حاضر ہوا اور جی میں آیا کہ آج اگر حضرت ناظم صاحبؒ (شاہ اسعد اللہ صاحب) نماز پڑھانے کے لیے فرمائیں گے تو پڑھا دوں گا، بس یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت ناظم صاحبؒ نے پاس آ کر فرمایا: "مولوی یونس! آج نماز پڑھا دو گے؟" میں نے کہا: جی حضرت! پڑھا دوں گا۔ حضرت ناظم صاحبؒ کو کشف بہت ہوتا تھا۔"

کیا پائجامہ پہننا آپ ﷺ سے ثابت ہے؟

فرمایا: "یہ جو علماء کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سے پائجامہ پہننا ثابت نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ پائجامہ پہننے کی صراحت نہیں، ورنہ اگر آپ ﷺ نہ پہنتے تو کیوں خریدتے۔"

حضرت تھانویؒ کے کلام میں عجیب تاثیر:

ایک دفعہ بندہ نے عرض کیا کہ "حضرت! میں جب حضرت تھانویؒ کی باتیں پڑھتا ہوں تو ایک عجیب کیفیت محسوس کرتا ہوں، حضرت شیخ نے فرمایا: "حضرت تھانویؒ کی باتیں پڑھ کر لوگ روتے ہیں روتے۔"

چندہ کرنے سے ذلت نہیں ہوتی:

ایک بنگالی مولوی صاحب نے شکایت کی کہ حضرت! میں مدرسے کے لیے چندہ کرنے آیا ہوں؛ لیکن لوگ مجھے حقیر سمجھ رہے ہیں اور ذلت ہو رہی ہے، حضرتؒ نے فرمایا:

”بچو! ذلت وہ ہے جو آدمی اپنے لیے مانگے، تم تو مدرسے کے لیے چندہ کرتے ہو، اس میں کیا ذلت ہے؟“

لطیفہ:

فرمایا: ”ایک دفعہ دعوت میں گئے ہوئے تھے، میں تھا، مفتی مظفر حسین صاحب تھے، مولانا وقار صاحب اور مولانا اطہر حسین صاحب تھے، میں نے یہ حرکت کی کہ انڈوں کی زردی نکال کر کھالی اور انڈوں کو اُلٹ کر پلیٹ میں رکھ دیے، مفتی مظفر حسین صاحب کہنے لگے: مولوی یونس! انڈا کیوں نہیں لے رہے ہو؟ میں خاموش، پھر جب وہ لوگ انڈا لینے لگے تو دیکھا کہ انڈوں کی زردی غائب ہے تب سمجھ گئے کہ یہ اسی کی حرکت ہے!“

حضرت ناظم صاحبؒ کا دماغ:

فرمایا کہ ”ہمارے ناظم صاحبؒ (شاہ اسعد اللہ صاحب) جیسا ہائی دماغ آدمی میں نے نہیں دیکھا، حضرتؒ کا دماغ عجیب تھا۔“

لڑکی میں عیب نہ نکالو:

فرمایا کہ ”بچو! جب نکاح کے لیے لڑکی دیکھو تو پسند ہو، نکاح کرلو، ناپسند ہو، نہ کرو؛ لیکن لڑکی میں عیب نہ نکالو کہ اسمیں یہ کمی ہے، یہ کمی ہے، اگر تمہاری بہن میں کوئی عیب نکالے تو تمہیں کیسا لگے گا؟“

حضرت ناظم صاحبؒ کی کیمیائی نظر:

فرمایا کہ ”حضرت ناظم صاحبؒ (شاہ اسعد اللہ صاحب) کی نظر جس پر پڑ گئی اس شخص میں تبدیلی آ کر رہی۔ ایک صاحب کے حالات شروع میں اچھے نہ تھے، ایک دفعہ دیکھا کہ لمبی لمبی اوّابین پڑھ رہے ہیں، پہلے میں پہچان نہ سکا، دیکھا تو وہی صاحب ہیں، میں نے

کہا: ماشاء اللہ۔''

دعوت وتبلیغ کی مقبولیت:

فرمایا: ''اشاعت دین کے لیے تنظیمیں بہت بنیں؛ لیکن جو مقبولیت تبلیغ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور تنظیم کو نہ ہو سکی۔''

حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب کی شفقت:

فرمایا کہ ''ریاض العلوم گورینی کے ناظم صاحبؒ (حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب) تہجد کے وقت چائے بنا کے رکھتے تھے، چائے پیتے رہتے اور تہجد پڑھتے رہتے، ایک رات مجھے (حضرت شیخ اس وقت طالب علم تھے) بخار آیا تو میں حضرتؒ کے پاس پہنچا، عرض کیا: حضرت! مجھے ایک پیالی چائے عنایت فرمایئے، حضرتؒ نے چائے نکال کر دے دی، کچھ نہیں بولے اور پھر نماز شروع کر دی۔''

امام شافعیؒ کی خواب میں زیارت:

فرمایا کہ ''پچھلے سفر کے دوران ٹرین میں خواب کے اندر حضرت امام شافعیؒ کی زیارت ہوئی اور یہ ائمہ اربعہ میں پہلی زیارت ہے، میں نے حضرت الامامؒ سے دریافت کیا کہ حضرت! آپ کا نسب کدھر سے ہے؟ حضرت نے فرمایا: ماں کی طرف سے۔''

لطیفہ:

فرمایا کہ ''ایک بچہ تھا جو میرا کام وغیرہ کرتا رہتا تھا، میں اسکو اجرۃ الحمام (بیت الخلاء کی اینٹ) کہا کرتا تھا، یعنی ہے تو تو گھٹیا؛ لیکن تیرے بغیر میرا چارہ بھی نہیں، اس کا آج خط آیا ہے اور اپنے نام کی جگہ ''اجرۃ الحمام'' لکھا ہے!''

آج کل کے طلبہ سانپ ہیں:

فرمایا: ’’ہمارے ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے: ’’آج کل کے طلبہ سانپ ہیں، موقع ملے تو ڈس لیں، آج کل طلبہ سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔‘‘

امام دارقطنیؒ کی امام صاحبؒ پر سخت جرح:

فرمایا کہ ’’ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) فرماتے تھے: ’’امام دارِقطنیؒ نے امام اعظمؒ پر جو سخت جرح کی ہے اس پر ان کو ثواب ملے گا، چوں کہ انہوں نے حُبّ رسول کی بناپر جرح کی ہے۔ حضرت شیخ (یونس صاحبؒ) نے فرمایا: یہ ہے عارف کی بات۔‘‘

لطیفہ:

فرمایا کہ ’’بچو! مجھے باسی چیز کھلانے کی مہارت حاصل ہے، جب کوئی چیز سڑنے لگتی ہے تب طلبہ کو کھلاتا ہوں۔‘‘ پھر فرمایا: ’’بچو! اصل میں مہمانوں کے لیے رکھے رہتا ہوں، پھر جب دیکھتا ہوں کہ خراب ہونے جارہی ہے تو طلبہ کو کھلا دیتا ہوں۔‘‘

کسی کی تکلیف کو مت جھٹلاؤ:

فرمایا کہ ’’زمانۂ طالب علمی میں ایک دفعہ میں بیمار تھا، ایک ساتھی نے ہماری پوربی زبان میں کہا ’’یونس مکر کرے ہے‘‘ بس یہ کہنا تھا کہ اس کے پیٹ میں درد اٹھا اور کہنے لگا: یونس! معاف کردے۔ اس لیے بچو! کسی کی تکلیف کو مت جھٹلاؤ۔‘‘

لطیفہ:

ایک دفعہ بندے نے عرض کیا کہ حضرت! ہمارے علاقے میں ایک بدعتی پیر آتا ہے، ان کے معتقدین ان کو ایک چادر پہ بٹھاتے ہیں اور چاروں طرف سے ان کی طرف پیسے ڈالتے ہیں اور اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ پیر کی طرف پیسے پھینکو اور جنت حاصل کرو۔ یہ سن کر

حضرت شیخ نے فرمایا کہ ”تم پیر صاحب کے کان میں جا کر کہنا کہ ہم بھی پیر ہیں، لہٰذا ہمارا حصہ بھی لگاؤ۔“

بنگالیوں کو تنبیہ:

ایک دفعہ رمضان میں بنگالی مہمان کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”سو فیصد بنگالی پیر بننے کی نیت سے یہاں آتے ہیں، الا ماشاء اللہ، یاد رکھو! پیر بننا گناہ ہے اور پیر بنانا ثواب بھی ہے۔“

انگریزی بال سے گریز کرو:

دار العلوم دیوبند سے ایک طالب علم آیا، جس کے بال آگے کی طرف سے پیشانی پر لٹک رہے تھے، حضرتؒ نے اس طالب علم سے فرمایا کہ ”تم نے مشکوٰۃ شریف نہیں پڑھی؟ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث ہے، اس میں سدل شعر سے منع کیا گیا ہے، اور فرق (مانگ نکالنے) کا حکم ہے۔“ پھر فرمایا: ”تم کہو گے کہ آپ (حضرت شیخ) جو بالوں کو اوپر لپیٹ لیتے ہیں اس کو کیا کہا جائے گا؟ تو بچو! اس کو لف کہہ لو، نہ وہ سدل ہے اور نہ ہی فرق ہے۔“

مسواک کتنی ہونی چاہیے؟

ایک دفعہ بندے نے پوچھا: حضرت! ایک بالشت سے چھوٹی مسواک کو مسواک کہہ سکتے ہیں؟ حضرتؒ نے فرمایا: ”ما فوق القبضۃ (مٹھی سے زائد) کو مسواک کہہ سکتے ہیں۔“

خواب کے پیچھے مت پڑو:

ایک دفعہ بندے نے اپنا خواب بیان کیا تو حضرت نے فرمایا: ”بنگالی خوابی ہوتے ہیں، پھر فرمایا: ”حضرت شیخ (شیخ زکریاؒ) کو ایک صاحب بہت خواب لکھا کرتے تھے، حضرتؒ نے ان سے فرمایا: اچھا خواب دیکھو تو الحمد للہ کہہ لو۔ اور برا خواب دیکھو تو بائیں طرف تین

دفعہ تھتکار دو، برے خواب کی مسنون دعا پڑھو اور بس زیادہ پیچھے مت پڑو۔ ‘‘

ایک دفعہ بعد عصر طلبہ سے فرمایا: ’’نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرو۔ اور کیا ہدیہ بھیجو گے بچو! درود کا ہدیہ بھیجو۔ ‘‘

قرآن پڑھانا چاہیے:

ایک دفعہ بندے نے عرض کیا: میرے والد مسجد میں امامت کرتے ہیں اور بعد عصر اسکول کے بچوں کو انگلش پڑھاتے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا: قرآن پڑھانا چاہیے۔ پھر فرمایا: ’’قاری صدیق صاحب باندویؒ کے خادم زید (مفتی زید صاحب مظاہری، استاذ ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کو جانتے ہو؟ وہ جب اسکول میں پڑھتے تھے، اسکول کے وقفہ میں اپنے ساتھیوں کو قرآن پڑھا دیتے تھے۔ ‘‘

خواب کی تعبیر:

ایک صاحب نے خواب سنایا کہ ایک مجمع میں نبی علیہ السلام تشریف لائے اور ہم طلبہ کا یکے بعد دیگرے نام پکارنے لگے، دوسرے نمبر پر میرا نام پکارا، تو میں نے کہا: لبیک، پھر نفحۃ العرب کا امتحان لینے لگے اور مصنف کا نام دریافت کیا، مسکن دریافت کیا۔ اس کی کیا تعبیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا: ’’واہ میاں! یہ خواب کیا ہے، یہ تو بیداری ہے، تمہارا لبیک کہنا دین پر لبیک کہنا ہے۔ اور نفحۃ العرب کے امتحان سے حُبّ عرب کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی عرب کے احسان کو مت بھولو۔

جنابت کی حالت میں نبی ﷺ کی زیارت:

ایک دفعہ بندے نے پوچھا کہ ایک آدمی کو رات میں جنابت کی حالت میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو کیا جنابت کی حالت میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوسکتی ہے؟

فرمایا: ”ہاں ہوسکتی ہے، کیا بعید ہے۔“

ایک خواب کی تعبیر:

ایک صاحب نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ (حضرت شیخ) میری پیشانی پر اپنی زبان مبارک کی نوک سے کچھ لکھ رہے ہیں، اس کی کیا تعبیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا: ”یہ تلقینِ ذکر ہے، یعنی ذکر کی ترغیب ہے۔“

زیادہ تعریف سے نظر لگ جاتی ہے:

فرمایا کہ ”ہمارے مولانا ضیاء صاحب (حضرت کے محبوب استاذ) کسی طالب علم کی زیادہ تعریف نہیں کرتے تھے۔ فرماتے تھے: ”زیادہ تعریف سے بھی نظر لگ جاتی ہے۔“

حضرتؒ کی تواضع:

فرمایا کہ ”اعظم گڑھ کے ایک مولوی صاحب سے میں نے کہا کہ بھائی! تمہارے اعظم گڑھ میں بڑے شاعر ہوئے ہیں، فلاں کتاب میں لکھا ہے: ”کما قال الشاعر الأعظمی“ تو اس مولوی صاحب نے کہا: ”اعظمیہ“ بغداد کے ایک گاؤں کا نام ہے، پھر حضرت شیخ نے تواضعاً فرمایا: ”یہ ہے ہماری معلومات کا حال۔“

اپنی کتابوں کی حفاظت:

فرمایا کہ ”بچو! میرے اہل وعیال تو ہے نہیں، میری یہ کتابیں ظاہر ہے دوسروں کے کام آئیں گی؛ لیکن میں اپنی زندگی میں اپنی کتاب کسی کو دیتا نہیں ہوں، ہمارے شیخ (زکریا صاحبؒ) بھی اپنی کتابوں میں کسی کو گھسنے نہیں دیتے تھے۔ ہاں! ہم مستثنیٰ تھے۔“

حضرت مدنیؒ کی زیارت نہ کرسکا:

فرمایا کہ ”حضرت مدنیؒ (مولانا حسین احمدؒ) کو میں نے سن شعور میں پایا ہے؛ لیکن

زیارت نہ کرسکا، اس کا مجھے افسوس ہے، تم کہو گے کہ آپ نے زیارت کیوں نہ کی؟ تو بچو! اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں تھی نہیں کرسکا، اور کیا ہوتا۔"

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا مقام:

فرمایا کہ "حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی مقبولیت مافوق العقول معلوم ہوتی ہے، حضرت امام قاسمؒ کا علم دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ گیا، میں نے تو ایک دفعہ کہہ دیا تھا کہ دار العلوم حضرت قاسمؒ کی روح سے چل رہا ہے۔"

مدنیؒ خاندان میں خدمت کا جذبہ

فرمایا کہ "حضرت مدنیؒ (مولانا حسین احمدؒ) کے گھرانے کے بچوں کو دیکھا کہ مہمانوں کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، اپنے کھانے سونے کی کوئی فکر نہیں۔ بچو! اُن سے خدمت سیکھو خدمت۔"

کرسی پر کھانا:

فرمایا کہ "کرسی پر کھانے کو کیسے ممنوع کہو گے؟ ابھی دہلی کی ایک دعوت میں بڑے بڑے علماء کو دیکھا کرسی پر کھا رہے ہیں۔"

بنگالیوں کے جوش کا نتیجہ:

فرمایا کہ "بچو! مجھے بنگالیوں کا جوش اچھا نہیں لگتا، ان میں جوش بہت ہوتا ہے، چنانچہ ان بنگالی لوگوں نے بنگلہ دیش کو الگ کر کے چھوڑا، نتیجہ یہ ہوا کہ ملک غریب ہو گیا اور آج وہاں لوگ غربت کے مارے عیسائی بن رہے ہیں، مولانا اسعد مدنیؒ نے لکھا ہے کہ ابھی حال ہی میں تیس ہزار بنگلہ دیشی مسلمان عیسائی بن گئے۔"

لطیفہ:

فرمایا کہ ”اپنے لڑکوں کو الگ الگ کر دینا ہی مناسب ہے، ایک ساتھ کھانے پینے میں فتنے پیدا ہوتے ہیں، آپس میں شکوہ شکایت ہوتی ہے، پھر مزاحاً فرمایا: ”میری شادی ہوتی، بچے ہوتے، تو سب لڑکوں کو الگ الگ کر دیتا اور سب پر ماہانہ ٹیکس جاری کرتا کہ سب کو ماہانہ اتنا اتنا پیسہ جمع کرنا ہے۔ بچوں سے ٹیکس لیتے اور ہم اور بڑھیا بیٹھ بیٹھ کے مزے اڑاتے۔“

عدم حفظ قرآن پر حضرتؒ کا افسوس:

ایک دفعہ بعد عصر فضائل اعمال میں حفظ قرآن کی فضیلت کا بیان چل رہا تھا، حضرتؒ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا: ”بچو! نہ ہم خود حافظ اور نہ ہمارے بچے، جو حافظ ہوتے۔“ ایک مولانا صاحب نے جو مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کیا: حضرت! آپ کے حفاظ تلامذہ آپ کے بیٹے ہوں گے، حضرتؒ نے فرمایا: ”ہاں اللہ تعالیٰ سے کیا بعید ہے۔“

صالح شخص کی زبان سے جنت کی بشارت:

فرمایا کہ ”ایک عربی شیخ سے حالت طواف میں کئی سال ملاقات ہوتی رہی، اس اچانک ملاقات سے وہ بہت خوش ہوتے اور فرماتے: ”نلتقي في الجنة إن شاء الله“. (جنت میں ہم دونوں ملاقات کریں گے)۔ بچو! ایک صالح کی زبان سے جنت کی بشارت سن کر کچھ امید سی ہوگئی۔“

بہنوں کو ان کا حصہ دو:

فرمایا کہ ”بہن کو میراث کا حصہ ضرور دینا چاہیے، بہن کا یہ کہنا کہ میں نہیں لیتی، مجھے ضرورت نہیں ہے، اس طرح کہنے سے اس کا حق ساقط نہیں ہوتا، میں نے مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے پوچھا تھا، مفتی صاحب نے کہا: ”میں نہیں لیتی، مجھے ضرورت نہیں ہے،“ اس

طرح کہنے سے بہن کا حصہ ساقط نہیں ہوتا۔“

لطیفہ:

فرمایا کہ ”ایک دفعہ گجراتی اور بہاری مہمان جمع ہوگئے، میں نے فلاں سے (جو بہاری تھے) کہا کہ دیکھو! بہاری مہمانوں کو گجراتی مہمانوں کے ساتھ کھانے میں نہ بٹھانا، گجراتیوں کو الگ کھلانا، یہ بات اس کو اچھی نہ لگی، پھر بہار سے کچھ علماء بھی آگئے، میں نے کہا ان علماء کو گجراتی مہمانوں کے ساتھ کھلاؤ، تب وہ سمجھے کہ اِن کو (حضرت شیخ کو) بہاریوں سے کوئی عناد نہیں ہے۔“ (بلکہ ”أنزلوا الناس منازلهم“ پیش نظر ہے)

ایک برہنہ سر والے کو نصیحت:

فرمایا کہ: ”حج میں دیکھا کہ ایک شخص اپنی ٹوپی سامنے زمین پر رکھ کر خالی سر نماز پڑھ رہا ہے، نماز کے بعد میں نے پوچھا: ”لماذا اشتريته؟“ (تم نے ٹوپی کیوں خریدی) اس نے کہا: ”للتزين“. (زینت کے طور پر خریدی)۔ میں نے کہا: ”الله أحق أن تتزين له، و في القرآن: ﴿خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ (الأعراف) یہ سن کر اس نے ٹوپی سر میں رکھ لی اور بہت خوش ہوا۔“

بزرگوں کی جگہیں مقدس یا متبرک؟

ایک دفعہ بندے نے عرض کیا: حضرت! پاکستان سے ایک شخص آئے ہیں، جو گنگوہ، تھانہ بھون اور دیوبند کے مقاماتِ مقدسہ کی تصویر لینے آئے ہیں، وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں، حضرتؒ نے فرمایا: ”بزرگوں کی جگہوں کو مقدسہ نہیں کہنا چاہیے۔“ میں نے عرض کیا: متبرکہ کہہ سکتے ہیں؟ فرمایا: ”ہاں! متبرکہ کہہ سکتے ہیں۔“

بنگالیوں کا پانی ہاضم ہے:

فرمایا: ”بچو! میں پہلے بنگالیوں پر تعجب کرتا تھا کہ یہ لوگ اتنا زیادہ کیسے کھاتے ہیں؟ پھر ایک دفعہ بنگال جانا ہوا تو دیکھا کہ مجھے بھی معمول سے زیادہ بھوک لگنے لگی اور میں بھی معمول سے زیادہ کھانے لگا، تب میں نے سمجھا کہ بنگال کا پانی ہاضم زیادہ ہے۔“

نماز میں نبی ﷺ کا تصور کرنے سے کیوں منع کیا؟

فرمایا: ”بچو! ایک دفعہ رکوع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آ گیا تو عجیب حال ہو گیا، اتنی زیادہ آپ علیہ السلام کی طرف کشش ہونے لگی کہ کیا بتاؤں، تب میری سمجھ میں آیا کہ ہمارے اکابر حضرت تھانویؒ وغیرہ نے نماز میں نبی علیہ السلام کا تصور کرنے سے کیوں منع کیا ہے۔“

ایک ہی نشست میں حرم میں ختم قرآن:

فرمایا کہ: ”ایک دفعہ حرمِ کعبہ میں جی چاہا کہ ایک جگہ بیٹھ کر قرآنِ پاک ختم کر کے ہی اٹھیں، چوں کہ سنا تھا کہ تابعین کرام حرم میں ایک نشست میں ایک قرآن ختم کر کے اٹھتے تھے، چنانچہ میں نے کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ تمنا پوری کرا دی اور ایک جگہ بیٹھ کر ایک ختم کر ہی لیا۔“

رحمت کی چھینٹیں مجھ پر بھی پڑ جائیں:

فرمایا کہ: ”حرم میں بیٹھا ہوا تھا، ایک افغانی شخص آ کر کہنے لگا: اے! مجھے جگہ دے، سجدہ مار لوں۔ اور ایک بندۂ خدا کو دیکھا کہ دیوارِ کعبہ کے پاس زار و قطار رو رہا ہے، تو میں بھی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا کہ رحمت کی کچھ چھینٹیں مجھے بھی لگ جائیں۔“

مصافحہ کتنے ہاتھوں سے؟

فرمایا کہ: ”مصافحہ دو ہاتھ سے بھی ثابت ہے اور ایک ہاتھ سے بھی ثابت ہے، میں بعض دفعہ طلبہ سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کر لیتا ہوں؛ البتہ بڑوں سے ہمیشہ دونوں ہاتھ سے کرتا ہوں۔“

کیا جسد اطہر سے متصل حصہ عرش سے افضل ہے؟

فرمایا: ”یہ جو کہتے ہیں کہ مٹی کا جو حصہ نبی علیہ السلام کے جسد اطہر سے متصل ہے وہ عرشِ اعظم سے افضل ہے، یہ بات میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے، عرش مظہر الٰہی ہے اور روضۂ اقدس مظہر نبی ہے۔ مظہر نبی مظہر الٰہی سے کیسے افضل ہو سکتا ہے؟

اصل رونا قلب کا ہوتا ہے:

ایک دفعہ مسلسلات کی دعا میں طلبہ چلا چلا کر رو رہے تھے، دعا کے بعد حضرتؒ نے طلبہ سے فرمایا: ”اصل رونا قلب کا رونا ہے۔“

حق کا ساتھ دو:

فرمایا: ”سات برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے؟ میں جب سات برس کی عمر کا تھا تو ایک دفعہ ہم بچوں میں جھگڑا ہو گیا، گاؤں کے کچھ بچے کہنے لگے: فلاں کا ساتھ دینا چاہیے، وہ ہمارے گاؤں کا ہے، میں نے ساتھیوں سے کہا: ”حق کا ساتھ دینا چاہیے، گاؤں کیا ہوتا ہے؟“

بچپن ہی سے طبیعت میں حق کا جذبہ:

اسی طرح ایک واقعہ دس سال کی عمر کا یاد پڑتا ہے، والد صاحبؒ کسی بات پر ناراض ہو کر بہت کچھ بول رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی کوئی نامناسب بات کہہ دی، میں

نے والد صاحبؒ سے کہا: یہ بات حق تعالیٰ کی شان میں بے ادبی ہے، پہلے تو والد صاحبؒ اور زیادہ ناراض ہوئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے شاباشی دینے لگے۔ بچو! طبیعت میں بچپن سے ہی حق کا جذبہ تھا۔

سلسلے کو چلانے میں بزرگوں نے اعتماد کیا تھا:

حضرتؒ کے ایک مُجاز لوگوں کو بیعت نہیں کرتے تھے، ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''بیعت کیوں نہیں کرتے؟ بیعت کرو، حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ نے جو یہ سلسلہ (عوام کو جلد بیعت کرنے کا) چلایا ہے ویسے تھوڑا ہی چلایا ہے؟ لوگوں کو گمراہ پیروں سے بچانے کے لیے چلایا ہے۔''

مہمان کسے کہتے ہیں؟

فرمایا کہ ''ایک دفعہ میں دیوبند میں حضرت مفتی صاحبؒ (مفتی محمود حسن گنگوہیؒ) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، ایک بنگالی طالب علم نے حضرت مفتی صاحبؒ سے سوال کیا اور یہ بنگالی قوم بھی عجیب ہوتی ہے، کچھ بھی پوچھ بیٹھتی ہے، سوال یہ تھا کہ مہمان کسے کہتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحبؒ تھوڑی دیر سر جھکا کر خاموش رہے، پھر فرمایا: ''لوگ جسے مہمان کہیں'' (انتھی) میں جب سہارنپور آیا تو سوچا کہ نبی علیہ السلام نے تو چھوٹی بڑی سب طرح کی باتیں سنت میں بتلادی ہیں، مہمان کسے کہتے ہیں؟ یہ بھی سنت میں مل جائے گی، چنانچہ میں نے کتابوں کو اُلٹ پلٹ کرنا شروع کیا (تلاش کیا) تو چند حدیث سے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ مہمان وہ ہے جو بالقصد کسی سے ملنے آئے اور جو ضمناً ملاقات کو آئے وہ ضیف (مہمان) نہیں ہے، احادیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"إن لضيفك عليك حقًا، و إن لزورك عليك حقًا."

لطیفہ:

ایک دفعہ فرمایا: ''اکلِ کوّا (بکسر اللام) جانا ہے (اکل کوا کو اکلِ کوّا فرمایا۔''

رحمت خداوندی کی آس:

فرمایا: ''قیامت میں اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھے کہ آخرت کے لیے کیا لائے ہو؟ تو اس کے جواب میں مختلف بزرگوں سے مختلف باتیں منقول ہیں، میں (حضرت شیخ) عرض کروں گا: ''الٰہی! میں تو ﴿لا تقنطوا من رحمة اللّٰه﴾ (سورہ الزمر) لایا ہوں۔''

حافظے کا فرق:

فرمایا: ''علامہ انور شاہ اور سید سلیمان ندویؒ کے علم میں صرف حافظے کا فرق ہے۔''

سر پر ہاتھ پھرانا:

ایک دفعہ ایک شخص اپنے بچے کے سر پر ہاتھ پھرانے کے لیے خدمت میں لائے، تو حضرتؒ نے سخت ناراضی ظاہر فرمائی اور فرمایا: ''سر پر ہاتھ پھرانا غیروں کا طریقہ ہے۔''

یہ سنت نہیں:

ایک دفعہ ایک بنگالی مولوی صاحب نے چھوہارا پیش کیا اور عرض کیا: حضرت! تحنیک کے لیے پڑھ دیجیے، تو حضرتؒ نے سخت ناراضی ظاہر فرمائی اور فرمایا: ''تحنیک کے لیے چھوہارے پڑھوانا کون سی سنت ہے؟''

لطیفہ:

فرمایا: ''ایک حکیم صاحب نے مجھ سے کہا: آپ کدّو کھایا کریں، تو میں نے کدّو کھانا شروع کیا، کچھ دنوں کے بعد دیکھا کہ میرا پیٹ بڑھ رہا ہے، تو میں نے حکیم صاحب

سے کہا: میرا پیٹ بڑھ گیا، اس پر حکیم صاحب فرماتے ہیں: آپ کدّو نہ کھائیں، اس سے پیٹ بڑھتا ہے، میں نے کہا: اب کیا ہوتا ہے؟''

علی میں عصمت کہاں سے؟

ایک دفعہ بندہ اپنے والد صاحب کو ساتھ لے کر حضرتؒ کی خدمت میں پہنچا، تو حضرتؒ نے والد صاحب کا نام پوچھا، میں نے عرض کیا: ان کا کا نام عَصمت علی ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: ''عَصمت علی کیا ہوتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: حضرت! پھر ''عِصمت علیؒ'' کہا جائے؟ فرمایا: ''علی میں عِصمت کہاں سے آ گئی؟ عِصمت تو انبیاء میں ہوتی ہے۔''

غیر مقلدین میں تشدد:

فرمایا: ''غیر مقلدین میں تشدد بہت ہوتا ہے، ایک دفعہ عرب میں میں نے کوئی مسئلہ بیان کیا، تو ایک غیر مقلد نے اعتراض کیا، میں نے کہا: "كذلك قال شيخ الإسلام ابن تيمية في كتابه". اس نے کہا: "أين قال؟" میں نے کہا: "في أواخره" بس بچو! پھر تو اس نے کچھ دنوں کے بعد کتاب سے مذکورہ عبارت ہی نکال دی اور نیا نسخہ تیار کر کے مجھے دکھلایا۔'' (العیاذ باللہ)

ڈانٹا کس کو جاتا ہے؟

فرمایا: ''ہماری ڈانٹ ڈپٹ عرب و عجم ہر جگہ چلتی رہتی ہے، مگر ڈانٹتا ہوں دو قسم کے لوگوں کو، ایک جن سے تعلق ہوتا ہے، دوسرے جو لوگ زیادہ گڑبڑ کرتے ہیں۔''

مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا فقر:

فرمایا: ''مفتی مظفر حسین صاحبؒ جیسا مسکین آدمی میں نے نہیں دیکھا، ایک دفعہ مفتی صاحبؒ نے فرمایا: تنخواہ ملی، اتنے پیسوں سے قرض ادا کیا اور اتنے پیسے مولوی اطہر کے

بچوں کو دیے اور بس اتنے رہ گئے ہیں، اسی سے پورا مہینہ چلے گا اور مہمان بھی اسی سے۔“

نوٹ: پیسوں کی مقدار یاد نہیں رہی، بہت معمولی رقم کی بات تھی، جو حیرت کن تھی۔

تبلیغ کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: ”تبلیغ نام ہے دین کی صحیح باتیں دوسروں تک پہنچانے کا، لہٰذا اگر کوئی تبلیغ میں جا کر غلط باتیں بیان کرے تو وہ تبلیغ نہیں، جہالت ہے۔“

درود کس نیت سے پڑھیں؟

فرمایا: ”بچو! درود پڑھا کرو، خدا کا حکم اور نبی کا حق سمجھ کر، چوں کہ نبی علیہ السلام ہمارے ہادی ہیں، ان کا ہم پر حق ہے۔“

قادریہ کا ذکر:

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا: حضرت! میں ہزار بار لا الٰہ الا اللہ اور پانچ سو بار اللہ اللہ پڑھا کرتا ہوں، حضرتؒ نے فرمایا: ”یہ قادریہ کا ذکر ہے، جو مجھے بھی پسند ہے۔“

جس میں جی لگے پڑھو:

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا: حضرت! میں چلتے پھرتے درود پڑھا کروں یا استغفار؟ حضرتؒ نے فرمایا: ”جس میں زیادہ جی لگے وہ پڑھو۔“

تبلیغ بہت سے مبشرات سے مؤید ہے:

ایک طالب علم نے عرض کیا: میں نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو خواب میں تبلیغی جماعت میں دیکھا۔ تو حضرتؒ نے فرمایا: ”یہ تبلیغ بہت سے مبشرات سے بھی مؤید ہے، اس کے محمود ہونے میں کیا شک ہے؟“

''حیاۃ الحیوان'' پر اعتماد:

ایک دفعہ بندۂ مرتب نے عرض کیا: حضرت! میں نے ''احکام الحیوان'' کے نام سے ایک چارٹ شائع کیا ہے، اس میں کیکڑا کو شافعی مذہب میں بھی حرام لکھا ہے، اس پر کیرالا کے ایک مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ کیکڑا شافعی مذہب میں حلال ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: ''تم نے کہاں سے حرام لکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: حیاۃ الحیوان سے، فرمایا: ''علامہ دمیریؒ نے جب حرام لکھا ہے تو وہی صحیح ہے، رہنے دو۔''

لطیفہ:

ایک دفعہ تفریح کرتے ہوئے فرمایا: ''بچو! میں یوپی والوں کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، چوں کہ میں خود یوپی کا ہوں اور بہاریوں سے میرا کوئی تعلق نہیں، البتہ بنگالیوں کا کچھ معتقد ہوں۔ تم کہوگے کہ گجراتی! تو بچو! گجراتی وہ کسی شمار میں نہیں ہیں۔''

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

(منتخب از بیاضِ مولوی سید محمد نشاط عالم مظاہری گریڈیہویؒ، بحوالہ: ماہنامہ مظاہر علوم)

مال کی محبت دل میں مت بساؤ:

فرمایا: ”دنیا سے آدمی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خاص طور سے طلبہ کے اندر دنیا کی محبت داخل ہوتی جارہی ہے، بہت خوف ہے، بہت خطرہ ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ کوئی بڑی آفت آکر رہے گی اور آئندہ آرہی ہے، آپ تیقظ پیدا کریں، مال کی محبت دل سے نکالیں۔ جس کے دل میں مال کی محبت آجاتی ہے وہ اپنے مطلب کا ہوکر رہ جاتا ہے، مال کی محبت عذاب ہے عذاب، آپ عمل کی اصلاح کی فکر کریں، مال اندوزی کی فکر نہ کریں۔ میں قرائن وعلامات سے بتاتا ہوں کہ آئندہ ایک بلا آکر رہے گی۔ چوبیس سال کے بعد انقلاب آسکتا ہے، آپ لوگ میرے مرنے کے بعد شاید عقل ہوگی تو میری باتوں کا مشاہدہ کریں گے، میں کوئی نجومی یا علام الغیوب نہیں ہوں؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا قلب اس طرح کا بنایا ہے کہ یہ جو کچھ کہہ جاتا ہے وہ صحیح ہوجاتا ہے۔ آج ایک صاحب آئے، اپنی داستان سنانے لگے، میں نے کہا کہ آپ کو یاد ہے کہ تین سال قبل میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی، اگر آپ یہ کر لیتے تو ایسا نہیں ہوتا۔“

چھوٹی بڑی معصیت میں امتیاز مت کرو:

فرمایا: ”گناہوں سے توبہ کی ضرورت ہے۔ ”کلکم خطاؤن، و خیر الخطائین التوابون“. بچو! چھوٹی بڑی معصیت میں امتیاز مت کرو، ہر معصیت سے بچنے کا

التزام کرو، معصیت کی وجہ سے دل و دماغ میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور جرائم کی وجہ سے طاعت میں جی نہیں لگتا۔

اجتناب عن المعاصی کے لیے ہمت سے کام لیا جائے:

فرمایا: ''بھائی! بچو! سنو: برائی و عیب کسی کی ذاتی چیز نہیں ہے۔ جب تارکول جیسی چیز انسان کے کپڑے سے چھوٹ سکتی ہے تو کیا بد اخلاقی انسان سے الگ نہیں ہو سکتی؟ اگر انسان چھوڑنے پر آئے تو سب کچھ چھوڑ سکتا ہے۔ تاریخ کبیر میں میں نے پڑھا کہ ایک جوان نے بیس سال تک خوب عبادت کی، پھر سوچا کہ ابھی تو جوانی ہے، دنیا سے فائدہ اٹھا لوں، پھر وہ لہو و لعب میں مشغول ہو گیا، پھر بیس سال کے بعد سوچا کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کریں گے یا نہیں؟ تو ایک آواز آئی: "أتيتنا تقربنا، عصيتنا فأمهلنا، وإن رجعتنا قبلنا". (تو میرے پاس آیا تھا تو میں نے قریب کر لیا، تو نے میری نافرمانی کی تو میں نے چھوڑ دیا، پھر اگر تو میرے پاس آیا تو میں قبول کر لوں گا)۔''

معلوم نہیں موت کب آ جائے:

فرمایا: ''بچو! آخرت بناؤ، مر جانے کے بعد یہ سب لباس اتر جائیں گے، نفلیں ضرور پڑھا کرو، تہجد بھی پڑھو، اوابین، اشراق و چاشت بھی پڑھو، کلمہ بھی پڑھو، قرآن بھی پڑھو، معلوم نہیں کب موت آ جائے اور کس حال میں آئے۔ بچو! میری نصیحت مان لو، زندگی تو ختم ہو ہی جائے گی۔''

زمانہ طالب علمی سے اعمال کا اہتمام:

فرمایا: ''زمانہ طالب علمی میں دو چار رکعات نوافل کا اہتمام کرو، چھ رکعات اوابین میں کوئی زیادہ وقت نہیں لگتا اور جوان آدمی کے لیے اٹھنے بیٹھنے میں بھی آسانی ہوتی ہے، جو

لوگ حافظ ہیں وہ مغرب کے بعد چھ رکعات اوابین میں آدھا پارہ ضرور پڑھا کریں اور عشا کے بعد آدھا پارہ ضرور پڑھا کریں۔ ’’ (یہ بات آپؒ اکثر فرماتے رہتے تھے، اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے)۔

حضرتؒ کا تجربہ:

فرمایا: ’’اپنا تجربہ ہے (آدھا پارہ پڑھنے میں) ۱۵-۲۰ منٹ سے زیادہ نہیں لگتے، میں تو حافظ نہیں ہوں؛ لیکن پارۂ عم اور سورۂ ملک پڑھتا رہتا ہوں، حضرت ناظم صاحبؒ نے (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ) انتقال سے دو رات قبل عشا کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا کہ ’’عشا کے بعد دو رکعات بنیت تہجد پڑھ لیا کرو۔ ‘‘ یہ قصہ اس لیے میں نے سنایا کہ بچو! تم اپنی جوانی سے فائدہ اٹھاؤ، آخرت میں بچو! یہ نمازیں کام آئیں گی، دیر سویر کام دیں گی، اگر پکڑ ہوگی تب بھی کام دیں گی، صحت کی گنجائش کے باوجود سنت کو چھوڑنا محرومی کی بات ہے۔ ‘‘

حدیث پڑھتے ہوئے بے توجہی نہ برتو:

فرمایا: ’’حدیث سے متاثر ہونا ہدایت کی علامت ہے اور حدیث پڑھتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ ہونا محرومی کی علامت ہے۔ حدیث پڑھنے والے اور حدیث نہ پڑھنے والے میں کوئی فرق نہیں تو سمجھ لیجیے: خسر الدنیا و الآخرة. (دنیا و آخرت دونوں کا گھاٹا ہے)۔ ‘‘

نبی ﷺ کو ناراض کرنے سے بچیں:

فرمایا: ’’بچو! اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ حدیث کے درس میں آپ لوگ ادھر ادھر نظر کریں یہ بہت خطرناک بات ہے، یہ رشتہ بہت دور لگا ہوا ہے، ڈریئے، میں انسان ہوں، میری بات سے آپ اعراض کرتے ہیں تو مجھے غصہ آجاتا ہے، تو نبی ﷺ کے درس میں بیٹھ

کر اس سے اعراض کریں تو نبی ﷺ کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی۔

دیدہ و دانستہ غلطی کرنا خطرے سے خالی نہیں، نبی کا فیضان تقسیم ہو رہا ہے اور اس کی کوئی قدر نہیں ہے، تمہارے اندر بہت کمی ہے، اکثر لوگ یہاں سے جو خالی جاتے ہیں یہ سب اسی کے نتائج ہیں، یہاں بے احتیاطی کرتے ہیں، ورنہ جو اچھا کرتا ہے اس کو اچھے ہی نتائج ملتے ہیں، یہ بلائیں جو آتی ہیں اس کی کوئی علت ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی قدر نہ کرنا ہے، حدیث پڑھنے کے زمانے میں جو لوگ لا اُبالی پن کرتے ہیں اس کا انجام بہت خوفناک ہوتا ہے۔ سب سے پہلے تو معاشی زندگی میں پریشان ہوتے ہیں اور جس نے بھی مدرسے کی زندگی میں احتیاط کی ہے اس کو زندگی میں تنگی نہیں آتی ہے۔“

حدیث کی ناقدری کے نقصان:

فرمایا: ”بچو! حدیث شریف قدر سے پڑھو، ورنہ بہت نقصان ہوگا، ہاتھ پر ہاتھ ملوگے، آپ لوگوں کے اندر ہوش ہی نہیں ہے۔ علت یہی ہے کہ آپ لوگ دین کے لیے نہیں پڑھتے، پڑھتے ہیں اس لیے کہ سند مل جائے، اپنی اصلاح کیجیے، ورنہ آپ معاشی زندگی میں پریشان ہوں گے۔

ایسے حالات آپ پر آئیں گے کہ آپ خود سمجھ جائیں گے کہ یہ اس بے ادبی کا نتیجہ ہے، مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کن الفاظ میں تمہیں سمجھاؤں، سال گزر گیا تمہیں سمجھاتے سمجھاتے لیکن کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔“

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

مدرسے کے مال میں خیانت معاشی تنگی کا سبب ہے:

(۱) فرمایا: ”جو مدرسے کے مال میں خیانت کرتا ہے وہ معاشی زندگی میں پریشان ہوتا

ہے۔ بچو! مدرسے کے مال میں پرہیز کرو، جو مدرسے کے مال میں خیانت و ناانصافی کرتا ہے، چاہے وہ ناظم ہو یا ادنیٰ سا طالب علم، وہ عند اللہ معذب ہوگا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو مدرسے کا کھاتے ہیں اور مدرسے کے قوانین کے مطابق نہیں چلتے وہ قیامت کے دن معذب ہوں گے۔ مدرسے کا مال تو بہت زہریلا ہے، کہیں نہ کہیں اُبل ہی پڑتا ہے، بزرگوں سے سنا ہے کہ جو یہاں کی زندگی میں مدرسے کے مال میں خیانت ولا اُبالی پن کرتے ہیں وہ آئندہ معاشی زندگی میں پریشان ہوتے ہیں۔“

(۲) فرمایا: ”مدرسے کے مال میں خیانت نہ کرو۔ بچو! یہ بہت خراب مال ہے، دیکھو! میں چالیس سال سے یہاں ہوں (۱۴۱۸ھ میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے) مدرسے کی دیوار میں کیل گاڑنا شاید ایک یا دو مرتبہ ہوا ہے، پرہیز کرو بچو! کام اس کے بغیر بھی چل سکتا ہے۔“

اپنے آپ کو ضائع ہونے سے بچاؤ:

فرمایا: ”جو استاذ کے خلاف بولتا ہے، بغاوت کرتا ہے، تبصرہ کرتا ہے، وہ تباہ ہو جاتا ہے، کہیں نہ کہیں اس کا مسئلہ اٹک ہی جاتا ہے، بڑے گھرانے کے لڑکے کو دیکھا، بچپن سے دیکھتا آ رہا ہوں۔ اساتذہ کے خلاف مت بولو، بعض اساتذہ سے آدمی کی طبیعت مانوس نہیں ہوتی، تو خاموش رہنا چاہیے، اکثر علماء وصلحاء کی اولاد ضائع ہو جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اساتذہ اور بزرگوں کا احترام نہیں کرتے۔“

اساتذہ کی بات بے اثر کیوں؟

(۱) فرمایا: ”آپ لوگ اساتذہ کی بات غور سے سنتے نہیں، کیا بندگانِ خدا! اساتذہ کی بات ادب سے سنو گے اور اثر نہیں ہوگا۔ (ضرور اثر ہوگا)۔

(۲) بات یہ ہے کہ آپ لوگ دنیا کے لیے پڑھتے ہیں؛ اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ سند مل

جائے، نوکری مل جائے، ترقی کا راستہ مل جائے، جو استاذ کی بے ادبی کرے گا وہ غارت ہو جائے گا۔"

قوتِ حافظہ کی دوا:

فرمایا: "امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ قوتِ حافظہ کی کوئی دوا ہے؟ فرمایا: آدمی کے اندر طلب حدیث کی خواہش پیدا ہو جائے یہی قوتِ حافظہ کی دوا ہے۔

اتباعِ حدیث کا جذبہ کیوں پیدا نہیں ہوتا؟

اور بھائی! جو آدمی زبان اور آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کے اندر اتباعِ حدیث کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔"

☆......☆......☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت مفتی صدیق اللہ صاحب
(مجازِ بیعت حضرت شیخ محمد یونس صاحبؒ و مہتمم دار العلوم یونسیہ کمچی مدینہ نگر، باری پور، مغربی بنگال)

سنت کے مطابق پڑھنے کا فائدہ:

فرمایا: ''مالکیہ کی ایک کتاب میں (نام یاد نہ رہا) ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے، ایک دفعہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دم عالم آخرت برپا ہے، اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے: جو لوگ فرض نمازوں کے بعد تسبیحات پڑھتے تھے وہ اپنا اپنا ثواب لے کر جائیں، چنانچہ بے شمار لوگ جو فرائض کے بعد تسبیحات کے پابند تھے اپنی اپنی نیکیاں لے کر چلے گئے، میں خالی ہاتھ رہ گیا، مجھے نیکیاں نہیں ملیں، میں نے کہا: میں بھی تو تسبیح پڑھا کرتا تھا، مجھے نیکیاں کیوں نہیں ملی؟ غیب سے ایک آواز آئی: یہاں تو نیکیاں ان کو ملتی ہیں جو لوگ سنت کے مطابق تسبیحات پڑھا کرتے تھے، تم تو ۳۳/۳۳ کے بجائے ۱۰۰/۱۰۰ بار کر کے ادا کرتے تھے، جو سنت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا اتباعِ رسول کام آئے گا۔''

رمضان میں تضییع اوقات سے بچو:

فرمایا: ''بچو! رمضان آ گیا، اس میں کوئی وقت ضائع نہ ہو جائے، کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت ہو، نوافل مسنونہ پر پابندی ہو، زبان، آنکھ، کان اور دل کی حفاظت ہو، خصوصاً آنکھ (کیوں کہ اس سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں) اگر غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو پہلی بار تو معاف ہے، پھر دوسری بار معاف نہیں۔''

فرمایا: ’’بزرگوں کا کہنا ہے کہ ماہِ رمضان میں انسان جیسا عمل کرتا ہے اور جیسا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کا اثر سال بھر رہتا ہے، اگر تقویٰ اختیار کیا ہے تو سال بھر وہ غالب رہتا ہے۔‘‘

اصل استحضارِ خداوندی:

فرمایا: ’’اصل تو حضورِ الٰہی ہے اور یہ کثرتِ ذکر اور اسم ذات سے پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً تمہارے سر میں درد ہے تو درد کی طرف بغیر کسی التفات کے ذہن ادھر منتقل ہو جاتا ہے، اسی طرح اس میں اتنی پختگی پیدا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استحضار بھی بغیر التفات کے مستحضر رہے۔‘‘

مسنون اعمال:

فرمایا (تراویح کے بعد) کہ ’’بھائی! سورۂ تبارک الذی زبانی پڑھو اور سورۂ یٰس پڑھو، عشا کے بعد سورۂ تبارک الذی کی تلاوت مسنون ہے۔ (یہ سورہ) عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے، سورۂ یٰس شریف کی تلاوت عشا کے بعد ہمارے بزرگوں کا معمول رہا ہے اور اس کے بعد چہل درود شریف پڑھی جاتی ہے، کیوں کہ یہ ادعیہ کی قبولیت میں مفید ہے۔‘‘

علمی بات:

فرمایا: (فضائل اعمال کی تعلیم کے دوران) ’’یہ لفظ اصل ’’أَجْزِیْ‘‘ معروف کے ساتھ ہے، ’’أُجْزٰی‘‘ مجہول کے ساتھ تحریف ہے، جو کہ مالا بد منہ و مظاہر حق میں ہے، یعنی میں رحمٰن خود بدلہ دوں گا۔‘‘ (خود دینے میں تکثیر کی طرف اشارہ ہے، اور دوسروں سے دلوانے میں تقلیل کی طرف اشارہ ہے)۔

اہل مدارس کو کس چیز کی فکر کرنی چاہیے؟

فرمایا (ایک اہل مدرسہ کے جواب میں) ’’تعمیر کی فکر نہ کرو، تعلیم کی فکر کرو، آج کل مدرسے کو شہرت و نام نمود کا اڈہ بنا رکھا ہے۔‘‘

کچھ کرلو:

(۱) فرمایا: ”بچو! منہ چلاتے جاؤ۔ (کلمہ، درود شریف) کچھ پڑھتے رہو۔“

(۲) فرمایا (تراویح کے کچھ دیر بعد) ”سو جاؤ بچو! سونے سے پہلے ضرور کچھ نفلیں پڑھ لو، کچھ تلاوت کرلو، پھر سو جاؤ اور جب گھنٹہ بج جائے تو فوراً اٹھ جاؤ، تہجد پڑھ لو۔“ (سہارنپور میں رمضان کے مہینے میں تہجد کے وقت گھنٹہ بجتا ہے)

اہل اللہ کے پاس کیوں جاتے ہیں؟

فرمایا: ”انسان کا اپنے گھر سے دوسری جگہ (مرشد کے پاس) جانے کا مقصد اپنے آپ کو سنوارنا ہوتا ہے، عاداتِ بد کو عاداتِ حسنہ، عاداتِ نبویہ سے بدلنا ہوتا ہے۔“

روزہ کب تک فائدہ دے گا؟

(۱) فرمایا: ”روزہ نام ہے زبان کی حفاظت یعنی غیبت، بدگوئی سے بچانا، آنکھ کی حفاظت یعنی بے جگہ پڑنے سے بچانا، حتیٰ کہ گندی تصویر کا دیکھنا بھی (بدنظری میں) داخل ہے، دل کی حفاظت یعنی گندے خیالات نہ لائے، کان کی حفاظت یعنی بری باتیں نہ سنے، بد شنوائی سے حفاظت ہو۔“

(۲) فرمایا: ”روزے کا مقصد قوتِ شہوانیہ کا توڑنا ہے، اس لیے اگر روزہ رکھ کر افطار میں اتنا کھایا جائے کہ ٹنکی بھر جائے، تو روزے سے کیا فائدہ ہے؟“

فرمایا: ”چھوٹے بچے خوب کھاتے ہیں اِفطار کے وقت، اس سے پہلے، اس کے بعد اور ہضم بھی ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ ان کی مشین تیز ہوتی ہے، اس لیے بچوں کو بچپن میں حفظ میں ڈالنا چاہیے؛ کیوں کہ مفت کا ذہن ہوتا ہے، اس لیے بچو! تم اپنے بچوں کو، دوسروں کے بچوں کو، اپنے رشتہ دار کے بچوں کو بچپن میں ہی حفظ میں لگا دو، پکّا یاد رہے گا، بچپن کی یاد پکی ہوتی ہے۔“

بزرگوں کا حال بھی عجیب:

فرمایا (فضائل اعمال کی تعلیم کے دوران) کہ ”حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائے پوریؒ سحری و افطار میں کئی کئی دن تک کچھ کھاتے نہ تھے، ان کے خادم حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوریؒ نے عرض کیا کہ ”حضرت! کچھ کھالیا کیجیے، ورنہ ضعف طاری ہو جائے گا، تو اس پر موصوف نے فرمایا: ”مجھے تو جنت سے کھلایا جاتا ہے“ اس پر شیخ الحدیث رحمۃ اللہ نے لکھا کہ ”اللہ پاک ایسے حضرات کی اتباع نصیب فرمائے۔ میں (حضرت شیخ) کہتا ہوں کہ یہ بزرگوں کا حال ہے۔ “

حضرتؒ کا اپنا محاسبہ:

فرمایا: ”میں اپنا محاسبہ کرتا ہوں، سوچتا ہوں، کل میں اپنے عیوب کو سوچ رہا تھا، سوچتے سوچتے ایک بڑا عیب مجھے نظر آیا کہ کچھ دن پہلے کسی عالم کے جواب میں میں نے قاضی عیاضؒ کو علامہ نوویؒ سے اونچا کہہ دیا تھا، مجھے بعد میں بڑا صدمہ ہوا کہ واہ! میں نے کیا کہہ دیا؟ مجھے یہ فضول بات کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر میں نے علامہ نوویؒ کے لیے ایصالِ ثواب کیا اور کچھ پڑھ کر بخشا، بس ایسے موقع پر میں ایصالِ ثواب کر دیتا ہوں۔ (تلافی کے طور پر۔ مرتب) فرمایا: اسی طرح ہمارے یہاں بعض کہتے ہیں کہ فلاں بڑا عالم ہے، فلاں کا علم اتنا ہے، یہ سب غلط باتیں ہیں، ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ اس کی پیمائش کریں۔ “

بچوں کو والدین ادب سکھاتے ہیں:

فرمایا: ”بچے اپنے والدین سے ادب سیکھتے ہیں، میرے دادا مجھے بڑوں کے سامنے بات کرنے سے منع کرتے تھے کہ بڑوں کے سامنے بولا نہیں کرتے۔ “ پھر فرمایا کہ ”چھوٹوں کو بڑوں کے سامنے بولنے کا کیا حق ہے؟ “

روزہ کیسا ہو؟

فرمایا: ”حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّھَا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

”لعل“ کا لفظ استعمال فرمایا، جو ترجّی کے لیے ہے، یعنی توقع ہے کہ تم بچ جاؤ گے، تقویٰ کہتے ہیں بچنے کو (فرمایا) روزہ نام ہے کھانے سے بچنا، پینے سے بچنا، بیوی کے پاس جانے سے بچنا، اس کے علاوہ دیگر ممنوعات سے بچنا، فضول بات اور غیبت سے بچنا، آج کل لوگ دکان میں بیٹھ کر کیا حال کرتے ہیں۔“

اپنی تربیت کا واقعہ اور ایک حافظ صاحب کو تنبیہ:

ایک گجراتی طالب علم نے وتر کی نماز پڑھائی؛ لیکن ناک سے آواز تھی، اس پر فرمایا: ”میری نانی ان چیزوں سے ٹوکتی تھیں؛ کیوں کہ میں نے اپنی ماں کو ہوش میں نہیں پایا، ایک دفعہ کسی کی بات پر میں نے سر ہلا کر جواب دیا، اس پر نانی نے کہا کہ اتنا بڑا سر ہلا کر جواب دیتے ہو اور اتنی سی زبان ہلا کر جواب نہیں دے سکتے؟ تب سے زندگی بھر کبھی سر ہلا کر جواب نہیں دیا۔“

تفسیر قرآن کے لیے ضروری علوم:

فرمایا: (فضائل اعمال میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن کی تفسیر کے لیے ۱۵ ر علوم کا جاننا ضروری ہے، ورنہ اس کے لیے تفسیر کرنا جائز نہیں) خوب اچھی طرح یہ بات سمجھ لو قرآن کریم میں دو قسم کے مضمون ہیں (۱) تذکیر (نصیحتیں) اس کے لیے وہ علوم

جن کو علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے (پندرہ علوم) جاننا ضروری نہیں، ورنہ تو قرآنِ کریم کے ترجمہ وتفسیر کا دروازہ بند ہو جائے گا، پھر اس آیت کا کیا مطلب ہوگا؟ ﴿ولقد يسرنا القران للذكر فهل من مدكر﴾ البتہ قرآنِ کریم کے معانی ومطالب پر حاوی ہونے اور اپنی اجتہادی رائے قائم کرنے کے لیے مذکورہ علوم کا جاننا ضروری ہے۔"

اپنے آپ کو چھوٹا سمجھو:

فرمایا: "دیکھو! ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا چاہیے اور جو بھی عمل کرو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرو۔"

تراویح میں سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر:

ایک دفعہ تراویح کی نماز ہو رہی تھی، سورۃ کے شروع میں امام نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جہراً نہیں پڑھی، تو حضرت والاؒ نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ کر لقمہ دیا۔ (نماز تراویح میں حضرت شیخ کا عمل ہر سورہ کے شروع میں جہراً بسم اللہ پڑھنے پر تھا، جیسا کہ امامِ قراءت حضرت قاری عاصم کوفیؒ کا مذہب ہے)۔

مرکب نیند:

فرمایا: "بچو! میں سونے سے منع نہیں کرتا، چوبیس گھنٹوں میں چھ گھنٹے سو جاؤ؛ لیکن مرکب نیند ہو۔" (یعنی رات کی نیند اور دوپہر کا قیلولہ مل کر چھ گھنٹے ہو جائیں تو کافی ہے)۔

وقت ضائع نہ کرو:

فرمایا: "بچو! (خانقاہ یونسیہ سہارنپور میں رہ کر) آپس میں باتیں نہ کرو، ضروری باتوں سے میں منع نہیں کرتا، مثلاً صابون کی ضرورت ہے، مانگ لو اور کسی چیز کی ضرورت ہو لے لو؛ لیکن یہ نہیں کہ ایک دوسرے کے گھر کی بات معلوم کرنے لگو۔" (یعنی گپ شپ مت کرو)

فرض نمازوں کے بعد کی مسنون اَدعیہ اور ان کا وقت:

فرمایا: ”سنو! فرض نمازوں کے بعد سنت سے جو چیز ثابت ہے وہ یہ ہے:

" أستغفر اللّٰه، أستغفر اللّٰه، أستغفر اللّٰه، اللّٰهم أنت السلام، ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال و الإكرام ، اللّٰهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجدُّ، اللّٰهم أعِنِّي على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك."

آیۃ الکرسی، تسبیح فاطمی اور اس پر میں اپنی غرض کے لیے جو اضافہ کرتا ہوں (یہ کہتے ہوئے آپ رو رہے تھے) وہ یہ:

" اللّٰهم إنى أسألك حبّك وحبَّ من يحبُّك، والعمل الذى يبلّغنى حبّك، اللّٰهم اجعل حبّك أحبّ إليَّ من نفسى وأهلى".

جمہور علماء کے نزدیک ان اوراد کے پڑھنے کا وقت متصلاً فرض نمازوں کے بعد ہے، صرف حنفیہ کا ایک قول سنتوں کے بعد پڑھنے کا ہے، اس لیے میں فرض نمازوں کے بعد پڑھ لیتا ہوں، علامہ شمس الائمہ حلوائیؒ نے فرمایا کہ ”فرض نماز کے بعد (اورادِ مذکورہ) نہ پڑھنے سے بسا اوقات آدمی بھول جاتا ہے، اس لیے فرض نمازوں کے بعد متصلاً پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔“

ذکر جہری میں آواز کس قدر ہو؟

فرمایا: ”ذکر متوسط آواز سے ہونا چاہیے، نہ زیادہ چیخ کر، نہ بہت آہستہ؛ بلکہ مجموعی لحاظ سے ایک آواز سی گونجتی ہو، اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے، گردن زیادہ گھمانا نہ چاہیے، اس سے انسان تھک جاتا ہے۔“

تارک الصوم کا حکم:

فرمایا: ''فضائل قرآن میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جو لکھا ہے کہ تارک الصوم حنفیہ کے نزدیک کافر نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ صرف اتنا لکھنا کافی نہیں، یہ صرف حنفیہ کا مسئلہ ہے، ورنہ امام احمدؒ کے نزدیک کافر ہو جائے گا، اور امام مالکؒ کے نزدیک واجب القتل ہے۔''

تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو:

فرمایا: ''بچو! تلاوت کلام اللہ کرو، ابھی ابھی ایک ملفوظ قاری صدیق صاحب رحمہ اللہ کا یاد آیا کہ ماہ رمضان میں قرآن کی تلاوت کثرت سے ہو، بیٹھ کر، لیٹ کر، چلتے ہوئے، پھرتے ہوئے؛ البتہ قرآن یا پارہ لے کر لیٹ کر نہ پڑھے، یہ بے ادبی ہے۔''

قرآن کا اَدب:

فرمایا: ''قرآن کا ادب یہ ہے کہ بغیر عذر کے ٹیک لگا کر نہ پڑھے، اسی طرح بغیر عذر کے پیر پھیلا کر نہ پڑھے۔''

حضرت ناظم صاحبؒ کے ایک صاحب کشف مرید:

فرمایا: ''حضرت ناظم صاحب (مولانا اسعد اللہ صاحبؒ) کا ایک مرید تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے کوشش کرتا تھا، جو بھی عمل دیکھا کرتا، ایک دفعہ کہیں دیکھا کہ سورۂ یٰس شریف کی تلاوت اس کے لیے مفید ہے تو رات بھر سورۂ یٰس شریف پڑھتا رہا، اسی کے ذریعہ چند دن میں سلوک بھی طے کر لیا اور کثرت سے کشف ہونے لگا، لوگوں کے گناہ نظر آنے لگے، مجھ سے ایک دفعہ اپنا حال بتایا، میں نے منع کیا کہ دوسروں کو مت بتلاؤ، پوشیدہ رکھو، اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں کہ بندے کی غلطی کو فاش کیا جائے، میں بھی اپنے بچوں کو بعض چیزوں پر ڈانٹتا ہوں؛ مگر تنہائی میں۔''

اَدب کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: ”بچو! ادب سیکھو! ادب نام ہے سلیقہ مندی کا، دیکھو! اگر تم میں ادب اور علم ہے تو تمھیں سب چاہیں گے، سب پسند کریں گے، اگر چہ تم میں دوسرا کچھ بھی نہ ہو۔ اور اگر تم میں ادب نہیں، علم نہیں، تو تمیں کوئی پسند نہیں کرے گا، کوئی نہیں چاہے گا، اگر چہ سب کچھ تم میں موجود ہو۔“

”مدینہ“ یا ”مدینہ شریف“؟

ایک دفعہ ایک نو وارد شخص سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: مدینہ سے، اس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ ”بدعتی لوگ تو اجمیر کو اجمیر شریف کہتے ہیں اور تم مدینہ شریف کو مدینہ شریف نہیں کہتے؟ تعجب ہے۔“ پھر فرمایا کہ ”حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کو مدینہ طیبہ فرماتے تھے۔ ایک مفتی صاحب مدینہ کو مدینہ منوّرہ کہتے ہیں، بالاتفاق مکہ کے بعد مدینہ افضل ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اہل حدیث مدینہ کو مدینہ طیبہ کہتے ہیں؛ کیوں کہ وہ وارد ہے، اس پر فرمایا: ہر غیر وارد کہیں ناجائز ہوتا ہے۔؟“

کیا نجات کے لیے محض مولوی ہونا کافی ہے؟

فرمایا: ”بچو! تقویٰ اختیار کرو، قیامت کے دن مولوی ہونے سے نجات نہیں ملے گی، وہاں تو نیکیاں دیکھی جائیں گی، غیر مولوی کے اعمال اگر صحیح ہوں، زائد ہوں تو مولوی دیکھتے رہ جائیں گے، افسوس کریں گے۔“ پھر فرمایا کہ ”مجھے اپنے اوپر افسوس ہے، اپنی زندگی کو برباد کردیا، کچھ کر نہیں پایا۔“

ناخن کاٹنے کا طریقہ:

ایک دفعہ میں نے حضرتؒ سے ناخن کاٹنے کے طریقے کے بارے میں سوال کیا

کہ ”حضرت! ناخن کاٹنے کا طریقہ جو فقہاءِ کرام نے لکھا ہے، کیا اس کا کوئی ماخذ حدیث شریف میں موجود ہے؟“ حضرتؒ نے فرمایا: ”یمین سے ہوگا (یعنی دائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرنا مسنون ہوگا) سنت میں کوئی تصریح نہیں ہے، علماء اپنی اپنی رائے بتلاتے ہیں۔“

صدقہ سے مریض کو شفا:

ایک مرتبہ حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاجی غلام حسین صاحب (کولکاتا) اور میں حاضر ہوئے، ملاقات کے بعد روانگی کے وقت میں نے حضرتؒ سے کہا کہ حضرت! حاجی صاحب کی بیٹی کی طبیعت خراب ہے، دعا فرمادیں، تو حضرتؒ نے فرمایا ارے! یہ کیا بات ہے؟ کچھ دن قبل ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ حضرت! میری بیوی کی طبیعت خراب ہے، دعا فرمادیں، تو میں نے کہا: تم صدقہ کرو، اس نے کہا کہ حضرت! کتنا کروں؟ میں نے کہا پچاس ہزار روپے، چوں کہ وہ مولوی صاحب تھے، ان کے پاس اتنا پیسہ کہاں ہوگا؟ پھر بھی وہ کسی طرح سے کر دیا، تو گھر والی کو شفا ہوگئی، اسی طرح ایک اور صاحب نے فون پر مجھ سے بتایا کہ حضرت! میری بیٹی کی طبیعت سخت خراب ہے، دعا فرمادیں، میں نے کہا: صدقہ کرو، اس نے کہا: کتنا کروں؟ میں نے کہا: ایک لاکھ روپے، وہ تھوڑا مالدار تھا، بہر حال اس نے ایک دو دفعہ میں کر دیا، اس کو بھی شفا ہوگئی، پھر فرمایا: دیکھو! بیماری بڑی ہو تو چھوٹے صدقے سے تھوڑے ہی کام چلتا ہے! بیماری بڑی ہو تو صدقہ بھی بڑا دینا چاہیے، لوگ ڈاکٹروں پر خرچ کرتے ہیں اور صدقہ وخیرات میں خرچ نہیں کرتے، حالانکہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ صدقہ کرنے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔“

بٹن کیسے دبایا جائے؟

ایک دفعہ حضرتؒ نے مجھ سے فرمایا: اس پنکھے کو کھول دو، میں نے ڈر کی وجہ سے بٹن

کو خوب آہستہ سے دبایا، تاکہ حضرتؒ کے کان میں آواز نہ پہنچے، حضرتؒ نے اسکو محسوس کیا اور مجھے فرمایا: ’’دیکھو! بٹن دبانے کا یہ طریقہ نہیں ہے، جب بٹن دباؤ تو اس طریقے سے دباؤ کہ ذرا کھٹ سی آواز پیدا ہو، ورنہ اس سے بٹن خراب ہو جائے گا۔‘‘

مصلّٰی کیسے تہہ کیا جائے؟

نماز کے بعد میں مصلّٰی تہہ کر رہا تھا، مجھے مصلّٰی تہہ کرنے کا طریقہ معلوم نہیں تھا، اس لیے میں مصلّٰی کو چوڑائی میں تہہ کر رہا تھا، حضرت والاؒ نے دیکھ کر فرمایا: ’’مصلّٰی اس طریقے سے تہہ نہیں کرتے؛ بلکہ مصلّٰی کو لمبائی میں تہہ کرو، تاکہ سر کی جگہ سر اور پیر کی جگہ پیر رہے۔‘‘

نوٹ: حضرت والاؒ کو ایسا مصلّٰی جس میں بیت اللہ شریف یا کسی دوسری چیز کی تصویر ہو، پسند نہیں تھا۔

پانی پلانے کا ادب:

ایک دفعہ حضرتؒ کو پانی پلا رہا تھا تو حضرتؒ نے فرمایا: ’’جب گلاس میں کسی کو پانی پلاؤ تو گلاس پورا بھر کر مت دو، تھوڑا سا خالی رکھو، اسی طرح پینے کی جگہ پر اپنا ہاتھ مت رکھو، نیز لوٹے میں جب کسی کو پانی دو تو پورا بھر کر مت دو، تھوڑا خالی رکھو، تاکہ اٹھاتے اور لیتے وقت پانی نہ گرے۔‘‘

نعمت کے ضائع ہونے پر حضرتؒ کا رونا:

ایک دفعہ بنگال سے کسی نے حضرتؒ کی خدمت میں ناریل کا لڈو بنا کر بھیجا، حضرتؒ نے اس میں سے ایک لڈو لے کر کھانا شروع کیا؛ لیکن دانت چوں کہ کچھ گر گئے تھے، چبا نہ پائے، تو فرمایا: مجھے کلی کراؤ، چنانچہ کلی کرائی گئی، تو حضرتؒ رونے لگے، چوں کہ ناریل کے ریزے بھوسی کلی کے ساتھ ضائع ہو گئے اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت تھی؛ لیکن مجھ سے کھایا نہیں گیا، پھینکنا پڑا۔‘‘

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: حضرت مولانا مفتی لیاقت علی صاحب (تلمیذ رشید حضرت شیخ رحمہ اللہ)

غرضِ بخاریؒ یہ بھی ہوسکتی ہے:

شیخ الحدیث حضرت مفتی لیاقت علی صاحب ۲۴ پرگنہ بنگال (خلیفہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب اندمانی) نے عرض کیا کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث اور آخری حدیث دونوں غریب ہیں، اس سے ”کن فی الدنیا کأنك غریب، أو عابر سبیل“. نیز ”بدأ الإسلام غریبًا و سیعود غریبًا، فطوبیٰ للغرباء“. کی طرف متوجہ کرنا غرضِ بخاری معلوم ہوتا ہے؟ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا: ”غرض بخاری یہ بھی ہوسکتی ہے۔“

کیا حضرت سفانہ صحابیہ ہیں؟

ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب مذکور نے پوچھا: کیا حضرت سفّانہ صحابیہ تھیں؟ اس پر فرمایا: ”ہاں! حضرت سفانہ بنت عدی بن حاتم صحابیہ تھیں۔“

حضرت ناظم صاحبؒ کا مقولہ:

فرمایا: ”حضرت ناظم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: ”الصحبة متأثرة، والأخلاق متعدیة، و الطبیعة متسرقة.“ یعنی صحبتیں اثر انداز ہوتی ہیں، اخلاق متعدی ہوتے ہیں اور طبیعتیں چرائی جاتی ہیں۔“

حضرتؒ کی نصیحت:

ایک دفعہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے مفتی لیاقت علی صاحب مدظلہٗ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ سے علم وتقویٰ مانگو۔ (۲) تبلیغ میں بھی جایا کرو۔ (۳) خلافت بڑی چیز نہیں ہے، اپنے آپ کو تکبر سے بچانا اور تکبر نہ کرنا۔ (۴) کسی سے مت لڑنا۔‘‘

شاگردوں سے بے تکلفی:

ایک دفعہ مفتی لیاقت علی صاحب مدظلہٗ نے ہدیہ میں ڈاب (ناریل) پیش کیا، اس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ نے نوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’مجھے تو اس کی ضرورت ہے اور فرمایا: حضرت شیخ الحدیثؒ نے ایک دفعہ مولانا یوسف متالا سے اسی طرح فرمایا تھا۔‘‘ (یہ بات حضرت شیخ رحمہ اللہ کی مفتی صاحب مدظلہٗ سے غایت بے تکلفی پر دال ہے)۔

ایک دفعہ فرمایا:

گاہ گاہ یاد کن ایں قصۂ پارینہ را ازو آباد کن دلِ ویرانہ را

یعنی بزرگوں کے واقعات پڑھتے رہنا چاہیے اس سے دلوں میں تازگی آتی ہے۔

نصیحت آمیز لطیفہ:

ایک دفعہ مفتی زکریا (ولد مفتی لیاقت علی صاحب مدظلہٗ) سے مزاحاً فرمایا: ’’زکریا! تمہارے ابو بہت کالے ہیں، صابون وغیرہ لگا کر کچھ سفید ہوئے یا نہیں؟ انھوں نے بلا تکلف کہہ دیا: حضرت! ویسے ہی ہیں، اس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ ہنسے اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے یہاں کالے گورے کا اعتبار نہیں، وہاں تو تقویٰ کا اعتبار ہے، کالا ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوتا تو اہل عرب میں ایک شخص چار سو میل دور سے میرے پاس پڑھنے آتے، وہ شخص بہت کالے تھے؛ لیکن بہترین انداز سے عبارت پڑھتے، خوبی کا ہونا اصل ہے۔‘‘

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب لمباڈا مدظلہٗ
(خلیفہ حضرت شیخ یونس صاحبؒ)
منتخب از: مضمون حرمین

حرم میں محاذات کا مسئلہ:

فرمایا کہ: ’’شیخ محمد علی الصابونیؒ نے حضرت شیخ (قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ) سے اس بارے میں (مسئلہ محاذاۃ المرءۃ کے متعلق) پوچھا تھا: ”ما تقولون فی مسألة المحاذاة في الحرم؟“ تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا: ”نعمل بمذهب الشافعي رحمة الله عليه“.

کیا مستورات حرم میں نماز پڑھنے جاسکتی ہیں؟

فرمایا: ’’حضرت شیخ (محمد زکریا) رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ’’کیا مستورات حرم میں نماز پڑھنے جاسکتی ہیں؟ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دو شرطوں کے ساتھ جاسکتی ہیں: (۱) یہ کہ اکیلی نہ جائیں، مستورات کے ساتھ مل کر یا کسی محرم کے ساتھ یا کم از کم کسی بچے کے ساتھ جائیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ بھیڑ میں نہ گھسیں۔ کنارے کنارے سے جا کر عورتوں کے احاطے میں نماز پڑھ کر لوٹ آئیں۔

ترکی حرم و سعودی حرم میں بین فرق:

فرمایا: ’’اگر کوئی صاحب بصیرت ہو تو اس کو صاف نظر آئے گا کہ ان دونوں حرم میں

(ترکی حرم وسعودی حرم میں) بیّن فرق ہے، ترکی حرم عشق الٰہی کے ساتھ تعمیر ہوا ہے، اس کی تعمیر میں سب مسلمانوں نے حصہ لیا، حتیٰ کہ جب اس کا گاڑا اور مٹی تیار ہوتی تو لوگ اپنے گھروں سے عطر کی شیشیاں لا کر اس میں خالی کر دیتے کہ ہمارا بھی اتنا حصہ اس میں لگ جائے، سعودی حصے میں وہ بات نہیں ہے۔"

مطاف میں نماز پڑھتے وقت نگاہ کہاں رکھے؟

فرمایا: "مطاف میں نماز پڑھتے ہوئے کعبۃ اللہ شریف سامنے ہو تو نگاہ کعبہ کی طرف رکھنی چاہیے یا نظر نیچی رکھنی چاہیے؟ اس میں فقہاء کے دو قول ہیں۔ راجح یہ ہے کہ نظر نیچی رکھیں اور گاہ گاہ نظر پڑ جائے تو اس میں حرج نہیں"۔

کیا زم زم سے وضو جائز ہے؟

فرمایا کہ: "فاکہیؒ نے اخبار مکہ میں لکھا ہے کہ زم زم سے وضو جائز ہے، استنجا حرام ہے۔" ("لیکن کلی کے وقت پانی پھینک نہ دیں؛ بلکہ پی جائیں۔" حضرت شیخ رحمہ اللہ)

فرمایا کہ: "مولانا علی میاں صاحبؒ نے بہت اچھی بات فرمائی کہ "بیت اللہ شریف اعظم معابد الارض ہے۔" یعنی پوری دنیا میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت نہیں ہوتی جتنی یہاں ہوتی ہے۔"

چڑیا کی بیٹ کا حکم:

ایک مرتبہ رمضان المبارک میں عصر بعد (حرم مکی میں) تلاوت فرما رہے تھے۔ اوپر سے کسی چڑیا کی بیٹ آپؒ کی آستین کے کنارے پر گری، اس پر فرمایا: "حنفیہ کے یہاں یہ معاف ہے؛ لیکن دوسرے ائمہ کے یہاں (معاف) نہیں؛ اس لیے میں اس کو پاک کروں گا۔"

مسجد اقصیٰ کے حالات سن کر حضرت رو پڑے:

ایک دفعہ مسجد اقصیٰ کے حالات پوچھے۔ ان دنوں یہود کی طرف سے کچھ زیادہ ہی ظلم ہو رہا تھا، سن کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ ”ایک دفعہ حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ نے بھی حالات دریافت کیے، خطرناک حالات سن کر فرمانے لگے: ”ایسا لگتا ہے کہ اب تو امام مہدی ہی کے ذریعہ انخلا ہوگا۔“ پھر فرمایا کہ ”بڑے میاں ایسے ویسے نہیں بولتے تھے، ان کی بات میں کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہوگی۔“

جنرل ضیاء الحق کی شہادت پر تیس ہزار ختم قرآن:

شاہ فہد کے انتقال کے بعد جو حج آیا، اس میں حرم شریف میں بیٹھے ہوئے پوچھنے لگے کہ ”ان کی طرف سے کچھ قرآن خوانی ہوئی یا نہیں؟“ میں (مولانا عبدالرحیم لمباڈا) نے عرض کیا: معلوم نہیں۔ یہ لوگ (اہل سعودیہ) تو اس کو مانتے نہیں۔ اس پر فرمایا کہ ”جب جنرل ضیاء الحق (شہید رحمۃ اللہ علیہ) کا حادثہ ہوا تو کسی نے کہا کہ پاکستان میں ان کی طرف سے تیس ہزار ختم قرآن کیے گئے تھے۔“

مفتی اسرار صاحب کی گرفتاری پر:

ایک مرتبہ مفتی اسرار صاحب (سابق استاذ مظاہر علوم) کی گرفتاری کا تذکرہ کر کے رونے لگے، ان کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا: ”وہ تو جوان ہیں برداشت کرلیں گے، ہم لوگ تو کم زور اور بیمار ہیں، ہمارے ساتھ ایسا کچھ حادثہ پیش آ جائے تو کیا ہوگا؟“

تم کیا جانو کہ حضرت تھانویؒ کون ہیں:

قاری انیس صاحب کا بیان ہے کہ: ”تقریباً تین دفعہ الگ الگ مجلسوں میں (حضرت شیخ نے) یہ سنایا کہ ”میں حرم میں بیٹھا ہوا تھا، ایک غیر مقلد میرے پاس آ کر کہنے

لگا: ”مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے دین میں بہت سی دراڑیں کر دی ہیں، ہم ان کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں“ حضرت (شیخؒ) نے فرمایا کہ ”انہوں نے دراڑیں کی ہیں یا تم کر رہے ہو، ؟ تم کیا جانو کہ حضرت تھانویؒ کون تھے؟“

ایک عالم کو حج کا اشتیاق:

فرمایا: ”بنگال کے ایک عالم کو حاضری کا (حج کا) بہت اشتیاق تھا، مگر اسباب نہیں تھے، انہوں نے شعر کہا:

إليك رسول الله أهدى ثنايا وأبغي به قربًا وإن كنت نائيا

ایک غلطی کی اصلاح:

فرمایا کہ یہ ” طلع البدر علينا من ثنيات الوداع “ کے متعلق جو مشہور ہے کہ ہجرت کے موقع پر بچیوں نے اس کو گایا تھا، یہ صحیح نہیں، یہ کسی اور سفر سے واپسی کا قصہ ہے، غالبًا تبوک کے لمبے سفر سے واپس پر بچیوں نے استقبال کرتے ہوئے ان اشعار کو پڑھا تھا۔“

ایک صاحب کو ”مدینہ“ کہنے پر تنبیہ:

ایک مرتبہ کسی نے کہہ دیا: میں مدینہ جا رہا ہوں، تو غصہ ہو گئے اور فرمایا: ”مدینہ جا رہا ہوں کا کیا مطلب؟ مدینہ شریف نہیں بولا جاتا؟ اجمیر شریف بولتے ہو، بغداد شریف بولتے ہو اور جگہوں پر شریف بولتے ہو، مدینہ کے ساتھ شریف کیوں نہیں بولتے؟“

حضرت ناظم صاحبؒ مستجاب الدعوات:

فرمایا: ”پہلی مرتبہ جب حج کا ارادہ ہوا تو حضرت ناظم صاحبؒ (مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے مشورہ کے لیے گیا تو حضرتؒ نے فرمایا: ”تم ہوائی جہاز سے چلے جاؤ“ دل میں خیال آیا کہ میرا ارادہ تو طویل قیام کا ہے، فوراً فرمایا: ”طویل قیام کے لیے پھر

چلے جانا'' اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ دوبارہ حاضری تو پکی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے کئی بار حاضری نصیب فرمائی۔''

اپنے اساتذہ کے نام کا طواف:

فرمایا: ''میرے بدن میں جب جان تھی تو میں اپنے اساتذہ کی طرف سے ایک ایک طواف کرلیا کرتا تھا، اب مجھ میں طاقت نہیں، اس لیے ان کی طرف سے دو دو رکعات نفلیں پڑھ لیتا ہوں۔''

حاجی کے لیے اچھا عمل:

فرمایا: ''حاجی کو چاہیے کہ ایک ختم قرآن مکہ مکرمہ میں کرے اور ایک ختم قرآن مدینہ منورہ میں کرے۔''

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: حضرت مفتی سلمان صاحب منصور پوری و مفتی عفان منصور پوری مدظلہما

حضرت مدنیؒ کا تذکرہ ہمارے گھر میں:

فرمایا: ''ہمارے ماموں تو حضرت مدنیؒ (مولانا حسین احمدؒ) کے اتنے معتقد تھے کہ جب آپؒ جیل چلے گئے تو بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے: انگریز لوگ ڈبہ میں بند کر کے حضرت کو بھیج دیے' ایک دن ماموں نے کہا: جانت ہے کاہے مولانا مدنیؒ کو مولانا مدنیؒ کہت ہیں، اٹھارہ سال اپنی ڈاڑھی سے حضور ﷺ کی قبر کا جھاڑو دہن ہیں۔'' پتا نہیں کہاں سے سنا ہوگا؟ ہم چھوٹے چھوٹے تھے، اتنے معتقد حضرت مدنی کے کہ کوئی حد نہیں۔ یہ بھی حضرتؒ کی برکت تھی کہ سب اختلافات حضرتؒ پر آ کر اخیر میں ختم ہوگئے تھے۔ نہ وہاں لیگ کا جھگڑا تھا، نہ کانگریس کا، مولانا مدنیؒ جدھر ہیں وہی ٹھیک ہے۔''

حضرت مدنیؒ کا اخلاص اور ان کا رعب:

فرمایا: ''حضرت مدنیؒ میں وہ خوبی تھی کہ جس کی وجہ سے دنیا ان کو مانتی تھی، حد سے زیادہ اخلاص ان کے اندر پایا جاتا تھا۔ کسی سکھ کی طرف سے کان پور میں ایک شکایت ہوئی مولانا مدنیؒ کی کہ یہ نماز فجر کی قنوت میں ”والسلك والمشركين“ کہتے ہیں، تو کلکٹر نے کہہ دیا: وہ فوق القانون ہیں، مطلب یہ کہ سب ڈرتے تھے ان سے، وہاں کسی کی چلتی ہی نہیں تھی، کیوں کہ سب نے دیکھا اور سنا تھا کہ انگریز فوج کے سامنے اسٹیج پر شیروانی کا گریبان کھول کر کون چڑھا تھا؟''

حضرت مدنیؒ کی قوتِ باطنیہ:

فرمایا: ''حضرت مدنیؒ کی قوتِ باطنیہ بہت زیادہ قوی تھی، کوئی سر نہیں اٹھاتا تھا۔ انوار کریم کہتے تھے کہ حضرتؒ کی گاڑی میرٹھ میں فسادیوں نے گھیر لی، حضرتؒ مراقب تھے، کسی نے کہا: حضرت! گاڑی گھر گئی۔ فرمایا: ''آئیں'' پھر کسی نے کہا: حضرت! لوگوں نے گاڑی کا گھیراؤ کر لیا ہے، تو انوار کے الفاظ ہیں: حضرتؒ نے دروازہ کھولا اور فرمایا: ''میں ہوں حسین احمد، آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ یہ کہنا تھا کہ سب بھاگ گئے۔''

حضرت تھانویؒ اور مولانا مدنیؒ کا اختلاف:

فرمایا: ''میں نے ایک مرتبہ حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ سے پوچھا کہ حضرت تھانویؒ (مولانا اشرف علیؒ) اور حضرت اقدس مدنیؒ میں کیسا اختلاف تھا؟ فرمایا: ان بزرگوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں تھا، چھٹ بھیوں نے اُڑا رکھا تھا۔ حقیقت یہی تھی، کسی نے حضرت اقدس تھانویؒ کے ایک مرید کے بارے میں لکھا کہ ان کی کتاب نہیں چلی، حضرت مدنیؒ نے جواباً لکھا: ''انہوں نے اپنے پیر حضرت اقدس تھانویؒ کی بے ادبی کی ہے، یہ اس کا نتیجہ ہے۔''

حضرت مدنیؒ اور حضرت رائے پوریؒ کا امتیاز:

فرمایا: ''حضرت مدنیؒ بہت محقق آدمی تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت برکت رکھی تھی، یہ خاص چیز تھی حضرت اقدس مدنیؒ اور حضرت اقدس رائے پوریؒ (شاہ عبدالقادرؒ) میں اس آخری زمانہ میں، بس ان دو بزرگوں پر اختتام ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان میں نفس نہیں تھا۔ اس کی پہچان کیا ہے؟ ان کے یہاں یہ نہیں تھا کہ سلمان آیا تو رعایت کر دی، عفان آیا تو رعایت کر دی، دوسرا گیا تو نہیں کی، یہ ان ہی دو بزرگوں کی خصوصیت تھی، خاندان واندان کی رعایت کچھ نہیں، جو سچی اور صحیح بات تھی وہ کہہ دی۔''

حضرت مدنیؒ کا قسطلانی کے نسخے سے عبارت پڑھنا:

فرمایا: ”سال کے اخیر تک جب تک حضرت مدنیؒ بول سکتے تھے خود ہی عبارت پڑھتے تھے، شیخ الحدیثؒ (مولانا زکریاؒ) فرماتے تھے کہ تعجب ہوتا ہے کہ قسطلانی سے متن پڑھتے تھے اور مسلسل پڑھتے چلے جاتے تھے۔ قسطلانی کی تخصیص کیوں کی تھی؟ حضرتؒ کی رائے یہ تھی کہ یہ دونوں شرحوں ”عمدۃ القاری“ اور ”فتح الباری“ کے اصل مضمون کا اجتماع ہے۔ یہ راز کیسے معلوم ہوا؟ شیخ الحدیثؒ نے پوچھا تھا حضرت مدنیؒ سے جب کہ آپ (حضرت شیخ الحدیث) نو عمر تھے اور تدریس بخاری کا آغاز تھا، تو حضرت مدنیؒ نے یہ سبب بتایا تھا، میں نے زبانی یہ لفظ حضرت شیخ الحدیثؒ سے سنے ہیں۔“

بچوں پر نہ سختی نہ نرمی:

فرمایا (مفتی سلمان منصور پوری مدظلہٗ سے) ”اولاد پر سختی بالکل نہ کرنا اور غفلت بھی نہ کرنا۔ تعلیم کے باب میں ہماری نانی صبح جیسے ہی ہمیں دیکھتیں بڑے زور سے کہتیں ”مدرسہ جاؤ“۔ باپ تو کرے نرمی اور ماں کرے سختی، یا اس کا الٹا ہو۔“

لطیفہ:

مفتی عفان منصور پوری کا بیان ہے، ایک مرتبہ حاضری ہوئی، معمول کے مطابق مطالعہ میں مشغول تھے، احقر سلام کر کے بیٹھ گیا، آپ نے ہلکے سے جواب دیا اور سر نیچے کیے ہوئے پوچھا کون؟ میں نے کہا: ”عفان“ کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور بہت تڑک کر بولے ”چل بدبودار کہیں کے“ کس نے تیرا یہ نام رکھا؟ احقر سہم گیا اور عرض کیا حضرت! نام میں کیا خرابی ہے؟ فرمایا: جا! دیکھ لغت میں ”عفن“ مادہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ احقر نے عرض کیا: حضرت عفان میں تو ”الف نون“ زائد ہے، مادہ کا نہیں ہے۔ اس کا مادہ تو ”عفّ“ ہے جس کے معنی ”پاک دامنی“ کے ہیں۔ یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا: ”اپنا نام صحیح کرنے کے لیے جس کو چاہو زائد مان لو“ پھر فرمایا: ”تیری تحقیق صحیح ہے، میں تو دیکھ رہا تھا کہ تو اپنے نام کی حقیقت سے بھی

واقف ہے یا نہیں۔"

اکابر میں سب سے پہلے میرے دل میں حضرت مدنیؒ کی عظمت کا سکہ:

فرمایا کہ "سب سے پہلے جس شخصیت کی عظمت و بزرگی کی دھاک میرے دل پر بیٹھی وہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی شخصیت تھی، کہ ہمارے علاقے میں جب ایک مرتبہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو پورا گاؤں اور آس پاس کا علاقہ حضرتؒ کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑا، بڑا مجمع بیعت ہوا اور لوگوں کی گرویدگی اور فدائیت قابل دید تھی، مرد تو مرد، عورتیں اور بچے بھی مسرور اور نئے کپڑوں میں ملبوس دکھائی دے رہے تھے، مانو عید کا سا سماں تھا، علاقے کے لوگوں میں کسی شخصیت کی آمد پر یہ جوش وخروش اور وارفتگی میں نے شعور سنبھالنے کے بعد پہلی مرتبہ دیکھی تھی، اسی دن سے حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی عظمت کا سکہ ایسا بیٹھا کہ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔"

دو چیزیں انسان کو محفوظ رکھتی ہیں:

فرمایا: "دو چیزیں انسان کو ہدایت پر قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں: (۱) علم صحیح (۲) صحبت صالح۔

اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

فرمایا: "اب میری عمر بہت کم رہ گئی ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم اور حدیث شریف کے علاوہ کچھ نہ پڑھوں۔"

سنت کا ایک عجیب انکشاف:

فرمایا: "سنتیں مختصر پڑھنی چاہیے، فجر و مغرب کی سنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص یا اس کے بقدر تلاوت بہتر ہے، اور یہی نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول رہا ہے، ہاں! نوافل میں جتنی قراءۃ کرنا چاہو کرو، کوئی تحدید نہیں ہے۔"

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

ماخوذ از: مقالہ ”نقوشِ جاویداں“ حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب مدظلہٗ

(استاذِ ادب دار العلوم دیوبند و مدیر ماہنامہ ”الداعی“)

عربی سیکھنے کے پیچھے کیا نیت ہو؟

احقر (حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی مدظلہٗ) سے فرمایا: ”عربی زبان پڑھانے سے یہ نیت کرنی چاہیے کہ یہ طلبہ عربی پڑھیں گے اور اس کو سمجھیں گے تو اس کے ذریعے قرآن پاک اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھیں گے۔“ مزید فرمایا: ”اس کے علاوہ کوئی اور نیت بے سود ہے، بس یہی نیت اصل اور جامع ہے۔“

حضرتؒ کے زیرِ درس مقاماتِ حریری:

فرمایا: ”میں جب تدریس سے وابستہ ہوا تو مجھے پڑھانے کو جو کچھ ملا اس میں مقاماتِ حریری بھی تھی، میرے درسی ساتھی مولانا عاقل صاحبؒ کو اصول الشاشی ملی، میں نے سوچا کہ اس کو تو صحیح کتاب ملی؛ کیوں کہ فقہ، اصولِ فقہ جو اصل علوم میں سے ہیں، اس فن کی کتاب مل گئی؛ لیکن مجھ کو تو سمت سے ہٹی ہوئی کتاب ملی ہے، پھر میں نے سوچا کہ نہیں، یہ کتاب بھی ٹھیک ہے؛ کیوں کہ طلبہ اس سے عربی زبان کو سمجھیں گے، عربی کے الفاظ و تعبیرات سے واقف ہوں گے، تو اس کے ذریعے قرآن و حدیث کو سمجھیں گے، تو انہیں بھی ثواب ملے گا اور مجھے بھی۔“

طالب علمانہ زندگی کیسی ہونی چاہیے؟

فرمایا: ’’بہت سے لوگ طالب علمی کی زندگی میں اور مدرسی کی زندگی میں بھی بہت صاف ستھرے رہتے ہیں، مجھ سے یہ اس لیے نہ ہو سکا کہ میں کتابوں میں ہر وقت لگا رہتا تھا، کتابوں کی گرد و غبار ہمیشہ میرے دامن کو آلودہ رکھتی تھی، اور تیلی کا کپڑا ہی میرا کپڑا ہوتا تھا، بعد میں جب واقعات پڑھے تو خوشی ہوئی کہ محدثین کے کپڑے روشنائی سے آلودہ رہتے تھے؛ کیوں کہ ہمہ وقت لکھنے لکھانے کی وجہ سے ان کے لیے روشنائی کے داغ سے مفر نہ تھا۔‘‘

☆……☆……☆

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت: مولانا عبدالاحد صاحب فلاحی دامت برکاتہم

شیخ احمد علی محدث سہارن پوریؒ کے حواشی بخاری:

شیخ احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے حواشیِ بخاری کے باب میں فرمایا: ”یہ بہت بڑا کام ہے، میرے حواشی کو اسی کا تکملہ بنا دینا۔“

کتاب الام گم ہونے پر خواب:

نیز کتب فقہ میں امام شافعیؒ کی کتاب الام سے بے پناہ محبت فرماتے تھے، حتیٰ کہ فرمایا: ”ایک مرتبہ میری کتاب الام گم ہوگئی، میں جونپور گیا تھا، واپسی میں ٹرین کے ایک ڈبے میں بالائی حصے میں سو گیا، تو میں نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا، یہ خواب اس طرح شرمندۂ تعبیر ہوا کہ سہارنپور پہنچتے ہی کسی نے مجھے نئی کتاب الام ہدیہ میں پیش کی۔“

اصول حدیث میں خطیبؒ کی الکفایۃ:

اسی طرح اصولِ حدیث میں خطیب کی ”الکفایۃ فی علم الروایۃ“ سے بے پناہ محبت تھی، استاذِ محترم مولانا عبدالعظیم بلیاوی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ میں نے ابتداءِ تدریس میں حضرت سے پوچھا کہ کتب مصطلح میں کس کتاب کو پڑھنا چاہیے؟ فرمایا: ”خطیب کی ”الکفایۃ“ اہتمام سے پڑھا کرو۔“

کتب سیرت میں حافظ مغلطائیؒ:

کتب سیرت میں حافظ مغلطائی کی کتاب ”الزهر الباسم في سيرة أبي القاسم“ سے متعلق فرمایا: ”یہ بہت اچھی کتاب ہے، اسے پڑھنا چاہیے۔“ نیز فرمایا: ”زمانۂ فترت پر سب سے اچھا اور مختصر کلام امام الاحناف حافظ مغلطائی نے کیا ہے۔“

کتب رِجال میں کونسی کتابوں پر اعتماد کرنا چاہیے؟

کتب رجال میں مزی وذہبی اور ابن حجر رحمہم اللہ کی کتب پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔

حیاۃ الصحابہ کی تعریف:

حضرت مولانا یوسف کاندھلویؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”حیاۃ الصحابۃ“ کے بے حد مداح تھے، حیاۃ الصحابۃ کا ذکر آتا تو وجد میں آجاتے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ”مکتباتِ اسلام میں سیرتِ صحابہ پر حیاۃ الصحابۃ سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔“

امانی الاحبار کے متعلق حضرتؒ کی خواہش:

رفیق درس مولوی ثوبان مظاہری زید مجدہٗ نے جب (أماني الأحبار سے متعلق) اپنا تخصص فی الحدیث کا مقالہ حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا، تو فرمایا: ”حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ کی اس کتاب ”أماني الأحبار“ میں اتنا ذخیرہ ہے کہ اگر یہ مکمل ہوجاتی تو شاید ہی دنیائے علم میں اس کی کوئی مثال اور نظیر ہوتی۔“

ائمہ مذاہب کی کتب کا مطالعہ:

مسلسلات کی آخری دو مجلسوں میں الحديث المسلسل بالحنابلة، الحديث المسلسل بالشافعية کے شروع میں فرمایا: میں نے مسلک حنفی، مسلک شافعی، مسلک مالکی

اور مسلک حنبلی کی کسی کتاب کو نہیں چھوڑا، ہر کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور بار بار پڑھا، لہٰذا مجھے اپنے آپ کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی کہنے کا زیادہ حق ہے۔ گویا میرے پاس حدیث مسلسل بالشافعیۃ پڑھنے سے یہ حدیث مسلسل بالشافعیہ ہو جائے گی۔ اسی طرح مسلسل بالحنابلۃ اور مسلسل بالمالکیۃ۔ نیز اسی ضمن میں فرماتے: ”میں نے ائمہ اربعہ میں سے صرف امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا ہے۔“

ائمہ اربعہ میں سب سے زیادہ کس کو پڑھا؟

ایک مرتبہ فرمایا: ”میں نے ائمہ اربعہ میں سے سب سے زیادہ امام احمدؒ کو پڑھا، پھر امام شافعیؒ کو، پھر امام ابوحنیفہؒ کو اور پھر امام مالکؒ کو، امام احمدؒ کی مسند احمد مکمل پڑھی اور ان کے تمام رسائل پڑھ ڈالے، اور امام شافعیؒ کی ”كتاب الأم“ اور ”الرسالة“ بارہا پڑھی۔

سیرت میں علامہ شبلیؒ کی مدح:

نیز اردو کتابوں میں علامہ شبلیؒ کی سیرۃ النبی کے مداح تھے۔ فرماتے کہ ”علامہ شبلیؒ نے اپنی بلاغت اور محبت رسول میں قلم توڑ دیا ہے۔ انصاف سے پڑھنے والا بے روئے نہیں رہ سکتا۔“

حضرت تھانویؒ کے علوم سے بے انتہا محبت:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور اُن کے اقوال کو انتہائی محبت سے ذکر فرماتے تھے، حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت تھانویؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”اُن کو چراغ دکھانے سے میں بے بس ہوں۔“

علامہ کشمیریؒ کی فیض الباری:

ایک مرتبہ کسی غیر مقلد کی کتاب ”فیض الباری اور اس کا رد“ سے متعلق حاضرین

سے فرمایا: ”علامہ کشمیریؒ کی کتاب ”فیض الباری“ میں علوم ہیں اور اس غیر مقلد کی کتاب میں کچھ بھی نہیں ہے۔“

علامہ اقبالؒ کے اشعار:

نیز شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے اشعار کے باب میں فرمایا: ” ان کے اشعار میں پیغام ہے۔“

فقہ میں امام بخاریؒ کی کوئی کتاب؟

ایک مرتبہ فرمایا: ”امام بخاریؒ نے فقہ میں کوئی کتاب نہیں لکھی، ورنہ اُن کا مستقل مذہب ہوتا۔“

اللہ تعالیٰ جو منظور ہوتا ہے وہ ہوتا ہے:

حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ جیسے اُن کے زمانے میں بہت تھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کے سلسلے کو باقی رکھنا چاہتے ہیں وہی باقی رہتا ہے۔ دیکھئے! مصنف ابن خزیمہ کا صرف ایک حصہ باقی رہا اور ابن دقیق العید جیسے محدثین کی کئی کتابیں ضائع ہوگئیں۔“

محدثین کے باب میں حضرتؒ کا کلام:

ایک مرتبہ فرمایا: ”ہمارے بڑے چچا قاضی عیاضؒ ہیں اور چھوٹے چچا ابن حجرؒ اور دوسرے سب: ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ، حافظ ابن الہادیؒ، حافظ زیلعیؒ یہ سب میرے معلم ہیں۔ اور حافظ زیلعیؒ کے باب میں فرمایا کہ وہ بہت پاکیزہ نفس تھے، نصب الرایۃ کا مقدمہ لکھنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہوگئی، مگر اخلاص اتنا تھا کہ آج بھی اس کی برکت موجود ہے۔“

حافظ ابن ہمامؒ کا تذکرہ:

ایک مرتبہ فرمایا: ”حافظ ابن ہمام حنفیؒ کی تقریر بہت اچھی ہوتی ہے، وہ بات کو اس طرح پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت وسیع المطالعہ شخص ہیں؛ لیکن وہ بہت سی باتوں کو علامہ عینیؒ سے نقل کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کا انداز:

فرمایا: ”حافظ ابن حجرؒ کا انداز بہت عجیب ہے، وہ ابن قیم جوزیہؒ کی باتوں کو لیتے ہیں اور اتنے خوب صورت انداز میں نقل کرتے ہیں کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے، ویسے حافظؒ کی بات بہت مضبوط ہوتی ہے، وہ بہت تول تول کر بولتے ہیں، ان کی بات کالنقش علی الحجر ہوتی ہے، اسے توڑنا آسان نہیں ہے۔ نیز فرمایا: ”علامہ عینیؒ کا علم بھی بہت وسیع ہے، وسیع المطالعۃ شخص ہیں، کوئی چھوٹے موٹے مولوی نہیں ہیں، لیکن جلد بازی بہت کرتے ہیں، جس کی بنا پر بات پیچیدہ ہوجاتی ہے۔

خطیب بغدادیؒ کے باب میں:

نیز فرمایا: ”خطیب بغدادیؒ امام طحاویؒ سے بہت سی باتیں نقل کرتے ہیں؛ مگر نام نہیں لکھتے، ایک مقام پر امام طحاویؒ سے پورا صفحہ نقل کیا اور نام بھی ذکر نہیں کیا، حالاں کہ اگر کسی کی بات نقل کریں تو حوالہ ضرور لکھنا چاہیے۔“

میدانِ حدیث میں علی بن المدینیؒ:

امام جرح وتعدیل علی بن عبداللہ المدینیؒ کے باب میں فرمایا کہ ”امام بخاریؒ اُن کے باب میں فرماتے ہیں: ”ما استصغرت نفسي عند أحد، إلا عند علي بن المديني“. (میں نے اپنے آپ کو علی بن مدینی کے علاوہ کسی کے سامنے چھوٹا نہیں سمجھا) اور

سفیان بن عیینہؒ نے اُن کو "حیۃ الــــوادی" کا لقب دیا ہے، یعنی علی بن مدینیؒ میدانِ علوم حدیث کے سانپ ہیں، اسی وجہ سے امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ علی جس میدان میں ہوتے ہیں، سب بھاگ جاتے ہیں، نیز اسی ضمن میں فرمایا: "علی کے نام سے مجھے بہت اُنس ہے، اسی وجہ سے علی بن مدینی کا نام لینے میں مزہ آتا ہے۔"

ائمہ جرح وتعدیل میں شعبہؒ کا مقام:

نیز ائمہ جرح وتعدیل میں شعبہؒ کے باب میں فرماتے کہ شعبہؒ کی کنیت ابو بسطام ہے، یہ بہت بڑے آدمی تھے، وہ جس پر بھی جرح کر دیتے ہیں، محدثین کے وہاں وہ زخمی ہو ہی جاتا ہے اور اس کا زخم اچھا ہی نہیں ہوتا، اس لیے کہ وہ ایک ایک حدیث کی تحقیق کے لیے میلوں کا سفر کرتے تھے۔"

ابن حزم ظاہریؒ پر تبصرہ:

علامہ ابن حزم ظاہریؒ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ بوڑھا بڑا اخرانٹ ہے۔ کوئی بات بغیر دلیل کے نہیں کہتا، اسی لیے انہوں نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی اور اپنا الگ مسلک قائم کیا" اور پھر فرمایا: "علماء کی بھی یہی شان ہونی چاہیے۔"

امام بیہقیؒ کی ذہانت:

علامہ تورپشتی حنفیؒ، ابن عبدالبرؒ اور امام بیہقیؒ کی ذہانت وفطانت کا لوہا مانتے تھے۔

ایک مرتبہ فرمایا: "امام بیہقیؒ بہت ذہین وفطین ہیں، قاضی عیاضؒ کی بات کو اتنے مہذب انداز میں پیش کرتے ہیں کہ سمجھ دار جھوم جاتا ہے۔"

علامہ تورپشتیؒ اور حافظ ابن حجرؒ:

ایک مرتبہ فرمایا: "علامہ تورپشتی حنفیؒ محقق بھی ہیں اور ذہین بھی ہیں، مگر حافظ ابن

حجرؒ اُن کے ساتھ انصاف نہیں کرتے؛ بلکہ ”قال بعض شراح المصابیح“ کہہ کر ذکر کرتے ہیں اور بعض مرتبہ اُن کی کسی بات کو لے کر اختصاراً بغیر حوالے کے نقل کر دیتے ہیں۔“

کتابوں کا ادب واحترام:

حضرتؒ کتابوں کا بہت ادب واحترام کرتے تھے، حدیث کی کتابوں کو الاصح فالاصح کی ترتیب سے رکھتے تھے، یہاں تک کہ اگر کوئی صحیح مسلم کو صحیح البخاری پر رکھ دیتا تو ناراض ہوتے، ہر کتاب کو پنّی میں لپیٹ کر رکھتے، کوئی صفحہ مُڑ نہ جائے اس کا لحاظ رکھتے، صفحات کے مُڑنے کو سوئے ادبی گردانتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؒ کے حجرے میں بخاری شریف کی قراءۃ کے دوران شیخ عمارہ تونسی حفظہ اللہ سے نسخہ صحیح البخاری کا پہلا صفحہ عجلت کی وجہ سے بلا قصد مُڑ گیا، اچانک حضرتؒ کی نگاہ پڑی تو فرمایا: ”تجھے علم نہیں آئے گا“، ایسے مواقع پر بعض مرتبہ فرماتے: ”تیرے علم میں برکت نہیں ہوگی۔“

اگر کوئی طالب علم کتاب پر بایاں ہاتھ رکھتا تو اس پر تنبیہ فرماتے، اسی طرح کتاب پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کو سوئے ادبی سمجھتے تھے۔

کتابوں پر لگی ہوئی گرد کے باب میں بارہا فرمایا: ”اگر کتاب پر گرد لگ جائے، تو اس سے دامن نہیں بچانا چاہیے، اس لیے کہ کتابوں پر لگی ہوئی گرد بھی کتاب کی طرح محترم و معظم ہوتی ہے۔“

ایک مرتبہ فرمایا: ”میں زمانۂ طالب علمی سے استاذ بننے تک اور وہاں سے لے کر شیخ الحدیث بننے تک اپنی کتاب خود اٹھاتا تھا، اس لیے کہ اس کے لانے اور لے جانے میں برکت ہے؛ لیکن اب میں معذور ہو گیا ہوں، اس لیے میری کتاب طلبہ لاتے ہیں، ورنہ مجھے ایسی شان پسند نہیں ہے، مجھے وہی شان پسند ہے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے اور وہ ہے عبدیت اور تواضع۔“

ملفوظات

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ محمد یونس صاحب جون پوریؒ

بہ روایت مفتی محمد طلحہ مظاہری صاحب دامت برکاتہم

(ماخوذ از: کتاب ''وہ جو بیچتے ہیں دوائے دل'')

تم کو سب کچھ آتا ہے:

فرمایا: ''میں جب گلستاں پڑھتا تھا تو ایک مرتبہ عبارت پڑھنے کا مسئلہ آیا، میں نے جلدی سے پڑھ ڈالا اور پانچ سات صفحے چھوڑ کر آٹھویں صفحے سے پڑھ دیا، اب مولانا ضیاء الحق صاحبؒ غصہ میں جھلا گئے اور زور سے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ ''یا تو تجھے سب کچھ آتا ہے یا کچھ بھی نہیں آتا'' اور کہہ دیا کہ ''اُٹھ جا یہاں سے!'' اب مولاناؒ کے کہنے کے بعد کس کی جرأت کہ وہ بیٹھ جائے، میں اُٹھا اور دروازے کے کنارے جا کر بیٹھ گیا، اس دن مولاناؒ نے خلافِ معمول زور زور سے بلند آواز سے سبق پڑھایا، میں دل دل میں خوش ہو گیا کہ لو! سبق تو مجھے بھی سنائی دے رہا ہے، دوسرے دن مولاناؒ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور بڑی شفقت سے کہا کہ ''سنو! کل میں نے زور سے سبق اس لیے پڑھایا تھا کہ تم بھی سن لو''، سچ بچو، ورنہ مولاناؒ تو آہستہ آہستہ پڑھاتے تھے، مولاناؒ یہ چاہتے تھے کہ ہم کچھ سیکھ لیں، مولاناؒ مجھے بہت زیادہ پسند کرتے تھے، وہ میرے لیے ماں بھی تھے اور باپ بھی تھے، استاذ بھی تھے، دوست بھی تھے، وہ صرف مجھے ہی چاہتے تھے، مجھے ہی اپنے پاس بلاتے اور کہتے تھے کہ تجھے تو سب کچھ پتا ہے، بس، وہ چلے گئے، میں بھی بچو! چلا جاؤں گا، پھر ایک دن تم مجھے یاد کرو گے، روؤ گے،

فریاد کروگے۔ ‘‘

میں جنون کا ہم سفر ہوں:

فرمایا: ’’میں حساب میں فیلو تھا، باقی سب میں اوّل آتا تھا؛ لیکن ڈرتا تھا کہ آج تو میں اوّل آ گیا اور خوش ہو گیا اور اگر کل نہیں آیا تو کیا ہوگا؟ بس میں صرف حساب میں فیلو تھا، اسی لیے کسی کو طعنہ بھی نہیں دیتا تھا، جیسے علامہ سیوطیؒ بھی حساب میں فیلو تھے، ویسے ہر فن مولیٰ تھے اور ان کا حسب ونسب بھی ثابت نہیں ہے، نہ عربوں میں، نہ کسی سے، وہ مغربی گھرانے کے تھے اور نہ ان کا کوئی بعد کا نسب باقی ہے، بس بچو! وہ بھی میری ہی طرح تھے، بچو! میرا بھی کوئی نہیں ہے، میں جنون کا ہم سفر ہوں، میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ ‘‘

شیخ زکریاؒ کا انصاف:

فرمایا: ’’ایک مرتبہ حضرت شیخ زکریاؒ کے یہاں جعفر بن مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ اجل حضرت شیخ و دامادِ محترم حضرت شیخ وصدر المدرسین مظاہر علوم) کا لڑکا گیا، حضرت مولانا جعفر صاحب جو اس وقت حضرت پیر طلحہ صاحبؒ کے خاص الخاص اور مدرسہ ہٰذا کے استاذ ہیں، حضرتؒ نے اس کو کچھ پیسے دے دیے اور وہ چلا گیا، پس تھوڑی دیر گزری کہ اس شیخ العرب والعجم محدثِ کبیر کے ذہن میں یہ حدیث آئی ہوگی کہ ’’اعدلوا في أولادکم‘‘ پھر فوراً واپس بلایا (یہ مکہ کا واقعہ ہے) اور پیسے واپس لے لیے اور کہا کہ ’’میرے تو بہت سے نواسے ہیں، کس کس کو دوں؟‘‘ یہ تھے حضرت شیخ!‘‘۔

عجیب خواہش:

فرمایا: ’’میں نے ایک دوست منیر احمد سے کتاب ابن العربی کے قضایا کی لی اور جی میں آیا تھا کہ وہ کسی طرح اس کو بھول جائیں؛ لیکن جیسے ہی میں نے سوچا وہ ایک ہفتہ بعد فوراً

میرے پاس آگئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ''ارے یونس! وہ کتابیں لے کر آؤ''، پھر میں نے قضایا کی وہ ساری کتاب اور جزو واپس کر دی، بس پھر کسی سے لینا دل نہیں کرتا۔''

کب سے پڑھا رہا ہوں؟

میں اپنی تعریف کبھی نہیں کرتا، پسند ہی نہیں کرتا کہ میری تعریف کوئی کرے، تکبر وغیرہ کوئی چیز ذہن میں نہ آجائے، بس بچو! ﴿إن اللّٰه لا يحب كل مختال فخور﴾ ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کب سے پڑھا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جب میرا اللہ مجھے کہہ دے کہ تیرا پڑھانا معتبر ہے، تب میں کہوں گا کہ میں نے کتنا پڑھایا ہے، ورنہ میرا پڑھانا کیا چیز ہے اگر اس کے دربار میں قبول نہ ہوا، اخلاص بڑی چیز ہے بچو! یہ بہت دھیرے دھیرے آتا ہے اور بہت جلدی رخصت بھی ہو جاتا ہے، وہ تو اسی کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لیے ہوتا ہے، اسی لیے بچو! اپنی ذات میں بھی تکبرانہ جملہ استعمال مت کرو۔''

بحرِ زخار کا کمالِ احتیاط:

حضرتؒ کا ڈر حدیث بیان کرنے میں:

فرمایا: ''میرے دورے کی مدرسی کا دوسرا سال تھا، ۴۴ رسال پہلے کا قصہ ہے، میں نے ایک حدیث غلط بیان کر دی اور حوالہ بھی غلط دے دیا۔

پھر مجھے احساس ہوا اور ڈر لگا، میں بہت زیادہ گھبرا گیا، بچو! میں نے دوسرے دن سب بچوں کے سامنے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ غلط حدیث میں نے بیان کر دی تھی، صحیح یہ ہے، پھر صحیح حدیث سنائی، سب کے سامنے میں نے توبہ کی، کیوں کہ مجھے بہت ڈر لگتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔''

نوٹ: یہ کمالِ احتیاط ہے اس بحرِ زخار کا جس کے سامنے حدیث کی کتابیں آئینے کی طرح

کھلی تھیں، لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ منبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک حدیثیں بیان کر ڈالتے ہیں اور احساس تک نہیں ہوتا۔

بمبئی اور کلکتہ:

فرمایا: ”ایک پرانے صاحب علم تھے، انہوں نے بہت عجیب توریہ کیا ہوا تھا، انہوں نے اپنی کتابوں کی دو الماریوں کے نام رکھے تھے، ایک کا نام بمبئی اور ایک کا نام کلکتہ، جب بھی کوئی ان سے کتاب مانگتا تو اس وجہ سے کہ لوگ لے کر واپس نہیں کرتے، وہ کہتے تھے کہ وہ بمبئی میں ہے! یا وہ کلکتہ میں ہے! یعنی وہ توریہ کرتے تھے، یہ صحیح بھی ہے۔“

مرض کی صحیح تشخیص کرو:

فرمایا: ”میں دیوبند میں ایک جگہ گیا، مکان نیا نیا بنا ہوا تھا، ایک صاحب نے بلایا تھا، سرد مکان تھا، میں نے جب آرام کیا تو مجھے نزلہ ہو گیا اور اس نے شدید طور پر پکڑ لیا، پھر میں نے سردی کو سمجھا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ مجھ میں سردی برداشت کرنے کا ملکہ نہیں ہے، اسی لیے بچو! پہلے اپنی بیماری کا مرکز و منبع سمجھو، پھر اس کا علاج کیا کرو تو بیماری ختم ہو گی، ورنہ علاج پر علاج کرتے جاؤ گے اور بیماری کم نہیں ہو گی، پھر میں بہت احتیاط کرنے لگا، مرض کی تشخیص مکمل کیا کرو۔“

چھوٹی کتاب پڑھاؤ، بڑے بن جاؤ گے:

فرمایا: ”یہ سب باتیں میں تمھیں اس لیے کہتا ہوں کہ تم کچھ سیکھ جاؤ، بس یہی مقصد ہے میرا، سمجھے! اب تم جاؤ گے اپنے اپنے علاقوں میں، پڑھو گے پڑھاؤ گے، تب تمہیں میری باتیں یاد آئیں گی، پھر بڑے درد سے حضرتؒ شعر کا یہ مصرع دہراتے:

اک دن مجھ کو یاد کرو گے، روؤ گے، فریاد کرو گے

کوئی بڑی کتاب پڑھانا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب ہی پڑھاؤ؛ لیکن سلیقے سے پڑھاؤ، اخلاص سے پڑھاؤ، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے پڑھاؤ، وہی کتاب تمہارے لیے ذخیرۂ آخرت بنے گی، اسی سے تم کو اللہ تعالیٰ ترقی دے گا، ذہنی سکون میسر آئے گا اور ایک دن تمہیں اللہ تعالیٰ بڑا آدمی بنادے گا، ہر بڑا چھوٹے کاموں ہی سے بڑا بنے گا۔ اور اگر اخلاص نہیں ہوگا تو کچھ کام نہیں ہوگا، بڑی کتاب پڑھانے کے شوق میں بغیر اخلاص کے تم نیچے گر جاؤ گے۔''

مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کا حال:

فرمایا: ''میں ایک مرتبہ مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے پاس بہت دور بیٹھا تھا، ان کا دل بہت شفاف تھا، میں نے دل میں سوچا کہ کچھ کرامات وغیرہ مجھے بھی حاصل ہو جاتیں تو کتنا اچھا ہوتا! حضرتؒ فوراً بول پڑے: ''تمہیں کیا ملے گا؟'' اور دیکھنے لگے غور سے، اوفوہ، سبحان اللہ، ارے تم بھی تو کہو: سبحان اللہ، اس سے بچو! تم کو ترقی ملے گی، یہ تھے مولانا، اتنے زبردست صاف دل کے تھے، ہمیشہ کشف جاری رہتا، الہام چلتے رہتے۔''

تقریر کا جنون:

فرمایا: ''میں چھوٹا سا تھا، بالکل دس سال کا اور خود ہی تقریر کر رہا تھا، خود ہی سن بھی رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اللہ ہمارے بڑے قدرت والے ہیں، وہ کسی کو چھو بھی لیں تو بس کافی ہیں، پھر کہنے لگا: نہیں! ان کو چھونے کی بھی ضرورت نہیں، وہ تو پاک ہیں، بے عیب ہیں، پھر بوستاں میں اسی مفہوم کا شعر پڑھا تو ہوش دنگ رہ گئے، یہ تھا ہماری تقریر کا جنون، بس بچو! جنگل میں گھاس پھونس میں بیٹھ جاتا اور ایسے جیسے درس دے رہا ہوں کہتے جاتا۔''

بار بار معاف، ہر بار معاف:

شیخ صاحب بار بار معافی مانگتے ہیں کہ بچو! مجھے معاف کر دو، ارے سمجھو! سمجھے؟ ہاں! معاف کر دو، پھر از راہِ مذاق کہتے کہ نہیں معاف کروگے تو بہت پیٹوں گا اور ماروں گا کہ ہم کو ماریں گے؟ نہیں بچو! میں کیا ماروں گا؟ بس مجھے معاف کر دو، میں نے کچھ کہہ دیا یا ڈانٹ دیا ہو، کتنی مرتبہ حضرتؒ معافی مانگتے اور بار بار ہر بار مانگتے۔

صحبت، اَخلاق اور طبیعت:

فرمایا: ”ہمارے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم مربی و مصلح سرپرست اعلیٰ فرمایا کرتے تھے کہ صحبتیں اثر انداز ہوتی ہیں، اخلاق متعدی ہوتے ہیں اور طبیعتیں چرائی جاتی ہیں۔“

” الصحبة متصرفة، و الأخلاق متعدية، و الطبيعة متسرقة“.

جیسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” مثل الجليس الصالح و الجليس السوء كمثل صاحب المسك و كير الحدّاد“.

اس حدیث مذکور کی تشریح ہی میں حضرتؒ نے یہ قیمتی نصیحت فرمائی تھی، فرمایا کہ حضرت اسعد اللہ صاحبؒ بڑے مزے سے یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

محبت جذب کرتی ہے کمالاتِ خفیہ کو محبت جذب کرتی ہے کمالاتِ خفیہ کو

یہ جملہ حضرتؒ اپنے بڑے بڑے اکابر کے حوالے سے نقل کرتے تھے، مولانا امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ اور نور محمد جھنجھانویؒ کے حوالے سے۔

پہلے دستے کے بہادر:

بڑے ہی سوز و گداز سے حضرتؒ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ”ابتدا میں جو غزوات

ہوتے ان میں جو صحابہؓ اوّل وحلہ میں آگے آگے اُبھر اُبھر کر آتے تھے ان میں حضرت علیؓ یوں پکارتے ہوئے آتے تھے:

أنا الذی سمّتنی أمی حیدره
کلیثِ غابات کریه المنظره
أُوَفِّیْهِمْ بِالصاعِ کلَ السندره

گھوڑے کی ایڑ بڑھاتے ہوئے للکارتے جاتے تھے۔ اور دوسرے وہ اسد اللہ و اسد رسولہ شیر خدا اور شیر رسول سید الشہداء حضرت حمزہؓ تھے، بہادرانِ اسلام، اوہو! یہ تھے بہادرانِ اسلام۔"

جب تم بخاری پڑھانے لگو:

فرمایا: "جب ملیشیا کے شاگرد نے مجھے کہا کہ ہمارے یہاں بخاری کا درس اس سال سے شروع ہو رہا ہے، مجھے کچھ بتایئے کہ میں کیسے اس کو انجام دوں؟ میں نے کہا: بھائی! میں کیا تم کو کہہ سکتا ہوں؟ پھر بعد میں میں نے ان کو بتایا کہ جب تم پڑھانے لگو اور کتابوں کو دیکھو، کسی کی تفسیر دیکھو اور تم اس کو بہتر سمجھو تو اس کو فوراً نقل کر لو اور لکھ کر محفوظ رکھو، پھر وہ تم کو بعد میں کام دے گی اور تم کو بھی کہتا ہوں کہ اس کو لکھ لو، تم کو ہی آرام ملے گا اور تکلیف نہیں ہوگی، دیکھو! میں بھی تو ایسا ہی کرتا ہوں، میری کتاب میں کتنے پرچے پڑے ہوئے ہیں، جن پر نہ جانے کتنے سالوں کی باتیں مختصر، جامع اور خلاصے کے طور پر لکھی ہوئی ہیں، اب مجھے کتابیں کھنگالنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔"

ہمیشہ کے لیے ہی سو گئے:

فرمایا: "ایک کانگریسی شخص حضرت تھانویؒ پر ان کے بعض ملفوظات کی وجہ سے

اعتراضات کرتے تھے اور کچھ نہ کچھ کہتے رہتے تھے، میں ان کو منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بھائی! ہم ان کے جذبات کو سمجھ نہیں سکتے کہ انہوں نے کسی نیت سے لکھا اور کہا ہوگا، ہم نہ ان کے جذبات کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی فکر کی منزل کو پاسکتے ہیں، ان کو میں منع کرتا؛ لیکن وہ مانتے ہی نہیں تھے، پھر کیا ہوا؟ وہ مر گئے، ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے اور حضرت تھانویؒ اپنی وجاہت کے ساتھ آج بھی سب کے دلوں میں زندہ ہیں۔''

تصورِ جاناں کیے ہوئے:

فرمایا: ''جب میں پڑھاتا تھا تو حضرت شیخ زکریاؒ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا کہ یونس کو حج پر بھیجئے، میں لے کر جاؤں گا اور شیخ نے اجازت دے دی، وہ صاحب آکر مجھ سے کہنے لگے، میں نے ان کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور فوراً حضرت شیخ کے پاس دوڑتا ہوا پہنچا اور کہنے لگا کہ آپ کی نظر میں میرا حج کو جانا ٹھیک ہے؟ حضرتؒ چپ ہو گئے، حضرتؒ نے یوں ہی کہہ دیا تھا، ورنہ حج پر جانا تو میرا ذاتی مسئلہ تھا اس زمانے میں اور وہاں رہ کر پڑھانا سب طلبہ کا مسئلہ تھا، ورنہ اس کے دربار میں جانے سے کون منع کرتا ہے، دن رات تو میں اپنے تصورات میں رہتا تھا کہ کب موقع ملے اور چلا جاؤں، حضور ﷺ کے روضہ کو سوچتا رہتا تھا۔

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصورِ جاناں کیے ہوئے

آٹھ رکعات تراویح:

فرمایا: ''بمبئی کے میرے ایک دوست تھے، عبدالصمد صاحب، وہ تراویح پڑھاتے تھے، اتنے مزے سے اور شوق سے پڑھاتے تھے، لمبی لمبی رکعات اور اطمینان کی تلاوت ہوتی تھی، سننے والے حیران اور مبہوت سے ہو جاتے، اگر کوئی ان کی طرح پڑھائے تو پھر آٹھ رکعات بھی درست ہو جائے، رکوع اتنا لمبا کرتے تھے کہ ستر ستر مرتبہ آدمی رکوع کی تسبیح پڑھ سکے۔''

اختلاف، اختلاف، اختلاف:

فرمایا: ”مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ دس محرم کو گھر میں کھانا کھا رہا تھا، بڑے مزے کے پکوان تھے، میں نے بس دو لقمے ہی کھائے تھے، میرے گھر کے افراد میں کچھ پرانی باتوں پر اختلاف شروع ہوگیا، بات بڑھتی چلی گئی اور بڑھتی ہی گئی، پھر مجھ سے کچھ کھایا نہیں گیا، بچو! اختلاف کرنے سے کچھ نہیں ملتا، بس دل ٹوٹ جاتے ہیں، اخلاق خراب ہو جاتے ہیں، پھر دونوں کی نگاہ میں ایک دوسرے کی عزت باقی نہیں رہتی، جب بھی اختلاف ہوا میں نے خاموشی اختیار کی، اچھے اچھے اختلافات میں صبر سے فائدہ نظر آیا، اب بھی میں اپنے حجرے میں خاموش رہتا ہوں، یہ چاہتا بھی نہیں کہ کوئی میرے پاس آئے، نہ کوئی آئے، نہ کوئی جائے، بس اسی طرح سب کے دل مجھ سے صاف رہیں۔“

عجیب وغریب گھوڑا:

فرمایا: ”ہمارے ایک حافظ صاحب گھوڑے پالتے تھے، بہترین سوار تھے، بہت ماہر بھی تھے اور گھوڑوں کی نسلوں اور رفتار کو پہچانتے تھے، ایک گھوڑا ان کے پاس تھا جو سارے شہر میں مشہور تھا، حکومت نے ان کے کہنے کی وجہ سے اس کی رفتار اور دہرادون ٹرین کی رفتار کا اندازہ لگایا اور تیس میل ایک ساتھ دوڑ کر ٹرین سے دس منٹ پہلے منزل پہنچ گیا، انہوں نے ایسا اس کو تیار کیا تھا، سب دم بہ خود رہ گئے اور وہ خوشی میں اس کا دل ملنا اور سہلانا بھول گئے، سب کی مبارک بادی قبول کرنے میں وہ یہ کام بھول گئے، اس کی سانسیں بہت پھول رہی تھیں، وہ کامیاب تو ہوگیا؛ لیکن اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہونے کی وجہ سے دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا، وہ اچانک مغموم بھی ہوگئے۔“

اساتذہ خراب ہوگئے:

فرمایا: ’’مولانا ضیاء صاحبؒ میں اتنا اخلاص بھرا ہوا تھا کہ بس کیا کہیے، اسی لیے تو ان کی بات جو سنتا اور برداشت کرلیتا وہ ترقی کر جاتا۔ اور جو ان کی بات کا برا مانتا وہ چاہے کتنے بڑے گھرانے کا ہو یا کیسی ہی صلاحیت کا ہو کامیاب نہیں ہوتا تھا، اب بچو! اساتذہ اپنی غرض، اپنے علاقے اور اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اخلاص اور احتیاط سے خالی ہوتے جارہے ہیں، اسی لیے تو اختلافات اور انتشار ہوتے ہیں، مولاناؒ اتنے فکرمند رہتے تھے کہ ہمیشہ غم میں تڑپتے رہتے تھے، روتے تھے، ہمارے سامنے دعائیں کرتے تھے، غم اور فکر کی وجہ سے ان کے سر میں درد ہونے لگا تھا، لیکن وہ بچوں ہی کی فکر میں تڑپتے رہتے تھے، اب اساتذہ خراب ہوچلے ہیں، بے فکری میں سب صرف درس و تدریس ہی کو اصل سمجھتے ہیں، اسی لیے طلبہ میں گناہ بڑھ رہے ہیں، اساتذہ کو پتا ہی نہیں کہ طلبہ کیسے کیسے گناہ کرتے ہیں، اب نہ اساتذہ باطنی گناہوں سے بچتے ہیں اور نہ طلبہ ظاہری گناہوں سے بچتے ہیں۔‘‘

فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

سارے جہاں کا درد میں جگر میں ہے:

فرمایا: ’’تعلق سے ہی علم منتقل ہوتا ہے، جس کو تعلق ہوگا اس کو استاذ سے علم بھی ملے گا اور تربیت بھی ملے گی؛ لیکن اُستاذ بھی اُستاذ ہو، علم اور تقویٰ والا ہو، ورنہ آج کے اساتذہ میں دنیاداری آگئی ہے، دنیا کے لیے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، ایک لڑکا آیا اور کہنے لگا: آپ کی باتیں بہت یاد آتی ہیں، آپ جو ڈانٹتے تھے وہ بہت یاد رہتا ہے، بچو! میں بھی بہت غم زدہ ہوتا ہوں، جب اساتذہ مجھے بتاتے ہیں کہ بچے نیک نہیں رہے، مولوی عبدالعظیم سے پوچھتا رہتا ہوں تمہارے بارے میں کہ طلبہ میں نیکی کا جذبہ کتنا ہے؟ غم بہت ہوتا ہے کہ تم اگر نہیں

بنو گے تو اور کون ہے، جو دین کو صحیح نہج پر چلائے گا؟ اسی لیے بچو! علم کے ساتھ عمل کے لیے کچھ چلت پھرت بھی کرلیا کرو، جماعت وغیرہ میں چلے جایا کرو۔"

حضور ﷺ کی خواب میں زیارت:

بخاری کے درس میں جب حدیث آئی: "من رأني في المنام فقد رأني". حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔" پھر بڑے درد و غم سے حضرتؒ نے اپنی بات کہی کہ "بچو! کئی سال ہوگئے میرے تکبر اور گناہوں کی نحوست سے (تواضعاً فرمایا) حضور ﷺ میرے خواب میں نہیں آئے، ورنہ بیس اکیس سال تک حضور ﷺ میرے خواب میں آتے رہے۔" حضرتؒ رو پڑے، آنکھیں اشک بار ہوگئیں، ہم طلبہ پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔

جسم اطہر پر نصرانی پیرہن:

فرمایا: "جب میں نے سارے علماء سے اتفاق کرتے ہوئے نس بندی کا فتویٰ دیا تو اسی رات حضور ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے، نعوذ باللہ حضور ﷺ نصرانی لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں، میں حیران ہوکر فوراً جاگ پڑا اور درود پڑھنے لگا، پھر حضرت شیخ سے تعبیر پوچھی، بتایا کہ اپنا فتویٰ واپس لے لو، حضور ﷺ ناراض ہوئے کہ کیوں تم نے میری امت پر پابندی لگائی؟ میں نے سب سے کہلوایا کہ نس بندی ناجائز قرار دے دو۔"

حضور ﷺ میدان جنگ میں جلوہ گر:

فرمایا: "ایک مرتبہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! حضور ﷺ کو جنگ میں پانی نکلنے والے معجزہ کے ساتھ دِکھادے، پھر میں بیٹھے بیٹھے سو گیا، دیکھا کہ پانی ختم ہوگیا، سب لوگ بڑے بڑے اونچے اونچے اور لمبی لمبی ڈاڑھیاں رکھ کر پریشان ہیں اور حضور ﷺ جنگ والا

لباس پہنے ہوئے ہیں، حضورﷺ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا، حضورﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈبوئیں، پھر شہادت والی انگلی مبارک اور اس کے بازو والی انگلی سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے۔“

امام شافعیؒ کی خواب میں زیارت:

حضرتؒ خود ہی سوال کرتے اور خود ہی جواب مرحمت فرماتے، ایک مرتبہ کہنے لگے کہ ”آپ نے ائمہ اربعہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھا یا نہیں؟ پھر شوق سے کہنے لگے: میں نے امام شافعیؒ کی کتاب العلم خریدی، مجھے بہت پسند آئی، پھر وہیں سے امام شافعیؒ سے محبت ہو گئی، کئی مہینے بعد وہ کتاب گم ہو گئی، مجھے بہت غم ہوا، بہت ڈھونڈا اور تلاش کرتے کرتے تھک گیا، پھر میں سو گیا، کیا دیکھا کہ میں ان کی قبر پر بیٹھا ہوں اور خوش بو آ رہی ہے اور میں لطف اندوز ہو رہا ہوں، میں انے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ مجھے ان سے فائدہ ہوگا۔

اسی طرح ایک مرتبہ میں گھر سے آ رہا تھا، ٹرین میں بیٹھا اونگھ رہا تھا، پھر مجھے نیند آنے لگی، میں سو گیا تو امام شافعیؒ خواب میں نظر آئے، سفید لباس پہنے ہوئے، روشن چہرہ، میں نے کہا: حضرت! آپ؟ کہا: ہاں! میں، پھر میں نے پوچھا دنیا میں آپ کی اولاد ہے یا نہیں؟ فرمایا: ذکور میں تو نہیں ہے، اِناث میں باقی ہے اور ملک شام میں ہے۔ اس کا مطلب میں نے یہ نکالا کہ میں ان سے استفادہ کروں گا۔“

امام ابوحنیفہؒ سے ایک تصوراتی مناظرہ:

فرمایا: ”ایک مرتبہ میں جہاز میں وضو کر رہا تھا، میرا ذہن امام ابوحنیفہؒ کو سوچ رہا تھا، پھر میں نے ان سے بات کی، میں نے کہا: میں آپ کا طریقہ اور اقتدا چھوڑ رہا ہوں، انھوں نے کہا: بھائی! کیا بات ہے؟ میں نے کہا: میں ستر سے تو کر رہا ہوں اور کتنے دن

کروں؟ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، آپ کے مذہب کی سختی برداشت نہیں کر پاتا، اب میں نے چھوڑ دیا بس، وہ کہنے لگے: اچھا بھائی! تم تو ضدی ہو، پھر مغرب کی نماز جہاز میں پڑھنے کا ارادہ تھا، پیچھے سے آواز آئی کہ جمع بین الصلوٰتین نماز قضا کرنے سے افضل ہے، میں نے وہیں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لی، پھر کیا ہوا؟ جہاز میں سب سو گئے، سب کی قضا ہوگئی، صرف میری ہی ادا ہوئی۔ اور ہماری کمپنی نے بھی جواز کا فتویٰ دیا ہے، کہ آپ کی کمپنی کونسی ہے؟ کہا: یہی محدثین کی جماعت میری کمپنی ہے۔''

ابن حجرؒ میرے چچا ہیں:

جوش و خروش میں حضرات محدثین کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا رد کرتے، کبھی کسی کو جواب دیتے، کسی کا قول نقل کرتے، محدثین کے عجیب وغریب نام حضرتؒ کو یاد تھے اور ان کی ساری سوانح و واقعات مع سند کے یاد تھے، عجلونی، ابن صلاح، ابن بطال، ابن رجب، علامہ بدالدین، دمامی، ابن مندہ، طفیلی، ضیاء الدین مقدسی، قاضی باجی، ابوبکر برقانی، ابن ہمداء، ابویعلی خلیلی، قطب الدین حربی، عقیل دشمنی، ابن خویلدہ، ابومحمد جوینی، نووی، ثوری، طیالسی، شیبی، قسطلانی اور نہ جانے کتنے عجیب وغریب نام حضرتؒ کی زبان مبارک سے ادا ہوتے اور کان ششدر رہ جاتے، کبھی مغربی محدثین کے نام گنواتے اور فرماتے: ''ان ناموں کو لکھ کر گھول کر پی لو، سارا دماغ ٹھیک ہوجائے گا، اُلّو پن درست ہوجائے گا۔'' اور جب بھی ابن حجر عسقلانیؒ کا نام نامی لیتے فوراً کہتے کہ ''میرے چچا نے اس کا یہ جواب دیا ہے، کہ یہ آپ چچا ہیں؟ ہاں! کیوں کہ میری ہر بات جب میں اس کو ملاتا ہوں اور کسی پر رد کرتا ہوں تو ابن حجرؒ کا بھی وہی جواب ہوتا ہے جو میں نے دیا ہوتا ہے۔'' اور کبھی کبھی اپنے چچا پر بھی رد کر کے پیچھے چھوڑ جاتے۔

حافظ ابن حجرؒ سے مکالمہ ومخاصمہ:

ایک مرتبہ حسین مکتب یعنی مکتب میں قرآن پڑھانے والے راوی کا نام گزرا تو فرمایا: ''ہاں بچو! یہ مکتب میں پڑھنے پڑھانے کا کام بھی بہت اجر کی چیز ہے، حضرت عثمان غنیؓ کے شاگرد نے جب حضرت عثمانؓ سے ''خیرکم من تعلم القرآن و علمه'' حدیث سنی تو پوچھا کہ کتنی مدت تک پڑھے پڑھائے؟ حضرت عثمانؓ نے جواب عنایت فرمایا کہ تیس سال کم ازکم، اس مناظرہ کو اور ابن حجرؒ کی حیرانی اور امام احمد بن حنبلؒ کی دلیل کو ایسے انداز میں حضرتؒ نے سنایا جیسے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہو، صدیوں پرانی کہانی یکجا کر کے عربی الفاظ اور عبارات میں یوں بیان کیا:

'' قال ابن حجرؒ فی کتابه: ''کم مدة قراء ته ؟ لا أعلم، و قال رجل من الهند فی الکون قف، قف هو فی المکتب، و قرائته ثلاثین سنة، دهش ابن حجرؒ و قال فجاء ة: من قال؟ من قال هکذا ؟ قال رجل أي (حضرت شیخ) أنا یا عمی! و قال ابن حجرؒ: هل عندك دلیل، قال رجل من فوره نعم، أخرجه الإمام أحمد بن حنبلؒ فی کتاب المعرفة و العلم هکذا مر مدة القرا ء ة ثلاثین سنة''.

حضرتؒ کا عجیب وغریب حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کو بلا کا حافظہ دیا تھا، اپنے بچپن کی ساری کی ساری باتیں حضرتؒ کو یاد تھیں، کھیت کھلیان کی یادیں، گھر اور اس کی بوسیدگی کا منظر، مسجد و مدرسہ، اساتذہ، گاؤں والے غرض باریک سے باریک چھوٹی چھوٹی سی باتیں محدثین عظام کو یاد ہوں ایسی ہی حضرتؒ کو یاد تھیں اور من وعن حضرتؒ ان کو کہا کرتے جیسے وہ آنکھوں کے سامنے ہوں، حافظے سے ایک بات بھی محو نہیں ہو پاتی، راستے اور راستوں کے نشیب وفراز، اس کی پگڈنڈیاں، اس کے پتھر اور ان کی ساخت، ساری باتیں آنکھوں دیکھی سناتے۔

کہا: ’’ہدایہ کے امتحان سے ایک دن پہلے میں نے ہدایہ کھولی اور اٹھاون صفحے تک کھٹ کھٹ پڑھ لی اور جب اس عبارت پر پہنچا: "الرخصة للجنس" تو وہاں میں نے حاشیہ دیکھا اور مجھے آج تک یاد ہے کہ بہت غور سے میں نے سارا حاشیہ ڈھونڈا اور پڑھا، یہ سب بچو! مولانا ضیاء صاحبؒ میرے استاذ محترم کا کرم تھا، ان ہی کا فیض و کرم اور عنایات تھیں۔ اور یہ صاحب ہدایہ پکا چینی آدمی تھا، لیکن تھا بڑا متقی آدمی، باکمال، پرہیزگار، جب تک ہدایہ لکھتے رہے روزے رکھے، تین سال مسلسل روزے رکھے، کسی کو پتا بھی نہیں چلنے دیا، کھانا آتا تو اوروں کو کھلا دیا کرتے، آخری عمر میں اپنے شاگرد کو چپکے سے کہا تب پتا چلا۔ یہ تھے بچو! اخلاص والے لوگ، جن کے لکھے ہوئے کو اللہ تعالیٰ نے چلایا اور پھیلایا، سارے زمانے کے علماء اس سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، آج کے باؤلے لوگوں نے بھی بہت سی کتابیں چھاپیں، سب نہ جانے کہاں کھو گئیں، غائب ہو گئیں، وہی چلیں جن میں اخلاص تھا۔‘‘

بخاریؒ جیسا حافظہ ہو جائے:

فرمایا: ’’میرے پاس ایک باؤلا لڑکا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! دعا کیجیے کہ میرا حافظہ بخاریؒ جیسا ہو جائے، میں نے زور سے ہنستے ہوئے کہا کہ ’’اب تک میرا تو ہو نہیں پایا اور مجھے حاصل نہیں ہوا، بخاریؒ تو بڑے بھاری آدمی تھے، بلا کا کمال تھا اس آدمی میں، اونچائی اور بلندی من جانب اللہ تھی۔‘‘

بے پڑھے ہی پڑھا ہوا ہوں:

فرمایا: ’’میرا ایک ساتھی جس کا نام نصیر الدین تھا کہا کہ ’’چلو! کل سے کتاب شروع ہو رہی ہے، تیاری کر لو‘‘، میں نے کہا: مجھے وہ کتاب نہیں پڑھنی، بس پھر وہ کتاب میں نے پڑھی بھی نہیں، لیکن اس کی تکرار بھی کروائی اور امتحان بھی دیا، کہ آپ نے پڑھی بھی نہیں؟

ہاں! میں بے پڑھا ہی پڑھا ہوا ہوں، اس لیے کہ بچو! میں بہت کتابیں پڑھتا رہتا تھا، ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب میری آنکھوں کے سامنے رہتی، وہی میری زندگی کی رفیق تھی، وہی مونس تھی، اسی لیے جب استاذ کوئی کتاب شروع کرواتے اور پڑھواتے تو خود بہ خود سارے مضامین مستحضر ہوتے جاتے، دماغ نئے نئے عقدے کھولتا جاتا اور میں اس میں غوطہ لگاتا جاتا، تحقیق کرتا، چھان بین کرتا، استاذ کے بولنے سے پہلے ہی مفہوم سمجھ جاتا، پھر سوالات بھی بہت کیا کرتا تھا، یہ سب بچو! مولانا ضیاء صاحبؒ کے احسان تھے، ان ہی کا فیضان تھا، ان ہی کی تربیت تھی بس۔"

ایک افریقی بوڑھے کو کلمے کی تلقین:

فرمایا: "میں افریقہ گیا ہوا تھا، لوگ ایک بوڑھے کی عیادت کے لیے جمع ہوئے تھے، مجھے بھی وہاں لے جایا گیا، وہ اچھے آدمی تھے، میں جیسے ہی گیا میں نے زور سے کہا کہ بھائی! انہیں کلمہ کی تلقین کرو، یہ اب جانے والے ہیں، میری اس بات کو لوگوں نے برا جانا، لیکن بچو! وہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے، مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جانے والے ہیں، اور بس تھوڑی دیر بعد ان کا انتقال ہو گیا، اسی لیے بچو! مرنے والے کے پاس کلمہ کی، جنت کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں کرنی چاہیے، نہ کہ دنیا کا تذکرہ، دنیا کے دوست اس کے سامنے نہیں لانے چاہیے، قصے اور کہانیاں نہیں سنانی چاہیے۔"

بڑائی جتلانے کی سزا:

فرمایا: "میرے پاس ایک صاحب تھے، ان کے والد سرپنچ تھے، ان کا مزاج بڑا متکبرانہ تھا، وہ اپنے خادموں کو مارا بھی کرتے تھے، ہمیشہ اپنا غصہ جھاڑتے رہتے، اُنہوں نے لوگوں کو بہت ستایا، پھر کیا ہوا؟ پھر ان کا گھر بالکل اُجڑ گیا، خوشی نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی،

سارا مسئلہ اللہ تعالیٰ نے ختم کروادیا، پھر منحوسی چھا گئی۔"

سنت پر عمل کا بدلہ:

فرمایا: "ابن عبد البرؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ امام ابوداودؒ کشتی پر سوار ہو کر جا رہے تھے، سوار ہو گئے، ایک آدمی کو کنارے پر چھینک آئی، انہوں نے سنی، کشتی آگے بڑھ گئی، انہیں یاد آیا، انہوں نے چھینک کا جواب دینے کی سنت پر عمل کرنے کے لیے چھوٹی کشتی ایک درہم میں لی وہاں کنارے جا کر چھینک کا جواب دیا، پھر واپس آگئے، رات کو سوئے تو آواز دینے والے نے آواز دی کہ "امام ابوداودؒ نے ایک درہم کے بدلے جنت خرید لی۔"

بچو! ہم لوگ ایک بادشاہ کی قبر پر گئے تھے، نہ قبر پر نور تھا، نہ کچھ اثر تھا، بوسیدگی ہی تھی، اسی کے بغل میں ایک اللہ والے کی قبر تھی، میں نے محسوس کیا کہ پورا حصہ نور سے بھرا ہوا تھا، سکون محسوس ہو رہا تھا اور انوارات کی بارش ہو رہی تھی، وہ اللہ والے سنتوں کے عاشق تھے، انہوں نے جو کچھ کیا اس کا یہ صلہ تھا، اسی لیے بچو! سنتوں کی عادت ڈالو۔"

حضرتؒ کی تنگ دستی و مجاہدہ:

فرمایا: ایک مرتبہ مدرسہ کے پاس مناظرہ ختم ہوا، میں مدرسہ جا رہا تھا، راستے میں مجھے پاؤں کے پاس پانچ پیسے پڑے ہوئے ملے، میں نے جھٹ سے اٹھالیے اور بہت خوش ہوا، فوراً مولانا امیر الدین صاحب کاندھلویؒ کے پاس گیا اور کہا کہ "حضرت! یہ پانچ پیسے ملے، اسے کیا کروں؟" حضرتؒ نے کہا کہ: تو رکھ لے، یہ سنتے ہی مجھے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی، کہ پانچ پیسے ملے تو خوشی ہوئی اور کیا؟ بچو! اس وقت تو وہ بہت کچھ تھے، کچھ ہوتا ہی نہیں تھا میرے پاس، بس میں ان پیسوں سے تھوڑی سی پتی خرید لیتا، اس کو پانی اُبال اُبال کر تھوڑی تھوڑی کر کے پی لیتا تھا، دودھ ملتا تو کبھی کبھی اس میں ملا لیتا اور کبھی ویسے ہی بنا دودھ

کے پیتا اور اس سے بھوک مٹاتا تھا، ان پیسوں میں سے کچھ بچا کر بڑے کاموں کے لیے رکھ لیتا تھا، کہ بڑے کام کونسے؟ وہی دہی وغیرہ خریدنا، گرمی کی وجہ سے دہی خرید کر اس کو پانی میں ملا کر اس کو میرے پاس ایک ٹوٹی ہوئی پیالی تھی اس میں ڈال دیتا اور اس کو کھاتا رہتا، کئی دن تک وہ کام آتا تھا، بس بچو! یہی حالت تھی میری، کئی برس اسی طرح پڑھا اور گزار دیے۔‘‘

یہ قدم قدم بلائیں، یہ سوادِ کوئے جاناں

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کے کنویں پر حاضری:

فرمایا: ’’ایک صاحب مدینہ میں مجھے کار میں بٹھا کر لے چلے، چلے چلے چلتے ہی گئے، میں بہت پریشان ہوا کہ کہاں لے جا رہے ہیں؟ اور راستے میں سارے بہاری و بنگالی پڑے ہوئے تھے، کہ مدینہ میں یہ لوگ کہاں سے آگئے؟ کہا: مطلب یہی پتھر، کنکر پڑے ہوئے تھے، پھر وہ لوگ مجھے حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کے باغ اور کنویں پر لے گئے، بئر روحاء جس کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا، پھر وہاں سے حضرت انس انصاریؓ کے مقامات پر بھی لے گئے، سب نشانات مٹ گئے، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فضائل اعمال میں اس کا قصہ نقل کیا ہے، کچھ آثار باقی تھے۔‘‘

کعبہ میں حضرتؒ کا دخول:

فرمایا: ’’ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ کعبہ میں داخل ہو جاؤں، لیکن پھر میں نے سوچا کہ میں اس قابل نہیں ہوں اور بہت ڈر گیا، میرے آگے ایک رئیس آدمی تھے، میں نے غور کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر ان کی حالت کھولی، وہ سوچ رہے تھے کہ مجھے کون اندر جانے دے گا؟ کیوں کہ میں ایک کرسی پر بیٹھا تھا اور کمزور بھی تھا، لیکن میں نے مایوسی کے عالم میں آنکھیں بند کرلیں، وہیں مجھے نیند سی آگئی، پھر میں جاگا تو ایک صاحب نے وہاں کے ذمہ

داروں میں سے مجھے کہا کہ آپ چلئے، میں چلا اور اندر داخل ہو گیا۔ اور بچو! میں کیا بتاؤں کہ کیسی کیفیت بن گئی میری، بس میں ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہو گیا، وہ سوچتا رہا، سب اللہ تعالیٰ کا کرم تھا، ورنہ میں کہاں اس قابل تھا؟ پھر میں واپس لوٹ گیا اور وہ صاحب جو مجھے دیکھ رہے تھے وہ بھی قریب آگئے، بس زینہ پر چڑھنے ہی والے تھے کہ پھر؟ پھر کیا؟ "شرّط یشرّط" آگئے، "شرطی" یعنی پولیس آگئی اور انہیں پیچھے دھکیل دیا اور بس "دھکل یدھکل" دھکیل دیا، کہ آپ نے اس کو کچھ نہیں کہا؟ نہیں کہا بچو! میں کیا کہتا؟ میں کہتا تو اس کا دل ٹوٹ جاتا۔"

مدینہ منورہ میں درسِ حدیث:

فرمایا: "میں مدینہ میں جب بھی درس دیتا ہوں نہ جانے کتنے علماء، بوڑھے بڑے بیٹھے ہوئے شام کے، لبنان کے، فلسطین کے، ان میں ایک حبشی لڑکا عبارت پڑھتا، نام اس کا سلام تھا، اتنی خوب صورت عبارت پڑھتا کہ میں حیران ہو جاتا، عجیب سی کشش ہوتی اس کی عبارت میں، کہ آپ وہاں بھی ڈانٹ ڈپٹ کرتے؟ نہیں، ہرگز نہیں، وہاں کیسے ڈانٹتا؟ وہاں تو اہل بیت اور سید گھرانے کے حضرات ہوتے، میں ان کو کیسے ڈانٹ سکتا؟ سلام کو لوگ دور دور سے لے جاتے اور وہ بلا جھجک شوق سے چلا جاتا، اسی طرح بچو! جس دن میں اپنی جماعت میں موجود ہوتا اس دن کوئی اور عبارت نہیں پڑھ سکتا تھا، میں ہی پڑھتا اور سب اساتذہ مجھ سے ہی پڑھواتے تھے، مولانا ضیاء صاحبؒ تو اگر کوئی دوسرا پڑھتا تو اس کو چپ کروا کر مجھے سے پڑھواتے تھے، ہاں! البتہ (شیخ المشایخ، مشفق و مہربانِ طلبہ، محبوب العلماء والصلحاء حضرت اقدس مولانا عاقل صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین مدرسہ ہذا) کبھی کبھی پڑھ لیتے اور ترمذی کی عبارت تو وہی پڑھتے تھے۔"

بچپن ہی میں علامہ کا لقب:

فرمایا: ”میں بہت چھوٹا سا تھا، بہت ہی چھوٹا، سب چلے جا رہے تھے، صبح صبح کسی مہم پر جا رہے تھے، کہ کیسی مہم؟ یعنی کوئی نئی شرارت کا کام کرنے جا رہے تھے، سب آگے آگے تھے، میں پیچھے پیچھے تھا، آہستہ آہستہ آ رہا تھا، سہما سہما ہوا تھا، تو رفیع الدین نے آواز لگائی کہ ”دیکھو بھلا! علامہ آوت ہے کہ نا ہے!“ بچہ کمپنی ساری مجھے علامہ کہتی تھی، کہ وہ کیوں؟ وہ اس لیے کہ میں ان کو واقعات وغیرہ سنایا کرتا تھا، ابا کی کتابوں سے پڑھا کرتا تھا، ابا جب گھر سے چلے جاتے تو میں گھر میں دروازے بند کر کے چھجے پر چڑھ جاتا اور ابا کی پرانی پرانی کتابیں اٹھا کر پڑھنے لگتا، صندوق تھا جس میں کتابیں رکھی تھیں، تو ان ہی کتابوں میں مجھے بہت کچھ دیا، تو میرے سارے دوست مجھے علامہ کہتے تھے، کہ حقیقۃً یا مزاحاً؟ مجھے کیا پتا بچو! کہ کیسے کہتے تھے۔“

بدھو، گنوار، مہابدھو:

فرمایا: ”میں ساڑھے دس سال کا تھا، میرا ساتھی صلاح الدین تھا، کہ آپ کا ساتھی بھی تھا؟ بس بچو! ویسا ہی تھا وہ، میں اس کا ساتھ نہیں دیتا تھا، بلکہ وہی میرے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور کہتا تھا کہ تم کسی کا ساتھ دے بھی نہیں سکتے اور میں کسی کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا بھی نہیں تھا، بدھو تھا، بہت مہابدھو، گنوار تھا، بس بچو! میرے بدھو ہونے ہی نے مجھے اونچائی تک پہنچایا اور سب گناہوں سے بھی ایسے بدھوپن اور سادگی کی وجہ سے بچا رہتا تھا، سارے فتنوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے اسی بدھوپن کی وجہ سے محفوظ رکھا تھا، ایک ساتھی اُڑیسہ کے تھے، بڑے تھے اور بارُعب تھے، پڑھنے میں مجھ سے پیچھے ہی رہتے، کبھی کبھی عبارت پڑھا کرتے تھے، بارعب تھے، مولانا ضیاء صاحبؒ سے عجیب عجیب سوالات کیا کرتے تھے اور حضرتؒ ان کے فٹ سے

جوابات دے دیا کرتے تھے، حضرتؒ کو تو سب یاد تھا، حضرت ضیاء صاحبؒ لیٹے رہتے اور وہ سوالات کرتے تھے، حضرتؒ ان ہی کہتے کہ فلاں کتاب اٹھالاؤ، وہ لاتے تو حضرتؒ تھوڑا سا اس کو دیکھتے اور واپس رکھوا دیتے، لڑکے کہتے کہ حضرت! آپ نے تو دیکھا بھی نہیں، کیوں منگواتے ہیں؟ واقعی حضرتؒ کو یاد رہتا تھا، ہمیں مطمئن کرنے کے لیے دیکھ لیا کرتے تھے، فرماتے کہ میرا دل مطمئن نہیں ہوتا جب تک دیکھ نہ لوں۔"

حسن ظن کی انتہا:

فرمایا: "امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جس برتن میں ہاتھ دھونا ہو اس میں بلغم نہ تھوکا جائے، یہ بھی ادبِ اسلامی ہے، تاکہ اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو، میں نے والد صاحب کو بھی اس پر ٹوکا تھا، مجھے کوئی ٹوکے اور میری غلطی ہوتی تو میں فوراً مان لیتا اور عمل شروع کر دیتا، ایک مرتبہ ایک نوجوان لڑکے نے مجھے کھانا کھاتے ہوئے ٹوکا کہ آپ لقمہ لیتے ہیں تو جھٹکتے ہیں، ایسا کرنے سے آگے کھانے والوں کو کراہت ہوتی ہے، پھر میں نے غور کیا تو ایسے ہی پایا، پھر مجھے فوراً احساس ہوا اور میں نے یہ سمجھ کر کہ اس نے صحیح نیت سے کہا ہے یہ عمل چھوڑ دیا، اب ایسے انداز سے لقمہ لیتا ہوں کہ پورا میرا منہ میں آجائے اور باقی نہ رہے، پھر میں نے حضرت شیخ کو بھی اسی طرح ہاتھ جھٹکتے ہوئے دیکھا تو میں نے فوراً اپنے آپ کو سمجھایا کہ ان کے جھوٹے کو لوگ تبرک کے طور پر استعمال کرتے ہیں، اسی لیے حضرتؒ تھوڑا تھوڑا گرا دیتے ہیں، ویسے تو میں نے کئی باتوں پر حضرت شیخ کو ٹوکا بھی تھا، لیکن اس بات پر نہیں، ایک مرتبہ ایک راوی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، میں نے شیخ سے پوچھا کہ فلاں صاحب جن کا ذکر آپ نے کیا، کیا ان کا تقویٰ مسلم ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر میں نے کہا کہ ان کے بارے میں ان کے زمانے کے علماء نے بھی ان سے اتفاق کیا یا نہیں؟ حضرتؒ نے کہا: ہاں! پھر ایک دم سے

مبہوت سے ہو گئے اور مجھے غور سے دیکھنے لگے کہ کس طور پر یہ کہہ رہا ہے؟ پھر انہوں نے سوچا ہوگا کہ یہ اچھی نیت سے کہہ رہا ہے، بس میں بھی تو اچھی نیت سے کہہ رہا تھا، بچو! حسن ظن کہ میں نے حضرتؒ کی غلطیوں کو بھی کچھ نہیں سمجھا تھا۔“

میں کیسے پڑھ پاؤں گا؟

فرمایا: ”جس دن نحو میر شروع ہونے والی تھی اس دن خوشی کی انتہا نہ تھی، اس دن مولاناؒ نے کہا تھا کہ جاؤ! وضو بنا کر آؤ، ہم سب گئے اور وضو بنا کر آئے، پھر بلند آواز سے پڑھا: ”أعوذ بالله من الشطين الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم“ پھر مسکرا کر کہا کہ جاؤ! بس اب تم مولوی بن گئے، اس دن بس اتنا ہی پڑھایا اور کچھ نہیں پڑھایا، اس دن میری خوشی کی انتہا نہیں تھی، کہ کیوں تھی؟ اس لیے کہ مجھے اُمید ہی نہیں تھی کہ میں کچھ پڑھ پاؤں گا، بس اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہی تھا جو مجھے یہاں تک کھینچ لایا اور اسی کی مدد تھی جو مجھے لے کر چلتی تھی، ورنہ مجھ جیسا گنوار کھیتی باڑی کرنے والا کہاں مدارس کی صورت دیکھ پاتا؟“

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

بروں کی صحبت سے محفوظ:

فرمایا: ”بچو! میرا ایک ساتھی تھا، بہت چور قسم کا، اس کی اماں ایک دن آئی اور مولاناؒ سے کہنے لگی کہ آپ میرے بچے کو نہیں پڑھاتے، اسے کچھ سکھاتے بھی نہیں، میں اس وقت بالکل چھوٹا سا تھا، بہت چھوٹا، پانچ سات سال کا تھا، میں غصہ میں بول پڑا: ”آپ کا بچہ ہی نہ پڑھے ہے تو مولوجی کا کیا قصور ہوئے ہے؟“ اب جیسے ہی میں نے کہا سب مجھے دیکھنے لگے اور استاذ اس وقت بہت خوش ہو گئے، کیوں کہ وہ تھا ہی۔

ایسے ہی ایک مرتبہ میرے ساتھ جانا ہو گیا، میں اور وہ دونوں کھیت میں گھس گئے،

وہ مٹر توڑ توڑ کر کھانے لگا، میں نے ایک مٹر کھائی ہوگی، پھر بچو! اس کے بعد نہ جانے مجھے کیا ہوگیا کہ برے ساتھیوں سے مجھے نفرت ہوگئی، پھر میں ان سے دور ہوجاتا اور بیٹھا رہتا، وہ مجھ سے باتیں کرنا بھی چاہتے تو دل میں ان کے لیے نفرت سی آجاتی اور میں نظر نیچی کر لیتا، بس بچو! اللہ تعالیٰ نے آج تک مجھے برے ساتھیوں سے محفوظ رکھا، اللہ تعالیٰ ہی کا کرم تھا بچو! بس۔"

حضور ﷺ کی سنت کا پاس ولحاظ:

فرمایا: "سنت کا نام آتے ہی ایک دم چونک جاتا اور فوراً اس کو یاد کر لیتا اور عمل شروع کر دیتا، بچپن میں ایک مرتبہ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو دانت سے کاٹا تھا، مجھے بہت افسوس تھا اس بات کا کہ میں نے اپنے ہی بھائی کو کاٹا، لیکن پھر مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی بچپن میں اپنے رضاعی بھائی کو دانت سے کاٹا تھا تو مجھے بہت خوشی ہوئی، دانت ہی بچوں کے ہتھیار ہوتے ہیں، بچپن میں ایک مرتبہ میرے جسم میں چلر پڑ گئی، میں پانی میں ڈوب گیا اور ساری چلر میرے کپڑوں پر لپٹ گئی، مجھے بہت تکلیف ہوئی تھی، اس وقت میں بہت پریشان بھی ہوگیا تھا، اس وقت پھر مجھے بعد میں ایک دوست رفیع الدین نے بتایا، وہ کہا کرتا تھا کہ چلر پڑوا سنت ہے، حافظ جی کہوت ہے، بس اس دن اس قدر خوشی ہوئی کہ بس سوچو تو آج بھی خوشی ہوتی ہے، ہمارے گاؤں کی مسجد میں ایک بزرگ اللہ والے چاند محمد صاحب آتے اور وعظ کیا کرتے تھے، مولانا احرار نے ان کے بارے میں لکھا کہ جہاں جہاں سے وہ گزرے وہاں وہاں اللہ تعالیٰ نے سنتوں کو جاری کر دیا تھا اور بدعت کو لپیٹ دیا تھا، وہ بدعت کو لپیٹ کر لے گئے تھے، یہ تھے چاند محمد صاحب، میں نے ان سے سب سے پہلے "زملونی، زملونی" والی حدیث سنی تھی، میں بھی ابا کے ساتھ جب مسجد کے باہر نکلا تو زور زور سے اس کو پڑھنے لگا، سب مجھے دیکھنے لگے، میں خوشی خوشی اور پڑھنے لگا، مجھے حدیثوں سے

شروع ہی سے بہت لگاؤ تھا اور اس کے الفاظ رَٹ لیا کرتا تھا۔‘‘

غریب کے ہدیہ کی عزت:

فرمایا: ’’ایک بنگال کے طالب علم نے مجھے چاول دیے، قریب دو کیلو ہوں گے، سادے چاول تھے، میں لے لیے اور دعا دی، ایک صاحب کہنے لگے کہ اس کو کیسے کھاؤ گے؟ یہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں نے ان کو غصہ سے ڈانٹ دیا اور کہا کہ غریب کے ہدیہ کی تحقیر کرتے ہو؟ غریب کے مال اور ہدیہ میں برکت ہوتی ہے، حلال مال، محنت اور اخلاق کا اثر ہوتا ہے، نفس پر اس کا بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔ راقم کو یاد پڑتا ہے شاید حضرتؒ ہی کی زبانی سنا تھا کہ امام مالکؒ اپنے کاروبار میں جو بیچا کرتے تھے لوگ کئی کئی دن انتظار کرتے تھے ان چیزوں کو خریدنے کے لیے اور قطار بنا کر بھیڑ جمع ہو جاتی تھی اور کہتے تھے کہ ان کی چیزوں میں عجیب نورانیت ہوتی ہے۔‘‘

میں بھی حضور ﷺ کو ہدیہ دیتا:

ایک موقع پر حضرتؒ عشق نبی میں ڈوبے ہوئے تھے اور عجیب کیفیت طاری تھی، فرمایا: ’’حضور ﷺ نے حجامہ کروانے والے کو کھجور عطا کیے تھے، جب یہ واقعہ گزرا تو حضرتؒ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: ’’کتنے اچھے تھے حضور! کتنے پیارے تھے، کیسے اچھے اخلاق والے تھے۔‘‘ پھر بڑے درد کے ساتھ کہنے لگے: ’’ہم بھی حضور ﷺ کے پاس ہوتے تو میں بھی حضور کی خدمت میں کچھ ہدیہ لے کر جاتا اور کہتا کہ یہ میری طرف سے چھوٹا سا ہدیہ ہے، قبول فرمالیں، حضور ﷺ ضرور بالضرور اسے لے لیتے، ضرور لیتے۔ اور کیوں نہ لیتے کہ وہ تو غریبوں کا بھرم رکھتے تھے۔‘‘ اور حضرتؒ رو پڑے اور ہم طلبہ بھی سب رو پڑے۔

حسنِ تاویل بھی مت کرو:

فرمایا: ''میں بیضاوی کا مطالعہ کر رہا تھا، ایک احمد تھا چمپارن کا، اس نے مجھے کہا کہ چل مجھے تکرار کروا، میں نے کہا کہ میں تو اب قرآن پڑھوں گا، میں نہیں کرواؤں گا، اس نے کہا کہ ارے یار! یہ تکرار بھی تلاوت ہی ہے، بس اسی وقت میں نے بھی وہی تاویل اپنے ذہن میں سوچ لی اور شیطان نے میرے کان میں یہ جملہ ڈال کر میرے دل سے تلاوتِ قرآن کی اہمیت ہی نکال دی، پھر برسوں تک میں تلاوت کی حلاوت سے محروم رہا، پڑھنے کی توفیق بھی نہیں ملی، کئی مرتبہ خواب میں قرآن دیکھا، جزدان دیکھا، قرآن کا گنبد بناہوا دیکھا، پھر حضرت ناظم صاحب مولانا اسعد اللہ صاحبؒ سے پوچھا، بار بار اصرار کرنے لگا، انہوں نے بھی دعا کی، پھر میں نے تلاوت شروع کردی، پھر اللہ تعالیٰ نے مدد کی، اسی لیے بچو! تلاوت کبھی نہ چھوڑو اور اچھے کاموں کی تاویل کرکے ترک مت کرو اور تاویل کرکے کبھی اس کی اہمیت کم نہ کرو۔''

اُن کی سنجیدگی بتاتی تھی:

فرمایا: ''پوری زندگی میرے نانا اتنا بولے جتنا میں ایک ہفتے میں بولتا ہوں، اسی لیے حکیم صاحب کہتے تھے کہ یہ تو کبارِ اولیاء کی شان ہے، کچھ بولتے ہی نہیں تھے، بہت خاموش رہتے تھے، ان کے بیٹے مر گئے، پھر بھی وہ خاموش ہی رہے، کچھ بولے ہی نہیں، ان کی سنجیدگی معنیٰ خیز تھی۔''

قوالی کا شوق:

فرمایا: ''مجھے قوالی کا بہت شوق تھا، بڑے غور سے سنتا تھا، نعت وغیرہ کے اشعار بہت اچھے لگتے، ایک مرتبہ رات کو گیا، ایک قوال گلا پھاڑ رہا تھا، میں گیا اور سننے لگا، ایسا لگ

رہا تھا کہ کوئی ہتھوڑا مار رہا ہے، بس پھر اس کے بعد سے نفرت ہوگئی لیکن جب کوئی اچھی آواز سے اللہ تعالیٰ کی تعریف احد احد کرتا ہے تو بہت اچھا لگتا ہے، جذب طاری ہو جاتا ہے۔"

اعتراض بلاوجہ:

فرمایا: "ایک محدث جن پر امام احمدؒ کو اعتماد تھا، ان پر ایک عالم نے نکتہ چینی کی اور اعتراضات کرتے ہوئے ایک کتاب لکھ ڈالی اور امام احمدؒ کی کتاب پر بھی اعتراض کیا، پھر کیا ہوا؟ کتاب کے مصنف معترض کا انتقال ہوگیا، پھر ان کی کتاب بھی مٹ گئی اور وہ بھی، لیکن اللہ اکبر! امام احمدؒ کی کتاب سالہا سال ہو گئے، کبھی رُکی نہیں، چلتی رہی، بچو! یہ اخلاص کی برکت ہے، کسی پر بلاوجہ اعتراض بھی مت کرو۔"

خوف والا انداز اپناؤ:

فرمایا: "نسائی کے آخری اسباق چل رہے تھے، میرا گلا درد کر رہا تھا، مولانا ضیاء صاحبؒ مجھ ہی سے پڑھواتے تھے، میں نے سوچا کہ آج میں نہیں پڑھوں گا، پڑھا تو سینہ پھٹ جائے گا، لیکن میں نے جی میں کہا کہ آج کچھ بھی ہو جائے، مجھے ہی پڑھنا ہے، پھر حضرتؒ نے مجھے ہی دیکھا، میں نے جو شروع کیا تو ایک رُعب سب پر طاری ہوگیا، آج کی عبارت کچھ اَنوکھی لگ رہی تھی، کیوں کہ آج میں خوف و ڈر کے ساتھ پڑھ رہا تھا، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر پڑھ رہا تھا، اس لیے بچو! اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر خوف والے انداز سے پڑھا کرو، پھر اثر ہوگا۔"

مولوی کمپنی:

فرمایا: "مجھے زکوۃ دینے کا شوق پیدا ہوا، سال بھر کی جوڑی تو ساڑھے چار سو ہوئی، پھر میں نے ادا کر دی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، چاہے تھوڑی ہو، لیکن نکال دیا کرو، اس سے

مال میں برکت ہوگی، پھر میں نے مولوی لوگوں کے سامنے اپنی رائے رکھی کہ میں نے سال بھر کی زکوٰۃ کا ارادہ کیا ہے تو سارے مولوی فتوے جھاڑنے لگے کہ ارے! اتنے کی نہیں ہوگی، اتنے کی نہیں ہوگی، میں نے کہا: جی! معاف کیجیے! میں خود مولوی ہوں، میں نے اتنا گہرا مشورہ آپ حضرات سے نہیں لیا۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔"

نمبر خود بہ خود آجاتے تھے:

فرمایا: "امتحانات میں ہمیشہ اچھے نمبر لاتا تھا اور خوب محنت بھی نہیں کرتا تھا، کیوں کہ جہاں سے کتاب کھولتا ایسا لگتا کہ یہ پڑھا ہوا ہے اور نمبر اچھے آتے تھے تو بچے بھی جلتے تھے، اس لیے میں نے کئی مرتبہ یہ ارادہ کیا کہ اب نمبر اچھے نہیں لاؤں گا، لیکن کیا کروں، میرے تو نمبر خود آجاتے تھے، اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا تھا۔"

کشف وبصارت:

کتنے طلبہ ہم میں تھے جن کو دیکھ کر حضرتؒ پہچان لیتے تھے اور منہ دیکھ کر جو کہتے تھے وہی ہوتا تھا، صاف کہتے تھے کہ تم میں ریا ہے، اخلاص پیدا کرو، نیکی کے کام کیا کرو، تنہائی کے گناہوں سے بچا کرو، قرآن کو دیکھ کر پڑھا کرو، جو حضرتؒ کہتے وہ ضرور اس کے ساتھ میں ہوتا۔"

قربانی کا شوق:

فرمایا: "ایک مرتبہ میں نے سوچا کہ حضور ﷺ کے نام ایک بکرا ذبح کروں، لیکن بچو! ایک پیسہ بھی پاس میں نہ تھا، پھر میں نے ایک ساتھی سے پانچ سو روپے لیے اور ایک بکرا لیا اور قربانی کی، پھر مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، پھر ہر وقت قربانی کرتا رہا، تب مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ پیسہ اصل نہیں، بلکہ ارادہ اور نیت اصل ہے، توفیق اللہ تعالیٰ دے گا۔

اسی طرح ہمارے گاؤں کی ایک عورت تھی اور ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ غریب

تھے، اب اس عورت نے قربانی کا ارادہ کیا اور پیسے تھے نہیں، وہ عورت ایک روٹی لے کر آئی اور کہا کہ یہ روٹی قربانی کی ہے۔"

بخاریؒ نے باب نہیں باندھا:

فرمایا: "حضور ﷺ کی شفاعت کا اتنا بڑا مسئلہ تھا اور بہت اہم واقعہ، لیکن بخاریؒ نے اس پر کوئی باب ذکر نہیں کیا اور نہ کسی شارح نے اس طرف اشارہ کیا، لیکن میں نے کتابیں کھنگالیں، ڈھونڈا، تلاش کیا، پھر مجھے الحمد للہ ان کی تاریخ میں اس مسئلے کی طرف اشارہ مل گیا۔"

حضور ﷺ کے گھر:

فرمایا: "۱۳۹۹ھ کی بات ہے جب میں مدینہ میں تھا، وہاں اِدھر اُدھر گھومتا رہتا تھا، کہ کہیں حضور ﷺ کی کوئی استعمال کی ہوئی چیز یا کوئی پرانی جگہ مل جائے، پھر میں اس کو دیکھوں اور اس کی برکت حاصل کروں، پھر مدینہ کے ایک دوست نے مجھے حضور ﷺ جا اصلی اور پرانا گھر دکھایا تھا، جس میں نور ہی نور برس رہا تھا، میں وہاں گیا اور نماز پڑھی، پھر مجھے رونا آ گیا کہ کتنا چھوٹا وہ گھر تھا اور کتنا مبارک وہ زمانہ تھا۔"

بسم اللہ کا جنون:

فرمایا: "مجھے بسم اللہ پڑھنے کا جنون چڑھا، ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھتا، ایک تالاب میں گیا اور اس میں اُتر گیا اور نہانے لگا، بسم اللہ پڑھ کر جو ہاتھ ڈالا تو ایک چھوٹا سا بچھو میرے ہاتھ میں چڑھ آیا، میں نے چوں کہ بسم اللہ پڑھی تھی، اس لیے اس نے کچھ نہیں کیا اور کود گیا، ورنہ وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ وہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔"

سلام کا جنون:

فرمایا: ’’اسی طرح سلام کرنے کا جنون سوار ہوا، سب کو سلام کرتا، جس کسی کو دیکھتا سلام کر دیتا، بچوں کو، بڑوں کو، سب کو کر دیتا، ایک مرتبہ سڑک پر جا رہا تھا اور سلام کرتا جا رہا تھا، ایک آدمی کو سلام کیا، اس نے بجائے جواب دینے کے مجھے غور سے دیکھا، میں ڈر گیا، پھر مجھے بعد میں پتا چلا کہ وہ ہندو تھا۔‘‘

خاص آیت خاص مدد:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ......الخ﴾

فرمایا: ’’اس آیت کا میں بہت ورد کرتا رہتا تھا، ہر پریشانی اور مصیبت میں بس شروع ہو جاتا اور یہ آیت پڑھنے لگتا، ایک مرتبہ ایک نالے کے پاس سے گزر رہا تھا، نالہ سوکھا تھا، ایک طرف سے جا رہا تھا کہ درمیان سے میرے ایک بڑا اژدہا اچانک منہ پھاڑے ہوئے آ رہا تھا، میں نالے کے ایک کونے میں دیوار کو لگ کر یہ آیت زور سے پڑھنے لگا، اگر تھوڑا بھی میں ادھر کو آتا تو وہ مجھے دیکھ لیتا، پھر وہ میرے بالکل قریب سے تیز دوڑ کر دوسری طرف چلا گیا، میں نے اس کی آنکھیں اور منہ اتنا قریب سے دیکھا اور اس کی زہریلی بدبو بھی سونگھی، اس نے مجھے کچھ بھی نہ کیا اور گزر گیا بس، بچو! یہ قرآن کا اثر تھا۔‘‘

گھر کے راستے پر ایک درخت تھا، اس پر ایک پرندہ بالکل عجیب سا بیٹھا رہتا اور عجیب آوازیں نکالتا رہتا، میں جب بھی وہاں سے گزرتا وہ پکارنے لگتا، خطرناک تھا، مجھے تو وہ جن لگتا تھا، پھر میں یہ آیت ہر مرض کی دوا پڑھنے لگا تو وہ چلا گیا، پھر واپس نہیں آیا۔‘‘

کمرے کا صندوق:

فرمایا: ’’میرے والد صاحب بھی بڑے آدمی تھے، کتابیں پڑھنے کا شوق عجیب تھا،

بڑی بڑی پرانی کتابیں ایک صندوق میں سنبھال کر رکھی تھیں، وہ جب بھی گھر سے باہر جاتے میں گھر کا کواڑ اندر سے بند کر کے اوپر چڑھ جاتا اور وہ صندوق کھول کر پڑھنے لگتا، ”البعر یدلّ علی البعیر“ والا جملہ وہیں پڑھا تھا اور عجیب عجیب قصص اور مسائل لکھے ہوئے تھے، دن بھر خوب پڑھتا رہتا، ذہن بھی وہیں سے کھلا اور سمجھ بھی وہیں سے پروان چڑھی۔“

کس مپرسی:

فرمایا: ”میری طالب علمی اور مدرسی کے ابتدائی سالوں میں میرے پاس صرف دو جوڑے تھے، ایک قمیص ان میں سے بوسیدہ ہو گیا اور پھٹنے لگا، پھر میں میری پڑھائی وغیرہ کی ترتیب میں گڑبڑ ہونے لگی اور مجھے تکلیف بھی بہت ہوئی، میں نے اللہ تعالیٰ سے رو کر دعا کی کہ اے اللہ! مجھے حدیث کی مشغولی میں دقت پیش آ رہی ہے، پھر میرے ایک دوست ایوب نے دو جوڑے ہدیہ میں لا کر دیے، اب بچو! بہت جوڑے ہیں، سب تقسیم کرتا رہتا ہوں۔“

میرے گاؤں کے اللہ والے:

فرمایا: ”ایک تھے قاضی بابا، ان کو لوگ محمد بابا کہتے تھے، میرے گاؤں جون پور کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی اللہ والا موجود رہا ہے، ایک مرتبہ گاؤں میں طاعون پھیل گیا، بابا بھینس چرا رہے تھے، جنگل میں تھے، ایک سفید گھوڑ اسوار اچانک نمودار ہوا اور بھینس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا، وہ بھینس وہیں رُک گئی اور کہنے لگا کہ اب طاعون ختم ہو جائے گا، پھر اس کے بعد لوگ اچھے ہونے لگے۔

اور ایک بابا تھے، جن کا نام بابا وزیر علی تھا، وہ بھی جانوروں کے غلہ پر غلہ صاف کروانے کے لیے جاتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً ان کو وہیں چھوڑ کر نماز کے لیے چل پڑتے اور زور سے پکار کر بیلوں اور بھینسوں کو کہتے کہ یہیں رہنا، جانا نہیں، کام کرتے رہنا،

پھر وہ گاؤں جاتے، ظہر کی اذان دیتے، نماز پڑھاتے اور کھانا کھا کر واپس آتے اور بیل جیسے تھے ویسے کام میں لگے رہتے، یہ تھے بابا، پھر وہ مر گئے، ان کو دفن کیا گیا، میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ان کو مچھلی کی دعوت دی جا رہی ہے، بڑے خوش ہیں، مجھے اس وقت تو سمجھ میں نہیں آیا لیکن جب حدیث پڑھی کہ جنتیوں کو مچھلی کا دل کھلایا جائے گا، تب مجھے پتا چلا، یہ تھے میرے گاؤں کے اللہ والے۔''

مٹھائی کے ٹوکرے:

فرمایا: ''شاہ عبدالعزیزؒ کے زمانے میں طلبہ نے حضرتؒ کو اصرار کیا کہ حضرت! مٹھائی کھانے کو جی چاہتا ہے، تو حضرتؒ کی کرامت ظاہر ہوئی، وہاں سے بگولے جا رہے تھے، حضرتؒ نے ایک پرچی لکھی اور کہا کہ یہ پرچی ان کے پاس ڈال دو، بچوں نے ڈال دی، بس پھر کیا تھا! مٹھائی کے ٹوکرے کے ٹوکرے آنے لگے، بچوں نے خوب سیر ہو کر کھائی اور مزے لیے۔ اب بچے تو بچے ہوتے ہیں، انہوں نے سوچا کہ یہ تو اچھا نسخہ ہاتھ آ گیا! اب تو ایسا ہی کریں گے، جب بھی مٹھائی کو جی چاہے گا پرچی لکھ دیا کریں گے۔

اب ایک مرتبہ انہوں نے پرچی لکھ کر ڈال دی، اس کا اُلٹا اثر ہونے لگا، جوتے پڑنے لگے، سارے پریشان ہو گئے اور حضرتؒ کے پاس دوڑے دوڑے گئے، تو حضرتؒ ہنس پڑے اور کہنے لگے: ارے! جب میں نے لکھی تھی تو ان کی بارات جا رہی تھی اور تم نے جب لکھی تو ان کا جنازہ جا رہا تھا۔''

بروں کی صحبت سے حضرتؒ کی حفاظت:

فرمایا: ''میرا ایک ساتھی تھا، بہت شریر تھا، چور قسم کا تھا، ایک مرتبہ اس کی اماں آئی اور ہم سب کے استاذ کو کہنے لگی کہ آپ میرے بچے کو نہیں پڑھاتے، میں بالکل چھوٹا سا تھا،

شاید پانچ یا سات سال کا تھا، میں نے جب سنا تو غصہ میں کہنے لگا: ''آپ کا بچہ ہی نہ پڑھوے ہے، مولوی ساب کا کاہے قصور ہووئے ہے؟'' اب سب مجھے دیکھنے لگے اور میرے استاذ بہت خوش ہوئے، وہ لڑکا تھا ہی ایسا شریر، شرارت بہت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ میرے ساتھ ہوگیا، میرے گھر کے راستے پر ایک مٹر کا کھیت تھا، وہ مجھے لے کر اس کھیت میں گھس گیا اور مٹر توڑ توڑ کر کھانے لگا اور گھاس میں چھپ گیا، اس دن غیر حاضری بھی ہوگئی، اب مجھے بہت افسوس ہوا سبق کا ناغہ ہوا، مجھے بہت صدمہ پہنچا، اب میں نے اس سے دوستی توڑ لی اور کبھی اس سے بات نہیں کی، وہ دن ہے بچو! اور آج کا دن ہے، پھر میں نے کبھی برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا بھی گوارا نہیں کیا، بس اللہ تعالیٰ نے مجھے شروع ہی سے محفوظ رکھا ہے۔''

میرے گاؤں والے:

میرا گاؤں بھی عجیب وغریب گاؤں تھا، اب بھی وہ سیدھا سادہ گاؤں ہے، غریب لوگ بہت زیادہ غریب، کئی کئی گھر ایسے تھے جن میں کھانے کے لیے دال بھی میسر نہیں ہوتی تھی، کئی کئی گھر میں لوگ بھوکے ہی سو جاتے، لیکن سب نمازی اور پرہیزگار لوگ تھے، کھیتوں میں کام کرتے، لیکن نماز کوئی نہیں چھوڑتا تھا، روزہ کوئی نہیں چھوڑتا تھا، سب سیدھا سادہ کھانے والے لوگ تھے، بھوکے رہ جاتے؛ لیکن شکوہ کبھی نہ کرتے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر سب راضی رہتے تھے، یہ تھے میرے گاؤں والے بے چارے۔''

ادب کی ایک بات:

فرمایا: ''یحییٰ بن معین محدثِ کبیرؒ سے قتیبہؒ نے کسی حدیث کے بارے میں سوال کیا، وہ رُک گئے اور کہا کہ حدیث نہیں سناؤں گا جب تک کہ تم میرے استاذ کے صاحب زادے (جو کہ وہیں سامنے بیٹھے ہوئے تھے) کی پیشانی کو نہ چوم لو، انہوں نے چوما، پھر حدیث

سنائی، اسی لیے بچو! میں حضرت شیخ کے سارے گھر والوں کا بہت زیادہ ادب کرتا ہوں، ان کے بچوں کا، ان کے سارے ہی خاندان کا، اس لیے کہ ان کا مجھ پر بہت احسان ہے۔“

مولانا سلمان منصور پوری حضرتؒ کی خدمت میں:

مولانا سلمان منصور پوری وقتاً فوقتاً آتے ہی رہتے حضرتؒ سے استفادہ کے لیے، درس میں بھی شریک ہوتے، ایک مرتبہ وہ تشریف لائے، مسلسل گفتگو جاری تھی، قبیل عصر وہ آئے تھے، فرمایا کہ ”سلمان کے لیے سوکھی چائے بناؤ“۔ پھر فرمایا کہ حضرت شیخ کے پاس بھی چائے تقسیم ہوتی تھی اور چائے پیتے پیتے بھی حضرتؒ دین کی بات بتایا کرتے تھے، پھر مفتی صاحب نے مسئلے پوچھے جو حضرتؒ نے حل کیے، پیچھے سب طلبہ بیٹھے ہوئے تھے، بہت کم سنائی دے رہا تھا، جس میں صرف ایک بات تبوک کے مقام والی سنائی دی، پوچھا کہ حضرت! لوگ کہتے ہیں کہ تبوک کے مقام پر ایک جگہ ہے، جس جگہ گاڑیاں خود بہ خود چلنے لگتی ہیں، چلانے کی ضرورت نہیں پڑتی، حضرتؒ نے جواب مرحمت فرمایا کہ ”یہ سب بے کار باتیں پاکستانی جاہلوں نے مشہور کروا رکھی ہیں، ڈھلان زیادہ ہوگا، ورنہ سلف سے ثابت ہوتا، وہ جگہ وہی ہے جہاں سے حضور ﷺ عذاب کے ڈر سے تیزی سے گزرے تھے اور صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ روتے ہوئے تیزی سے گزر جاؤ۔“

دال بیچ کر سبزی:

فرمایا: ”مجھے بیماریوں نے بہت ستایا تھا، پرہیز بھی بہت زیادہ تھی اور فقر وفاقہ اور توکل کا دور بھی چلتا تھا، یعنی کچھ ہوتا نہیں تھا پاس میرے، میرا ایک طالب علم ۲۴ پرگنہ کا، وہ میرے لیے اپنی دال فروخت کر دیتا تھا اور ایک گجرات کا طالب علم شاگرد تھا وہ بھی، بس دونوں اپنی اپنی دال فروخت کر کے میرے لیے سبزی کا انتظام کرتے اور خود بے چارے بنا

کرلاتے، میں بنا بھی نہیں سکتا تھا، بس وہی ایک وقت کا کھانا کھاتا اور پھر کتاب لے کر ایک کونے میں پڑا رہتا۔“

جنوں کا ہم سفر:

ایک طالب علم درسِ حدیث میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے، حضرتؒ نے تاڑ لیا اور قدرے توقف کے بعد حدیث کا درس رُکوا کر کہا کہ تم نے اِدھر اُدھر دیکھا، یہاں وہاں نظر دوڑائی، تمہیں کیا ملا؟ بس حدیث چھوٹ گئی، یہ خراب صفت ہم میں نہیں تھی، کسی بھی سبق کا کوئی جملہ تک بھی ہم نہیں چھوڑتے تھے، پاگلوں اور مجنونوں کی طرح جنون کی کیفیت میں شوق سے سبق اور استاذ کی تقریر کے لیے ٹوٹ پڑتے تھے، اللہ تعالیٰ کا فضل سب کچھ کرادیتا تھا، حالانکہ میں ٹی. بی. کا مریض تھا، دن بھر تڑپتا رہتا تھا، پاؤں درد کرتے، لیکن آکر درس میں بیٹھ جاتا تھا، بس یہ دیوانگی کا سفر تھا جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پورا ہو جاتا تھا، اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیں سب کچھ کرادیتا تھا۔“

صرف تین جھوٹ:

فرمایا: ”ایک بار جلسہ دیکھنے گیا، آکر کہہ دیا کہ یہیں تھا، مظہر کو مارا تھا اور بات اُلٹ پلٹ کہہ دی تھی، ایک بار دو بار دودھ کے برتن کو چھوٹا سا لات رسید کیا، سارا دودھ اُلٹ گیا، اب کو کہا کہ میں نے پی لیا ہے، اب ابا خوش کہ ہمارا بیٹا تو بڑا پہلوان بن گیا، سارا دودھ پی گیا، ادھر دل میں ڈر رہا تھا کہ اگر کسی دوسری مرتبہ ابا نے کہہ دیا کہ لے دودھ پی لے، تو کیا جواب دوں گا؟ ڈر بہت رہا تھا، پھر اس کے بعد زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اللہ اکبر۔

بس بچو! اللہ تعالیٰ کو ایسی جگہ بٹھانا مقصود تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جھوٹ سے محفوظ رکھا، کیوں کہ حدیث کا کام تو الصادق الامین کا کام ہے، ان کو جھوٹ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔“

اہل حدیث کی نشانی:

بچو! تم حدیث کی کتابیں پڑھتے ہو، حضور ﷺ کی زندگی کے مطابق عمل نہ کر پاؤ تو پھر عالم کیوں کہ کہلاؤ گے؟ کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے طلبہ کتابوں کے اعتبار سے پہچانے جاتے تھے، پس جو حدیث کی کتابیں پڑھتے اور آخری سال کے ہوتے تھے تو ان کی دو نشانیاں ہوا کرتی تھیں، ان کے اطوار عادات سے جھلکتا تھا کہ وہ حدیث پڑھنے والے طلبہ ہیں، ایک نشانی ان کی یہ ہوتی تھی کہ ان کے دامن پر سیاہی کے دھبے کثرت سے لگے رہتے تھے حدیث کو بکثرت لکھنے کی وجہ سے۔ اور دوسری نشانی یہ ہوتی تھی کہ ان کی زندگی سے سنت نبوی جھلک جھلک کر آتی تھی، ان کی زندگی خوش گوار ہوتی تھی، چہرے نورانی ہوا کرتے تھے، وہ اصلی اہل حدیث ہوا کرتے تھے، لوگ ان کو دیکھ کر سہم جاتے، ادب کرتے تھے۔"

چھینک پر تنبیہ:

ایک مرتبہ حضرتؒ درس کے لیے تشریف لائے، بیٹھنے ہی پائے تھے کہ کسی نے زور سے چھینک دیا، آواز کو روکنے کی بہت کوشش کی، پر رُکی نہیں، حضرتؒ نے پوچھا کہ "کون تھا وہ؟ وہ معاذ بھائی تھے، پھر حضرتؒ نے خود ہی اشارہ کر کے فرمایا کہ یہی تھا نہ؟ پھر کہا کہ چھینک کے بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ آواز میں چھینکا جائے۔"

کھوسٹ شیخ میرے شیخ:

یہ مدرسہ مظاہر علوم کے ہی ایک قدیم اور بہت پرانے شیخ تھے، بلند شیخ، محترم شیخ، کھوسٹ شیخ، میرے شیخ شیخ زکریاؒ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، شدید بیمار ہوئے اور مکان پر رہنے لگے، سب لوگ زیارت کو آنے جانے لگے تھے، خدمت بھی کرنے لگے، پھر وہاں وقت کا ایک علامہ بھی پہنچ گیا اور وہ خود بیمار تھا (حضرتؒ خود) اور جیسے کمرے میں داخل ہوا

سیدھے حضرتؒ کے پاس پہنچ کر پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنے لگا، حضرت شیخ پریشان ہو گئے اور جھٹ آنکھ کھولی اور مجھے دیکھنے لگے، کچھ کہا نہیں، خاموش ہو گئے، وہ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کو کچھ آتا جاتا نہیں، اس کو تو بس دماغ میں حدیث آئی ہوگی اور وہ اس پر عمل کر رہا ہے، ہاں بچو! حدیث میں یہی عمل منقول ہے کہ بیمار کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کو دعا دو اور شفا کی نیت رکھو، اس سے بیمار کو تسلی بھی ہوگی اور ہمت بھی بڑھے گی اور حدیث پر عمل بھی ہو جائے گا۔"

مضطرب ہے باغ کے ہر غنچہ میں بوئے ناز   تو ذرا چھیڑ تو دے، تشنۂ مضراب ہے سار

میں میلاد پڑھتا ہوں:

فرمایا: "ابن جبرا کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کچھ نوازنا چاہتے ہیں تو اس کو بچپن ہی سے اس کا شوق و جذبہ عطا کر دیتے ہیں اور اسی کے مطابق اس کی تربیت کروا دیتے ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ کو یہاں بٹھانا تھا، میں شروع سے ہی ایسے بڑے بڑے کام کرتا رہتا تھا، ایک مرتبہ دل میں امامت کا جذبہ چڑھ گیا، پھر کیا؟ جہاں بچہ پارٹی مل جاتی ان کو لے کر نماز پڑھانے لگ جاتا، ایک مرتبہ جنازہ آ گیا، بس پھر کیا تھا؟ مفتی صاحب آ گئے اور بچہ پارٹی کو بلایا، جنازہ مشرق کی طرف رکھا ہوا تھا اور میں لوگوں سے ڈر کر دوسری طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور جلدی جلدی چار تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دیا، پھر مفتیٔ اعظم نے غور کیا، پھر سب کو جمع کیا اور فتویٰ دیا کہ چلو! نماز نہیں ہوئی، دوبارہ پڑھو، پھر جماعت بنائی، اب جب یاد آتا ہے تو ہنس پڑتا ہوں، اسی طرح میلاد پڑھنے کا شوق تھا، اکابر سارے میلاد پڑھتے تھے اور میں اب بھی اس کو جائز کہتا ہوں کہ آدمی اگر صحیح نیت کے ساتھ حضور ﷺ کو تصور میں جما کر عقیدت و محبت میں ڈوب کر ادب سے بیٹھ کر میلاد پڑھے تو کوئی حرج نہیں، بلکہ حضور ﷺ کی محبت اور تعلق کا ذریعہ ہے، میلاد کا مطلب وہ نہیں جو یہ جاہل لوگ کرتے ہیں، بلکہ میلاد کا مطلب حضور

ﷺ پر درود وسلام اچھے صیغوں کے ساتھ یا نبی سلام علیک یا حبیب سلام علیک بیٹھ کر عقیدت وتصور کے ساتھ حضور ﷺ کے احسانات کو اور حضور ﷺ کے چہرے کو یاد کرتے ہوئے پڑھا جائے، بس میں بچپن میں ساری بچہ پارٹی کو لے کر گھوم گھوم کر ایک چھوٹا سا حلقہ بنا کر زور زور سے پڑھا کرتا تھا۔“

ہماری ٹیم کی آمد:

فرمایا: ”جب ہم گاؤں کی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر بڑے مدرسے میں آئے تو ہمیں ایک ٹوٹی پھوٹی درسگاہ میں جگہ دی گئی، ساتھیوں میں رفیع، مشتاق، شکر اللہ اور علیم وغیرہ سب تھے، سب زور زور سے چیخنے لگے اور آوازیں نکالنے لگے کہ ہم شکایت کریں گے، فلاں جگہ درخواست دیں گے، ان کے پاس جائیں گے، فلاں کی سفارش لگائیں گے، میں نے دل میں کہا کہ میں کس سے کہوں؟ میری تو کوئی سنتا ہی نہیں، میں تو غریب، مسکین اور کمزور ہوں، پھر میں نے اپنا چھوٹا سا بکسا (صندوق) نکالا اور ایک تھیلا نکالا، بچھا کر کونے میں اپنا سامان قرینے سے رکھا اور کتاب کھول کر پڑھنے لگا، پھر شام ہوئی، سب آئے اور آہستہ آہستہ لیٹتے چلے گئے، سب کے بستر جب قرینے سے لگ گئے تو منظر اچھا لگنے لگا، اب سب نے اسی میں رہنے کا ارادہ کرلیا، پھر تمام تعلیمی سالوں میں پانچ چھ سال اسی کوٹھری میں رہے، گرمی، سردی اور بارش میں بھی وہیں سڑتے رہتے؛ لیکن شکوہ زبان پر نہیں لاتے، بس بچو! زندگی کے ابتدائی سالوں میں بہت مشقتیں جھیلیں، تمہیں اس لیے سناتا ہوں کہ تم بھی اپنی زندگی میں صبر سیکھو۔“

تبلیغ والے:

فرمایا: ”یہ تبلیغ والے بڑے دین دار ہوتے ہیں، یہ لوگ قربانی دینے کے عادی

ہوتے ہیں، اسی لیے ہر ایک کو سہنا اور برداشت کرنا ان کی عادت ہو جاتی ہے، دل کے صاف ہوتے ہیں، بھوپال کے ایک صاحب کا واقعہ ایک ساتھی نے سنایا کہ اپنے گھر کی عورتوں پر بہت نرم تھے، ایک مرتبہ کھچڑی میں نمک زیادہ ہو گیا، انہیں بھوک زیادہ لگی ہوئی تھی، انہوں نے بغیر کچھ کہے غصہ پی لیا اور عورتوں کو کچھ نہ کہا، بس اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی، ان کے مرنے کے بعد کسی نے ان سے خواب میں کیفیت پوچھی تو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دن کی نرمی اور برداشت کی وجہ سے معاف کر دیا۔"

الهدايا مشتركة :

فرمایا: "امتحان میں جب پاس ہوا اوّل نمبر سے تو حضرت شیخ کے ہاتھوں سے انعام میں دس روپے دیے گئے، حضرتؒ نے دیتے ہوئے مجھے کہا: "الهدايا مشتركة" یعنی ہدیہ سب میں مشترک ہوتا ہے، تو میں نے فوراً جواب دیا کہ یہ حدیث متکلم فیہ ہے، سارے ہنس پڑے، حضرتؒ بھی خوب ہنسے، میں نے بعد میں سوچا کہ دس روپے کی کیا حیثیت تھی؟ حضرتؒ کے قدموں میں ڈال دیتا۔"

علاء الدین خلجیؒ اور نظام الدین اولیاءؒ:

فرمایا: "سلطان علاء الدین خلجیؒ نے نظام الدین اولیاءؒ کے دربار میں کچھ ہدایا پیش کیے، تو ایک مرید نے کہا: "الهدايا مشتركة"، یعنی ہدیہ میں سب شامل ہو سکتے ہیں، حضرتؒ نے جواب دیا: بلکہ تنہا خوش ترک برائے تو تنہا خوش ترک۔"

مولانا ہوتے تو درس سے اٹھا دیتے:

ایک مرتبہ قاری نے (عبارت پڑھنے والے نے) بے محل جر دے دیا اور جہاں حرفِ جار تھا وہاں جر نہیں دیا، تو حضرتؒ نے مزاحاً تنبیہ فرمائی: "ہاں ہاں! اب حروفِ جارہ

اپنا جر دینے کا کام چھوڑ کر ہوا میں اُڑنے لگے، انہوں نے کہا ہوگا کہ اب ساری دنیا ہوائی جہاز میں اُڑ رہی ہے، اب ہم بھی جر دینے کا کام چھوڑ کر ہوا میں اُڑیں گے، اگر مولانا ہوتے تو تمہیں درس سے اُٹھا دیتے، کہ اتنی سی غلطی پر؟ ہاں! اس سے بھی کم پر وہ اٹھا دیتے تھے، لیکن مجھے نہیں اُٹھاتے تھے، کہ آپ کو کیوں نہیں اُٹھاتے تھے؟ کیوں کہ میں بڑا آدمی تھا (مزاحاً) ایک مرتبہ میں نے عبارت میں تین غلطیاں کیں، حضرتؒ غصہ ہوگئے اور میں ڈرنے لگا، پھر کہا کہ شاید تم نماز نہیں پڑھ رہے ہو، میں نے کہا: حضرت! میں تو نماز پڑھ رہا ہوں، کہا: نماز دھیان سے پڑھو، غلطیاں نہیں ہوں گی۔"

مکئی کی روٹی سنت:

فرمایا: "فاطمہ بنت رسول ﷺ کے ولیمے میں مکئی کی روٹی تھی، حضور ﷺ نے بھی کھائی ہوگی، جس وقت میں نے یہ پڑھا ایک صاحب نے مجھے مکئی کی روٹی لا کر دی، میں نے آدھی روٹی کھائی، بہت مزے کی لگی اور اس وقت تو اور بھی بہت مزے کی لگی، کیوں کہ اس کی نسبت حضور ﷺ کی طرف تھی۔ اور مجھے اور بھی فرحت وخوشی ہوئی اس وقت جب کہ میں نے ابن حجرؒ کی بات پڑھی کہ عرب کے لوگ اکثر اس کو کھاتے تھے۔"

لوگ مجھے دیکھ کر کھڑے ہوجاتے:

فرمایا: "حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے ایک مرید تھے، گنگوہ کے ماسٹر تھے، حضرتؒ کے یہاں آتے جاتے تھے۔ اور میرا کمرہ نمبر ۱۰ مسجد کے کمروں میں سے تھا، میں مسجد میں بار بار آتا جاتا تھا اور وہ مجھے دیکھ کر بار بار کھڑے ہوجاتے، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کے علم کا احترام کرتا ہوں، پھر انہوں نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ جب میں کالج پڑھتا تھا تو جس راستے پر میں سائیکل سے گزرتا تھا ماسٹر صاحبان میرے اسی

راستے سے جاتے، میں ان کو دیکھ کر کھڑا ہو جاتا، ان کے آگے نہیں جاتا، حالانکہ وہ ہندو تھے، اس ادب کا یہ اثر میں نے یہ دیکھا کہ جب میں خود کالج میں پڑھانے گیا تو وہاں کے طلبہ بہت شریر اور شیطان تھے، وہ سارے ماسٹروں کو ستاتے تھے، لیکن جیسے ہی میں جاتا سارے میرے ادب میں خاموش ہو کر کھڑے ہو جاتے۔"

میں ابن خزیمہ کی طرح ہو گیا:

فرمایا: "بچو! مجھے پتا ہی نہیں چلتا ہے کہ یہ موبائل وغیرہ اور یہ کیلو کے پاٹ وغیرہ کتنے کیلو کے ہوتے ہیں اور میں تو پہلے ہی سے بدھو سیدھا سادہ تھا، ابا کہتے تھے کہ تو پاگل ہے پاگل، ہاں! بچو! میں پاگل ہی تھا، دنیا سے اور زمانے والوں سے کچھ سروکار ہی نہیں تھا، بس اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے کرم سے قبول کیا اور ترقی دے دی۔ بالکل اسی طرح ابن خزیمہ کا حال تھا، وہ بھی ایسے ہی تھے بھولے بھالے، ان کو یہ نہیں پتا ہوتا تھا کہ پاٹ کتنے کا ہے اور کتنا اس میں وزن ہے۔"

تحقیر اور ظلم بھی نہ کرو:

فرمایا: "تحقیر مسلم حرام ہے، اس سے بہت احتیاط کرو، مذاق بھی کرو تو اس آدمی سے جو برا نہ مانے، کیوں کہ تحقیر اکثر مذاق ہی کے ذریعہ ہوا کرتی ہے، میں بھی مذاق کرتا تھا، مدینہ میں ایک سوڈانی تھا، بہت کالا، میں اس کو مذاق سے کہا کرتا تھا کہ "وجھک کاللیل". اور وہ خوب ہنستا اور خوش ہوتا تھا، برا بھی نہیں مانتا تھا، کیوں کہ میں صاف دل سے محبت سے کہتا تھا۔ اور ظلم بھی نہ کرو، ایک قصائی کے لڑکے نے مجھے مارا تھا، خدا کی قسم مجھے بہت تکلیف پہنچی تھی، لیکن میں نے کوئی بات اس سے نہیں کہی، بس صبر کر لیا، لیکن سولہ سال بعد مجھے بتانے والے نے بتایا کہ ان کے سارے خاندان پر جیسے لعنت برس گئی اور اس کا سارا خاندان برباد

ہوگیا، سب پریشان ہوگئے، کیوں کہ وہ بہت ظلم کیا کرتے تھے، ایسے ہی ان کی عادت تھی۔“

میری نانی کی عجیب باتیں:

فرمایا: ”میری نانی بڑی نیک اور پرہیزگار عورت تھی، سارے گاؤں کی عورتیں اس سے سیکھتی تھیں اور میں اس کو بہت ستاتا تھا، اس کی تسبیح چرائی تھی اور چپ بیٹھ گیا، گھر میں سارے بچے تھے، وہ کسی کو کچھ کہتی ہی نہیں تھی، مجھے ہی آواز لگاتی کہ جلدی سے لا، وہ چاقو اپنے پاس رکھتی تھی اور ایک موٹا دھاگہ، میں سب اٹھالے جاتا اور چھپا دیتا، ایک مرتبہ قرآن اُٹھالیا اور چھپادیا، لیکن وہ گم ہی ہوگیا، پھر ملا نہیں، مجھے بہت افسوس ہوا، مجھے یہ اچھا ہی نہیں لگتا تھا، لیکن کرتا تو کیا کرتا، پھر میں نے بعد میں بہت سے قرآن خرید خرید کر ہدیہ کیے، تاکہ اس کو ثواب ملے۔“

میرا مزاج:

فرمایا: ”ویسے تو میں بہت برا ہوں، لیکن بچو! میں دل میں کینہ ہرگز نہیں رکھتا، دل میں ذرّہ برابر کھوٹ نہیں رکھتا، کسی کو تکلیف دینے سے میں بہت ڈرتا ہوں، کسی کو برا سمجھتا ہی نہیں، کچھ کہہ دیتا ہوں تو وہ بھی ایسے ہی کہہ دیتا ہوں، پھر اگر غلطی ہوگئی ہو تو اس کی صفائی کر لیتا ہوں، بس بچو! تم بھی سب مجھے معاف کردو۔“

میرے حضور ﷺ چھپر والے:

فرمایا: ”ایک مرتبہ حضور ﷺ نے گھروں میں کھانے کے لیے کہلا بھیجا کہ کچھ ہے یا نہیں؟ تو پتا چلا کہ کچھ بھی نہیں ہے، حضور نے فرمایا: ستو گھول دو، پھر وہی کھا کر روزہ رکھ لیا، یہ کون تھے؟ یہ حضور تھے، دو جہاں کے خزانوں کے چابی والے، دو جہاں کے سردار، اس سے یہ سبق ملا کہ جو ملے وہ کھالو، لالچ اور حرص نہ کیا کرو، بھوک تو بچو! ہمیں بھی لگتی تھی جب ایک

روٹی کھا کر سحری کرتے تھے اور افطار میں صرف پانی اور کبھی کبھی دہی کی لسّی، ایک مرتبہ افطار میں دیر ہو گئی، کچھ نہیں تھا، مجھے بہت غصہ آیا، تب پتا چلا کہ بھوک کیا ہوتی ہے، کبھی کبھی بھوکے بھی رہا کرو۔"

ایک دن میں مر ہی گیا:

فرمایا: "میں مدینہ میں بہت بیمار ہو گیا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا، زندگی میں پہلی بار اتنا بیمار ہوا تھا، اُٹھ نہیں سکتا تھا، جن کے یہاں مہمان تھا انہوں نے بہت اکرام کیا، علاج کروایا؛ لیکن کچھ بھی اچھا نہیں ہوا، ایک دن بہت ہی زیادہ جھٹکا لگا، سب نے یقین کر لیا کہ اب مر جاؤں گا اور گھر والوں کو بتا دیا کہ اب میں مر جاؤں گا، سب پریشان ہونے لگے اور زور زور سے رونے لگے، اب مجھے بھی واقعی یقین تھا کہ اب گیا، تب گیا، پھر تھوڑی دیر آنکھ بند کر کے میں سوچنے لگا کہ اب تو جا رہا ہوں، میں نے کتنے کام اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کر دیے اور کتنے چھوڑ دیے، فلاں کام کر لیتا تو کتنا اچھا ہوتا، فلاں کام کر لیتا تو کتنا اچھا ہوتا، فلاں نیکی چھوڑ دی، فلاں سنت رہ گئی، فلاں نفل رہ گئی، اس وقت مجھے یہ آیت یاد آ رہی تھی:

﴿وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِیَ الۡاَمۡرُ وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ﴾

پھر میرے آنسو نکل گئے، پھر میں اچھا ہو گیا، اسی لیے بچو! وقت کو غنیمت جانو اور خوب قدر کر لو، نفل، سنت، نماز، روزے سب غنیمت سمجھ کر رکھتے جاؤ، نیکیاں کر لو، وقت کا اعتبار نہیں۔"

خطرناک حادثہ:

فرمایا: "مکہ ملتزم ہوٹل کا واقعہ ہے، مجھے خادم لے جا رہے تھے، سیڑھیوں پر سے گاڑی اُلٹ گئی یا کیا ہوا مجھے پتا نہیں، لیکن مجھے سر پر بہت زور کی چوٹ لگی اور میں وہیں اُلٹ

گیا، اب جو میرے خادم تھے اخلاص والے خدمت گزار جو حقیقی محبت کرتے تھے وہ بہت پریشان ہو گئے اور جو ریا کار تھے دِکھاوا کرنے ولے اور اپنا نام اونچا کرنے کے لیے خدمت کرنے والے وہ سب ایک دم بھاگ گئے، مجھے پتا چل جاتا ہے کہ کون دِکھاوا کرنے آتا ہے اور کون ریا کاری سے آتا ہے، پھر اس لڑکے نے جو میزبان تھا مجھے لے کر وہ بہت پریشان ہوا، اس نے مکہ کے سب سے بڑے دماغ کے ڈاکٹر کو دعوت دی اور اس کو بتایا، اس ڈاکٹر نے کہا کہ حضرت کو اتنے بڑے حادثے میں بھی کچھ نہیں ہوا، کیوں کہ میں نے پہلے ہی دعائیں مانگ لی تھیں اللہ تعالیٰ سے، وہ تو مکہ ہے، وہاں تو کرم کا دریا بہتا ہے، ورنہ بچو! میں تو ہلاک ہی ہو جاتا۔'' یہ کہتے ہوئے حضرتؒ آب دیدہ ہو گئے اور ہم سب بھی اشک بار ہو گئے، عجیب کیف و محبت اور تعلق تھا جو حضرتؒ سے سب کو ہو جاتا تھا۔

درد ہو تمہیں اور زخم مری جان سے نکلیں
روؤ تم اور آنسو مری آنکھ سے نکلیں

شیر اور میرے والد:

فرمایا: ''میرے ابا نیک دل انسان تھے، تھے غصہ والے، لیکن مجھے نہیں کہتے تھے، میں ہی اُلٹا ان کو غصہ کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ جنگل کو جا رہے تھے، انہوں نے خود کہا کہ میں صبح صبح جنگل کو جا رہا تھا، راستے میں مجھے دور سے شیر نظر آیا اور وہ بھی بھوکا بہت تھا، وہ تیزی کے ساتھ آتے ہی جا رہا تھا، ابا نے کہا کہ میں نے دل میں بھی کلمہ بھی پڑھ لیا کہ اب تو ختم ہو جاؤں گا اور یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا، اب جیسے ہی وہ قریب ہوا اچانک اس نے منہ پھیرا اور ابا کے بالکل قریب سے گزر گیا، ابا کہتے تھے کہ وہ مجھے دیکھ بھی رہا تھا اور چلے بھی جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور کیا ہو سکتا ہے بچو!''

میرے ابا جنت میں:

حضرت سعد بن معاذؓ کو حضرت انس بن مضرؓ نے کہا تھا کہ مجھے جنت کی خوشبو اُحُد کی طرف سے آرہی ہے، تو حضرتؒ نے کہا کہ واقعی ان کو خوشبو آتی تھی۔ حضرت رو پڑے اور کہا کہ ”میرے ابا جب قرآن پڑھتے تو کہتے جاتے تھے کہ دیکھ! عطر کی خوشبو آرہی ہے اور ہاتھ لگا کر بتاتے تھے، ان کے مرنے کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں، سبز مخمل کے مصلّٰی پر قرآن پڑھ رہے ہیں اور نور ہی نور ہر طرف ہے، اسی لیے قرآن سے محبت کرو، یہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کا کلام ہے، جتنا احترام اور تعظیم ہوگی اتنا ہی نور دل میں آئے گا۔“

سبو اپنا اپنا جام اپنا اپنا:

فرمایا: ”ایک مرتبہ پندرہ شعبان کو سب نے روزہ رکھا تھا، میں نے بھی روزہ رکھ لیا، لیکن بچو! افطار کے وقت تک بہت ضعیف ہو گیا تھا، بہت ضعیف ہو گیا، پھر افطار کے وقت کھجوریں تقسیم ہو رہی تھیں، مجھ سے اُٹھا نہ گیا اور وہاں بھی لینے نہیں گیا، پھر ساتھیوں نے مدد کی، تب روزہ افطار کیا۔“

آج شیخ سے آگے ہو جاؤں گا:

فرمایا: ”ایک مرتبہ میں شیخ کے پاس گیا اور کہنے لگا: میں آپ سے آگے بڑھ جاؤں گا اور ترقی کرلوں گا، وہ بھی صاف دل انسان تھے اور میں نے بھی سادگی سے کہہ دیا، میں نے قاضی باجیؒ کی کتاب ”مدونہ“ اٹھائی اور سوچ رہا تھا کہ یہ تو حضرت شیخ کو لگی بھی نہیں ہوگی اور پڑھنا شروع کیا تو جگہ جگہ حضرت شیخ کے حواشی بنے ہوئے پائے، بس میں تھک کر بیٹھ گیا۔“

تین آدمی میں نے پڑھے:

فرمایا: ”ویسے میں نے کتب خانے کی ساری کتابیں دیکھ ڈالیں، لیکن تین بوڑھوں کو میں نے بہت زیادہ پڑھا ہے، بخاریؒ کو، شافعیؒ کو اور ابوحنیفہؒ کو، سارا کھنگال ڈالا، بڑے آدمی تھے، ان کو پڑھ کر روح حرکت میں آجاتی ہے۔“

لست كهيأتكم، يطعمني ربي:

فرمایا: ”ہمارے فارسی کے ایک استاذ تھے، وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے قصے سناتے تھے، ایک مرتبہ مدرسہ میں کھانا نہیں تھا، سارے بچے بھوکے تھے، دو وقت کا فاقہ ہوگیا تھا، اب وہ استاذ اچانک آگئے، ہم سب ان کو لے کر بیٹھ گئے، اب جب انہوں نے سنانا شروع کیا تو سارے بچے بھوک بھول گئے، رات ہوگئی، اسی طرح یہ واقعہ حضرت نے حدیث مذکور کے ذیل میں فرمایا: ”إني لست كهيأتكم“ یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا رہتا ہے، ”يطعمني ربي و يسقيني“ یا تو ذکر کی وجہ سے یا پھر یاد کی وجہ سے آپ کو بھوک نہیں لگتی تھی، اسی طرح ہم کو بھی جب استاذ واقعات سناتے تو ہم بھوک بھول جاتے تھے، جب آدمی ذکر اللہ میں ترقی کرے تو بھوک نہیں لگتی، جیسے قیامت کے قریب مؤمن کی غذا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگی، یہ تھے ہم، کہ بھوکے رہ جاتے تھے؛ لیکن کسی سے شکایت نہیں کرتے تھے، بس صبر کر کے سو جاتے، کتنی راتیں ایسی گزار دیں ہم نے۔“

جنت میں ملے گا جس میں جیسے راحت ہو
ہم کو تو پسند اپنی شوریدہ سری ہوگی

میرے محبوب استاذ:

فرمایا: ”میرے سب سے ہمدرد، مشفق، مہربان، میرے رہبر، قدم قدم پر رہبری کرنے والے اور سرپرست مولانا ضیاء الدین صاحبؒ تھے، وہ میرے سب کچھ تھے، میں

بیمار ہوا تو میرا بہت خیال کرتے تھے، ایک مرتبہ مجھے دو آنے دیے اور مدرسہ سے پانچ روپے دلوائے تھے اور پانچ روپے نواب صاحب سے دلواتے تھے اور کہتے تھے کہ تو اپنا علاج کروا لے، بہت محبت کرتے تھے، کہتے کہتے کبھی آنکھوں میں آنسو بھر لاتے اور درد بھرے انداز میں فرماتے: میں چاہتا ہوں کہ تو پڑھانے کے قابل بن جائے، ان ہی کی دعائیں، ہمت افزائیاں اور ان ہی کے اخلاص کی یہ برکتیں ہیں کہ آج تک میں زندہ ہوں اور کام کر رہا ہوں، ورنہ تو اب تک پتا نہیں کیا ہو جاتا، میں خود بھی اور طبیب بھی، سب کہتے کہ میں زیادہ زندہ نہیں رہ سکوں گا، اور میں سب سے کہتا رہتا کہ میرے لیے دعا کرو کہ میں کچھ پڑھ لوں، بس مجھے تو ضیاء صاحب کی دعاؤں اور حضرت شیخ کی نظر کرم نے سنبھالے رکھا ہے۔''

دسترخوانِ مدنیؒ:

فرمایا: ''حضرت مدنیؒ کے یہاں کسی نے لکھا کہ مدد صاحبؒ نقشبندیہ کی بہت تعریف کرتے ہیں، کیا مطلب؟ اور حضرت مدنیؒ چشتی تھے، تو جواب میں لکھا کہ بڑی بات نہیں کہ جس کو جہاں سے ملتا ہے وہ اس کے گن گاتا ہے، ان کو نقشبندیہ سے اور ہمیں چشتیہ سے ملا۔ ایک مرتبہ ایک مدح خواں نے حضرتؒ کے دسترخوان پر کہا کہ حضرت کے دسترخوان پر کتنی مخلوق کھاتی ہے، حضرتؒ کو بات پہنچی تو فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے اس دسترخوان پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق اللہ تعالیٰ کا رزق کھاتی ہے۔''

مائک کا کفارہ:

ایک بار دسر میں مائک والی مشین تیز ہوگئی، میں نے ہاتھ لگا کر درست کرنا چاہا، وہ اسی وقت بند ہوگئی، میں بہت ڈر گیا، اسی لیے جو معلوم نہیں اس کام میں ہاتھ مت ڈالو، پھر میں مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے پاس گیا، کہ حضرتؒ کیسے تھے؟ اوہو! وہ تو پہاڑ تھے علم کے،

بڑے اور اونچے اور نیک دل آدمی تھے، میں گیا اور کہا کہ جی حضرت! اس غلطی سے مجھ پر کوئی کفارہ تو نہیں ہو گیا؟ کہاں: نیت کیا تھی؟ میں نے کہا: درست کرنے کی تھی، فرمایا: کچھ نہیں۔“

قضا نمازیں:

فرمایا: ”میں پہلے وضو صحیح نہیں کرتا تھا، جلدی جلدی کیا کرتا تھا، پھر جب پتا چلا تو ساری نمازیں جو ایسے وضو سے ادا کی تھیں لوٹائیں، پھر بھی مطمئن نہیں ہوتا ہوں اور جب بھی موقع ملے اپنی نمازیں قضا کرتا رہتا ہوں۔

حضرت تھانویؒ کے ایک مرید تھے، جب ان کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ اگر تم میری ان ساری نمازوں کا فدیہ دے دوگے جو میں نے حضرت تھانویؒ سے بیعت ہونے سے پہلے پڑھی تھیں تو میں تم کو وراثت کی ذمہ داری دوں گا، لڑکوں نے کہا کہ ہم تو آپ کی فرماں برداری کرتے ہیں، آپ جیسا حکم دیں، پھر انہوں نے ان کی نمازوں کی فدیہ کی قیمت چھپن ہزار من گیہوں ادا کی، پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے گھرانوں میں خوب برکت دی، جس کا اثر یہ ہوا کہ سنگ مرمر کی ان کی کوٹھیاں تھیں۔

لیکن بچو! میں مر جاؤں گا تو میرا کون دے گا؟ میرا تمہارے سوا کوئی نہیں، تم ہی ادا کرنا سب ایک ایک کرکے۔“

کشف:

فرمایا: ”مولانا ضیاء الدین صاحبؒ کو کشف بہت زیادہ ہوتا تھا، وہ مجھ سے کہتے تھے کہ چھوٹا چھوٹا مت لکھو، پڑھنے میں دشواری ہوگی، میں سوچتا تھا کہ میں اتنا بوڑھا کب ہو جاؤں گا؟ لیکن بچو! ہو گیا، محدثین کی عمریں طویل ہوتی ہیں، میں سوچا کرتا تھا، لیکن میں تو محدث نہیں ہوں، لیکن پھر اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا اور تم دیکھ رہے ہو، میں شروع سے ہی کم کھاتا

تھا، عصر کے وقت کھاتا تھا، پھر جب بھوک لگتی اور چکر آتے تو کھاتا۔"

کبھی کبھی حضرتؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مجھ کو ایک دن یاد کروگے　　روؤگے، فریاد کروگے

بڑے دل سوز انداز میں جب یہ کہتے ہیں اکثر طلبہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، کبھی کبھی حضرتؒ پر محبت الٰہی کا عجیب جذب طاری ہوتا ہے اور اس وقت کبھی کبھی اس زور سے لفظ "اللہ" کہتے ہیں کہ اکثر سہم جاتے ہیں، کتنے خدام اور خلفاءِ شیخ اس درسِ ولی اللٰہی میں اس سوز و گداز کا لطف لیتے ہوئے دیکھے گئے۔

حضرتؒ کا مذاق قاسم سے:

حضرت اقدس محبوب العلماء والطلبہ، مشفق و مہربان مرشدی ومولائی مولانا عاقل صاحب استاذ حدیث وصدر المدرسین مظاہر علوم کے فرزند ارجمند بھائی قاسم جو حلقۂ درس میں شامل تھے بار بار حضرتؒ ان کی طرف التفات فرماتے اور کہتے جاتے کہ "بس بچو! یہ حضرت شیخ کا نواسہ ہے، اس کو پڑھانے کے لیے تو اب تک زندہ ہوں، اس سال تو میرا جسم ٹوٹ چکا ہے، پھر بھی پڑھا رہا ہوں، حضرت شیخ کا حق ادا کرنے کے لیے اس کو پڑھا رہا ہوں، ورنہ میں تو نہ جانے کب ختم ہو جاتا۔"

ان سے حضرتؒ بہت زیادہ مذاق کرتے اور تربیت بھی کرتے جاتے، کبھی کپڑوں پر، کبھی آواز پر، کبھی ہنسنے کے انداز پر اور کبھی پڑھنے کے انداز پر بار بار ٹوکتے، مذاق اُڑاتے اور شفقت بھی فرماتے جاتے، جب حضرتؒ ڈانٹتے اور اور تکلم کرتے تو ایسا لگتا جیسے کوئی مشفق باپ اپنے بیٹوں سے گفتگو کر رہا ہو۔

روزوں کا چندہ:

فرمایا: ”بچو! میرے ذمہ بہت سے روزوں کی قضا باقی ہے اور میں ظاہریہ کے مذہب کے مطابق صرف ایک روزے کی قضا کرتا ہوں، اسی لیے تم سب میرے لیے ایک ایک روزہ قضا کر دیا کرو، تاکہ میرا بدلہ اُتر جائے، پھر میں تمہارے لیے دعا کر دیا کروں گا۔ اور میں تمہارے لیے نہیں تو اور کس کے لیے دعا کروں گا؟ بتاؤ! میں ہر روز تمہارے لیے دعا کرتا ہوں تمہارے علم، تقویٰ اور پرہیزگاری کے لیے۔ اور دیکھو! جس نیت سے تم درس میں بیٹھو گے ضرور بالضرور ایسا ہی اثر ہوگا۔“

یقیناً حضرتؒ صحیح فرماتے تھے، طلبہ اکثر ایمانی کیفیت محسوس کرتے جو حضرتؒ کے درس میں شریک ہوتے، کتنے عشق و محبت کے باب سلجھتے جاتے اور کتنی حدیثوں کی تشریح سمجھتے جاتے۔

عہد طفولیت:

حضرتؒ کا سارا بچپن کتابوں کو کھنگالنے اور پڑھنے میں گزرا، حضرتؒ خود کہتے کہ جب گھر میں کوئی بھی نہ ہوتا تو ابا کے جانے کے بعد اوپر چڑھ جاتا اور صندوق جس میں ابا کی پرانی کتابیں تھیں انہیں پڑھتا کرتا، اکثر بنیادی باتیں مجھے وہیں سے ملیں، بس رات دن ساری کتابیں جن میں سیرت، تفسیر اور تواریخ کی کتابیں تھیں ساری پڑھ ڈالیں۔

فرمایا: ”میں راستے میں آتا جاتا تھا، وہاں ایک آدم کا درخت تھا، شاخ پر ایک عجیب سا پرندہ بیٹھا رہتا تھا، میں جب بھی وہاں سے گزرتا تو وہ مجھے دیکھتا تھا اور کچھ بولتا رہتا تھا، میں بہت ڈرتا تھا اور ”هو الله الذی لا إله إلّا هو“ والی آیت پڑھ لیا کرتا تھا، پھر بعد میں پتا چلا کہ وہ جن تھا جو کچھ پڑھا کرتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا۔“

فرمایا: ”میرا جب مٹھائی کھانے کو جی چاہتا تو اپنی روٹی چھ پیسوں میں بیچ دیتا تھا، پھر آہستہ سے نماز کے بعد فوراً چلا جاتا اور چھوٹی چھوٹی مٹھائیاں خرید کر جیب میں رکھ لیتا اور آہستہ آہستہ چپکے چپکے لوگوں سے بچا بچا کر کھاتا جاتا، تاکہ کوئی دیکھے نہیں، شرم بھی زیادہ تھی اور اپنی کمی کا احساس بھی ہوا کرتا تھا۔“

فرمایا: ”میں بیمار بہت ہوا کرتا تھا، اسی وجہ سے اکثر درس چھوٹ گئے، جب واپس آتا اور چھوٹے ہوئے درس پیچھے سے دیکھنے لگتا، تاکہ مطالعہ ہو جائے تو ضیاء صاحبؒ کی جب بھی نظر پڑتی فوراً منع کرتے اور کہتے کہ جہاں سبق چل رہا ہے وہیں پڑھو، تمہیں سب کچھ آجائے گا، پتا نہیں کیوں کہتے تھے وہ۔ اور ایسے ہی ہوا بھی کہ میں نے نحو وصرف کی کوئی کتاب صحیح طور پر ختم نہیں کی، لیکن جب بھی کوئی کتاب عبارت پڑھنے کے لیے کھولتا تو بغیر کسی غلطی کے پڑھتا چلا جاتا، یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت تھی جو ہر قدم پر رہبری کرتی۔“

خطرناک غلطی پر غلطی:

فرمایا: ”بچو! مولانا ضیاء صاحبؒ مجھ سے کوئی غلطی ہوتی تو فوراً غصہ ہو جاتے اور گھورنے لگتے اور میں کانپنے لگتا، ایک مرتبہ پڑھنے میں غلطی ہوگئی، بہت ڈانٹا، گھورنے لگے، میں پھر پڑھنے لگا، پھر غصہ ہو گئے اور کہنے لگے: غلطی کیوں کی؟ جب تین بار اس کو دہرایا تو میں نے آہستہ سے کہا کہ حضرت! غلطی سے غلطی ہوگئی، زور سے جواب دیا کہ غلطی سے غلطی کیسے ہوگئی؟ پھر مجھے دروازے سے باہر کر دیا، دو تین دن بعد پھر جب میں اندر آیا اور طلبہ سب بیٹھے ہوئے تھے تو پڑھاتے پڑھاتے اچانک کہنے لگے کہ اس کی تلافی کیا ہے؟ معافی، اس کا نتیجہ کیا؟ معافی، معافی، معافی، میں نے زور سے کہا کہ حضرت! معافی! پھر ہنسنے لگے۔“

کپڑے میسر نہیں تھے:

فرمایا: ”میرے پاس صرف دو کپڑے تھے، بہت پرانے اور سیدھے سادے، مجھے تمہارے کپڑے دیکھ کر رشک آتا ہے، اتنے عمدہ عمدہ کپڑے تم لوگوں نے پہن رکھے ہیں، ایک مرتبہ قدیم مطبخ کے دروازے پر میں کھڑا تھا، ایک پورنیہ کا لڑکا آیا اور میرے کرتے کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا کہ یہ اچھا نہیں لگتا، میں نے زور سے اس کو ڈانٹا کہ میں نے آپ کو دکھانے کے لیے یہ کپڑے نہیں پہنے ہیں، آپ کو اچھے نہیں لگتے تو میں کیا کروں؟ مجھے تو اچھے لگتے ہیں نہ؟ سب بچے مجھے گھورنے لگے، کہ یہ تو عجائبات آدمی ہے، ہاں بچو! میں تو بہت عجیب تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے قبول کرلیا، ورنہ میں تو بیمار، کھوسٹ، کہاں پڑھ پاتا؟ میں سب کو دعا کے لیے کہا کرتا تھا، چہارم میں جب بیمار ہوتا تھا تو سب سے کہا کرتا تھا کہ دعا کرو کہ میں بھی کچھ پڑھ لوں، مجھے تو یقین ہی نہیں تھا کہ میں پڑھ پاؤں گا، روزانہ دعائیں کرتا اور مانگتا تھا، ابا نے تو سوچا تھا کہ یہ گھر کا بڑا ہے، کچھ کام وغیرہ کرلے گا تو گھر بھی چل جائے گا، پھر مجھے بھینس حوالے کی تھی، میں بھاگتا بھاگتا مدرسہ کی زمین پر آنکلا، پھر ضیاء صاحبؒ کی نظر پڑی اور مجھے داخلہ دلوایا اور میں پڑھنے لگا، یہ سب بچو! ضیاء صاحبؒ کا احسان وکرم تھا، جو مجھے ہمت دلاتا اور آگے بڑھاتا تھا، مولاناؒ بھی عجیب تھے، جس کو جو کہہ دیتے وہی ہوتا تھا، کسی کو کہہ دیتے کہ یہ ایسا ہوگا تو وہ ویسے ہی ہوجاتا، بڑے عجیب تھے، دل کے صاف تھے، مجھے جو کہتے تھے وہی میرے ساتھ ہوا، میرا رُواں رُواں ان کے احسانات کا مرہونِ منت ہے، بچو! اپنے اساتذہ کی قدر کرو، ترقی کروگے۔“

مصنف کا کمال:

بچو! مصنف کا کمال تو یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب کے ذریعہ پڑھنے والوں کو دوسری دنیا

میں پہنچا دے، یہی کمال ہے، یہ اخلاص کی وجہ سے پیدا ہوگا، یہ کمال بخاریؒ میں موجود ہے، امامؒ نے ایسے اعلیٰ درجے پر ابواب باندھے اور ایسے خوب صورت پیرایہ میں انہیں ترجمہ دیا کہ اگر اخلاص کے ساتھ صحیح نیت سے ان کو پڑھیں تو دل باغ باغ ہو جائے اور ایمانی کیفیات میں ترقی ہو جائے، بخاری کے ابواب کو پڑھتے پڑھتے آدمی عشق ومحبت میں ڈوب جاتا ہے، دیکھو! ابھی ہم حضور ﷺ کی وفات کے قریب کے واقعات پڑھ رہے تھے، ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ سب ہمارے سامنے ہو رہا ہے، مجھے تو یوں لگ رہا تھا کہ حضور بیٹھے ہیں اور ابوبکرؓ کو حکم فرما رہے ہیں کہ جاؤ! نماز پڑھاؤ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

میرے ضیاء صاحبؒ کی مجھ سے محبت:

فرمایا: ’’بقرعید کی چھٹیوں میں ضیاء صاحبؒ گھر چلے گئے، سب میں یہ مشہور ہو گیا کہ مولاناؒ نے مدرسہ چھوڑ دیا ہے، بس پھر کیا تھا؟ میرے پیروں سے نیچے سے تو زمین نکل گئی، میں خوب رونے لگا، پھر اپنی چارپائی اُٹھائی اور چل دیا واپس گھر، اب پتا نہیں کہ ضیاء صاحبؒ کو کیسے پتا چل گیا اور وہ فوراً دوڑے دوڑے آئے اور مجھے سمجھانے لگے، پھر وہ اور میں دونوں چلنے لگے، یہ تھے ضیاء صاحبؒ، ان کی مجھے بہت یاد آتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور درجات بلند فرمائے۔‘‘

حضرت ناظم صاحبؒ کی دعا:

فرمایا: ’’بچو! تم یہ سمجھتے ہو کہ میں یہ نئے نئے مسائل کہاں سے نکل کر لاتا ہوں؟ ارے بچو! یہ سب نکلی ہوئی باتیں ہیں، دیکھو! میرے پاس چھوٹی چھوٹی چٹھیاں اور پرچیاں پڑی ہوئی ہیں، یہ سب وہ باتیں ہیں جو سبق میں یا مطالعہ کے دوران اللہ تعالیٰ ذہن میں ڈال دیتے ہیں، یہ سب بچو! حضرت ناظم صاحبؒ کی دعائیں ہیں، جو حضرتؒ بار بار دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ میں حضرتؒ کی خدمت میں گیا اور رو کر کہنے لگا کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ مجھے کچھ سمجھ میں آ جائے، میں بہت پریشان ہوں، عجیب مشکل میں پھنسا ہوا ہوں، پھر دو دن بعد گیا اور کہنے لگا کہ حضرت! میرا کچھ بنایا نہیں، حضرتؒ نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکالی، پھر مسکرا کر کہنے لگے کہ ہاں! بس اس کے بعد سے سمجھ میں آنے لگا کہ یہ مسئلہ یوں ہے اور یہ حدیث اس طرح ہے، یہ سب دعائیں تھیں اور بس۔“

عہد شباب:

فرمایا: ”بچو! اب تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ورنہ پہلے جوانی میں جب میں درس دیا کرتا تھا تو عجیب معاملہ تھا، کان سے عبارت سنتا، آنکھیں طلبہ پر نگراں ہوتیں، ذہن و دماغ کسی اور جگہ کھوجتا اور گھومتا، ہر طرف میں متوجہ ہوتا رہتا، یہ تھا میرا معاملہ، یہ تھی حدیث کی نورانیت، ورنہ میں کہاں اور کہاں میرا دماغ۔“

سردی میں طلبہ کی فکر:

فرمایا: ”بچو! یاد رکھو! سردی کے زمانے میں سردی سے بچنے کا سامان اگر ہو تو اس کو استعمال کرو، نہ ہو تو خریدو، ہاں! اگر مجبوری ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے، ہوتے ہوئے استعمال نہ کرنا بے وقوفی ہے، میرا ایک ساتھی تھا پرتاپ گڑھ کا، بہت صحت مند تھا، لیکن اس نے مولانا صدیق صاحب باندویؒ کا تذکرہ پڑھا تو مجاہدہ کرنے لگا اور کمزور ہو گیا، ایسا نہ کرو۔“

تمیز سیکھنی پڑتی ہے:

فرمایا: ”بچو! ہر بات سیکھنے سے آتی ہے، ورنہ آدمی خراب ہو جاتا ہے، ادب، تہذیب اور اخلاق سیکھنے پڑتے ہیں، میرے والدؒ مجھے سو سو بار تاکید فرماتے کہ دیکھو! کوئی چیز

بغیر اجازت کے مت لینا اور اپنا کام خود کرنا۔ اور اپنے بڑوں کے پاس روزانہ کسی وقت ضرور بیٹھنا، میں بھی عشاء کے بعد مولانا ضیاء صاحبؒ کے پاس ضرور جاتا۔"

حضرت ضیاء صاحبؒ میرے خواب میں:

فرمایا: "مولانا ضیاء صاحبؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کچھ ڈال دیا تھا، اسی لیے وہ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے، بہت خیال کرتے تھے، بار بار میرے متعلق پوچھا کرتے، ان کے جانے کے بعد میں نے ان کے لیے ایک مرتبہ حج کیا، تو مزدلفہ میں وہ میرے خواب میں آئے کہ بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے انہیں سلام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔"

میرا چھوٹا بھائی:

فرمایا: "میرا چھوٹا بھائی بہت شریر تھا، لیکن سمجھ دار تھا، نمازی تھا، پہلے جھوٹ بولتا تھا، میرے سامنے بھی اس نے جھوٹ بولا، میں نے نظر انداز کر دیا، دوسری مرتبہ اس نے پھر بولا، تو میں نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہوگا شاید، میں نے اس کو یہ نہیں کہا کہ تو جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے، اگر ایسا بولتا تو اس کا دل ٹوٹ جاتا، بات تو وہی تھی، لیکن اگر اس کا دل توڑ دیتا تو کیا فائدہ ہوتا؟ کسی کا دل نہ توڑو، چاہے کچھ بھی ہو جائے، پھر بعد میں اس کو احساس ہو گیا ہوگا۔"

بنگالی طلبہ:

بنگالی طلبہ سے حضرتؒ بہت محبت فرماتے، بار بار ان کے متعلق جملے کہتے رہتے، کبھی ان کو اُلو، کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے رہتے، ڈانٹتے اور ان کے وہ عیوب جو ان میں فطرۃً ہوتے ان کو بیان کرتے اور کمال تو یہ ہے کہ ان کی زبان میں توڑ موڑ کر بیان کرواتے تھے، فرمایا: "جب میں شروع شروع میں پڑھنے لگا تو میری آواز نہیں نکلتی تھی، ٹی. بی. کا مریض ہو

گیا تھا، پڑھانے لگا تو وہی چنتوں نے پکارنا شروع کیا، کون؟ وہی بنگالی، پھر میں نے مائیک کی آواز تیز کرادی، پھر بھی پکارتے رہے، پھر آواز بڑھادی، پھر کوئی نہ بولے، میں نے خود حضرت شیخ سے اور اسعد اللہ صاحبؒ سے کہلوایا تو دونوں نے کہا کہ گھر چلے جاؤ، علاج کروا کے آجانا، میں نے منع کیا کہ مرجاؤں گا، مگر نہیں جاؤں گا۔"

میری لڑائی:

فرمایا: "میں ایک مرتبہ گھر گیا ہوا تھا، کبھی جاتا نہیں تھا، بس اسی وقت کچھ تقاضا سے گیا ہوا تھا، جب واپس آیا تو تمام بنگالی لڑکے جمع تھے اور مجھے مارنے کی پلاننگ کر رہے تھے، مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور مارنے کے لیے آگے بڑھے، ان میں سے ایک اچھے بنگالی نے مجھے کہا کہ دیکھو! اس کو چھوڑ دو، یہ بھولا ہے، واقعی بچو! میں بہت بھولا تھا، کہ اگر وہ آپ کو مارتے تو کیا کرتے؟ اگر وہ مارتے تو میں بھی ایک آدھ تو ضرور ان کو مارتا، کہ حفاظت تو کرنی چاہیے آدمی کو، پھر بچو! جن لڑکوں نے مجھے مارنے کی پلاننگ کی تھی وہ سب ختم ہوگئے۔"

یہ تبلیغ والے یوسف صاحب:

فرمایا: "حضرت مولانا یوسف صاحبؒ جب پاکستان گئے تو لوگوں نے دنیاوی اعتبار سے سب کا تعارف کروایا، سب حکومتی لوگ تھے، حضرتؒ بہت ناراض ہوئے، سارے افسران ولیڈران موجود تھے، آپؒ نے کہا کہ یہ بھی کوئی تعارف ہے؟ تعارف تو صحابہؓ کا اس طرح ہوتا تھا کہ یہ بدری ہے، یہ انصاری ہے، یہ فلاں شہید کے والد ہیں، یہ اُحُد کے ہیں، یہ بیعت رضوان کے ہیں، سب کو حضرتؒ نے ڈانٹا، لیکن بچو! کسی نے برا نہیں مانا، کیوں کہ حضرتؒ نے اخلاص سے کہا، درد سے کہا، سب نے کہا کہ جی حضرت! آپ نے صحیح فرمایا۔ نیک نیتی سے آدمی کوئی بات کہے تو اس کا اثر بھی اچھا ہوتا ہے۔"

بددعا اور نحوست:

فرمایا: ”میرے گاؤں والوں نے اپنی نیک نیتی سے جمعہ شروع کروایا اور سب شوق سے جمعہ ادا کرنے لگے، ایک صاحب آئے، وہ آدھے مولوی تھے، انہوں نے نیا مسئلہ پیدا کیا اور سب کو منع کر دیا، پھر برکت ختم ہوگئی، پھر میں نے خود دیکھا بچو! انہوں نے جمعہ کو روک دیا تو اللہ تعالیٰ کی ایسی مار پڑی ان پر کہ وہ نماز پڑھنے ہی سے محروم ہوگئے، کئی سال تک وہ یوں ہی نماز کو نہیں آئے، اسی لیے بچو! زیادہ تشدد مت کرو کسی بھی چیز میں۔“

جاحظ شیعی معتزلی:

فرمایا: ”جاحظ ادب کا مشہور و معروف ادبی شاعر تھا، شیعہ تھا اور کمال کی بات یہ ہے کہ امام الدنیا امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ کا ہم عصر تھا، لیکن امام بخاریؒ تو آسمان پر پہنچے اور وہ شیعہ معتزلی کم بخت ہی بنا رہا، ایک مرتبہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے شیطان کی تصویر چاہیے، وہ کہنے لگا کہ میں کیسے دوں؟ مجھے تو معلوم نہیں کہ وہ کیسا ہے؟ پھر کئی دن بعد وہ آئی اور کہنے لگی کہ تم میرے ساتھ چلو، پھر وہ عورت اسے ایک آئینہ ساز کے پاس لے جا کر دور کھڑی ہوگئی اور تصویر بنانے والے کو کچھ اشارہ کیا، جاحظ نے دیکھ لیا تو وہ ڈر گئی اور بھاگ کھڑی ہوئی، تصویر بنانے والے سے جاحظ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہوا؟ وہ کہنے لگا کہ وہ تمہیں ہی شیطان بنا کر میرے سامنے لائی تھی کہ ان کی تصویر بنا دو۔“

قریش کے ایک نیک آدمی:

فرمایا: ”ایک قریشی صاحب کراچی کے امیر تھے، جماعت کے وہاں مرکز کے تاجر بھی تھے، لیکن دعوت کے کام میں لگنے سے وہ نیک ہوگئے اور ایسی زندگی گزاری کہ جب انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں پوچھا کہ کیا گزری؟ کہنے لگے کہ بس فرشتے آئے اور ایک

گلدستہ میرے سینے پر رکھا اور میں اس کو سونگھنے لگا، بس میری روح نکل گئی اور میں آرام سے سویا ہوا ہوں۔‘‘

حضرت جی زبیر الحسن صاحبؒ کی علالت:

فرمایا: ’’زبیر صاحبؒ کی طبیعت ناساز چل رہی تھی، ہسپتال میں داخل تھے، تو حضرتؒ بار بار قاسم سے ان کی صحت کے بارے میں پوچھتے جاتے اور دعا کرواتے اور کہتے کہ بچو! یہ تبلیغ والے بڑے نیک لوگ ہوتے ہیں، پھر صحت پائی تو کہنے لگے کہ دیکھو! صحت اللہ تعالیٰ نے دے دی، اللہ تعالیٰ ان کی بہت مدد کرتا ہے۔‘‘

حضور ﷺ مانتے ہی نہیں:

فرمایا: ’’الاصابہ میں ایک حدیث آئی کہ ایک صحابی سے حضور ﷺ ناراض ہو گئے، وہ حضور کو مناتے، حضور ان سے ناراض ہی رہتے، بار بار وہ آتے اور حضور ان سے دل لگی فرماتے اور ناراضی کا اظہار فرماتے اور اعراض کرتے جاتے، انہوں نے ایک مرتبہ کہا کہ حضور! ’’إذا نُرضِي ربَّنا فيَرضىٰ‘‘ کہ اللہ تعالیٰ کو تو جب کوئی مناتا ہے تو اللہ تعالیٰ فوراً مان جاتے ہیں اور راضی ہو جاتے ہیں، حضور ﷺ چونک پڑے اور فوراً راضی ہو گئے۔‘‘

حضرتؒ کا پیغام ہم طلبہ کے نام:

فرمایا: ’’بچو! میرے لیے دعا کرو، میری بخشش کے لیے خوب دعا کرو، اور میری طرف سے یہ بات سب کو پہنچا دو، جہاں میرے جاننے والے ہیں سب تک پہنچا دو کہ میرے لیے دس دس روپے صدقہ دینا، میرے مرنے کے بعد قرآن پڑھ کر بخشنا اور پانچ نمازیں اور ایک روزہ میرے لیے ہدیہ کرنا، میں بہت محتاج ہو جاؤں گا، میں بہت گنہگار ہوں۔‘‘

☆……☆……☆

فہرست خلفاء ومجازین

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس شیخ محمد یونس صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ

صوبۂ اُتر پردیش:

(۱) حضرت مولانا طاہر صاحب (شیخ الحدیث مدرسہ فیض ہدایت رحیمی، رائے پور)

(۲) حضرت مولانا ریاض صاحب (استاذِ حدیث مدرسہ فیض ہدایت رحیمی، رائے پور)

(۳) حضرت مولانا سید حبیب احمد صاحب (مہتمم جامعہ ہتھورا، باندہ)

(۴) حضرت مفتی عبید اللہ اسعدی صاحب (شیخ الحدیث جامعہ ہتھورا، باندہ)

(۵) حضرت مولانا سفیان صاحب اعظمی (شیخ الحدیث جامعہ عربیہ مطلع العلوم، اعظم گڑھ)

(۶) حضرت مولانا فاروق صاحب (مہتمم دار العلوم زکریا، دیوبند)

(۷) حضرت مولانا منہاج صاحب (بانی ومہتمم مدرسہ فیض العلوم دھرماپور، پرتاپ گڑھ)

(۸) حضرت مولانا ابو البقاء صاحب (بانی ومہتمم مدرسہ عربیہ شیخ یونس، رفیع پور، جون پور)

(۹) حضرت مولانا انعام اللہ صاحب (اُستاذ مانک مئو، سہارن پور)

(۱۰) حضرت قاری ایوب صاحبؒ (اُستاذ تجوید القرآن، سہارن پور، متوفی: ۱۴۴۰ھ)

(۱۱) حضرت مفتی سید صالح صاحب (اُستاذ مظاہر العلوم، سہارن پور)

(۱۲) حضرت قاری انیس صاحب (اُستاذ مظاہر العلوم، سہارن پور)

(۱۳) حضرت مولانا ثوبان صاحب (ابن حضرت مولانا سید سلمان صاحب ناظم مظاہر العلوم سہارن پور)

(۱۴) حضرت مولانا فیروز صاحب (اُستاذ جامعہ اسلامیہ علوم القرآن، اعظم گڑھ)

(۱۵) حضرت مولانا الیاس صاحب (مہتمم مدرسۃ البنات، روڑکی، اُتراکھنڈ)

(۱۶) حضرت مولانا آدم مصطفیٰ صاحب (فیروز آباد)

(۱۷) حضرت مولانا حسین احمد صاحب پانڈولی (اُستاذ مدرسہ ناشر العلوم، سہارن پور)

(۱۸) حضرت مولانا شمعون صاحب (اُستاذ فیض ہدایت رحیمی)

(۱۹) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب (مہتمم دار العلوم حسینیہ، ٹپری، ضلع کانگڑا)

صوبۂ گجرات:

(۲۰) حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودرویؒ (رئیس الجامعہ فلاحِ دارین ترکیسر، متوفی: ۱۴۳۹ھ)

(۲۱) حضرت مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی (شیخ الحدیث دار العلوم فلاحِ دارین ترکیسر)

(۲۲) حضرت مولانا غلام صاحب وستانوی (بانی و مہتمم جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا)

(۲۳) حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی (شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

(۲۴) حضرت مولانا رشید احمد صاحب ابن مولانا کفایت اللہ صاحبؒ (مہتمم واُستاذِ حدیث مدرسہ خلیلیہ ماہی)

(۲۵) حضرت مولانا حنیف صاحب امرپوری (مدرسہ خلیلیہ، ماہی)

(۲۶) حضرت مولانا ایوب صاحب پانولی (ناظم تعلیمات جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

(۲۷) حضرت مولانا نور الدین صاحب (حال مقیم بمبئی)

(۲۸) حضرت مولانا ابراہیم صاحب مظاہری (مہتمم جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

(۲۹) حضرت مولانا عبد الباقی صاحب امرپوری (اُستاذ مدرسہ خلیلیہ، ماہی)

(۳۰) حضرت مولانا جابر صاحب رسول پوری (اُستاذ مدرسہ خلیلیہ، ماہی)

(۳۱) حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب بھیلونی (اُستاذ مدرسہ خلیلیہ، ماہی)

(۳۲) حضرت مولانا سید محمد علی صاحب (اُستاذ مدرسہ دعوۃ الحق، پالن پور)

(۳۳) حضرت مولانا اسماعیل صاحب (ابن مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی، مقیم کاپودرا)

(۳۴) حضرت مولانا محمد زکریا صاحب اُدھنوی (اُستاذ مدرسہ تحفیظ القرآن، نانی نرولی)

(۳۵) حضرت مولانا غلام رسول خاموش صاحبؒ (سابق کارگزار مہتمم دار العلوم دیوبند، متوفی: ۱۴۳۱ھ)

(۳۶) حضرت حافظ احمد صاحب پیرا منیؒ (عرف باجی، انکلیشور، متوفی: ۲۰۱۵ء)

(۳۷) حضرت مفتی عبداللہ صاحب رویدروی (بانی جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ)

(۳۸) حضرت مفتی اقبال صاحب (استاذِ حدیث دار العلوم لوناواڑا)

صوبۂ بنگال:

(۳۸) حضرت مولانا عابد صاحب (بانی ومہتمم مدرسہ بیر بھومی، بنگال)

(۳۹) حضرت مولانا شفیق الاسلام صاحب (مہتمم مدرسہ یونسیہ دار الیتامیٰ)

(۴۰) حضرت مفتی صدیق اللہ صاحب پرگنوی (استاذ حدیث ومہتمم دار العلوم یونسیہ پنچی، مدینہ نگر)

(۴۱) حضرت مولانا جسیم الدین صاحبؒ (سابق صدر مدرّس جامعہ زکریا، جوگی گورا)

(۴۲) حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب (استاذ مدرسہ مفتاح العلوم تیگھریا، متوفی: ۱۴۴۰ھ)

(۴۳) حضرت مولانا شہید الاسلام (اُتر ۲۴ پرگنہ، مغربی بنگال)

صوبۂ کرناٹک:

(۴۴) مولانا مفتی زین العابدین رشادی مظاہری (مہتمم مدرسہ شاہ ولی اللہؒ بنگلور)

صوبۂ آندھرا پردیش:

(۴۵) حضرت مولانا سید خواجہ معصوم ثاقب قاسمی (رُکن مجلس شوریٰ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور)

صوبۂ بہار:

(۴۶) حضرت مفتی کوثر علی سبحانی صاحب (اُستاذِ حدیث مظاہر علوم وقف، سہارن پور)

انگلینڈ:

(۴۷) حضرت اقدس مولانا یوسف صاحب متالاؒ (شیخ الحدیث وبانی دار العلوم بری، لندن، متوفی: ۱۴۴۱ھ)

(۴۸) حضرت مفتی شبیر صاحب (شیخ الحدیث دار العلوم جامعۃ العلم والہدیٰ)

(۴۹) حضرت قاری زبیر صاحب (اُستاذ دار العلوم جامعۃ العلم والہدیٰ)

(۵۰) حضرت مفتی عبد الصمد صاحب (مہتمم دار العلوم جامعۃ العلم والہدیٰ، بلیک برن)

(۵۱) حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب لمباڈا (اُستاذ دار العلوم بری، لندن)

(۵۲) حضرت حافظ علی صاحب (اُستاذ دار العلوم بری، لندن)

(۵۳) حضرت مولانا مختار اسعد صاحب سہارن پوری (مقیم حال: برطانیہ)

(۵۴) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (خسر مولانا یوسف صاحب متالا)

(۵۵) حضرت مولانا ایوب صاحب (شیخ الحدیث دار العلوم فلاحِ دارین، ترکیسر و مدیر مجلس دعوۃ الحق، لسٹر، لندن)

(۵۶) حضرت مولانا عمر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق اُستاذ دار العلوم بری، لندن)

(۵۷) حضرت مولانا فضل حق وادی صاحب (مہتمم جامعۃ الکوثر للبنات)

(۵۸) حضرت حاجی فقیر داجی صاحب (یوکے)

(۵۹) حضرت مولانا نوشاد عزیز صاحب (دار العلوم بری، لندن)

(۶۰) حضرت مولانا رشید بن ہاشم پٹیل صاحب (اُستاذِ تفسیر دار العلوم بری، لندن)

(۶۱) حضرت مولانا موسیٰ پٹیل صاحب (بلیک برن، یوکے)

افریقہ:

(۶۲) حضرت مولانا عبد الرشید صاحب (ابن مولانا عبد الرحیم صاحب متالاً، مدیر معہد الرشید الاسلامی، زامبیا)

(۶۳) حضرت مولانا محمد گورا صالح جی صاحب (دربن، ساؤتھ افریقہ)

(۶۴) حضرت مولانا ہارون عباس عمر صاحب (دربن، ساؤتھ افریقہ)

(۶۵) حاجی اسماعیل صالح جی صاحب (دربن، ساؤتھ افریقہ)

(۶۶) حضرت مولانا اسماعیل گردی صاحب (وائٹ ریور، ساؤتھ افریقہ)

(۶۷) حضرت مفتی عبد الخالق صاحب بھولا (جہانس برگ، ساؤتھ افریقہ)

(۶۸) حاجی محمد ابراہیم عمر صاحب (لوساکا، زامبیا)

مدینہ منورہ:

(۶۹) حضرت مولانا یونس صاحب رندیرا (حال مقیم: مدینہ منورہ)

مکہ مکرمہ:

(۷۰) حضرت شیخ اسماعیل صاحب سورتی

دُبئی:

(۷۱) حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحب اعظم گڑھی (حال مقیم: دُبئی)

ریونین، فرانس:

(۷۲) حضرت مولانا یوسف صاحب (ریونین)

(۷۳) حضرت مولانا سعید اِنگار صاحب

سوریا:

(۷۴) فضیلۃ الشیخ المحدث فرید بن علی باجی التیونسی (سوریا)

بنگلہ دیش:

(۷۵) حضرت مولانا محبوب الرحمٰن صاحب (مہتمم مدرسہ عمر بن خطاب ومدرسہ عثمانیہ، جاسور)

(۷۶) حضرت مفتی محمود الحسن صاحب (اُستاذِ حدیث، چاٹگام)

نوٹ: یاد رہے کہ مذکور فہرست احقر کی معلومات کے مطابق ہے۔

تمّ بحمد اللہ

ملفوظات مع مختصر سوانح

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمہ اللہ
شیخ الحدیث دار العلوم مظاہر علوم جدید سہارنپور

مرتب و جامع
محمد جابر بن عمر پالن پوری غفرلہ

حضرتؒ کی وفات سے پہلے حجرے کا منظر

الشیخ محمد یونس الجونفوری

حضرتؒ کی وفات کے بعد حجرے کا منظر